تذکرۃ القبور

ترجمہ

شرح الصدور

مصنف:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

محمد عابد عمران انجم مدنی

جنت البقیع

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

تذکرۃ القبور

ترجمہ

شرح الصدور

مصنف : امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم : محمد عابد عمران انجم مدنی

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022

نام کتاب	....	تذکرۃ القبور (ترجمہ) شرح الصدور
مصنف	....	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	....	محمد عابد عمران انجم مدنی
تاریخ اشاعت	....	ستمبر ۲۰۰۶ء
صفحات	....	۵۲۸
تعداد	....	۵۰۰
کمپوزنگ	....	عبدالسلام/قمر الزمان رائل پارک لاہور
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	محمد اکبر قادری عطاری
قیمت	....	220 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
۴۰ اردو بازار
لاہور

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
والدہ سے زیادہ رحم کرنے والا	"
اللہ ارحم الراحمین!	۶۷
نواں باب	
موت سے ڈرانے والے کا بیان	۶۸
قاصد ملک الموت	"
بیماری اور ملک الموت	"
ساٹھ سال کی عمر	"
دسواں باب	
خاتمہ بالخیر کی علامت کا بیان	۶۹
اللہ تعالیٰ کا استعمال فرمانا	"
عملِ صالح کی توفیق	"
شوقِ لقاء	"
اضافہ از مترجم	۷۰
سوءِ خاتمہ کے اسباب	"
گیارھواں باب	
مرض الموت، کیفیت و شدت کا بیان	۷۱
کیفیت موت	"
شدت موت	۷۲
اِتقِ سرانجام عمل	"
واقعہ یعقوب علیہ السلام	"
مومن اور کافر کی جان نکلنا	"
آج ہی جنم!	"
درجۂ جنت	ـ
ہر چیز پر اجر	"
پسینۂ پیشانی	"
اضافہ از مترجم	"
موت کے وقت کی تین علامتیں	۷۴

عنوان	صفحہ
مومن کی خطا	"
گدھے جیسی موت	"
کافر کی جزاء	"
پسینہ اور خوشخبری	۷۵
قولِ علماء کرام	"
گروہِ بنی اسرائیل	"
مردہ زندہ ہو گیا	۷۶
موت کی تکلیف کب تک؟	"
موت کا معمولی درد	"
ہزار ضربیں موت کی تکلیف	"
بشر پر موت	۷۷
فرمانِ موسیٰ علیہ السلام	"
آپ پر آسان ہوئی	"
فرمان ابراہیم علیہ السلام	"
سیخ پر زندہ چڑیا	"
فرشتوں کی پکڑ	۷۸
میت کا معاملہ	"
اون میں کانٹے دار شاخ	"
اضافہ از مترجم	"
موت کی تکلیف کا ایک قطرہ	"
قول حضرت [illegible] عاص رضی اللہ عنہ	۷۹
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعجب	"
[illegible] حضرت کعب رضی اللہ عنہ	"
موت کی ہولناکیاں	۸۰
ایک رگ کی تکلیف	"
شیطان کی قربت	"
تمام پوروں سے پروازِ روح	۸۱

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان — صفحہ

سینتیسواں باب

اڑتیسواں باب

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
حج بھی قرض ہے	۴۹۵
حج ادا کرنے کا حکم	"
حج پر میت کے ثواب جتنا ثواب	"
والد کی طرف سے غلام آزاد کرنا	"
میت کو ثواب پہنچتا ہے	"
حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا عمل	۴۹۶
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلام آزاد کیا ...	"
سو غلام آزاد کرنا	"
حج اور روزے مردہ کی طرف سے	"
والدین کی اطاعت کے بعد سب سے بڑی نیکی	"
ولی مردے کی طرف سے روزے رکھے ...	۴۹۷
باب اکیاون	
میت کیلئے قبر پر تلاوت قرآن مجید	۴۹۸
ایصال ثواب کا جواب	"
حضرت عکرمہ کا قول	۴۹۸
حضرت ربیع بن انس کا قول	"
حسین بن فضل کا قول	"
حافظ شمس الدین حنبلی کا مؤقف	۴۹۹
شیخ عزالدین بن سلام کا فتویٰ	"
شوافع جواز کے قائل	"
امام نووی کا مؤقف	"
امام احمد بن حنبل کا رجوع	۵۰۰
طریقۂ انصار	"
گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص کا اجر	"
یوم قیامت مردوں کا سفارش کرنا	"
سال بھر سورۂ اخلاص کا ثواب تقسیم ہوا	"
سورۂ یٰسین اور اس کا اجر	۵۰۱

عنوان	صفحہ
امام غزالی اور عبدالحق نے نقل کیا	"
فتاویٰ قاضی خان	۵۰۲
فصل	"
قبر پر تر شاخ لگانا	"
اصل پر رہتی ہیں تو تسبیح بیان کرتی ہیں	"
دیگر اہل علم کا مؤقف	"
تر شاخ قبر میں گاڑ دی	۵۰۳
حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی وصیت	"
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت	"
قبر مٹنے پر رحمت خداوندی	"
حضرت ارمیاء علیہ السلام کا واقعہ	"
باب باون	
موت کے بہترین اوقات	۵۰۵
دخولِ جنت کے اوقات	"
رضائے الٰہی کے لئے اعمال	"
صحابہ کرام کی پسندیدگی	"
قیامت کو روزے کا ثواب	"
جمعہ کے دن فوت ہونے والے پر شہداء کی مہر	۵۰۶
جمعۃ المبارک اور جہنم سے آزادی	"
باب ترپن	
موت کے بعد جلدی جنت میں لے جانے والے اعمال	۵۰۷
آیت الکرسی کی فضیلت	"
ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا' جنت میں دخول کا باعث	"
باب چوّن	
مردے کے جسم کا گلنا سڑنا اور انبیاء کے جسم کا	

انتساب

؎ آئینۂ دل نیست کہ دہد جا بہر کسے
ایں پارۂ عقیق بنامِ تو کندہ شد

حضرت عامر شہید چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام

کہ

جنہوں نے دیارِ غیر میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم بلند فرمایا

احقر العباد

عابد عمران انجم مدنی

عرضِ مترجم

مجھ سے مبتدی طالبِ علم کے لئے امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور '' کا ترجمہ کرنا کوہِ گراں کے اٹھانے کے مترادف ہے۔ جو کہ ایک انسان ہونے کے ناطے میرے بس سے باہر تھے۔

لیکن ہر تحریک کے پسِ پردہ ایک محرک ہوتا ہے جو اس تحریک کی ڈوریاں ہلاتا رہتا ہے جس سے اس میں جان پڑی رہتی ہے۔ تو میرے اس ترجمہ کرنے اور کوہِ گراں کو اٹھانے میں بھی چند محرک ایسے ہیں کہ جنہوں نے میری کمرِ ہمت بندھائے رکھی۔ اگر ان محرکات کو ہدیۂ تشکر پیش نہ کیا جائے تو ناسپاسی ہوگی۔

سب سے پہلے تو اپنے محترم المقام بھائی مفتی قاری غلام حسن قادری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جنہیں دیکھ کر میرے اس شوق کو مہمیز ملی۔

بعدازاں محترم رضاء الحسن قادری' قاری عاشق حسین نقشبندی' علامہ صاجزادہ رفاقت حسین' علامہ سرفراز احمد وٹو' حاجی احمد رضا' حافظ رضوان علی شہزاد' بھائی عرفان علی اور نزاکت حسین صاحب کا بھی شکر گزار ہوں' جنہوں نے وقتاً فوقتاً میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

خصوصی طور پر شکر گزار ہوں محترم المقام والدِ گرامی ابرار حسین انجم اور محترم قاری اصغر علی نورانی کا کہ جنہوں نے مجھے علم دین حاصل کرنے کے لئے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف جیسے مادرِ علمی کی آغوش میں دیا۔

آخر میں اکبر بھائی (اکبر بک سیلرز) کا ممنون ہوں کہ جنہوں نے نشر و اشاعت کا بیڑہ اُٹھایا۔

والسلام

عابد عمران انجم مدنی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ

بھیرہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الموت و الحیاۃ و زین سید نا محمدا باحسن الصفات و علیہ اکمل التحیۃ و الصلوۃ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ و علماء امتہٖ اجمعین!

خطبہ کتاب

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے جس نے جسے چاہا غفلت کی نیند سے بیدار فرمایا اور جس سے ملاقات پسند فرمائی اسے مقام علیین کی طرف بلایا اور اس سے اس کے بوجھ دور فرمائے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی معبود نہیں یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی کے جس پر اخلاص کی چادر حلے کے طور پر دی گئی ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اللہ رب العزت کے بندے اور رسول ہیں اور بہترین ملت کے ساتھ معبوث کیے گئے ہیں اور بہترین دوستی کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہیں۔

آپ پر آپ کی آل پاک پر اور جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ رب العزت دورد و سلام بھیجے۔

یہ علم برزخ کے بارے میں ایسی شافی کتاب ہے جس کا لوگوں کو بہت شدت سے انتظار تھا۔ اس کتاب میں میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) موت، اس کی فضیلت اور کیفیت، ملک الموت اور ان کے مددگاروں کی حالت، قریب المرگ آدمی کی حالت، روح کی بدن سے جدا ہونے کے بعد کی حالت اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کی حاضری اور دیگر ارواح سے ملاقات، روح کا اس کے بعد کا ٹھکانہ اور قبر کی حالت، اس کا بھینچنا، اس کے فتنے، عذاب اور تنگی اور جو چیز اس میں نفع دے گی ان سب کی تشریح ذکر کروں گا یعنی مرض الموت کی ابتداء سے صور میں پھونکے جانے تک کی تفصیل

بیان کروں گا۔

اوران کیلئے احادیث مرفوعہ، آثار موقوفہ اور مقطوعہ نقل کروں گا جو کہ کتب حدیث سے حاصل کیے ہیں اس بارے آئمہ حدیث کے کلام پر اعتماد کیا ہے اور تذکرہ قرطبی میں جو کچھ اس بارے میں ذکر کیا گیا ہے اسے تنقیح اور تخریج کے ساتھ نقل کروں گا۔ مزید جو کچھ ان کی کتاب میں ذکر نہیں اس کا اضافہ کروں گا۔

اوراس کتاب کا نام میں نے ''شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور'' یعنی ''مردوں اور قبروں کے حالات کی تشریح کے ساتھ سینوں کو کھولنا'' رکھا ہے اور اگر زندگی نے مہلت دی تو انشاء اللہ یہ ارادہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک کتاب علامات قیامت کے بارے میں اور ایک کتاب بعث بعد الموت، قیامت اور جنت و دوزخ کے احوال کے بارے میں شامل کروں جس میں مکمل تفصیل ہو۔

اللہ عزوجل اپنے فضل واحسان سے اس کام کی توفیق عطاء فرمائے۔

حضرت ابونعیم نے حضرت مجاہد سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان:

''ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون '' (المومنون آیت ۱۰۰) کے بارے میں نقل فرمایا کہ اس سے مراد موت اور موت کے بعد جی اٹھنے کے درمیان کی چیزیں ہیں۔

<u>اضافہ از مترجم:</u>

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کی ابتدا مندرجہ بالا آیت سے فرمائی تا کہ منکرین عالم برزخ کا رد ہو۔

پہلا باب

در بیان ابتدائے موت

مکالمہ ملائکہ:

۱- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں اور امام احمد نے ''زھد'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت حسن سے مروی ہے۔ فرمایا:

''جب اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام اور ان کی ذرّیت (اولاد) کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کی زمین میں ان کی گنجائش نہیں تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں موت پیدا کروں گا تو فرشتوں نے عرض کی تب تو ان کیلئے زندگی خوشگوار نہ ہوگی تو اللہ رب العزت نے فرمایا میں امید پیدا کروں گا''۔

اضافہ از مترجم:

پتہ چلا کہ جن لوگوں کے دل میں انسانوں سے ہمدردی کا ابال اٹھتا ہے اور جو یہ واویلا کرتے ہیں کہ آبادی کم ہونی چاہیے زیادہ آبادی سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا ان کا یہ شوروغوغا بلاوجہ اور بے فائدہ ہے۔ اللہ رب العزت مسبب الاسباب ہے اگر اس نے مخلوق تخلیق فرمائی ہے تو ساتھی ہی توازن قائم کرنے کیلئے اسباب بھی تخلیق فرمائے ہیں۔

۲- حضرت ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے۔ فرمایا:

''جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اللہ رب العزت نے آپ سے فرمایا! ویران ہونے کیلئے تعمیر کروں اور فنا ہونے کیلئے جنو''۔

دوسراباب

دربیان نہی آرزوئے موت

۱- شیخین (امام بخاری ومسلم) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا! آپ فرماتے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی کسی مصیبت کے آنے پر موت کی تمنا نہ کرے اور اگر آرزو ہی کرنا ہے تو یہ کہنا چاہیے۔اے اللہ رب العزت! مجھے تب تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہے اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو موت عنایت فرما''۔

زیادتیٔ عمر میں بھلائی

۲- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور اس کے آنے سے پہلے اس کو طلب نہ کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے اس کے اعمال منقطع (ختم) ہوجاتے ہیں اور مومن کیلئے زیادتی عمر میں بھلائی ہی ہے''۔

آرزوئے موت

۳- امام بخاری ونسائی رحمتہ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ آپ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا تو وہ نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کی نیکیاں بڑھیں گی اور یا وہ بد ہوگا تو شاید وہ بھلائی کی طرف لوٹ آئے''۔

صحاح میں ہے ''اعتبنی فلان'' فلاں شخص نے مجھے جھڑکا اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی برائی یا بدی سے لوٹ کر اچھائی کی طرف آئے اور ''استعتب'' ''اعتب'' ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

طویل عمر خوش بختی

۴- شعب الایمان میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

موت کی تمنا مت کرو کیونکہ معاملۂ آخرت کی ہولناکی بہت شدید ہے اور انسان کی عمر کا طویل ہونا خوش بختی ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت اسے (گناہوں سے) رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔

''نہایہ'' میں ہے مطلع مشدد ہے، مراد بلند جگہ سے اطلاع پانے کا مقام ہے اور یہاں اس سے مراد موت کے بعد آخرت کے معاملے پر اطلاع پانا ہے اس کو مطلع سے تشبیہ دی کیونکہ اس کے بارے میں بھی بلند جگہ سے پتہ چلتا ہے۔

۵- شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرمایا:

اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی تمنا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم ضرور موت کی تمنا کرتے۔

مصائب میں موت کی تمنا

۶- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیس ابن حازم رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا، آپ فرماتے ہیں:

''ہم حضر خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے گئے درآنحالیکہ آپ کو سات جگہ آگ سے داغا گیا تھا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے روکا نہ ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا''۔

جنت و جہنم اور تمنائے موت

۷- حضرت مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاسم مولیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے موت کی تمنا کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''موت کی تمنا مت کر کیونکہ اگر تو اہل جنت میں سے ہے تو زندگی تیرے لیے بہتر ہے اور اگر اہل جہنم میں سے ہے تو کس لیے اس میں جلدی جانا چاہتے ہو''۔

اضافہ از مترجم:

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے اقوال وافعال، تعلیم امت کیلئے ہیں کسی کے ذہن میں یہ

خیال پیدا نہ ہو کہ معاذ اللہ صحابی رسول جہنم میں جائیں گے۔

۸- خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں! رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا ہے''۔

موت کا مؤخر ہونا

۹- امام احمد، ابویعلیٰ، طبرانی اور حاکم رحم اللہ اجمعین نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس شریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیمار تھے تو انہوں نے موت کی تمنا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! چچا جان! موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر آپ نیک ہیں تو موت کا مؤخر ہونا اور نیکیوں کا زیادہ ہونا آپ کیلئے بہتر ہے اور اگر بدکار ہیں تو موت کا مؤخر ہونا اور برائی سے رجوع کر لینا آپ کیلئے بہتر ہے لہٰذا ہرگز موت کی تمنا نہ کریں۔

بھروسۂ اعمال

۱۰- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور آپ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

''تم میں سے کوئی موت کے آنے سے پہلے اس کی تمنا نہ کرے اور موت طلب نہ کرے مگر یہ کہ اسے اپنے اعمال پر بھروسہ ہو''۔

اضافہ از مترجم:

مذکورہ حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ہر حال میں موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے کیونکہ کسی کو بھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ رب العزت کے فضل و کرم کی امید ہی ہوتی ہے ورنہ آدمی تو ایک عضو کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

نیز حالات سے مجبور ہو کر اپنی جان خود ضائع کر دینے والوں کیلئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔

تیسرا باب

در بیان فضیلت طول عمر فی طاعۃ اللہ تعالیٰ

اچھا اور برا آدمی

۱- امام احمد و ترمذی رحمتہ اللہ علیہما نے نقل فرمایا اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا! جس کی عمر طویل اور عمل اچھا ہو اس نے عرض کی تو لوگوں میں سے برا کون ہے؟ فرمایا! جس کی عمر طویل اور عمل برا ہو''۔

لوگوں میں سے بہتر

۲- امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے بہتر وہ ہے جس کی عمر طویل اور عمل اچھا ہو''۔

لمبی عمر والا مسلم

۳- طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمہیں اس آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں جو تم میں سے بہتر ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتایئے تو فرمایا:

''اسلام کی حالت میں جس کی عمر تم سب سے طویل ہو''۔

۴- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''جب بھی مسلمان کی عمر طویل ہوگی اس کیلئے بہتر ہوگا''۔

طویل عمر شہادت سے بہتر

۵- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن زنجویہ نے ''ترغیب'' میں نقل کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''قبیلہ قضاعہ کے دو آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان میں سے ایک تو شہادت کے رتبے پر فائز ہوا اور دوسرا ایک سال بعد موت سے ہمکنار ہوا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جنت دیکھی اور ان دونوں میں سے بعد میں مرنے والے کو دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا ہے۔ مجھے بہت تعجب ہوا صبح میں نے یہ واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

''کیا اس آدمی نے اس کے بعد ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے تھے اور چھ ہزار رکعت نماز اور اتنی اتنی سنت نماز ادا نہیں کی تھی''۔

اضافہ از مترجم:

یعنی ایک سال کے نیک اعمال اس کے شہید سے پہلے جنت میں داخل ہونے کا سبب بنے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل بندہ

۶- امام احمد و بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ رب العزت کے ہاں اس مومن سے زیادہ افضل کوئی نہیں جو اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوا اور یہ فضیلت اس کی تسبیح، تکبیر اور تہلیل کرنے کی وجہ سے ہے۔

اضافہ از مترجم:

تسبیح سے مراد سبحان اللہ کہنا، تکبیر سے مراد اللہ اکبر کہنا اور تہلیل سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔
یعنی اللہ رب العزت کی پاکی بیان کرنا اور بڑائی بیان کرنا اور توحید کو تھامے رکھنا۔

ہر دن غنیمت

۷- حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

''مسلمان کی ہر دن کی زندگی غنیمت ہے کیونکہ اس میں وہ فرائض اور نمازیں ادا کرتا ہے اور جو اسے اللہ رب العزت اپنے ذکر کی توفیق عنایت فرمائے وہ کرتا ہے''۔

تسبیح وتہلیل کے لئے مومن کا لوٹنا

۸- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم بن ابی عبدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا!

''مجھے یہ بات پہنچی ہے یا میں نے یہ بات سنی ہے کہ جب بندہ مومن وفات پا جائے گا تو دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرے گا اور یہ کسی غرض کی بناء پر نہیں بلکہ اس لیے کہ تکبیر، تہلیل اور تسبیح بیان کرے۔

چوتھا باب

دین میں فتنہ کے خوف سے تمنائے موت کا جواز

قیام قیامت

۱- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی حتیٰ کہ ایک آدمی کسی شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا، کاش اس کی جگہ میں ہوتا''۔

دعائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲- امام مالک و بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے اللہ عزوجل! میں تیری جناب میں نیک کاموں کے کرنے اور برائیوں کے ترک کرنے اور مساکین سے محبت کی دعا کرتا ہوں اور جب تو لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بلالینا''۔

اضافہ از مترجم:

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہیں اور بھولے سے بھی ان سے کوئی برائی سرزد نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ترک منکرات کی دعا فقط تعلیم امت کیلئے فرمائی ایسے ہی آزمائش والی بات بھی تعلیم امت کیلئے ارشاد فرمائی۔

دعائے فاروقی رضی اللہ عنہ

۳- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے اللہ عزوجل! میری قوت کم ہوگئی عمر بڑھ گئی اور رعایا منتشر ہوگئی ہے پس مجھے موت عطا فرما کہ میں نہ ہی ضائع کرنے والا ہوں اور نہ ہی کوتاہی کرنے والا اس بات کو ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے''۔

چھ چیزوں کی صورت میں طلبِ موت

۴- حضرت ابن عبدالبر نے ''تمہید'' مروزی نے ''جنائز'' میں، احمد نے ''مسند'' میں اور طبرانی رحمہم اللہ اجمعین نے ''کبیر'' میں حضرت علیم الکندی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

''میں حضرت ابوعبس غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھت پر تھا تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ طاعون سے بھاگ رہے ہیں تو انہوں نے کہا، اے طاعون! مجھے پکڑ لے، یہ تین مرتبہ کہا۔ حضرت علیم رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے یہ کیوں کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ موت کی صورت میں اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور اسے دوبارہ نہیں بھیجا جائے گا کہ برائی سے رجوع کرلے''۔ کہتے ہیں حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ چھ باتوں کی صورت میں موت کی جلدی کرو۔ (۱) بیوقوفوں کی حکومت (۲) شرط کی کثرت (۳) حکمت کی باتوں کے بیچنے (۴) خون کی ناقدری (۵) قطع رحمی کی صورت میں اور (۶) ایسے لوگوں کی صورت میں جو قرآن کو گاتے بجاتے ہیں۔ بایں طور کہ ایک آدمی کو آگے بٹھاتے ہیں کہ ان کیلئے قرآن گائے اگرچہ وہ ان سب سے کم سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ (صحاح میں ہے تحمل کا معنی کوچ کرنا ہے)۔

اضافہ از مترجم:

اگر بغور ان علامات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہوگی کہ یہ تمام علامات اس دور میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت سے ایمان کی سلامتی کے طلبگار ہیں۔

حضرت حکم کی تمنا

۵- امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، آپ فرماتے ہیں، حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے طاعون! مجھے پکڑ لے، تو آپ سے کہا گیا، آپ نے یہ کیوں کہا حالانکہ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے'' تو آپ نے کہا جو تم نے سنا وہ میں نے بھی سنا ہے لیکن چھ باتوں کی وجہ سے میں جلدی کر رہا ہوں۔ (۱) حکمت کے بکاؤ مال بننے کی وجہ سے (۲) شرط کی کثرت (۳) بچوں کی حکومت (۴) خون کے بہنے (۵) قطع رحمی کی وجہ سے اور آخری زمانے کے ایسے لوگوں کی وجہ سے جو قرآن کو گائیں بجائیں گے۔

قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۶- حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات'' میں حضرت حبیب بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے موت کا ذکر کیا گویا کہ آپ نے موت کی تمنا کی تو آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ ہم کیسے موت کی تمنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کے بعد کریں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کسی کے لئے بھی موت کی تمنا کرنا جائز نہیں نہ ہی نیک کیلئے اور نہ ہی فاجر آدمی کیلئے کیونکہ نیک ہوگا تو نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور فاجر ہوگا تو برائی سے رجوع کرسکتا ہے؟

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کہ میں کیسے موت کی تمنا نہ کروں درآنحالیکہ مجھے چھ چیزوں کے لاحق ہونے کا خوف ہے۔ (۱) گناہ کو ہلکا خیال کرنا (۲) حکمت کی باتوں کے بیچنے (۳) قطع رحمی (۴) شرط کی کثرت سے اور ایسے لوگوں سے جو قرآن گاتے ہیں۔

ارشادِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۷- امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے مگر یہ کہ اسے اپنے عمل پر بھروسہ ہو اور اگر اسلام میں چھ چیزیں دیکھو تو موت کی تمنا کرو اور اگر تیری جان تیرے قبضے میں ہو تو اسے آزاد کردے۔ (۱) خون کے ضیاع (۲) بچوں کی حکومت (۴۳) شرط کی کثرت (۴) بیوقوفوں کی حکومت (۵) حکمت کے بکنے کی صورت میں اور ایسے لوگ جو قرآن گاتے ہیں اس صورت میں (موت کی تمنا کرو)۔

ظہور دجال

۸- ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب دجال ظاہر ہوگا تو بندہ مومن کے نزدیک مرنے سے زیادہ پسندیدہ شے کوئی نہ ہوگی''۔

سرخ سونے سے پسندیدہ موت

۹- ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا آپ فرماتے ہیں کہ: ''لوگوں پر ایک

زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اس زمانے کے علماء کرام کے نزدیک موت سرخ سونے سے زیادہ پسندیدہ ہوگی''۔

پسندیدہ موت

۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قریب ہے کہ موت بندہ مومن کے نزدیک اس ٹھنڈے پانی سے زیادہ پسندیدہ ہوگی جس پر شہد بہایا جائے کہ وہ اسے پئے''۔

کاش!

۱۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کے پاس سے جنازہ گزرے گا اور ایک آدمی کہے گا کاش! اس کی جگہ میں ہوتا''۔

میں تیری جگہ ہوتا

۱۲- ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو میں ان کے پاس عیادت کیلئے گیا میں نے دعا کی، اے اللہ عزوجل! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا عطاء فرما تو آپ نے کہا اے اللہ عزوجل: اس کی طرف رجوع مت فرمانا اور فرمایا: اے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ! قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے کہ ان میں سے ہر ایک کے نزدیک موت سرخ سونے سے زیادہ پسندیدہ ہوگی اور اے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ! اگر تم کچھ عرصہ زندہ رہے تو قریب ہے کہ ایک آدمی قبر پر جائے گا اور کہے گا کاش! میں تیری جگہ ہوتا''۔

اہل وعیال کے لئے تمنائے موت

۱۳- حضرت مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جنائز'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت مرہ ہمدانی سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''اللہ کے ایک بندے نے اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کیلئے موت کی تمنا کی اس سے پوچھا گیا تو نے اپنے اہل وعیال کیلئے تمنا کی تو اپنے لیے کس وجہ سے موت کی تمنا کی؟ تو اس نے کہا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تم اپنی اس حالت پر سلامت رہو گے تو میں تمہارے درمیان بیس سال زندگی گزارنے کی تمنا کرتا''۔

اہل وعیال کا مرنا چڑیا کے مرنے سے بہتر

۱۴- حضرت ابوعثمان سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''ایک دن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما چبوترے پر تشریف فرما تھے اور آپ کے نکاح میں فلاں اور فلاں دو عورتیں صاحب منصب و جمال تھیں اور ان سے آپ کا ایک بہت خوبصورت بچہ تھا۔ اس دوران ایک چڑیا آپ کے سر کے اوپر سے چہچہانے لگی پھر آپ کو قے آئی اور آپ اسے ہاتھ سے کریدنے لگے پھر کہا، آل عبداللہ اور ان کے اہل وعیال کا مرنا میرے نزدیک اس چڑیا کے مرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔

''شقشقة'' دو شین اور دو قاف کے ساتھ چڑیا کی آواز اور اس کی چہچہاہٹ کو کہتے ہیں۔

جعلان کی موت

۱۵- حضرت قیس سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دو بچے آپ کے سامنے کھیل رہے تھے تو آپ نے فرمایا: انہیں دیکھتے ہوا ان کا مرنا مجھ پر جعلان کے مرنے سے زیادہ آسان ہے''۔

''جعلان'' جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ ج کے ضمہ کے ساتھ جعل کی جمع ہے اور یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے اسے گبریلا بھی کہا جاتا ہے۔

شوقِ موت

۱۶- حضرت حسن سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''تمہارے اس شہر میں ایک عبادت گزار بندہ تھا وہ مسجد سے نکلا جب اس نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو ملک الموت نے اسے آلیا۔ اس عابد نے اسے کہا، مرحبا! خوش آمدید، میں آپ کا بہت مشتاق تھا تو ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی''۔

موت کی طرف دوڑ

۱۷- ابن سعد نے ''طبقات'' میں اور مروزی نے نقل کیا ہے حضرت خالد بن معدان سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''خشکی اور تری کے کسی جانور کا میرے بدلے مرنا مجھے پسند نہیں، اگر موت کوئی جھنڈا ہوتی جس کی طرف لوگ دوڑ کر جاتے ہیں تو مجھ سے پہلے اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا مگر وہی آدمی جو مجھ سے زیادہ طاقتور ہوتا''۔

۱۸- انہی سے حضرت ابونعیم نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

''قسم بخدا! اگر موت کسی جگہ رکھی ہوتی تو میں اس تک سب سے پہلے دوڑ کر پہنچ جاتا''۔

دنیا میں زندہ رہنا

۱۹- ابونعیم نے عبدربہ بن صالح سے روایت کیا ہے کہ وہ مکحول کے پاس ان کے مرض موت کے وقت گئے تو اس سے کہا' اللہ عزوجل تجھے عافیت دے' تو انہوں نے کہا: ہرگز نہیں' اس لیے کہ جس کی معافی کی امید ہے اس سے ملنا بہتر ہے اس بات سے کہ اس کے ساتھ زندہ رہا جائے جس کے شر سے شیاطین انس اور ابلیس بمعہ اپنے لشکر کے مامون نہیں۔

لمبی عمر کی دعا پر ناراضگی

۲۰- ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں نقل کیا ہے۔ ابومسہر سے مروی ہے' فرماتے ہیں: ''میں نے ایک آدمی کو سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے تو آپ غصے ہوئے اور فرمایا: نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جلد مجھے اپنی رحمت کی طرف بلائے''۔

موت کی لکڑی

۲۱- ابونعیم نے عبیدہ بن مہاجر سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

''اگر کہا جائے کہ جو اس لکڑی کو چھوئے گا مر جائے تو میں فوراً کھڑا ہو جاؤں حتیٰ کہ اسے چھولوں گا''۔

دنیا فتنہ ہے

۲۲- ابونعیم نے ابوعبداللہ صنابحی سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

''دنیا فتنے کی طرف بلاتی ہے اور شیطان خطا کاری کی طرف ان دونوں کے ساتھ رہنے سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات بہتر ہے''۔

نیکوں سے ملاقات

۲۳- ابن ابی الدنیا نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ آپ (عمرو بن میمون) موت کی تمنا نہیں کرتے تھے۔ آپ کہتے ہیں میں ہر روز اتنی اتنی نماز ادا کرتا تھا حتیٰ کہ یزید بن مسلم نے آپ کی طرف پیغام بھیجا جس میں انہیں سختی سے مخاطب کیا تھا جس سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ بعدازاں آپ یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ عزوجل! مجھے نیکوں سے ملا اور بروں کے ساتھ مت چھوڑ''۔

میت پر رشک

۲۴- ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی آدمی اچھی حالت پر وفات پاتا تو کہتے تجھے مبارک ہو کاش! میں تیری جگہ ہوتا' تو ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں ان پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے احمق! کیا تجھے نہیں معلوم کہ آدمی صبح کو مومن ہوتا ہے اور شام کو منافق ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان سلب کر لیا جاتا ہے درآنحالیکہ اسے شعور ہی نہیں ہوتا میں اس لیے اس میت پر رشک کرتا ہوں اور اسے اس زندگی پر ترجیح دیتا ہوں جس میں نماز' روزہ ہو۔

مکھی کی موت

۲۵- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں نقل کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے ابو جحیفہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

''میرے بدلے کوئی بھی مر جائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی اور نہ ہی مکھی کا مرنا میرے بدلے مجھے خوش کرے گا''۔

میرے بدلے کسی جاندار کی جان جانا

۲۶- ابن ابی الدنیا نے اور خطیب بن عساکر نے نقل کیا ہے' ابی بکرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

''قسم بخدا! کوئی بھی چلے جانے والی جان مجھے اپنی جان سے زیادہ پسند نہیں اور اس اڑنے والی مکھی کی جان جانا بھی (مجھے اپنی جان جانے سے زیادہ پسند نہیں) لوگ گھبرا گئے اور دریافت کیا کیوں؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ کہیں اس زمانے کو نہ دیکھوں کہ جس میں بھلائی کا حکم نہ دے سکوں اور برائی سے منع نہ کر سکوں کیونکہ ایسے زمانے میں کوئی خیر نہ ہوگی''۔

موت خریدنا

۲۷- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں ابن سعد نے اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کے پاس سے ایک آدمی گزرا آپ نے اس سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا' بازار کا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے لوٹنے سے پہلے میرے لیے موت خرید کر لا سکو تو لا دینا''۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی دعا

۴۸- ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے ''کبیر'' میں نقل کیا اور ابن عساکر نے عروہ بن رویم کے طریق سے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا۔

عرباض بن ساریہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ تھے اور موت کی تمنا رکھتے تھے اور دعا فرماتے تھے۔

''اے اللہ عزوجل! میری عمر بڑھ گئی اور ہڈی کمزور ہوگئی تو مجھے موت عطاء فرما۔ آپ (عرباض) کہتے ہیں کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور موت کی دعا کر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک حسین و جمیل سبز پوش نوجوان دیکھا اس نے کہا کہ یہ کیا دعا کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ اے بھتیجے اور کیا دعا کروں؟ اس نے کہا: یوں کہو! اے اللہ عزوجل! عمل اچھے اور عمر وسیع یعنی زائد فرما۔ میں نے کہا اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ تو اس نے کہا میں رفائیل ہوں جو مومنین کے دلوں سے غم دور کرتا ہے۔ پھر میں متوجہ ہوا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ (دواج سے مراد ایک قسم کا لباس ہے)۔

اضافہ از مترجم:

مذکورہ بالا تمام احادیث و آثار سے موت کی تمنا کا جواز تو ملتا ہے مگر کہیں بھی یہ ذکر نہیں آیا کہ انسان اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے۔ بعض اوقات انسان حالات سے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کے بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ ایسے انسان کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہو بلکہ اس کی بارگاہ میں ہمیشہ عرض کناں رہے کہ اسے بہتری اور بھلائی عطا فرمائے۔

پانچواں باب

دربیان فضیلت موت

موت کیا ہے؟

علمائے کرام رحمہم اللہ اجمعین فرماتے ہیں:

''موت عدم محض اور فقط فنا کا نام نہیں ہے بلکہ یہ تو بدن سے روح کے تعلق کے منقطع ہونے' ان کے جدا ہونے اور ان کے درمیان حجاب' حالت کے تبدیل ہونے اور ایک گھر سے دوسرے میں منتقل ہونے کا نام ہے''۔

اضافہ از مترجم:

معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام مر کر مٹی ہو گئی (معاذ اللہ) اور کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے یہ عقیدہ بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔

گر نہ بیند بروز سپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

یعنی اگر چمگادڑ کو دن کے وقت کچھ دکھائی نہیں دیتا تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

''عقلنداں را اشارہ کافی است''

ہمیشگی کے لئے تخلیق

۱- ابو شیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے بلال بن سعد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے وعظ میں فرمایا:

''اے ہمیشگی اور زندگی چاہنے والو! تم فناء کیلئے تخلیق نہیں کیے گئے بلکہ تم ابد اور ہمیشگی کیلئے تخلیق کیے گئے ہو اور تم ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو گے''۔

ایک گھر سے دوسرے گھر انتقال

۲- طبرانی نے ''کبیر'' میں اور حاکم نے ''مستدرک'' میں نقل کیا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے' آپ نے فرمایا:

''تم ابد اور بقاء یعنی ہمیشگی کیلئے پیدا کیے گئے ہو لیکن تم ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو گے''۔

موت تحفہ ہے

۳- حاکم نے ''مستدرک'' میں اور طبرانی نے ''کبیر'' میں' ابن مبارک نے ''زھد'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں نقل کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' آپ نے فرمایا:

رسول نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

''موت مومن کا تحفہ ہے''

دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں حدیث جابر سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

موت پھول ہے

۴- انہی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ!

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''موت مومن کا خوشبودار پھول ہے''۔

موت غنیمت

۵- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں نقل کیا ہے اور ضعیف قرار دیا ہے اور دیلمی نے بھی نقل کیا ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''موت غنیمت ہے' گناہ مصیبت ہے' فقر راحت ہے' غنی ہونا عذاب ہے' عقل اللہ رب العزت کی جانب سے ہدیہ ہے' جہالت گمراہی ہے' ظلم ندامت ہے' اطاعت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' اللہ رب العزت کے خوف سے رونا آگ سے نجات ہے' ہنسا بدن کی ہلاکت ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو''۔

پسند و ناپسند

۶- امام احمد اور سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے' محمود بن لبید سے مروی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے' موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت اس کیلئے فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی سے حساب میں کمی ہوگی''۔

قلت مال

۷- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں زرعہ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''انسان زندگی کو پسند کرتا ہے حالانکہ موت اس کیلئے بہتر ہے اور کثرت مال کو پسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی اس کے حساب میں کمی کا باعث ہے''۔ (حدیث مرسل)
۸- شیخین نے حضرت ابوقتادہ سے روایت کیا ہے' آپ نے فرمایا:

مستریح یا مستراح منہ

''حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: راحت پانے والا ہے یا اس سے راحت پائی گئی ہے (نبی کریم ﷺ نے ''مستریح'' اور ''مستراح منہ'' کے الفاظ ارشاد فرمائے) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ ''مستریح'' اور ''مستراح منہ'' سے کیا مراد ہے؟ تو ارشاد فرمایا: کہ بندہ مومن دنیا کی مشقت اور اس کی تکلیف سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف منتقل ہو کر راحت پاتا ہے (اس لیے مستریح ہوگا مترجم) اور فاجر آدمی سے شہر لوگ' درخت اور جانور نجات حاصل کرتے ہیں (اس لیے مستراح منہ ہوگا مترجم)''۔
۹- ابن ابی شیبہ نے یزید ابن زیاد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
''لوگ ایک جنازہ لے کر حضرت ابوجحیفہ کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: یا تو اس نے راحت پالی یا بندوں نے اس سے راحت پائی''۔

دنیا قید ہے

۱۰- ابن مبارک اور طبرانی نے نقل کیا' عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے ارشاد فرمایا:
''دنیا مومن کی قید اور قحط ہے پس جب اس نے دنیا چھوڑی تو قید اور قحط سے رہائی پائی''۔
س کے فتحہ کیساتھ ''سنۃ'' سے مراد قحط اور خشک سالی ہے۔

دنیا کافر کی جنت

۱۱- ابن مبارک نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

''دنیا کافر کی جنت اور مومن کا قید خانہ ہے' بندہ مومن کی روح جب پرواز کر جاتی ہے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو قید خانے میں تھا اور اسے رہا کر دیا گیا۔ تو اب وہ زمین میں خوب سیر وتفریح کرتا ہے''۔

مومن کا قید خانہ

۱۲- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

''دنیا' مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے جب بندہ مومن وفات پا جاتا ہے تو اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں چاہتا ہے جنت میں سیر کرتا ہے''۔

آرزوئے موت

۱۳- عبدالاعلی تیمی سے پوچھا گیا' تجھے اپنے آپ کیلئے کیا پسند ہے اور اپنے اہل وعیال سے کس چیز کی آرزو کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا ''موت''۔

اے اللہ! موت دے

۱۴- طبرانی نے حضرت ابو مالک اشعری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے اللہ عزوجل! جو آدمی یہ جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں اس کیلئے موت پسندیدہ فرما''۔

دوست سے ملاقات

۱۵- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

''ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آپ کی روح قبض کرنے کیلئے آیا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اے ملک الموت! کیا تو نے ایسا دوست دیکھا ہے جو اپنے دوست کی روح قبض کرتا ہے؟ تو ملک الموت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''ان سے کہیے کیا آپ نے ایسا دوست دیکھا ہے جو اپنے دوست کی ملاقات ناپسند کرتا ہو؟ ملک الموت آپ کے پاس واپس آئے (یہ بات عرض کی) تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''فوراً میری روح قبض کرلو''۔

وصیت نبوی

۱۶- حضرت اصبہانی نے ''ترغیب'' میں نقل کیا ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا:

''اگر تو نے میری وصیت کو یاد رکھا تو تیرے نزدیک موت سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ نہ ہوگی''۔

موت کی تمنا کرنے والے تین آدمی

۱۷- ابن سعد نے حضرت حسن سے نقل کیا ہے' فرماتے ہیں:

جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ محبوب کافی انتظار کے بعد آیا۔ جو شرمندہ ہوا وہ کامیاب نہیں ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہیں جس نے مجھے فتنہ سے پہلے بلالیا۔ سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں: موت کی تمنا تین آدمی ہی کر سکتے ہیں۔ (۱) ایسا آدمی جس کو موت کے بعد پیش آنے والے حالات کا علم نہ ہو (۲) ایسا آدمی جو اللہ رب العزت کی مقرر کردہ تقدیر سے بھاگنے والا ہو (۳) ایسا آدمی جو اللہ رب العزت سے ملاقات کا خواہشمند ہو۔ حیان بن اسود فرماتے ہیں: موت ایک ایسا پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے۔ ابوعثمان فرماتے ہیں: شوق کی علامت یہ ہے کہ راحت کے باوجود موت کو پسند کرنا۔ بعض نے کہا ہے کہ اہل شوق موت کے آنے کے وقت اس کی حلاوت شہد کی مٹھاس سے زیادہ محسوس کرتے ہیں کیونکہ موت ان کیلئے وصال کی راحت کی راہیں کھول دیتی ہے

سب سے بلند مقام شوق

۱۸- ابن عساکر نے نقل کیا ہے حضرت ذی النون مصری سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

''شوق سب سے بلند مقام اور سب سے بلند درجہ ہے جب بندہ اس مقام پر فائز ہوتا ہے تو وہ موت کو بہت سست گردانتا ہے کیونکہ وہ اپنے رب کا مشتاق ہوتا ہے اور اس سے ملاقات اور دیدار کو پسند کرتا ہے''۔

اللہ سے ملاقات شہد سے بڑھ کر پسندیدہ

۱۹- ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ حضرت عتبہ خولانی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عبدالملک طاعون سے بھاگ کر کہیں چلا گیا تو آپ نے کہا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' مجھے امید نہ تھی کہ میں ایسے زمانے تک زندہ رہوں جس میں ایسی بات

سنوں۔ میں تمہیں تمہارے گزرے ہوئے بھائیوں کے حالات کے بارے میں بتاتا ہوں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے ملاقات ان کے نزدیک شہد سے بڑھ کر پسندیدہ تھی۔ دوسری یہ کہ وہ دشمنوں سے نہیں ڈرتے تھے خواہ کم ہوں یا زیادہ۔ تیسری یہ کہ وہ دنیا کے فقروفاقہ سے خائف نہیں ہوتے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین تھا کہ وہ انہیں رزق عطا فرمائے گا۔ چوتھی یہ کہ اگر طاعون آتا تھا تو وہ بھاگتے نہیں تھے حتیٰ کے اللہ رب العزت ان میں اس بات کا فیصلہ فرما دیتا جو اس نے مقرر فرمایا۔

موت سے محبت

۲۰- ابونعیم نے ''حلیہ'' میں نقل کیا ہے ابن عبدربہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مکحول سے کہا کہ کیا تم جنت کو پسند کرتے ہو تو انہوں نے کہا کون ہے جو جنت کو پسند نہیں کرتا تو آپ نے کہا موت سے محبت کر کیونکہ موت کے بغیر تم جنت نہیں دیکھ سکو گے۔

اسی لمحے مر جاؤں

۲۱- عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی زکریا فرماتے تھے کہ اگر مجھے اس بات کا اختیار دیا جائے کہ میں سو سال تک اطاعت الٰہی میں زندہ رہوں یا آج ہی یا اسی لمحے مر جاؤں تو میرا اختیار یہ ہوگا کہ میں آج ہی یا اسی لمحے مر جاؤں اور یہ چیز اللہ رب العزت' اس کے رسول ﷺ اور اس کے صالحین بندوں سے اشتیاق ملاقات کے سبب سے ہے۔

میرا اختیار

۲۲- ابونعیم نے اور ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں نقل کیا ہے احمد بن ابی حواری سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''میں نے ابوعبداللہ نباجی کو کہتے سنا کہ اگر مجھے یہ اختیار دیا جائے کہ میرے لیے تخلیق کے وقت سے دنیا کی حلال نعمتیں ہوں جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال نہ ہوگا اور اس بات کا کہ اس لمحے میں میری روح پرواز کر جائے تو میں اس لمحے روح کے پرواز کر جانے کو اختیار کروں گا کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ اس سے ملاقات کرو جس کی تم اطاعت کرتے ہو۔

موت کفارہ

۲۳- ابونعیم نے اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''موت ہر مسلمان کیلئے کفارہ ہے''۔

ابن عربی نے اسے صحیح قرار دیا ہے قرطبی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان میت کو موت کے وقت جو تکلیف اور دکھ برداشت کرنا پڑتا ہے وہ کفارہ بن جاتا ہے۔

تکلیف سکرات تین سو چوٹوں سے شدید

نیز رسول نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کسی مسلمان کو کانٹا چبھنے سے یا اس سے کم چیز سے جو تکلیف پہنچتی ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں میں سے کچھ مٹا دیتا ہے تو موت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کی سکرات کی تکلیف تلوار کی تین سو چوٹوں سے زیادہ ہوتی ہے''۔

عذابِ الٰہی سے مامون

۲۴- ابن مبارک نے ''زھد'' میں اور ابن ابی دنیا نے نقل کیا ہے' حضرت مسروق سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''مجھے اس چیز کے علاوہ کسی چیز پر رشک نہ آیا کہ مومن اپنی قبر میں عذاب الٰہی سے مامون ہو جاتا ہے اور دنیا کی تکالیف سے راحت پالیتا ہے۔

تکالیف سے راحت

۲۵- ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ:

''مومن کیلئے قبر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ اس سے وہ دنیا کی تکالیف سے راحت پالیتا ہے اور عذاب الٰہی سے مامون ہو جاتا ہے''۔

سب سے زیادہ نعمتوں والا آدمی

۲۶- ابن مبارک نے نقل کیا ہے ھیثم بن مالک سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

''ہم اسفع ابن عبدہ کے پاس گفتگو کر رہے تھے اور وہاں ابوعطیہ مذبوح بھی تھے تو نعمتوں کا تذکرہ چل نکلا تو انہوں نے کہا' سب سے زیادہ نعمتوں والا کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں بن فلاں' تو اسفع نے کہا' اے ابوعطیہ آپ کیا کہتے ہیں؟ کہا' میں اس آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں جو سب سے زیادہ نعمتوں والا ہے وہ جسم جو قبر میں ہے اور عذاب سے محفوظ ہے''۔

اضافہ از مترجم:

معلوم ہوا دنیاوی آرام و آرائش کسی کام کا نہیں اور نہ ہی مال و دولت کی فراوانی کسی کام کی ہے بلکہ بہتر چیز وہی ہے جو ہماری آخرت کو سنوار دے اور اُخروی آسائش کا سبب بنے۔

ناقص العقل موت سے ناخوش

۲۷- ابن مبارک نے محارب بن دثار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''حضرت خیثمہ نے مجھے کہا کیا موت تجھے خوش کرتی ہے؟ میں نے کہا نہیں' تو آپ نے کہا کہ میں کسی آدمی کو نہیں جانتا جسے موت خوش نہ کرتی ہو سوائے ناقص العقل آدمی کے''۔

۲۸- عبداللہ بن احمد نے ''زوائد الزھد'' میں ان الفاظ کیساتھ نقل کیا ہے۔

''اگر ایسا ہے تو' تو بہت ناقص العقل ہے''۔

موت سرخ اونٹوں سے پسندیدہ

۲۹- ابن مبارک نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ابو اعور اسلمی کی مجلس میں کہا کہ قسم بخدا! اللہ رب العزت نے موت سے زیادہ پسندیدہ چیز میرے نزدیک پیدا نہیں۔ تو ابو اعور نے کہا کہ اگر میں تمہاری طرح ہو جاؤں تو میرے نزدیک یہ سرخ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

موت کرب ہے

۳۰- ابن ابی دنیا نے نقل کیا ہے حضرت صفوان بن سلیم سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''موت میں دنیا کی تکالیف سے مومن کیلئے راحت ہے اگرچہ موت بذات خود کرب و تکلیف پر مشتمل ہے''۔

قولِ حکیم

۳۱- انہی نے حضرت محمد بن زیاد سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

''مجھ سے ایک حکیم و دانا شخص نے کہا کہ عقلمند شخص پر موت غافل عالم شخص کی لغزش سے زیادہ آسان ہے''۔

عابد کے لئے راحت

۳۲- حضرت سفیان سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

''کہا جاتا تھا کہ موت عابد آدمی کیلئے راحت ہے''۔

چھٹا باب

موت کے ذکر اور اس کی تیاری کا بیان

قاطع لذات

۱- ترمذی نے نقل کیا اور حسن قرار دیا اور نسائی و ابن ماجہ نے نقل کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو''۔

حضرت ابو نعیم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت کیا۔

موت کی یاد باعث وسعت

۲- حضرت بزار نے نقل کیا' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لذتوں کو توڑنے والی چیز کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ جو بھی اسے تنگدستی میں یاد کرتا ہے اسے وسعت عطا ہوتی ہے اور جو وسعت میں یاد کرتا ہے اس پر تنگی آتی ہے''۔

عاقلین

۳- حضرت ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مومنین میں سے کون عقلمند ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو ان میں سے موت کو زیادہ یاد رکھنے والا ہو اور بعد الموت کیلئے بہتر تیاری کر لے یہی ہیں عقلمند''۔

عاقل و عاجز

۴- امام ترمذی نے شداد بن اوس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''عقلمند وہ ہے جو اپنے آپ کو حقیر جانے اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات کے لئے

اعمال سرانجام دے اور عاجز وہ ہے جو خواہشات نفسانی کی پیروی کرے اور اللہ رب العزت سے مختلف آرزوئیں کرے"۔

زائلِ سیأت

۵- ابن ابی دنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

"موت کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ یہ چیز گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اگر تم اسے غنا کی حالت میں یاد کرو گے تو اسے ختم کر دے گی اور اگر فقر کی حالت میں یاد کرو گے تو تمہیں تمہاری زندگی سے راضی کر دے گی"۔

لذتوں کو توڑنے والی کی ملاوٹ

٦- انہی نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس سے گزرے جہاں خوب ہنسی مذاق کی باتیں ہو رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنی مجلسوں میں لذات کو توڑنے والی چیز کی ملاوٹ کرو لوگوں نے عرض کی اور لذات کو توڑنے والی چیز کیا ہے؟ فرمایا: موت"۔

ہر چیز بھولنا

۷- انہی نے حضرت سفیان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم سے ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو وصیت فرمائی اور فرمایا:

"موت کو کثرت سے یاد کرو تو دوسری تمام چیزوں کو بھلا دے گی"۔

سعادت وشقاوت

۸- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں نقل کیا ہے حضرت زید سلمی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں غفلت محسوس فرماتے تھے تو بلند آواز سے پکار کر فرماتے تھے:

"تمہارے پاس موت آ گئی یقینی طور پر یا تو شقاوت یعنی بدبختی لے کر یا سعادت یعنی خوش بختی لے کر"۔

ہر کوشش کی انتہا موت

۹- بیہقی نے وضین بن عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''جب رسول نبی کریم ﷺ لوگوں میں موت سے غفلت محسوس فرماتے تھے تو آپ دروازے کا چوکھٹا پکڑ کر تین مرتبہ فرماتے: اے لوگو! اے اہل اسلام! تمہارے پاس یقیناً موت آئے گی جو کچھ اسے لانا تھا اپنے ساتھ لے آئی اطمینان، راحت اور کثیر برکتیں لائی اللہ رب العزت کے اولیاء (دوستوں) کیلئے جو ہمیشہ جنت میں رہیں گے ان کی کوشش اور رغبت اسی میں تھی۔ خبردار ہر کوشش کرنے والے کی انتہا ہے اور ہر کوشش کرنے والے کی انتہا موت ہے کوئی آگے جائے اور کوئی پیچھے''۔

موت نصیحت

۱۰- طبرانی نے حضرت عمار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نصیحت کیلئے موت کافی ہے''۔

شہداء کے ساتھ حشر

۱۱- انہی نے نقل کیا ہے رسول نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا شہداء کیساتھ کسی اور کا بھی حشر ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جو آدمی دن اور رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے''۔

حضرت سدی نے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان

''خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملًا''

کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کون تم میں سے موت کو بکثرت یاد کرتا ہے اور کون اس کیلئے بہترین تیاری کرتا ہے اور کون اس سے بہت زیادہ ڈرتا ہے۔

ابن ابی دنیا اور بیہقی نے اسے ''شعب الایمان'' میں نقل کیا ہے۔

قابل تعریف موت کو یاد کرنے والا

۱۲- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں اور امام احمد نے ''زھد'' میں حضرت ابن سابط سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا اور بہت تعریف کی گئی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کے موت کو یاد کرنے کی کیا حالت ہے؟ تو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جیسا تم کہتے ہو وہ ایسا نہیں ہے''۔

تین انعامات کا حصول

۱۳- طبرانی نے سھل بن سعد سے اسی کی مثل روایت کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ موت کو بکثرت یاد کرنا تین انعامات کے حصول کا سبب ہے۔

(۱) جلدی توبہ کی توفیق (۲) دلی قناعت اور (۳) عبادت میں خوشی جبکہ موت کو بھلانا تین مصائب کا سبب ہے۔ (۱) توبہ میں ٹال مٹول (۲) کفایت شدہ چیز پر رضا مندی کو ترک کرنا اور (۳) عبادت میں سستی۔

امام تیمی فرماتے ہیں دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی لذت ختم کر دی۔ موت کی یاد اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑے ہونے نے۔ ابن ابی دنیا نے اسے روایت کیا ہے۔

اور بعض نے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان ''ولا تنس نصیبك من الدنیا'' کی تفسیر کفن سے کی ہے اور یہ نصیحت اللہ رب العزت کے سابق فرمان ''وابتغ فیما اتاك الله الدار الآخرة'' سے متصل ہے۔ یعنی دنیا میں جو تجھے اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے اس سے جنت طلب کر اسے ان چیزوں میں خرچ کرنے کے ساتھ جو تجھے اس تک پہنچائے اور یہ مت بھول کہ تم اپنے تمام مال کو چھوڑ جاؤ گے سوائے اپنے حصے کے جو کہ کفن ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

نصیبك مما تجمع الدھر کلہ

ردا آن تلوی فیھما و حنوط

جو ساری زندگی تو نے جمع کیا اس میں سے تیرا حصہ دو چادریں ہیں جن میں تو لپیٹا جائے گا اور خوشبو۔

مومن کا دل مال کے ساتھ

۱۴- ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''ایک آدمی رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کیا ہے کہ میں موت کو پسند نہیں کرتا؟ فرمایا! تیرے پاس مال و دولت ہے؟ عرض کی! ہاں' فرمایا: اسے آگے بھیج دو کیونکہ مومن کا دل اس کے مال کے ساتھ ہوتا ہے اگر وہ اسے آگے بھیج دے تو اس سے ملنا چاہتا ہے اور اگر پاس رکھے تو اسی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے''۔

جدائی ڈالنے کو زمانہ کافی

۱۵- سعید بن منصور نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:
بلیغ نصیحت جلد قبول کر کے جلد ہی بھول جاتے ہیں نصیحت کیلئے موت کافی ہے۔ جدائی ڈالنے کو زمانہ کافی ہے' آج گھروں میں اور کل قبروں میں ہوں گے۔

قاطع مسرت وحسد

۱۶- ابن ابی دنیا نے حضرت رجاء بن حیوٰۃ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔
جو بندہ موت کو بکثرت یاد کرتا ہے وہ خوشی اور حسد ترک کر دیتا ہے۔

۱۷- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں اور امام احمد نے ''زھد'' میں حضرت ابن ابی دنیا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:
''جو موت کو بکثرت یاد کرتا ہے اس کا حسد اور خوشی کم ہو جاتی ہے''۔

زہد دنیا اور رغبت آخرت

۱۸- ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے ''زھد'' میں' ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیع بن اُنس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں' رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''موت دنیا میں زہد اختیار کرنے اور آخرت میں رغبت اختیار کرنے کیلئے کافی ہے''۔

موت سے پہلے موت

۱۹- طبرانی نے حضرت طارق محاربی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں' مجھے رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''موت سے پہلے موت کی تیاری کر''۔

امیدوار اور موت

۲۰- ابن ابی شیبہ نے حضرت عون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی موت کو صحیح طور پر نہیں جانتا مگر وہ بندہ جو آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرتا کیونکہ بہت سے ایسے ہوتے جو دن کی ابتدا تو کرتے ہیں مگر اسے مکمل نہیں کر پاتے اور کتنے ہی امیدوار ہوتے ہیں کل کے مگر وہ اسے نہیں پہنچ پاتے اگر تو موت اور اس کی رفتار کو دیکھ لے تو تیری امید اور غرور ختم ہو جائے۔

آخرت کی پسند

۲۱- انہی نے حضرت ابو حازم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''وہ چیز دیکھ جسے تو آخرت میں اپنے ساتھ پسند کرتا ہے تو آج اسے آگے بھیج دے اور جسے تو وہاں اپنے ساتھ ناپسند کرتا ہے آج اسے چھوڑ دے''۔

بوقتِ مرگ تکلیف

۲۲- انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں:

''ہر وہ کام جسے تو موت کی بنا پر ناپسند کرتا ہے اسے چھوڑ دے پھر جب تو مرے گا تو تجھے کوئی تکلیف نہ ہوگی''۔

دل کے قریب موت

۲۳- ابو نعیم نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''موت جس کے دل کے قریب ہوگئی تو وہ اپنے مال کو زیادہ سمجھنے لگتا ہے''۔

ہر فانی شے قبیح

۲۴- حضرت رجاء بن نوح سے ابو نعیم نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے گھر والوں میں سے ایک کو لکھا۔

امابعد! اگر تو نے لیل ونہار موت کی یاد کا شعور رکھا تو ہر فانی شے تمہیں بری لگے گی اور ہر باقی سے تمہیں محبت ہو جائے گی''۔

موت کی یاد غنا

۲۵- مجمع التیمی سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''موت کی یاد غنا ہے''۔

اضافہ از مترجم:

لغتۃً غنا سے مراد مالداری بھی ہے اور بے نیازی بھی۔ اگر مالداری پر محمول کیا جائے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ موت کو یاد کرنے والا قناعت اور توکل کی بنا پر اپنا مال فی سبیل اللہ بانٹتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ زیادہ عطا فرماتا جائے گا اور بے نیازی کی صورت یہ ہے کہ ایسا آدمی دنیا اور اس کے آرام واسائش سے بے نیاز ہو کر آخروی آرام وراحت کی تلاش میں مشغول ہو جاتا ہے۔

نصب العین موت

۲۶- حضرت سمیط سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''جو آدمی موت کو اپنا نصب العین بنالیتا ہے اسے دنیا کی تنگی اور وسعت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی''۔

تعارفِ موت

۲۷- حضرت کعب سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''جس نے موت کو پہچان لیا اس پر دنیا کے مصائب و آلام آسان ہو جاتے ہیں''

موت کی یاد لازم

۲۸- ابن ابی دنیا نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''جس آدمی کا دل موت کی یاد کو لازم پکڑ لے اس کی نگاہوں میں دنیا حقیر اور اس میں موجود تمام چیزیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں''

ساعت موت اور مبارک باد

۲۹- حضرت قتادہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''کہا جاتا تھا جو موت کی گھڑی کو یاد رکھے اس کیلئے مبارکباد ہے''۔

قلوب کے لئے عمل کی زندگی

۳۰- حضرت مالک بن دینار سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''ایک دانا نے کہا ہے موت کی یاد قلوب کیلئے عمل کی زندگی کو کافی ہے''۔

لطافت قلب

۳۱- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

''موت کو بکثرت یاد کرو تمہارا دل نرم پڑ جائے گا''۔

خطاب از ابن آدم

۳۲- حضرت ابو حازم سے مروی ہے فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! موت کے بعد تجھے خبر ہوگی''۔

قبر کیا ہے؟

۳۳- ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''قبر عمل کا گھر ہے اور موت کے بعد تمہیں خبر ہوگی''۔

افضل چیز

۳۴- دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دنیا میں افضل زہد موت کی یاد' افضل عبادت غور وفکر ہے' تو جسے موت کی یاد خوفزدہ کرتی ہے وہ اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا''۔

فرمان علی رضی اللہ عنہ

اور حضرت علی کرم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''لوگ سو رہے ہیں جب مر جائیں گے تو بیدار ہوں گے''۔

یہی مفہوم حافظ ابوالفضل عراقی کے اس شعر میں ہے۔

انما الناس نیام من یمت

منھم ازال الموت عنه وسنه

لوگ سوئے ہوئے ہیں جو ان میں سے مرے گا موت اس کی نیند ختم کر دے گی۔

مرنا شرمندگی

۳۵- امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی بھی آدمی مرتا ہے تو شرمندہ ہوتا ہے''۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی شرمندگی کیا ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا: اگر تو وہ نیکو کار ہو تو اس بات پر پشیمان ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں اور اگر خطا کار ہو تو اس بات پر پشیمان ہوتا ہے کہ برائیاں کیوں نہ چھوڑیں''۔

''صحاح'' میں ہے ''نزع عن الامور'' سے مراد یہ ہے کہ کسی کام سے باز آ جانا ترک کر دینا۔

ساتواں باب

موت کی یاد میں مددگار اعمال کا بیان

یادِ موت

۱- امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں''۔

زیارت قبور کی ممانعت

۲- امام ابن ماجہ وحاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں''۔

زیارت قبور عبرت

۳- امام حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے''۔

زیارت قبور دل کی نرمی کا باعث

۴- امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا سنو! اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دل کو نرم کرتی' آنکھوں میں آنسو لاتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور بے ہودہ باتیں مت کہو۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا تمام احادیث خصوصاً چوتھی حدیث زیارت قبور کا واضح ثبوت ہیں۔ موخر الذکر

حدیث کے الفاظ ''بے ہودہ باتیں مت کہو'' دو معانی کا احتمار کھتے ہیں۔

(ا) جب تمام زیارت قبور کیلئے جاؤ تو وہاں دنیاوی باتیں اور شور و غوغا سے اجتناب کرو اور احترام ملحوظ خاطر رکھو اور لایعنی باتیں مت کرو۔

(۲) اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ زیارت قبور ایسی چیز نہیں جس سے شرک کا خدشہ لاحق ہو اور ایمان کے چلے جانے کا اندیشہ ہو لہٰذا اے شرک شرک کی گردان الاپنے والو! بے ہودہ باتیں مت کہو۔

زیارت قبور بھلائی کا باعث

۵- امام حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت تمہارے لیے بھلائی میں اضافے کا سبب ہوگی''۔

غسل میت

۶- امام حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

''قبور کی زیارت کر اس سے تجھے آخرت کی یاد آئے گی اور میت کو غسل دے کیونکہ مردہ جسم کو چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور نماز جنازہ پڑھو تا کہ یہ چیز تمہیں غمگین کرے کیونکہ غمگین شخص اللہ رب العزت کے سائے میں ہوتا ہے اور ہر بھلائی کا کام سرانجام دیتا ہے''۔

☆......☆......☆

آٹھواں باب

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن اور اس سے خوف کا بیان

حسن ظن

۱- شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز قبل یہ فرماتے سنا کہ

''تم میں ہر ایک مرتے دم تک اللہ رب العزت سے اچھا گمان رکھے''۔

برا گمان

۲- ابن ابی دنیا نے ''کتاب حسن الظن'' میں یہ حدیث نقل کی اور یہ اضافہ کیا ہے۔

کہ بعض قوموں کو اللہ رب العزت نے ان کے برے گمان کی بنا پر ہلاک کیا۔ اللہ رب العزت نے ان کیلئے ارشاد فرمایا:

''ذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم ارداکم فاصبحتم من الخاسرین'' (حم السجدة:۲۳)

ترجمہ: تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے بارے میں قائم کیا۔ تمہیں ہلاک کر گیا۔ سو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

خوف ورجاء

۳- امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان آدمی کے پاس بوقت نزع تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا اللہ رب العزت سے امید ہے اور اپنے گناہوں کا خوف ہے۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس بندے کے دل میں یہ چیزیں جمع ہو جائیں اللہ رب العزت اس کی امید پوری فرمائے گا اور جس چیز سے وہ خائف ہے اس سے محفوظ فرمائے گا۔

دو ڈر دو امن

۴- حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے

یہ بات رسول نبی کریم ﷺ سے پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے:

''میں اپنے بندے پر دو ڈر اور دو امن جمع نہیں کروں گا پس جو مجھ سے دنیا میں ڈرا میں اسے آخرت میں بے خوف کروں گا اور جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا میں اسے آخرت میں خوفزدہ کروں گا''۔

ابونعیم نے حدیث شداد بن اوس سے یہ حدیث موصولاً روایت کی ہے۔

بشارت اور عذابِ الٰہی

۵- ابن مبارک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''جب تم کسی آدمی کو قریب المرگ دیکھو تو اسے بشارت دو کہ اپنے رب سے حسن ظن کی حالت میں ملے اور جب وہ زندہ ہو تو اسے عذاب الٰہی سے ڈراؤ''۔

جنت کی قیمت

۶- ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے ہر شخص اللہ رب العزت سے مرتے دم تک اچھا گمان رکھے کیونکہ اللہ رب العزت سے اچھا گمان رکھنا جنت کی قیمت ہے''۔

طریقۂ صالحین

۷- ابن ابی دنیا نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''کہ صالحین قریب المرگ آدمی کو اس کے اچھے اعمال کی یاد دلانا بہتر خیال کرتے تھے تاکہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھے''۔

گمان کے مطابق عطا

۸- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''قسم اس اللہ رب العزت کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بھی اللہ رب العزت سے اچھا گمان رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کے گمان کے مطابق عطا فرمائے گا''۔

قریبِ ظن

۹- امام احمد نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن یعنی گمان کے قریب ہوں تو اب وہ جیسا چاہے مجھ سے گمان رکھے''۔

اچھا اور برا گمان

۱۰- امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ سے مروی ہے ارشاد فرمایا:

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

''میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں تو اب وہ جیسا چاہے مجھ سے گمان رکھے اگر اچھا گمان رکھے تو اسی کیلئے ہے اور اگر برا گمان رکھے تو بھی اسی کیلئے ہے''۔

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال

۱۱- ابن مبارک اور امام احمد' جبکہ طبرانی نے ''کبیر'' میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن سب سے پہلے مومنین سے کیا فرمائے گا اور مومنین اللہ رب العزت سے کیا عرض کریں گے' ہم نے کہا ہاں! یارسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے' فرمایا: ''اللہ رب العزت مومنین سے فرمائے گا کہ کیا تم نے میری ملاقات کو پسند کیا؟ وہ عرض کریں گے ہاں اے ہمارے پروردگار اللہ رب العزت فرمائے گا کس لیے؟ عرض کریں گے' ہمیں تیرے عفو و کرم اور مغفرت کی امید تھی تو اللہ رب العزت فرمائے گا میری مغفرت تمہارے لیے واجب ہو گئی''۔

پسندیدہ خصلت

۱۲- ابن مبارک نے حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

''اللہ رب العزت کے نزدیک بندے کی خصلتوں میں سے سب سے پسندیدہ خصلت یہ ہے کہ بندہ اس سے ملاقات کو پسند کرے''۔

والدہ سے زیادہ رحم کرنے والا

۱۳- ابن ابی دنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ابو غالب صاحب ابی امامہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

''میں شام میں تھا اور قیس کے ایک بہترین آدمی کے پاس گیا اس کا ایک سرکش بھتیجا تھا یہ اسے نصیحت کرتا' بعض کاموں سے روکتا لیکن وہ اس کی بات نہ مانتا تھا۔ وہ نوجوان بیمار پڑ گیا تو اس نے اپنے چچا کو بلوایا اس نے آنے سے انکار کر دیا میں نے اسے مجبور کیا حتیٰ کہ اس کے پاس آئے تو چچا اسے گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا اے خدا کے دشمن! کیا تو نے ایسا نہیں کیا؟ تو اس نے کہا' اے چچا! دیکھئے اگر اللہ رب العزت مجھے میری والدہ کے سپرد کر دے تو وہ میرے ساتھ کیا کرے گی؟ اس نے کہا کہ واللہ! تجھے جنت میں داخل کر دے گی تو جوان شخص نے کہا' قسم بخدا! اللہ رب العزت مجھ پر میری والدہ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ بعد ازاں وہ نوجوان مر گیا اس کے چچا نے اس دفن کر دیا جب اینٹیں برابر کی جا رہی تھیں تو ایک اینٹ گر پڑی تو اس کا چچا اچھل پڑا اور پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے کہا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا اس کی قبر نور سے بھر گئی ہے اور تا حد نگاہ وسیع ہو گئی ہے''۔

اللہ ارحم الراحمین!

۱۴- ابن ابی دنیا اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حمید سے روایت کیا فرماتے ہیں:

میرا ایک نافرمان بھانجا تھا وہ بیمار پڑ گیا تو اس کی والدہ نے مجھے بلوا بھیجا تو میں وہاں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی ماں اس کے سرہانے کھڑی رو رہی ہے۔ تو اس لڑکے نے کہا' اے ماموں! یہ کیوں رو رہی ہیں؟ میں نے کہا تمہارے اعمال کی وجہ سے اس نے کہا کیا یہ مجھ پر رحم نہیں کرتی تھیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا کہ اللہ رب العزت اس سے زیادہ مجھ پر رحم فرمانے والا ہے۔ جب وہ مر گیا تو میں نے کچھ ساتھیوں کیساتھ اسے قبر میں اتارا' میں اس پر اینٹیں برابر کر رہا تھا کہ میں نے قبر میں جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبر تا حد نگاہ وسیع کر دی گئی ہے میں اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں کہا کہ کیا تم نے بھی وہ دیکھا ہے جو کچھ میں نے دیکھا؟ تو انہوں نے کہا ہاں! تو میں سمجھ گیا کہ یہ اسی بات کی وجہ سے ہے جو اس نے کہی تھی۔

☆............☆.................☆

نواں باب

موت سے ڈرانے والے کا بیان

قاصد ملک الموت

۱- امام قرطبی فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی نبی علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا' کیا آپ کے پاس کوئی پیامبر نہیں جسے آپ اپنے آنے سے پہلے روانہ کر دیں تاکہ لوگوں کو آپ کے آنے کا علم ہو جائے؟ انہوں نے کہا' ہاں! قسم بخدا: میرے بہت سے قاصد ہیں مثال کے طور پر بیماریاں' بالوں کا سفید ہونا' بڑھاپا اور کانوں اور آنکھوں کا کمزور ہونا وغیرہ۔ جب لوگ ان آنے والوں سے نصیحت نہیں پکڑتے اور توبہ نہیں کرتے تو جب میں روح قبض کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ کیا تمہارے پاس ایک کے بعد ایک قاصد نہیں آیا اور ایک کے بعد ایک ڈرانے والا نہیں آیا۔ اب میں وہ قاصد ہوں جس کے بعد کوئی قاصد نہیں اور وہ ڈرانے والا ہوں جس کے بعد کوئی ڈرانے والا نہیں۔

بیماری اور ملک الموت

۲- ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''جب بھی کوئی آدمی بیمار پڑتا ہے اس کے پاس ملک الموت کا ایک قاصد ہوتا ہے حتیٰ کہ جب اس آدمی کی بیماری انتہا کو پہنچتی ہے تو ملک الموت علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرے پاس یکے بعد دیگرے قاصد اور ڈرانے والے آئے لیکن تو نے توجہ نہ دی اور اب وہ قاصد تیرے پاس آیا ہے جو دنیا سے تیرا نام ونشان ختم کر دے گا''۔

ساٹھ سال کی عمر

۳- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ارشاد فرمایا:

''اللہ رب العزت بندے کو ڈھیل دیئے رکھتا ہے حتیٰ کہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچ جائے''۔

''اعذر فی الامر'' سے مراد یہ ہے کہ ساٹھ سال تک تو ڈھیل ہوتی ہے اس کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوتا۔

دسواں باب

خاتمہ بالخیر کی علامت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا استعمال فرمانا

۱- امام ترمذی و حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ رب العزت کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے استعمال فرماتا ہے عرض کی گئی کیسے استعمال فرماتا ہے؟ ارشاد فرمایا اسے موت سے پہلے عمل صالح کی توفیق عنایت فرماتا ہے''۔

عمل صالح کی توفیق

۲- امام احمد و حاکم نے حضرت عمرو بن حمق سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ رب العزت کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کی موت کے وقت عمل صالح کی توفیق عطا فرماتا ہے حتیٰ کہ اس کے پڑوسی اس سے خوش ہوتے ہیں''۔

شوقِ لقاء

۳- ابن ابی دنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ

جب اللہ رب العزت کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیج دیتا ہے جو کہ اسے سیدھی راہ پر چلائے رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے بہتر وقت پر وفات پا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی بہت اچھی حالت پر مرا ہے جب اس کی جان نکلنے لگتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے تو وہ جلدی جلدی جان کے نکلنے کی آرزو کرتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جب اللہ رب العزت کسی بندے سے برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اس پر ایک شیطان مسلط فرما دیتا ہے جو اسے گمراہ کرتا اور راہ

راست سے بھٹکا تا رہتا ہے حتیٰ کہ بہت بری حالت پر مرتا ہے اور لوگ کہتے ہیں فلاں آدمی بہت بری حالت پر مرا ہے جب اس کی جان نکلنے لگتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کیلئے کیا تیار کیا گیا ہے تو وہ اپنی جان کو نکلنے سے روکنے کیلئے اندر کھینچتا ہے (یعنی اس کی جان اٹکنے لگتی ہے) اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ رب العزت اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

صاحب ''افصاح'' اس حدیث مبارکہ کا معنی بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام کے روح کو پکارنے کے وقت اس کا نکلنا ایسے ہے جیسے سانپ پر غالب شخص اسے اس کے بل سے نکالنے کیلئے پکارتا ہے اور پکار کے وقت ان دونوں اجسام کا نکلنا ایک جیسا ہی ہے۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو وہ جان کے جلدی نکالنے کی آرزو کرتا ہے کیونکہ ''التھوع'' (حدیث مبارکہ میں مذکور لفظ) کا معنی یہ ہے کہ قے کو بتکلف نکلنے کی آرزو کرنا اور کافر آدمی اپنی روح کو اندر لے جانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ ''التبلع'' (حدیث میں مذکور لفظ) کا معنی یہ ہے کہ منہ میں موجود چیز کو اندر لے جانا یا اس کو پیٹ میں لوٹانے کا ارادہ کرنا۔

اضافہ از مترجم:

یعنی ملک الموت علیہ السلام کی پکار پر روح بالضرور جسم فانی کو چھوڑ دیتی ہے اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ بخوشی اسے چھوڑ دے گی یا بخوشی نہیں چھوڑے گی۔ تو مومن کی روح جسم کو بخوشی چھوڑ دیتی ہے کیونکہ وہ اللہ رب العزت سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے جبکہ کافر کو اپنا انجام نظر آ رہا ہوتا ہے تو اس کی روح جسم فانی کو چھوڑنا نہیں چاہتی اس کی مثال سانپ اور سپیرے کی سی ہے یعنی سپیرے کی بین کی پکار پر سانپ کو اپنا بل چھوڑنا ہی پڑتا ہے اب چاہے تو فوراً چھوڑ دے اور چاہے تو ٹال مٹول کرتا رہے آخر کار اسے باہر آنا ہی ہے۔

فائدہ: بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے۔

سوءِ خاتمہ کے اسباب

سوءِ خاتمہ (العیاذ باللہ) کے چار اسباب ہیں۔

(۱) نماز میں سستی کرنا (۲) شراب پینا (۳) والدین کی نافرمانی کرنا (۴) مسلمانوں کو تکلیف دینا۔

☆..........☆..........☆

گیارھواں باب

مرض الموت' کیفیت وشدت کا بیان

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

''جاء ت سکرۃ الموت بالحق''(سورۃ ق/۱۹)

ترجمہ: آ گئی موت کی سکرات حق کے ساتھ

اور فرمان عالیشان ہے:

''ولوتری اذا لظالمون فی غمرات الموت''(الانعام/۹۳)

''اور کاش! تم ظالموں کو موت کی شدت میں دیکھ لیتے''۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

''فلولا اذا بلغت الحلقوم''(الواقعۃ/۸۳)

ترجمہ: پھر کیوں نہیں (وہ روح کو واپس لوٹا لیتے) جب وہ حلق تک آ پہنچتی ہے۔

اور فرمان عالیشان ہے:

''کلا اذا بلغت التراقی''(القیامۃ/۲۶)

ترجمہ: نہیں نہیں جب جان گلے تک پہنچ جائے گی۔

کیفیت موت

۱- امام بخاریؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ یا برتن تھا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ پانی میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے: اللہ رب العزت کے سوائی کوئی معبود نہیں' بیشک موت کی سختیاں ہیں''۔

''لاالہ الا اللہ ان للموت سکرات''

۲- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ پر موت کی شدت دیکھنے کے بعد میں کسی کے آسانی سے مرجانے پر

رشک نہیں کروں گی۔

شدت موت

۳- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔
میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے کبھی بھی موت کی شدت ناپسند نہیں کروں گی۔

لائقِ سرانجام عمل

۴- عبداللہ بن امام احمد نے حضرت ثابت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:
''رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موت کی تکلیف کے وقت ارشاد فرماتے تھے کہ ابن آدم اگر اس وقت کیلئے نیک عمل سرانجام دیتا تو ایسا کرنا اس کے لائق تھا''۔

واقعہ یعقوب علیہ السلام

۵- لقمان حنفی اور یوسف بن یعقوب حنفی روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں:
ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بشیر آئے تو آپ سے کہا کہ میں آپ کے پاس آج اس لیے آیا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ موت کی سختی آپ پر آسان فرمادے۔

مومن اور کافر کی جان نکلنا

۶- طبرانی نے ''کبیر'' میں اور ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:
''رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے کوئی چیز چھلکتی ہے اور کافر کی جان ایسے بہہ کر نکلتی ہے جیسے گدھے کی جان بہہ کر نکلتی ہے اور جب مومن کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے تو موت کی سختی اس غلطی کا کفارہ بن جاتی ہے اور اگر کافر کوئی اچھا کام کرلیتا ہے تو موت کی آسانی اس نیکی کا بدلہ بن جاتی ہے''۔

آج ہی جنم!

۷- دینوری نے ''مجالسہ'' میں وہیب بن الورد سے روایت کیا ہے کہ
''اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ: میں جب کسی بندے پر رحم کرنا چاہتا ہوں تو اس کی ہر برائی کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہوں کبھی اسے بیمار کرتا ہوں کبھی اس کے اہل وعیال میں مصیبت نازل کرتا ہوں اور کبھی اس کے معاش اور رزق میں تنگی کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ بہت کم رہ جاتے ہیں پس اگر اس پر کچھ باقی رہ جائے تو اس پر موت بھیجتا ہوں یہاں تک کہ وہ اس حال میں میری بارگاہ

میں پہنچتا ہے جیسے آج ہی اسے اس کی ماں نے جنا ہے''۔

اور مجھے اپنی عزت کی قسم! میں جب کسی بندے کو عذاب دینا چاہتا ہوں تو اس کی ہر اچھائی کا بدلہ اسے دنیا میں دے دیتا ہوں کبھی تندرستی عطا کرتا ہوں، رزق میں فراخی، زندگی میں عیش و آرام اور اس کے دل میں امن دیتا ہوں حتیٰ کہ وہ اعمال بالکل کم پڑ جاتے ہیں تو جب کوئی نیک عمل باقی رہ جاتا ہے تو اس پر موت کی سختی آسان کر دیتا ہوں تو وہ میرے پاس اس حالت میں پہنچتا ہے کہ دوزخ سے بچاؤ کیلئے اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوتی۔

درجۂ جنت

۸- ابن ابی دنیا نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''جب مومن پر اس کے گناہوں میں سے کوئی چیز باقی رہ جاتی ہے کہ اپنے عمل سے اسے نہیں پہنچ سکتا تو اس پر موت سخت کر دی جاتی ہے تاکہ سکرات موت اور شدت موت پانے سے اس کا درجہ جنت تک پہنچ جائے''۔

اور کافر جب دنیا میں کوئی نیکی کرتا ہے تو اس پر موت آسان کر دی جاتی ہے تاکہ اس کی نیکی کا ثواب دنیا میں ہی پورا کر دیا جائے پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

ہر چیز پر اجر

۹- ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں:

مومن کو ہر چیز پر اجر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ موت کی تکلیف پر بھی مومن کو اجر ملتا ہے۔

پسینۂ پیشانی

۱۰- ترمذی نے حسن کہا اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح قرار دیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت بریدہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کو پیشانی کے پسینے سے موت آتی ہے۔

اضافہ از مترجم:

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ جب مومن کو موت آتی ہے تو اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔

گویا مومن کی علامت بتادی گئی کہ اگر مومن (کلمہ گو) کو اس حالت میں موت آئے تو یہ

موت ایمان کی حالت میں ہے اللہ رب العزت خاتمہ بالایمان فرمائے۔

موت کے وقت کی تین علامتیں

۱۱- حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں اور حاکم نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کیا' فرماتے ہیں میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ:

''مرنے والے کی موت کے وقت اس میں تین علامتیں تلاش کرو' اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آ گیا ہے اور آنکھوں میں آنسو ہیں اور نتھنے پھول گئے ہیں تو یہ اللہ رب العزت کی رحمت کے نازل ہونے کی دلیل ہے''۔

اور اگر ایسے آواز نکالے جیسے نوجوان اونٹ کا گلا دباتے وقت آتی ہے رنگ پھیکا پڑ جائے اور منہ سے جھاگ نکلے تو یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اترنے کی دلیل ہے۔

مومن کی خطا

۱۲- سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور مروزی نے جنائز میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

''مومن پر جب اس کی خطاؤں میں سے کوئی خطا باقی رہ جاتی ہے تو موت کے وقت اسے اس کی سزا دے دی جاتی ہے ایسے کہ اس کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے''۔

گدھے جیسی موت

۱۳- بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علقمہ بن قیس سے روایت کیا کہ وہ اپنے چچازاد بھائی کے پاس گئے اور وہ قریب المرگ تھے تو انہوں نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس پر پسینہ تھا تو کہا۔

اللہ اکبر! مجھ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مروی حدیث بیان کی کہ فرمایا: مومن کی موت پیشانی کے پسینے سے ہوتی ہے اور کسی مومن کا کوئی گناہ ہو تو دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جاتا ہے اور اگر بچا کھچا کوئی باقی رہ جائے تو اس پر موت کے وقت اس کے بدلہ میں سختی کی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں گدھے جیسی موت پسند نہیں کرتا۔

کافر کی جزاء

۱۴- ابن ابی شبیہ اور بیہقی نے حضرت علقمہ سے روایت کیا کہ وہ اپنے قریب المرگ بھتیجے کے

پاس گئے اس کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا تو وہ مسکرائے ان سے کہا گیا تجھے کس چیز نے ہنسایا؟ کہا میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ مومن کی جان پسینے سے نکلتی ہے اور کافر وفاجر کی جان اس کے منہ سے ایسے نکلتی ہے جیسے گدھے کی جان نکلتی ہے۔

اور مومن کوئی برائی کر چکا ہوتا ہے تو اس کے کفارے کے طور پر اس پر موت سخت کر دی جاتی ہے اور کافر وفاجر کوئی اچھا عمل کر چکا ہوتا ہے تو اس کی جزا کے طور پر اس پر موت آسان کر دی جاتی ہے۔

پسینہ اور خوشخبری

۱۵- مروزی نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت علقمہ نے اسود سے فرمایا:

''میری موت کے وقت میرے پاس آنا اور ''لا الٰـــہ الا اللہ '' کی تلقین کرنا اور اگر میری پیشانی پر پسینہ ہو تو مجھے خوشخبری سنانا''۔

قولِ علماء کرام

۱۶- ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت سفیان سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''کہ بزرگانِ دین میت کی پیشانی پر پسینہ کو اچھا خیال کرتے تھے بعض علماء نے کہا ہے کہ مومن کی پیشانی پر پسینہ اپنے رب سے حیاء کی بنا پر آتا ہے کیونکہ اس نے اپنے رب کی کچھ کاموں میں مخالفت کی اور اب اپنے رب سے اپنے کیے پر شرمندہ ہے جبکہ کافر ان تمام باتوں سے اندھا ہوتا ہے اس لیے اس پر یہ تمام علامتیں ظاہر نہیں ہوتیں''۔

گروہِ بنی اسرائیل

۱۷- ابن ابی شیبہ نے' امام احمد نے'' زھد'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بنی اسرائیل کے متعلق گفتگو کیا کرو کیونکہ ان میں عجیب وغریب باتیں ہوتی ہیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سے بیان فرمانے لگے اور فرمایا۔

''بنی اسرائیل کا ایک گروہ قبرستان گیا اور انہوں نے کہا کہ ہم دو رکعتیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ کوئی مردہ زندہ فرمادے کہ ہمیں موت کے بارے میں بتائے۔ انہوں

نے ایسا کیا اچانک ایک سیاہ رنگ کا مردہ زندہ ہوکر نکلا جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے۔ اس نے کہا اے گروہ! کیوں مجھے پریشان کرتے ہوں؟ مجھے مرے ہوئے سو سال بیت چکے ہیں مگر موت کی گرمی ابھی تک مجھ سے ختم نہیں ہوئی، تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے میری پہلی حالت پر لوٹا دے''۔

مردہ زندہ ہوگیا

۱۸- امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت عمر بن حبیب سے روایت کیا۔

بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی حتیٰ کہ عبادت سے اکتا گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں قبروں کے پاس جا کر بیٹھنا چاہیے شاید ہم پھر سے لوٹ آئیں (عبادت کی طرف) تو وہ قبروں کے پاس بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک مردہ ان کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور ان سے کہا مجھے مرے اسی سال بیت چکے ہیں اور میں ابھی تک موت کی تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

موت کی تکلیف کب تک؟

۱۹- ابونعیم نے حضرت کعب سے روایت کیا۔

موت کی تکلیف مردہ کو اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ قبر میں رہتا ہے اور مومن کیلئے موت کی تکلیف بہت شدید اور کافر کیلئے آسان ہوتی ہے۔

۲۰- ابن ابی الدنیا نے حضرت اوزاعی سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مومن موت کی تکلیف قبر سے اٹھنے تک پائے گا۔

۲۱- ابن ابی الدنیا نے ثقہ راویوں کی سند کیساتھ حضرت حسن سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ نے موت کی تکلیف اور شدت کا ذکر کیا اور فرمایا:

''اس کی تکلیف تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہوتی ہے''۔

موت کا معمولی درد

۲۲- حضرت ضحاک بن حمزہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ سے موت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

''موت کا معمولی سا درد تلوار کی سو ضربوں کے برابر ہوتا ہے''۔

ہزار ضربیں موت کی تکلیف

۲۳- خطیب نے ''تاریخ'' میں حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا۔

موت کی تکلیف تلوار کی ہزار ضربوں سے سخت ہوتی ہے۔

بستر پر موت

۲۴- ابن ابی الدنیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''قسم بخدا! تلوار کی ہزار ضربیں بستر پر موت آنے سے زیادہ آسان ہیں''۔

فرمانِ موسیٰ علیہ السلام

۲۵- ابوالشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت حسن سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا! آپ نے موت کو کیسا پایا؟ تو فرمایا:

اس جھربیری کی طرح جس کی بہت سی شاخیں ہیں اور ہر شاخ میری ہر رگ میں داخل ہو پھر زور سے اسے کھینچا جائے۔

تو عرض کی گئی آپ پر تو آسان ہوئی۔

آپ پر آسان ہوئی

۲۶- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابواسحاق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا آپ نے موت کا ذائقہ کیسا پایا' تو فرمایا:

''جھربیری کے اس درخت کی طرح جسے اون کے ڈھیر میں داخل کیا جائے اور پھر اسے کھینچا جائے تو کہا اے موسیٰ! آپ پر آسانی کی گئی''۔

فرمان ابراہیم علیہ السلام

۲۷- امام احمد نے ''زہد'' میں اور مروزی نے ''جنائز'' میں ابوملیکۃ سے روایت کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب واصل حق ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے موت کو کیسا پایا؟ تو فرمایا: میں نے ایسے محسوس کیا گویا کہ میری جان بیڑیوں کے ساتھ کھینچی جا رہی ہے تو آپ سے کہا گیا ہم نے آپ پر موت آسان کی۔

سیخ پر زندہ چڑیا

۲۸- مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح حق تعالیٰ کی جانب پرواز کر گئی تو آپ کے رب نے آپ سے فرمایا: اے موسیٰ! آپ نے موت کی تکلیف کیسی پائی؟ تو کہا' میں نے اپنی جان اس چڑیا کی طرح پائی جو زندہ ہو اور اسے سیخ پر چڑھا کر بھونا جائے نہ ہی مرتی ہے کہ راحت پائے اور نہ ہی نجات پاتی ہے کہ اڑ جائے۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ میں نے اپنی جان اس بکری کی طرح پائی جس کی کھال قصاب اتارتا ہے۔

فرشتوں کی پکڑ

۲۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فرشتے بندے کو گھیر کر پکڑے رکھتے ہیں' اگر ایسا نہ ہو تو وہ صحراؤں اور جنگلوں میں سکرات موت کی شدت سے دوڑنے لگے''۔

میت کا معاملہ

۳۰- ابو الشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت فضیل بن عیاض سے روایت کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ میت کا کیا معاملہ ہے اس کی جان نکالی جاتی ہے اور وہ خاموش ہوتی ہے۔ حالانکہ ابن آدمی چیونٹی کے کانٹے سے مضطرب ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ ملائکہ اسے باندھ دیتے ہیں۔

اون میں کانٹے دار شاخ

۳۱- ابن ابی الدنیا سے شہر بن حوشب سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت اور اس کی شدت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''آسان تر موت یہ ہے کہ ایک کانٹے دار شاخ کو اون میں ڈال کر اسے کھینچا جائے''۔

اضافہ از مترجم:

مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح ایک کانٹے دار شاخ کو اون میں ڈال کر کھینچا جائے تو اس کے ساتھ اون کے ریشے چمٹ کر نکلتے ہیں اور بہت مشکل سے نکلتے ہیں ایسے ہی آسان تر موت ہے کہ جان ہر ہر رگ سے کھنچ کر بہت تکلیف سے نکلتی ہے اللہ رب العزت سکرات موت میں آسانیاں فرمائے۔آمین!

موت کی تکلیف کا ایک قطرہ

۳۲- مروزی نے ''جنائز'' میں حضرت میسرہ سے مرفوعاً روایت کیا' فرماتے ہیں:

اگر موت کی تکلیف کا ایک قطرہ آسمان اور زمین والوں پر ڈالا جائے تو سب کے سب مر جائیں اور قیامت کے دن ایک گھڑی کی تکلیف موت کی سختی سے ستر گنا زیادہ ہے۔

قول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

۴۳- ابن ابی الدنیا نے محمد بن عبداللہ بن یساف سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب حضرت عمرو بن العاص قریب المرگ ہوئے تو آپ کے بیٹے نے آپ سے کہا اے والد محترم! آپ کہا کرتے تھے کہ کاش مجھے کوئی عقلمند آدمی نزع کی حالت میں ملے جو مجھے اس وقت کے احساس کے متعلق بتائے کہ وہ کیسا محسوس کر رہا ہے اور آپ ہی وہ آدمی ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر موت کے متعلق مجھے بتایئے۔

تو آپ نے فرمایا: اے بیٹے! قسم بخدا! ایسے لگ رہا ہے کہ میرے دونوں پہلو تخت پر ہیں اور سوئی کے ناکے کے برابر جگہ سے سانس لے رہا ہوں اور گویا کہ کانٹے دار شاخ میرے قدموں کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جا رہی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعجب

۴۴- ابن سعد نے حضرت [illegible] سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص [illegible] تے تھے۔ اس آدمی پر تعجب ہے کہ جس پر نزع کا عالم طاری ہو اور عقل ساتھ دے رہی ہو وہ موت کے حالات سے کیوں آگاہ نہیں کرتا۔

جب آپ پر یہ وقت آیا تو آپ کے بیٹے عبداللہ نے آپ سے کہا، اے والد محترم! آپ کہا کرتے تھے کہ اس شخص پر تعجب ہے جس پر نزع کا عالم طاری ہو اور عقل بھی ساتھ دے رہی ہو وہ موت کے حالات سے آگاہ کیوں نہیں کرتا۔ اب آپ ہمارے لیے موت کے حالات کے متعلق بیان کریں۔

تو آپ نے فرمایا: اے بیٹے! موت بیان سے ماوراء ہے لیکن کچھ اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری گردن پر ''رضوی'' پہاڑ ہے اور میرے پیٹ میں ''سلام'' درخت کے کانٹے ہیں اور ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے میری جان سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے۔

فرمان حضرت کعب رضی اللہ عنہ

۴۵- ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابو نعیم نے ''حلیہ'' میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ مجھے موت کے متعلق بتاؤ؟ تو انہوں نے کہا۔ اے امیر المومنین! موت اس درخت کی مانند ہے جس پر بہت زیادہ کانٹے ہوں

اور وہ درخت ابن آدم کے پیٹ میں ہو اور ہر رگ اور ہر جوڑ میں کانٹے ہوں اور ایک طاقتور آدمی اسے کھینچ رہا ہو۔

ابن ابی شیبہ کے الفاظ کے مطابق ''اس ٹہنی کی طرح ہے جس پر بہت زیادہ کانٹے ہوں اسے آدمی کے پیٹ میں داخل کیا جائے اور ہر کانٹا ہر رگ میں داخل ہو جائے پھر ایک آدمی اسے سختی سے کھینچے تو جو نکل آئے نکل آئے اور جو باقی رہے باقی رہے''۔

موت کی ہولناکیاں

۳۶- ابن ابی الدنیا نے حضرت شداد بن اوس صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

موت مومنین پر دنیا و آخرت کی ہولناکیوں سے بڑھ کر خوفناک ہے اور یہ آروں کے چیرنے، قینچیوں کے ساتھ کاٹنے اور ہانڈیوں میں ابالنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے اگر مردہ زندہ ہو جائے اور دنیا والوں کو موت کی تکلیف کے متعلق بتا دے تو وہ نہ ہی جی سکیں اور نہ ہی راتوں کو سو سکیں۔

ایک رگ کی تکلیف

۳۷- حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

موت تلوار کی ضرب سے زیادہ تکلیف دہ ہے اور آروں کے چیرنے اور ہانڈیوں میں ابالنے سے زیادہ تکلیف دینے والی ہے۔ اگر میت کی رگوں میں سے ایک رگ کی تکلیف دنیا والوں میں تقسیم کی جائے تو تکلیف کے لحاظ سے یہ ان سب سے بڑھ جائے گی پھر وہ پہلی تکلیف کافر کو لاحق ہو گی اور دوسری مومن کو۔

شیطان کی قربت

۳۸- ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مردوں کے پاس رہو اور انہیں لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو اور جنت کی بشارت دو کیونکہ اس وقت شیطان ابن آدم کے بہت قریب ہوتا ہے۔ قسم بخدا! ملک الموت کا سامنا کرنا تلوار کی ہزار ضربوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے اور قسم بخدا! آدمی کی جان نکلتی ہے تو اس کی ہر رگ علیحدہ علیحدہ تکلیف محسوس کرتی ہے''۔

ابن ابی الدنیا نے اسی کی مثل ابوحسین برجمی سے مرفوعا روایت کیا ہے۔

تمام پوروں سے پروازِ روح

۳۹- ابن ابی الدنیا نے طعمہ بن غیلان جعفی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''اے اللہ رب العزت! تو ہر پٹھے، ہر رگ اور انگلیوں کے پوروں سے روح نکالتا ہے اے اللہ! موت کے وقت میری مدد فرما اور مجھ پر اسے آسان فرما''۔

اضافہ از مترجم:

جب وہ ذات جو وجہ تخلیق کائنات ہیں موت کی شدت سے اللہ رب العزت سے مدد طلب فرما رہے ہیں تو اس سے موت کی شدت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہر مسلمان کو ہمہ وقت موت کو یاد رکھنا چاہیے اور موت کی شدت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

ملک الموت کا سامنا

۴۰- حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں جید سند کیساتھ حضرت عطا بن یسار سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ملک الموت کا سامنا تلوار کی ہزار ضربوں سے زیادہ سخت ہے اور کوئی مومن وفات پاتا ہے تو اس کی ہر رگ علیحدہ تکلیف محسوس کرتی ہے اور اس گھڑی اس کے قریب اللہ کا دشمن شیطان ہوتا ہے''۔

عیادتِ مریض

۴۱- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں عبید بن عمیر سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا! جب اس کے رب کی جانب سے آنے والا آئے گا تو اس کی ہر رگ کو تکلیف ہوگی تو اسے خوشخبری دو کہ اس کے بعد کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

رغبت اور ڈر

۴۲- نبی کریم ﷺ اپنے ایک مریض صحابی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تو کیسا محسوس کر رہا ہے؟ انہوں نے کہا: میں اپنے آپ کو رغبت کرنے والا اور ڈرنے والا محسوس کرتا ہوں، تو ارشاد فرمایا: قسم بخدا! یہ دونوں چیزیں اس حالت میں اس آدمی میں ہی جمع ہوتی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ عطا کیا جس کی اسے امید تھی اور اس سے محفوظ فرمایا جس کا اسے خوف

تھا۔

آخری تکلیف

۴۳- امام احمد نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

''آخری تکلیف جو مسلمان کو پہنچتی ہے وہ موت ہے''۔

آخری اجر

۴۴- ابونعیم اور مروزی نے اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

''مجھے یہ پسند نہیں کہ سکرات موت مجھ پر آسان ہو کیونکہ یہ آخری چیز ہے جس کے ساتھ مسلمان کو اجر دیا جاتا ہے''۔

تخلیق ابن آدم

۴۵- ابن ابی الدنیا نے حضرت انس سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''جب سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو تخلیق کیا ہے اس نے موت سے زیادہ تکلیف دہ چیز کوئی نہیں پائی''۔

شدید ترین معاملہ

۴۶- سعید بن منصور نے محمد بن کعب سے روایت کیا فرماتے ہیں:

''امور آخرت میں سے جو شدید ترین معاملہ لاحق ہوگا وہ موت ہے''۔

لا دوا بیماری

۴۷- زید بن اسلم سے روایت ہے۔

ایک آدمی نے کعب الاحبار سے کہا کہ وہ کون سی بیماری ہے جس کی کوئی دوا نہیں؟ تو انہوں نے کہا! موت۔

زید بن اسلم نے کہا موت بیماری ہے اور اس کی دوا اللہ رب العزت کی خوشنودی ہے۔

اعضاء کا سلام

۴۸- قشیری نے ''رسالہ'' میں' ابوالفضل طوسی نے ''عیون الاخبار'' میں اور دیلمی نے ابراہیم کی سند سے حدیبہ سے روایت کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندہ جب موت کے کرب اور سکرات موت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو تو مجھ سے جدا ہو رہا ہے اور میں تم سے جدا ہو رہا ہوں قیامت کے دن تک۔

روح کا حلق تک پہنچنا

۴۹- ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

بندے پر موت کے وقت سب سے زیادہ تکلیف اس وقت آتی ہے جب روح حلق تک پہنچتی ہے اس وقت وہ مضطرب ہو جاتا ہے اور اس کی ناک اٹھ جاتی ہے۔

میں کہتا ہوں شہید اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اسے موت کی تکلیف دوسروں کی طرح نہیں ہوتی۔

شہید کی تکلیف

۵۰- طبرانی نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"شہید قتل ہونے کی تکلیف اتنی ہی پاتا ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے"۔

ملک الموت کی موت

۵۱- ابن ابی الدنیا نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو سب سے آخر میں موت سے ہمکنار ہوگا وہ ملک الموت ہے اسے کہا جائے گا کہ اے ملک الموت! مر جا اس وقت وہ اتنی زور سے چیخے گا کہ اگر آسمانوں اور زمین پر رہنے والے اسے سن لیں تو ڈر کے مارے سب مر جائیں پھر وہ موت سے ہمکنار ہوگا۔

ملک الموت کی تکلیف

۵۲- زیاد نمیری سے مروی ہے فرماتے ہیں:

"میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ ملک الموت پر موت تمام مخلوق سے زیادہ سخت تکلیف دہ ہوگی"۔

تنبیہ:

قرطبی کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام پر موت کی سختی کے دو فائدے ہیں۔

فائدہ نمبر۱: پہلا فائدہ یہ ہے کہ ان کے فضائل کی تکمیل ہو اور ان کے درجات بلند ہوں اور یہ کوئی نقص نہیں اور نہ ہی عذاب ہے۔

بلکہ یہ تو ایسے ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کو ہوتی ہے پھر جوان کے بعد بزرگ ہستیاں ہیں پھر جوان کے بعد۔

فائدہ نمبر۲: دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مخلوق موت کی تکلیف کی مقدار جان لے کیونکہ یہ ایک مخفی چیز ہے اور بعض اوقات آدمی کسی قریب المرگ انسان کے پاس جاتا ہے تو اس سے کوئی حرکت اور اضطراب نہیں دیکھتا اور اس کی روح کے نکلنے کی آسانی دیکھتا ہے تو موت کے معاملے کو آسان گمان کرتا ہے اور اس میں جو رنج والم ہے اسے نہیں جان پاتا تو جب انبیاء صادقین نے اپنی احادیث میں اللہ رب العزت کے ہاں ان کے اکرام کے باوجود ان کی موت کی تکلیف کی شدت کو بیان کیا تو مخلوق کو موت کی شدت کا قطعی اور یقینی علم حاصل ہوا جو کہ میت برداشت کرتی ہے سوائے کفار کے قتل کیے گئے مسلمان شہید کے (اسے موت کی تکلیف دوسروں کی طرح نہیں ہوگی) جیسا کہ حدیث میں ثابت ہے۔

فائدہ:

۵۳- علماء کرام کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔

مسواک روح کے نکلنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے جو کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت وصال مسواک فرمانے کے متعلق ہے۔

فائدہ:

۵۴- امام احمد نے ''زہد'' میں میمون بن مہران سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

''تم میں سے جب کوئی نیک عمل کی تجدید عہد کرتا ہے جب اس کی موت قریب آتی ہے یا پہلے کیے ہوئے نیک اعمال میں سے کوئی نیک عمل یاد کرتا ہے تو اس پر موت آسان ہو جاتی ہے''۔

فائدہ:

۵۵- ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان

''الذی خلق الموت و الحیاۃ''

کے متعلق روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

"حیات" زندگی سے مراد جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑا ہے اور موت چتکبرا مینڈھا ہے۔

موت اور زندگی کی شکل

مقاتل اور کلبی کہتے ہیں۔

موت کو مینڈھے کی شکل میں تخلیق کیا کسی سے بھی گزرتا ہے تو اسے موت آجاتی ہے اور زندگی کو گھوڑے کی شکل میں تخلیق کیا کسی سے بھی گزرتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔

موت کے بازو

۵۶- ابوالشیخ ابن حبان نے "کتاب العظمۃ" میں روایت کیا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں تخلیق کیا جس پر کالے اور سفید داغ ہیں۔ اس کے چار بازو ہیں ایک عرش کے نیچے' دوسرا تحت الثریٰ میں' تیسرا مشرق میں اور چوتھا مغرب میں ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: ہو جا تو وہ ہو گیا پھر اسے فرمایا! ظاہر ہو جا تو موت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہو گئی۔

پس ان آثار سے معلوم ہوا کہ موت ایک جسم ہے جسے مینڈھے کی شکل میں تخلیق کیا گیا ہے عرض نہیں ہے۔

صحیحین کی حدیث میں جو آیا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا پھر کہا جائے گا کیا تم اسے جانتے ہو؟ لوگ کہیں گے ہاں! اور ہر ایک اسے دیکھ چکا ہے یہ موت ہے پھر اسے ذبح کیا جائے گا۔

ابویعلیٰ نے ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

(اسے ذبح کیا جائے گا) جیسے بکری ذبح کی جاتی ہے۔

افسوس ناک گرفت

۵۸- بیہقی نے "شعب الایمان" میں عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اچانک آنے والی موت کے متعلق پوچھا کہ کیا اس سے نفرت کرنی چاہیے؟

توانہوں نے فرمایا: کیوں اس سے نفرت کی جائے؟ میں نے رسول نبی کریم ﷺ سے اس بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''موت مومن کیلئے راحت ہے اور فاجر کیلئے افسوسناک گرفت ہے''۔

☆............☆............☆

بارھواں باب:

مرض الموت کے وقت کیا کہنا اور کیا پڑھنا چاہیے قرب الموت تلقین اور بعد از موت کیا کہنا چاہیے

سورۂ یٰسین کی تلاوت

(۱) امام احمد، ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس میت کے سرہانے سورۃ یٰسین تلاوت کی جائے اللہ رب العزت اس پر آسانی فرمادیتا ہے''۔

مردوں پر یٰسین پڑھنا

(۲) ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور ابن حبان نے حضرت معقل بن یسار سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین تلاوت کیا کرو''۔

ابن حبان کہتے ہیں اس سے مراد وہ ہے جو قریب المرگ ہو کیونکہ مردے پر تلاوت نہیں کی جاتی۔

سورۂ رعد کی تلاوت اور قریب المرگ کے لئے دعا

(۳) ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت جابر بن زید سے روایت کیا فرماتے ہیں:

قریب المرگ آدمی کے پاس سورۃ رعد کی تلاوت مستحب ہے کیونکہ یہ چیز میت پر آسانی لاتی ہے اور موت میں آسانی پیدا کرتی ہے اور رسول نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں قریب المرگ آدمی کے پاس یہ دعا پڑھی جاتی تھی۔

''اللھم اغفر لفلان بن فلان و برد علیہ مضجعہ و وسع علیہ قبرہ

واعطه الراحة بعد الموت والحقه بنبيه وتول نفسه و صعد روحه فی ارواح الصالحين و اجمع بيننا و بينه فی دار تبقی فيها الصحة ويذهب عنها فيها النصب واللغوب"

ترجمہ: اے اللہ! فلاں بن فلاں کی مغفرت فرما اور اس کا ٹھکانا ٹھنڈا فرما اور اس پر اس کی قبر کشادہ فرما اور بعد از موت اسے راحت عطا فرما اور اسے اپنے نبی کریم ﷺ کی سنگت نصیب فرما اور اسے دوست رکھ اور اس کی روح کو صالحین کی روحوں کے پاس پہنچا اور ہمیں اور اسے اس گھر میں جمع فرما جس میں صحت باقی رہے اور ہر قسم کی مشقت اور تھکاوٹ دور ہو۔

بعد ازاں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جاتا اور ایسا بار بار کیا جاتا حتیٰ کہ اس کی جان نکل جاتی۔

انصار کا عمل

(۴) ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت شعبی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

انصار میت کے پاس سورۃ البقرۃ تلاوت کیا کرتے تھے۔

(۵) ابو نعیم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

"ومن يتق الله يجعل له مخرجا"

کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

"اور جو اللہ سے ڈراوہ اس کو دنیا کے شبہات اور موت کے وقت تکلیف اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔

مردوں کو تلقین

(۶) امام مسلم نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو"۔

ابن حبان وغیرہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد قریب المرگ آدمی ہے۔

آخری کلام

(۷) امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

بچوں کا پہلا کلام

(۸) بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اپنے بچوں کو سب سے پہلا کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' سناؤ اور موت کے وقت لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو کیونکہ جس کا پہلا اور آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اور وہ ہزار برس عمر گزارے اس سے کسی گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا''۔
امام بیہقی کہتے ہیں' یہ غریب خبر ہے اور ہم نے اسے صرف انہی اسناد سے نقل کیا ہے۔

منافق کا خاتمہ

(۹) ابو القاسم قشیری نے ''امالی'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔
جب تمہارے قریب المرگ شخص پر سختی ہو جائے تو اسے زبردستی لا الٰہ الا اللہ مت پڑھاؤ لیکن تلقین کرو کیونکہ اس کلمے پر کسی منافق کا کبھی خاتمہ نہیں ہوا۔

اضافہ از مترجم:

تلقین سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس موجود لوگ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہیں۔ اسے یہ نہ کہیں کہ تم بھی پڑھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ موت کی سختی کی وجہ سے وہ انکار کر بیٹھے اور کفر کا مرتکب ہو۔

والدہ کی نافرمانی

(۱۰) طبرانی اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور ''دلائل النبوۃ'' میں عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی! یارسول اللہ ﷺ! ایک نوجوان قریب المرگ ہے اسے کہا گیا لا الٰہ الا اللہ کہو تو وہ یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ اپنی زندگی میں نہیں پڑھتا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیوں نہیں (پڑھا کرتا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کس چیز نے اسے موت کے وقت اس سے روکا؟ نبی کریم ﷺ اٹھے اور ہم سب بھی آپ ﷺ کے ساتھ اٹھے اور اس نوجوان کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان لا الٰہ الا اللہ کہو' اس نے عرض کی میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے؟

اس نے عرض کی' اپنی والدہ کی نافرمانی کی وجہ سے' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ زندہ ہے' اس نے عرض کی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بلواؤ تو وہ حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا' کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے عرض کی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا اگر بہت بڑی آگ جلائی جائے اور تجھ سے کہا جائے اس کو معاف کر دے ورنہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا اس نے عرض کی تب میں اسے معاف کر دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور ہمیں گواہ بنا کر کہو کہ میں اس سے راضی ہوگئی اس نے عرض کی میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے نوجوان! لا الٰہ الا اللہ کہو تو اس نے لا الٰہ اللہ کہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے جس نے اسے میرے صدقے آگ سے بچایا۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والے کا انجام

(۱۱) ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن محاربی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی قریب المرگ ہوا تو اس سے کہا گیا۔ لا الٰہ الا اللہ کہو' اس نے کہا میں اس کی قدرت نہیں رکھتا اس لیے کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ سنگت رکھتا تھا جو مجھے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے کو کہتے تھے (نعوذ باللہ من ذلک)

اضافہ از مترجم:

مذکورہ بالا اثر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان اور مقام اظہر من الشمس ہوگیا اور پتہ چلا کہ جو شاتمین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے یارانہ لگاتا ہے اسے وقت موت کلمہ نصیب نہیں ہوگا اور جو خود بکواسات کرتے ہیں ان کا کیا انجام ہوگا ذرا غور فرمائیں۔

ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ چاند پر تھوکنے والے چاند کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے اپنا منہ ضرور اپنے ہی تھوک سے گندہ کرتے ہیں۔

ایک عظیم چیز

(۱۲) ابویعلیٰ اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت طلحہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا آپ فرماتے ہیں۔

ہم نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے قریب المرگ آدمی کہے تو جب اس کی روح بدن سے جدا ہو تو نہایت آرام سے جدا ہوگی اور وہ کلمہ اس کیلئے

قیامت کے دن نور ہوگا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ رب العزت اس کیلئے آسانی فرمائے گا اور اس کا رنگ چمک اٹھے گا اور وہ چیز وہ دیکھے گا جو اسے خوش کر دے گی۔ لا الہ الا اللہ (وہ کلمہ ہے)

کلمۂ اخلاص وجہ بخشش

(۱۳) ابن ابی الدنیا نے "کتاب المحتضرین" میں اور طبرانی اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ملک الموت علیہ السلام ایک مرنے والے آدمی کے پاس آئے اور اس کے اعضاء کو چیر کر دیکھا لیکن کوئی نیک عمل نہ پایا پھر اس کا دل چیرا لیکن اس میں بھی کوئی نیک عمل نہ پایا پھر اس کا منہ کھول کر دیا تو اس کی زبان کی نوک تالو سے چمٹی ہوئی پائی اور وہ لا الہ الا اللہ کہہ رہا تھا تو اس کلمہ اخلاص کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔

دائیں بائیں والے فرشتے

(۱۴) ابو نعیم نے فرقد السنجی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب بندے کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو بائیں طرف والا فرشتہ دائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے تکلیف میں کمی کرو تو دائیں طرف والا فرشتہ کہتا ہے کہ میں کمی نہیں کروں گا شاید یہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو میں اسے لکھ لوں گا۔

آگ سے نجات کی دعا

(۱۵) طبرانی نے "اوسط" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

جس شخص نے مرتے وقت "لا الـہ الا اللہ واللہ اکبـر ولا حـول ولا قوۃ الا بـاللہ العلی العظیم" کہا اسے آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔

اسم اعظم

(۱۶) حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے متعلق نہ بتاؤں اور وہ حضرت یونس علیہ السلام کی

دعا ''لا الـه الا انـت سـبحانك انى كنت من الظالمين '' ہے تو جو مسلمان بھی مرض موت کے وقت یہ دعا چالیس مرتبہ مانگے اور اسی مرض میں وفات پا جائے تو اسے شہید کا اجر عطاء کیا جائے گا اور اگر تندرست ہو گیا تو اسے بخش دیا جائے گا۔

دوزخ سے نجات

(۱۷) ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المرض والکفارات'' میں اور ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا۔

اے ابو ہریرہ! کیا میں تمہیں ایسی حق بات نہ بتاؤں کہ اگر اسے کوئی بیماری کی ابتداء میں پڑھ لے تو اللہ رب العزت اسے دوزخ سے نجات عطا فرما دے۔ میں نے عرض کی! ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو ارشاد فرمایا:

''لا الـه الا الله يـحيـى ويمَيت وهو حيى لا يموت وسبحان الله رب العباد والبلاد والحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه على كل حال والله اكبر كبيرا كبرياءهٗ وجلالهٗ وقدرته بكل مكان اللهم ان كنت امرضتنى لتقبض روحى فى مرضى هذا فاجعل روحى فى ارواح من سبقت لهم منك الحسنىٰ واعذنى من النار كما اعذت اولئك الذين سبقت لهم منك الحسنىٰ''

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی اور وہ ہر عیب سے پاک ہے بندوں اور شہروں کا رب ہے اور بہت کثیر تعریفیں اور پاکیزہ اس اللہ رب العزت کیلئے ہیں اور ہر حال میں اس کی برکت والی تعریفیں ہیں اور اللہ بہت بلند ہے اس کی بڑائی اور جلال بہت بڑا ہے اور ہر جگہ اس کی قدرت ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے مجھے اس لیے مرض میں مبتلا کیا ہے کہ اس مرض میں میری روح قبض کرے تو میری روح کو ان سے ملا جن کو تیری جناب سے بہتری عطاء ہوئی اور مجھے دوزخ سے نجات عطا فرما جیسے ان کو نجات عطاء کی جن کو تیری جناب سے بہتری عطاء ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اس مرض میں مر گئے تو اللہ رب العزت کی خوشنودی اور جنت کی بشارت ہے اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ رب العزت تمہیں معاف فرمائے گا۔

دخولِ جنت

(۱۸) ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (فرماتے ہیں)۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کلمات سنے ہیں جنہیں کوئی وفات کے وقت کہے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔ یعنی لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم تین مرتبہ الحمد للہ رب العالمین تین مرتبہ اور تبارك الذی بیده الملك یحیی و یمیت وھو علی کلّ شیء قدیر۔

مومن مکمل بھلائی

(۱۹) سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ مومن میرے نزدیک مکمل بھلائی ہے وہ میری حمد بیان کرتا ہے اور میں اس کے پہلوؤں سے روح قبض کرتا ہوں''۔

مومن کی روح کا قبض ہونا

(۲۰) بیہقی نے 'شعب الایمان' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن کی روح اس کے پہلوؤں سے قبض کی جاتی ہے درآنحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے''۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی تلقین

(۲۱) سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں مروزی، مسلم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام حسن سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو ایک آدمی آیا اور عرض کی فلاں کو موت آنے والی ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے پاس ٹھہر جب اسے قریب المرگ دیکھے تو کہہ!

''سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین''۔

آنکھوں کا پھٹنا

(۲۲) طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت ابو بکرۃ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سلمہ کے پاس تشریف لے گئے درآنحالیکہ وہ قریب المرگ

تھے جب ان کی آنکھیں پھٹ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس بڑھا کر انہیں بند کر دیا جب آپ نے آنکھیں بند کر دیں تو گھر والے چیخنے لگے رسول اللہ ﷺ نے انہیں خاموش کر دیا اور فرمایا جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں اور فرشتے میت کے پاس آتے ہیں اور جو کچھ گھر والے کہتے ہیں اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر فرمایا! اے اللہ! ابو سلمہ کا مقام مہدیین تک بلند فرما اور پسماندگان میں اس کا جانشین مقرر فرما اور ہمیں اور اسے قیامت کے دن بخش دے۔

ملائکہ کا آمین کہنا

(۲۳) حاکم نے حضرت شداد بن اوس سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میت کے پاس موجود ہو تو اس کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ آنکھیں روح کا پیچھا کرتی ہیں اور اچھی بات کہو کیونکہ ملائکہ گھر والوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں"۔

وضو کر کے سونا

(۲۴) بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابو نعیم نے "حلیہ" میں حضرت مجاہد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بغیر وضو کیے ہرگز مت سونا کیونکہ ارواح کو اسی حالت میں اٹھایا جاتا ہے جس حالت میں انہیں قبض کیا جاتا ہے۔

مرتبۂ شہادت

(۲۵) طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس کے پاس ملک الموت آئے اور وہ وضو کی حالت میں ہو تو اسے شہادت کا مرتبہ عطا ہوگا۔

مردہ کی آنکھیں بند کرتے وقت کی دعا

(۲۶) مروزی نے حضرت بکر بن عبداللہ حرنی سے روایت کیا فرماتے ہیں:

جب تو مرنے والے کی آنکھیں بند کرے تو کہہ

"بسم اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ ﷺ"

☆..........☆..........☆

تیرھواں باب:

ملک الموت اور ان کے مددگار فرشتے

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے

"قل یتوفاکم ملك الموت الذی وکل بکم"

ترجمہ: آپ فرمادیں تمہیں موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے موت دیتا ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا وهم لایفرطون"

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو ہمارے فرشتے اسے موت دیتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے۔

معاون ملائکہ

(۱) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان "توفتہ رسلنا" کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔

ملائکہ میں سے ملک الموت کے معاون فرشتے اس سے مراد ہیں۔

ابوالشیخ نے اس کی تفسیر میں حضرت ابراہیم النخعی سے اسی کی مثل روایت کیا اور مزید یہ کہا کہ بعد ازاں ملک الموت انہیں موت دیں گے۔

ملک الموت نگران

(۲) ابوالشیخ نے "کتاب العظمۃ" میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

وہ فرشتے جو لوگوں کے پاس آتے ہیں وہ ہیں جو انہیں موت دیتے ہیں اور ان کی زندگی کی مدت لکھتے ہیں۔ جب وہ جان نکال لیتے ہیں تو اسے ملک الموت کے سپرد کر دیتے ہیں اور ملک الموت نگران کی مانند ہے۔

تخلیق آدم کے لئے مٹی لانا

(۳) ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو حاملین عرش فرشتوں میں سے ایک کو زمین پر مٹی لانے کیلئے بھیجا۔ جب وہ فرشتہ مٹی لانے کیلئے زمین پر اترا تو زمین نے کہا میں تجھ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتی ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے کہ آج مجھ سے مٹی نہ لے جا کہ کل اسے آگ میں جلنا پڑے گا تو اس نے مٹی نہ لی جب وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کس چیز نے تجھے میرا حکم نہ ماننے پر مجبور کیا؟ اس نے عرض کی! زمین نے تیری عظمت کی قسم دی تھی تو میں نے اس چیز کو عظیم شمار کیا کہ تیری عظمت کے وسیلے کیا گیا سوال رد کردوں تو اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرشتہ بھیجا اس نے بھی ایسے ہی کہا حتیٰ کے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بھیجا۔ بعدازاں ملک الموت کو بھیجا تو زمین نے اسی طرح کہا تو ملک الموت نے کہا۔ وہ ذات جس نے تجھے بھیجا وہ تجھ سے زیادہ اطاعت کی حق دار ہے تو زمین کے ہر اچھے برے حصے سے مٹی اٹھائی اور اپنے رب کی بارگاہ میں لے گئے۔ پھر اس پر جنت کا پانی انڈیلا گیا جب خمیر تیار ہو گیا تو اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا گیا۔

ابو حذیفہ اسحاق بن بشر نے ''کتاب المبتداء'' میں ابن اسحاق سے روایت کیا۔ آپ نے امام زہری سے اسی کی مثل روایت کیا اور پہلے بھیجے گئے فرشتے کو اسرافیل اور دوسرے کو میکائیل علیہما السلام گردانا ہے۔

ابن عساکر نے سدی کی سند سے ابو مالک اور ابو صالح سے روایت کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ اور مرۃ سے ابن مسعود اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جماعت سے روایت کیا ہے اور پہلا فرشتہ جبرائیل اور دوسرا میکائیل علیہما السلام گردانا ہے۔

ابن عساکر نے یحییٰ بن خالد سے اسی کی مثل روایت کیا ہے اور پہلا فرشتہ جبرائیل اور دوسرا میکائیل علیہما السلام گردانا ہے اور اس کے آخر میں روایت کیا ہے کہ مٹی لانے والے فرشتے کو ملک الموت کا نام دیا گیا اور اسے موت پر مقرر کر دیا گیا۔

مدبرین کائنات

(۴) ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ابن سابطؒ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

چار فرشتے دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتے ہیں۔

(۱) جبرائیل علیہ السلام (۲) میکائیل علیہ السلام (۳) اسرافیل علیہ السلام

(۴) ملک الموت علیہ السلام۔
جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے لشکر اور وحی پر مقرر ہیں۔
میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات اگانے پر مقرر ہیں۔
ملک الموت علیہ السلام جان نکالنے پر مقرر ہیں۔
اسرافیل علیہ السلام ان سب کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچاتے ہیں۔
اور ایک روایت میں ہے جو انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ پہنچاتے ہیں۔

ملک الموت سردار

(۵) ابن حبان نے ''کتاب العظمۃ'' میں ربیع ابن انس سے روایت کیا۔
ملک الموت سے پوچھا گیا کیا وہ اکیلے روح قبض کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ ارواح کے معاملے سے منسلک ہیں اور اس کیلئے ان کے مددگار فرشتے ہیں مگر یہ کہ ملک الموت سردار ہیں اور ان کا ہر قدم مشرق سے مغرب تک ہے۔ میں نے کہا مومنین کی ارواح کہاں ہوتی ہیں؟ تو فرمایا' سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

استغفارِ ملائکہ

(۶) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان ''فالمد برات امرا'' کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔
اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانوں کی ارواح قبض کرنے کیلئے ملک الموت کے ہمراہ آتے ہیں ان میں سے بعض روح کو آسمان کی جانب لے کر جاتے ہیں اور بعض دعا پر آمین کہتے ہیں اور بعض جنازہ پڑھے جانے اور دفن کیے جانے تک میت کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔
(۷) ابن ابی الدنیا نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان ''وقیل من راق'' کے بارے میں روایت کیا ہے' فرماتے ہیں۔
اس سے مراد ملک الموت کے معاون فرشتے ہیں وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس آدمی کی روح کو اس کے قدموں سے روح کے نکلنے کی جگہ (ناک) تک کون چڑھائے گا۔

مشاہدۂ ملک الموت

(۸) طبرانی نے ''کبیر'' میں' ابونعیم اور ابن مندہ نے جعفر بن محمد کی سند سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حرث بن خزرج سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت

کیا' فرماتے ہیں:

میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا درآنحالیکہ آپ ﷺ نے انصار مدینہ میں سے ایک آدمی کے سرہانے ملک الموت کو دیکھا تو فرمایا۔ اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی اختیار کرو کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی۔ آپ کا دل خوش ہو اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں جان لیں میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں اور یارسول اللہ ﷺ جان لیں میں جب ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں تو چیخنے والے چیخنے لگتے ہیں اس وقت میں اس کی روح کو ساتھ لے کر گھر میں ٹھہر جاتا ہوں اور کہتا ہوں یہ کیسا چیخنا چلانا ہے قسم بخدا! ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی وقت سے پہلے موت دی ہے اور نہ ہی اس کی تقدیر سے پہلے آئے ہیں اور اس کی روح قبضے کرنے میں کوئی گناہ نہیں کیا اگر اللہ رب العزت کے کیے سے تم راضی ہو تو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اگر ناخوش ہو تو بس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ ہر کچے اور پکے گھر والے' نیکوکار' فاجر' میدانی علاقوں میں اور پہاڑی علاقوں میں رہنے والے ہر ایک کے چہرے کو صبح و شام بغور دیکھتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ان سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ قسم بخدا! اگر میں کسی مچھر کی روح قبض کرنے کا بھی ارادہ کروں تو اس وقت تک قبض نہیں کرتا جب تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم نہ ہو۔

جعفر بن محمد کہتے ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ نمازوں کے اوقات میں چہروں کو دیکھتے ہیں تو جب وہ موت کے وقت اسے دیکھتے ہیں تو اگر تو وہ پانچوں نمازوں کی حفاظت کیا کرتا تھا تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان کو اس سے دور بھگا دیتا ہے اور اسے اس عظیم حالت کے وقت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے۔

مکالمۂ ملک الموت •

(۹) ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت حسن سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت ہر دن تین مرتبہ ہر گھر میں چہروں کو دیکھتے ہیں تو جس کا رزق ختم ہو جاتا ہے اور مدت پوری ہو جاتی ہے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو جب وہ روح قبض کرتے ہیں تو اس کے اہل و عیال رونے لگتے ہیں۔ ملک الموت دروازے کی دہلیز پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں' قسم بخدا! میں نے اس کا رزق نہیں کھایا اور نہ ہی اس کی عمر کو کم کیا ہے اور نہ مقررہ مدت کو کم کیا ہے اور مجھے تو بار بار تمہارے پاس آنا ہے حتیٰ کہ تم میں

سے کوئی باقی نہیں بچے گا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں۔

قسم بخدا! اگر لوگ ملک الموت کو دیکھ لیں اور اس کا کلام سن لیں تو مرنے والے کو بھول جائیں گے اور اپنے آپ کو رونے لگیں گے۔

ہر مومن سے نرمی

(۱۰) مروزی نے ''جنائز'' میں سلیم بن عطیہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت سلمان اپنے ایک قریب المرگ دوست کی عیادت کیلئے گئے تو فرمایا۔

اے ملک الموت! اس کے ساتھ نرمی اختیار کرو کیونکہ یہ مومن ہے وہ آدمی بولا اور کہا ملک الموت کہتا ہے کہ وہ ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہے۔

کلام میت وملک الموت

(۱۱) زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے مختلف طرق سے حمید بن میمون سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں مطلب بن عبداللہ بن حطب کے پاس ان کے مرض الموت کے وقت موجود تھا اور وہ سخت تکلیف کے عالم میں تھے تو پاس بیٹھے ایک آدمی نے کہا اور اس وقت مطلب پر غشی طاری تھی۔

اے اللہ! اس پر آسانی فرما کیونکہ یہ ایسا ایسا تھا اس کی تعریف بیان کی تو ان کو ہوش آگیا اور کہا کس نے کلام کیا؟ تو لوگوں نے کہا فلاں آدمی نے' تو انہوں نے کہا ملک الموت تم سے کہتا ہے کہ میں ہر مومن پر سختی اور نرمی کرنے والا ہوں پھر وہ فوراً وفات پا گئے۔

ملک الموت کی شکل

(۱۲) ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم صلوات اللہ علی نبینا وعلیہ ایک دن گھر میں تشریف فرما تھے تو ان کے پاس ایک حسین وجمیل آدمی آیا تو کہا۔ اے اللہ کے بندے! تجھے کس نے میرے گھر بھیجا؟ اس نے کہا مجھے اس گھر کے رب نے اس میں بھیجا' تو فرمایا! اس کا رب اس کا حق دار ہے تو کون ہے؟ اس نے کہا ملک الموت آپ نے فرمایا مجھے تو تمہارے بارے میں کچھ نشانیاں بتائی گئی ہیں ان میں سے کوئی نظر نہیں آرہی' فرمایا: اس نے پیٹھ پھیری تو اس کے آگے اور پیچھے آنکھیں ہی آنکھیں تھیں اور ہر بال نوکدار تیر کی طرح کھڑا تھا۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے تعوذ پڑھا۔ اور فرمایا: پہلی صورت پر لوٹ

آ ئیے ملک الموت نے کہا: اے ابراہیم علیہ السلام! اللہ رب العزت جب مجھے کسی ایسے آدمی کے پاس بھیجتا ہے جو اس کی ملاقات کا مشتاق ہو تو جو صورت آپ نے پہلے دیکھی اس میں بھیجتا ہے۔

ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے در پر

(۱۳) حضرت وہب سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر میں ایک آدمی دیکھا تو فرمایا' تو کون ہے؟ اس نے عرض کی! میں ملک الموت ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو مجھے کوئی نشانی دکھا تاکہ میں جان لوں تو ملک الموت ہے۔ ملک الموت نے آپ سے عرض کی اپنا چہرہ پھیریئے تو آپ نے چہرہ پھیر لیا۔ پھر دیکھا تو اس نے آپ کو وہ شکل دکھائی جس میں مومنین کی روح قبض کرتا ہے آپ فرماتے ہیں میں نے ایسا نور اور چمک دیکھی جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرض کی چہرہ پھیریئے تو آپ نے چہرہ پھیر لیا پھر دیکھا تو وہ شکل دکھائی جس میں کافروں اور فاجروں کی روح قبض کرتا ہے۔ تو آپ پر شدید رعب طاری ہو گیا اور آپ کے اعضاء کانپنے لگے پیٹ زمین سے چپک گیا اور جان نکلنے کے قریب ہو گئی۔

ملک الموت کی خوش خبری

(۱۴) ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو ملک الموت نے عرض کی کہ انہیں اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جا کر خوشخبری سنائیں۔ انہیں اجازت عطاء ہوئی تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور خوش خبری سنائی تو آپ نے الحمد للہ کہا اور فرمایا اے ملک الموت! مجھے دکھایئے آپ کیسے کافروں کی جان نکالتے ہیں تو انہوں نے عرض کی آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' طاقت رکھتا ہوں۔ تو عرض کی چہرہ پھیریئے تو آپ نے چہرہ پھیر لیا پھر دیکھا تو ایک آدمی تھا کالے رنگ کا اس کا سر آسمان کو چھو رہا تھا اور منہ سے آگ کے شعلے نکلے رہے تھے اور اس کے جسم کا ہر بال آدمی کی شکل کا تھا جس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی۔ ہوش آیا تو ملک الموت پہلی صورت میں تبدیل ہو چکے تھے۔ تو فرمایا اے ملک الموت! اگر کافر تیری صورت کے علاوہ کوئی بھی مصیبت اور غم نہ پائے تو یہ ہی اسے کافی ہے۔ اب مجھے وہ صورت دکھا جس میں تو مومنین کی جان نکالتا ہے تو عرض کی چہرہ پھیریئے آپ نے چہرہ پھیر

لیا پھر مڑ کر دیکھا تو ایک نوجوان آدمی تھا جو لوگوں میں سب سے زیادہ حسین تھا اور اس سے بہت پیاری خوشبو آ رہی تھی۔ سفید کپڑوں میں ملبوس تھا۔ تو آپ نے فرمایا اگر مومن موت کے وقت تیری صورت کے علاوہ کسی قسم کی عزت و کرامت اور آنکھوں کی ٹھنڈک نہ پائے تو یہ ہی اس کیلئے کافی ہو گی۔

زمین مانندِ طشت

(۱۵) امام احمد نے ''زہد'' میں' ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور ابو نعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

زمین ملک الموت کیلئے طشت کی مانند ہے جہاں سے چاہیں اٹھا لیں اور آپ کے مددگار ہیں جو جان نکالتے ہیں پھر آپ ان سے اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں۔

(۱۶) ابو الشیخ نے حکم بن عتیبہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت کے سامنے دنیا ایسے ہے جیسے آدمی کے سامنے طشت ہوتا ہے۔

ملک الموت کا جان قبض کرنا

(۱۷) ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے حضرت اشعث بن سلیم سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت جن کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے اور جن کی دو آنکھیں چہرے پر اور دو گدی (پشت) پر ہیں سے سوال کیا اور فرمایا! اے ملک الموت! جب ایک آدمی مشرق میں ہوتا ہے اور ایک مغرب میں ہوتا ہے اور زمین میں وبا پھوٹ پڑتی ہے تو آپ کیسے جان قبض کرتے ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی۔ میں اللہ کے حکم سے روحوں کو آواز دیتا ہوں تو وہ میری ان دو انگلیوں میں آ جاتی ہیں اور فرمایا اس کیلئے زمین سمیٹ دی گئی اور طشت کی مانند کر دی گئی جہاں سے چاہے اٹھا لیتا ہے۔

ملک الموت کے لئے دنیا مسخر ہے

(۱۸) ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن کی سند سے حضرت حکم سے روایت کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا جو نفس بھی سانس لیتا ہے آپ اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ عرض کی ہاں تو فرمایا! آپ اس وقت میرے پاس ہیں اور نفوس زمین کی مختلف اطراف میں ہیں تو آپ کیسے یہ کام کرتے ہیں؟ تو عرض کی اللہ رب العزت نے میرے لئے دنیا کو مسخر کر دیا ہے تو یہ میرے لیے ایسے ہے جیسے آپ میں سے کسی کے سامنے طشت پڑا ہو

اور وہ اس کے اطراف میں سے جو چاہے اٹھالے میرے لیے دنیا ایسے ہی ہے۔

صدائے ملک الموت

(۱۹) دینوری نے ''مجالسہ'' میں ابوقیس ازدی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت سے کہا گیا۔ آپ کیسے ارواح قبض کرتے ہیں؟ تو فرمایا میں انہیں آواز دیتا ہوں تو وہ میرے پاس حاضر ہو جاتی ہیں۔

ملک الموت کی تختی

(۲۰) ابن ابی الدنیا' ابوالشیخ اور ابونعیم نے شہر بن حوشب سے روایت کیا فرماتے ہیں ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں اور دنیا ان کے گھٹنوں کے درمیان ہے اور وہ تختی جس پر بنی آدم کی اموات کا وقت درج ہے ان کے سامنے ہے اور ان کے سامنے ملائکہ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ تختی پر دیکھتے ہیں اطراف میں نہیں دیکھتے جب کسی آدمی کی مقررہ مدت آجاتی ہے تو وہ فرشتوں سے کہتے ہیں اس کی روح قبض کرلو۔

دنیا دسترخوان کی مانند

(۲۱) ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ دو آدمی ایک ہی لمحہ میں مر جاتے ہیں ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں تو ان دونوں پر ملک الموت کو کیسے قدرت حاصل ہوتی ہے۔ تو ارشاد فرمایا! مشرق و مغرب' تاریکیوں اور گہری وادیوں والوں پر ملک الموت کی قدرت ایسے ہے جیسے ایک آدمی کے سامنے دسترخوان ہو اور وہ جہاں سے چاہے اٹھالے۔

ملک الموت کا تسلط

(۲۲) جویبر نے اپنی تفسیر میں کلبی سے آپ نے مجاہد اور آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

موت کا فرشتہ وہ ہے جو تمام نفوس کو موت دیتا ہے اور اسے زمین میں موجود ہر چیز پر ایسا تسلط حاصل ہے جیسا کہ تمہیں اپنی ہتھیلی میں موجود چیز پر اور اس کے ساتھ ایک گروہ رحمت کے فرشتوں کا اور ایک عذاب کے فرشتوں کا ہے۔ جب وہ کسی پاکیزہ نفس کی روح قبض کرتا ہے تو اسے رحمت کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہے اور جب کسی ناپاک خبیث نفس کی روح قبض کرتا ہے تو اسے عذاب کے فرشتوں کے حوالے کردیتا ہے۔

جنگ اور ملک الموت

(۲۳) ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابوالمثنی الحمصی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

دنیا کے ہموار میدان اور پہاڑ ملک الموت کی رانوں کے درمیان ہیں اور اس کے ساتھ رحمت اور عذاب کے فرشتے ہیں۔ وہ ارواح قبض کرتا ہے اور بعض ارواح رحمت کے فرشتوں کو دیتا ہے اور بعض عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہے۔ پوچھا گیا جب جنگ ہو اور تلوار بجلی کی طرح چلے تو اس وقت کیا کرتا ہے تو فرمایا: ارواح کو بلاتا ہے تو اس کے پاس چلی آتی ہیں۔

ملک الموت اکیلا ہے

(۲۴) ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ملک الموت اکیلا ہے اور زمین کے مشرق و مغرب میں بعض اوقات جنگیں ہوتی ہیں تو ان میں کیسے ہلاکتیں ہوتی ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملک الموت کیلئے دنیا لپیٹ دی گئی ہے حتیٰ کے اسے طشت کی مانند کر دیا ہے جیسا کہ تمہارے سامنے ہوتا ہے تو کیا اس سے کوئی چیز اوجھل ہوتی ہے۔

ملک الموت عرش کے نیچے

(۲۵) ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے اور انہوں نے خیثمہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا اور وہ آپ کا دوست تھا آپ نے اسے فرمایا تیرا معاملہ بھی عجیب ہے تو ایک گھر میں رہنے والے تمام لوگوں کو مار ڈالتا ہے اور ان کے پڑوس میں رہنے والوں میں سے کسی کو نہیں مارتا؟ اس نے عرض کی میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کی روح قبض کرنی ہے میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں تو مجھے ایک فہرست دی جاتی ہے جس میں مرنے والوں کے نام ہوتے ہیں۔

ہندی آدمی کی موت

(۲۶) اسی سند کے ساتھ خیثمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

ملک الموت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کے ساتھیوں میں سے ایک کو نظر گاڑ کر دیکھنے لگے جب چلے گئے تو اس آدمی نے کہا یہ کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا یہ ملک الموت تھے۔

اس نے عرض میں نے انہیں دیکھا ہے وہ میری طرف ایسے دیکھ رہے تھے جیسے میری موت آگئی ہے۔آپ نے فرمایا تیرا کیا ارادہ ہے؟ عرض کی میرا ارادہ تو یہ ہے کہ آپ مجھے ہوا پر بٹھایئے جو مجھے ہندوستان پہنچا دے۔تو آپ نے ہوا کو بلایا اور اسے اس پر سوار کر دیا تو اس نے اسے ہندوستان پہنچا دیا پھر ملک الموت آئے تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو میرے ساتھیوں میں سے ایک کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔(کیا معاملہ تھا) تو ملک الموت نے عرض کی۔ مجھے اس پر بہت تعجب ہو رہا تھا کیونکہ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس کی جان ہندوستان میں نکالوں اور وہ آپ کے پاس تھا۔

سلیمان علیہ السلام اور ملک الموت

(۲۷) ابن عساکر نے خیثمہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ملک الموت سے فرمایا جب میری جان نکالنے کا ارادہ ہو تو مجھے بتا دینا۔اس نے عرض کی مجھے آپ سے زیادہ اس کا علم نہیں یہ ایک کتاب ہے جس میں مرنے والوں کے نام ہوتے ہیں میری طرف اتاری جاتی ہے۔

ادریس علیہ السلام اور ملک الموت

(۲۸) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ایک فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کیلئے اللہ رب العزت سے اجازت مانگی پھر آپ کے پاس آیا اور سلام عرض کیا۔حضرت ادریس علیہ السلام نے اسے کہا! کیا ملک الموت سے بھی کوئی تعلق ہے؟ عرض کی وہ فرشتوں میں سے میرا بھائی ہے تو آپ نے فرمایا! کیا مجھے ان سے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو؟ عرض کی اگر یہ ارادہ ہے کہ موت کا وقت آگے پیچھے ہو جائے تو یہ ناممکن ہے ہاں اتنا ضرور کروں گا کہ ان سے کہوں کہ بوقت موت آپ پر نرمی کرے اور عرض کی میرے پروں کے درمیان سوار ہو جائیں۔ادریس علیہ السلام سوار ہوئے تو وہ آپ کو اوپر والے آسمان کی جانب لے جانے لگا اس کے پروں کے درمیان ہی آپ سے ملک الموت ملے تو فرشتے نے ملک الموت سے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ملک الموت نے کہا مجھے آپ کے کام کا علم ہے آپ ادریس علیہ السلام کے بارے میں بات کریں گے حالانکہ ان کا نام مٹ چکا ہے اور ان کی زندگی فقط نصف لمحہ باقی ہے تو ادریس علیہ السلام نے فرشتے کے پروں کے درمیان وفات پائی۔

ملک الموت کا علم

(۲۹) امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت کو آدمی کی موت کا علم نہیں ہوتا کہ کب آئے گی حتیٰ کہ اسے اس کی جان نکالنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

(۳۰) ابن ابی الدنیا نے حضرت جریج سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت سے کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی روح فلاں وقت فلاں دن میں قبض کرو۔

بیماریوں کی تخلیق

(۳۱) مروزی' ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے ابوالشعثاء جابر بن زید سے روایت کیا۔

ملک الموت بغیر بیماری کے ارواح قبض کیا کرتا تھا تو لوگ انہیں گالیاں دیتے اور لعن طعن کرتے تو آپ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اللہ رب العزت نے بیماریاں پیدا کیں تب لوگ ملک الموت کو بھول گئے اور کہا جاتا کہ فلاں آدمی فلاں فلاں بیماری سے مر گیا۔

ملک الموت کا ظاہراً آنا

(۳۲) ابونعیم نے اعمش سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت لوگوں کے سامنے ظاہراً آیا کرتے تھے۔ آپ ایک آدمی کے پاس آئے تو آپ نے کہا میں تیری حاجت پوری کروں گا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں تیری روح قبض کروں تو وہ شکوہ کرنے لگا تو بیماری اتاری گی اور موت کو مخفی کر دیا گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کی آنکھ پھوڑنا

(۳۳) امام احمد' بزار اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح قرار دیتے ہوئے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ملک الموت لوگوں کے پاس ظاہراً آیا کرتے تھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو طمانچہ مارا جس سے آپ کی آنکھ پھوٹ گئی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے رب ذوالجلال! تیرے بندے موسیٰ علیہ السلام نے میری آنکھ پھوڑ دی اگر تیری جناب میں ان کی عزت و کرامت کا لحاظ نہ ہوتا میں ان پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میرے بندے کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی کھال پر رکھے تو ہر بال کے بدلے ایک سال عمر میں اضافہ کروں گا۔ آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کی موت' فرمایا تو پھر ابھی سہی عرض کی تو پھر اسے سونگھئے' تب آپ کی روح پرواز کر گئی اور ملک

الموت کو اللہ تعالیٰ نے آنکھ لوٹا دی بعد ازاں آپ لوگوں کے پاس پوشیدہ آنے لگے۔

ملک الموت کا پھول دینا

(۳۴) ابو حذیفہ اسحاق بن بشر نے اپنی سند کے ساتھ ''کتاب الشدائد'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت نے عرض کی اے رب ذوالجلال آپ کا بندہ ابراہیم علیہ السلام موت سے ڈرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا! انہیں کہو جب دوست کی دوست سے ملاقات کو لمبا عرصہ گزر جاتا ہے تو وہ ایک دوسرے کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔ ملک الموت نے پیغام پہنچایا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں میرے رب میں تجھ سے ملاقات کا مشتاق ہوں۔ تو ملک الموت نے آپ کو پھول دیا آپ نے اسے سونگھا تو آپ کی روح پرواز کر گئی۔

ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنا

(۳۵) ابو الشیخ نے محمد بن منکدر سے روایت کیا۔

ملک الموت نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی جان مومن کی جان نکالنے سے زیادہ آسانی سے نکالوں۔ آپ نے فرمایا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھے بھیجا کہ میرے معاملے کیلئے دوبارہ جا تو ملک الموت نے عرض کی کہ تیرے خلیل علیہ السلام نے مجھے اپنے معاملے کیلئے دوبارہ بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! ان کے پاس جا اور کہہ کہ تیرا رب کہتا ہے کہ خلیل، خلیل سے ملاقات چاہتا ہے۔ ملک الموت آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا جو تجھے حکم دیا گیا ہے کر گزر۔ ملک الموت نے عرض کی اے ابراہیم علیہ السلام کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے؟ فرمایا نہیں! فرماتے ہیں ملک الموت نے آپ کو شراب سنگھائی تو آپ کی روح اسی وقت پرواز کر گئی۔

اضافہ از مترجم:

سبحان اللہ! ابراہیم علیہ السلام کی شان دیکھئے کہ شراب کی بو سونگھتے ہی جان نکل گئی اور آج کا مسلمان شراب میں ڈوبا ہوا ہے۔ ویلنٹائن ڈے ہو یا بسنت، عید ہو یا شب برأت اور چاند رات مسلمان شراب پانی کی طرح پیتے ہیں اور نام سمبل آف سٹیٹس کا لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

کیفیت موتِ داوٗد علیہ السلام

(۳۶) امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''داؤد علیہ السلام میں بہت غیرت تھی آپ جب باہر جاتے تو دروازے بند کر جاتے آپ کے لوٹ آنے تک آپ کے گھر میں کوئی داخل نہ ہوتا۔ ایک دن آپ باہر گئے جب واپس آئے تو گھر میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا آپ نے اس سے فرمایا! تو کون ہے؟ اس نے عرض کی میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا اور مجھے کوئی پردہ نہیں روک سکتا۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا! قسم بخدا! تب تو ملک الموت ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ داؤد علیہ السلام نے اسی جگہ چادر لپیٹی تو آپ کی روح پرواز کر گئی''۔

جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر

(۴۷) طبرانی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے دن جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا! اے جبرائیل علیہ السلام میں پریشان ہوں اور تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ اسی دوران ملک الموت نے دروازے پر دستک دی اور اجازت طلب کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ ملک الموت ہے آپ سے اجازت طلب کر رہا ہے اور اس سے پہلے اس نے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے کرے گا۔ آپ نے فرمایا! اسے اجازت دو تو آپ نے اجازت دی تو وہ آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی بات مانوں اگر آپ فرمائیں تو روح قبض کروں اور اگر آپ ناپسند فرمائیں تو چھوڑ دوں۔ ارشاد فرمایا: اے ملک الموت کیا ایسا ہی کرو گے؟ عرض کی ہاں مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کی۔ اللہ رب العزت آپ سے ملاقات کا مشتاق ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے تجھے جو حکم دیا گیا ہے کر گزرو۔

اضافہ از مترجم:

سبحان اللہ! کیا شان ہے آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کی کہ اللہ رب العزت نے زندگی اور موت کا اختیار عطا فرما دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ دوسرے انبیا علیہم السلام تو خود میری ملاقات کے مشتاق تھے۔ اے حبیب! میں رب ذوالجلال تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی شان میں تنقیص کا پہلو تلاشنے والو! آقائے نامدار کے اختیارات پر نکتہ

چینی کرنے والو! مذکورہ بالا حدیث مبارکہ پڑھو اور پھر اپنے گریبانوں میں جھانکو کہیں تم اپنے اعمال تو ضائع نہیں کر رہے؟۔

ملک الموت کا ہر گھر میں جھانکنا

(۳۸) امام احمد نے ''زہد'' میں اور سعید بن منصور نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہر گھر میں ملک الموت دن میں پانچ مرتبہ گھر والوں کے چہرے دیکھتے ہیں کہ انہیں ان میں سے کسی کی روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ نہیں۔

ملک الموت کا سات مرتبہ دیکھنا

(۳۹) ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

کسی گھر میں ایک فرد بھی ہو تو ملک الموت اس کے دروازے کو سات مرتبہ روزانہ دیکھتے ہیں کہ کیا اس میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کی جان نکالنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔

گردش بیت

(۴۰) امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

زمین کی پشت پر کوئی بھی کچا پکا گھر ہے ملک الموت ہر دن اس کا دو دفعہ چکر لگاتے ہیں۔

(۴۱) ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد الزہد'' میں عبدالاعلیٰ تیمی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہر گھر میں رہنے والوں کے چہرے ملک الموت دن میں دو مرتبہ بغور دیکھتے ہیں۔

ملک الموت چوبیس گھنٹے ہر ذی روح کے پاس

(۴۲) ابونعیم نے ثابت البنانی سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رات اور دن چوبیس گھنٹے ہیں اس میں کوئی بھی گھڑی ذی روح پر آتی ہے تو ملک الموت اس کے پاس کھڑے ہوتے ہیں اگر اس کی جان نکالنے کا حکم ہو تو نکال لیتے ہیں ورنہ چلے جاتے ہیں۔

بندے کا ہنسنا اور ملک الموت کا تعجب

(۴۳) ابوالفضل طوسی نے ''کتاب عیون الاخبار'' میں اپنی سند سے ابراہیم کی طریق سے اور ابن نجار نے ''تاریخ بغداد'' میں ابن ہدبہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

ملک الموت ہر دن ستر مرتبہ بندوں کے چہروں کو دیکھتے ہیں جب وہ بندہ ہنستا ہے جس کی طرف آپ کو بھیجا گیا ہوتا ہے تو کہتے ہیں تعجب ہے اس کی روح قبض کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے اور یہ ہنس رہا ہے۔

ابن آدم کی کپکپاہٹ

(۴۴) ابوالشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں اور ابن ابی الدنیا نے زید بن اسلم سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت ہر دن پانچ مرتبہ گھروں کو دیکھتے ہیں اور ہر دن ابن آدم کے چہرے پر ایک نشانی دیکھتا ہے۔ فرماتے ہیں ان میں سے ایک کپکپاہٹ ہے جو لوگوں کو لاحق ہوتی ہے۔

کتابِ زندگی

(۴۵) ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہر دن ملک الموت لوگوں کی زندگی کی کتاب دیکھتا ہے۔

بعض کہتے ہیں تین مرتبہ دیکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں پانچ مرتبہ۔

حشرات کی موت

(۵٦) ابوالشیخ اور عقیلی نے ''ضعفاء'' میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جانوروں اور حشرات الارض کی اموات تسبیح میں ہوتی ہیں جب ان کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روح قبض کر لیتا ہے اور ملک الموت کا ان کے معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی حدیث کی ایک اور سند بھی ہے جسے خطیب نے 'الرواۃ'' میں حضرت مالک سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ایسا ہی ابن عطیہ اور قرطبی نے کہا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت ان کی زندگی ملک الموت کے بغیر ختم فرما دیتا ہے اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے تو اسے شرف بخشا گیا بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ایک فرشتہ اور معاون تخلیق کیے اور اس کے ہاتھوں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

مچھروں کی موت

(۴۷) لیکن خطیب نے ''الرواۃ'' میں حضرت مالک سے' آپ نے حضرت سلیمان بن معمر سے

روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا درآنحالیکہ اس نے آپ سے مچھروں یا پسوؤں کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ان کی ارواح ملک الموت قبض کرتا ہے آپ نے کافی دیر گردن جھکائے رکھی پھر فرمایا' کیا ان میں جان ہوتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو فرمایا' ان کی روح بھی ملک الموت قبض کرتا ہے پھر فرمایا اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

''یتوفی الانفس حین موتھا''

پھر آپ دیکھیں جویبر نے اس کی تفسیر میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا' ملک الموت کو انسانوں کی ارواح قبض کرنے پر مامور کیا گیا ہے تو وہی ان کی ارواح قبض کرتا ہے۔ اور جنوں میں ایک فرشتہ ہے اور شیطانوں میں ایک فرشتہ ہے اور ایک فرشتہ پرندوں' درندوں' حشرات' مچھلیوں اور اور چیونٹیوں میں ہے تو یہ کل چار فرشتے ہیں تین ملائکہ پہلی صاعقہ میں مر جائیں گے اور ملک الموت ان کی روحیں قبض کریں گے پھر مریں گے۔ یعنی ان کے بعد ملک الموت کو موت آئے گی۔

اور سمندر میں جانے والے شہداء ان کی ارواح اللہ تعالیٰ خود قبض کریں گے انہیں ان کی بزرگی و کرامت کی بنا پر ملک الموت کے سپرد نہیں کریں گے کیونکہ وہ سمندر کی تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں گئے۔

جویبر بہت ضعیف راوی ہیں اور ضحاک ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقطع ہیں۔

سمندری مجاہدین کی موت

(۴۸) ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ رب العزت نے ملک الموت کو ارواح کے قبض کرنے پر مقرر فرمایا ہے سوائے سمندری مجاہدین کی روحوں کے کیونکہ اللہ رب العزت خود ان کی ارواح قبض فرماتا ہے۔

آنسو ٹپکنے سے جان نکل گئی

(۴۹) ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی نے چالیس سال اللہ تعالیٰ کی عبادت خشکی پر کی پھر عرض کی اے رب ذوالجلال! مجھے بہت شوق ہے کہ تیری عبادت سمندر میں بھی کروں تو وہ ایک گروہ کے

پاس گیا اوران سے گزارش کی کہ اسے بھی اپنے ساتھ سوار کر لیں تو انہوں نے اسے سوار کرلیا کشتی جب تک اللہ نے چاہا چلی پھر رک گئی۔ اس جگہ پانی کی ایک جانب درخت تھا اس نے کہا مجھے اس درخت پر چڑھا دو انہوں نے اسے درخت پر چڑھا دیا اور کشتی چلی گئی۔ بعدازاں ایک فرشتہ آسمان کی جانب جانے لگا اور جو کلمات کہہ کر وہ آسمان پر جاتا تھا وہ کہے لیکن نہ جا سکا اس نے محسوس کیا کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو وہ اس درخت والے آدمی کے پاس آیا اور کہا کہ اس کی اللہ رب العزت کے ہاں سفارش کرے تو اس نے نماز ادا کی اور فرشتے کیلئے دعا کی اور بارگاہ ایزدی سے مطالبہ کیا کہ یہی فرشتہ ان کی روح قبض کرے تا کہ ملک الموت سے زیادہ آسانی ہو۔ تو جب وہ آدمی قریب المرگ ہوا تو وہ فرشتہ اس کے پاس آیا اور کہا جیسے تو نے بارگاہ خدا میں میری سفارش کی تھی ایسے ہی میں نے بھی تیری سفارش کی ہے اب جہاں چاہے تیری روح قبض کروں تو اس نے ایک سجدہ کیا اور اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا تو اس کی جان نکل گئی۔

ملک الموت پر درود

(۵۰) ابن عساکر نے اپنی ''تاریخ'' میں ابی زرعہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھ سے نجیب بن ابی عبید البزی نے کہا کہ میں نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا اس نے کہا اپنے باپ سے کہو کہ مجھ پر درود پڑھے تا کہ میں اس کی روح قبض کرتے وقت نرمی کروں تو میں نے یہ واقعہ اپنے والد سے بیان کیا تو انہوں نے کہا بیٹے! ملک الموت مجھ سے تیری ماں سے بھی زیادہ مانوس ہے۔

●

بغیر وصیت کیے مرنا

(۵۱) ابن عساکر نے زید بن اسلم کے طریق سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا فرماتے ہیں:

مجھے وہ حدیث یاد آئی جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ مسلمان آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اپنے سرہانے اپنی وصیت رکھے بغیر تین راتیں گزار دے۔

تو میں نے دوات اور صفحہ منگوایا تا کہ اپنی وصیت لکھوں تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور میں سو گیا وصیت نہ لکھ سکا میں سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی سفید کپڑوں والا آیا خوبصورت چہرے والا اور عمدہ خوشبو والا تھا۔ میں نے کہا اے آدمی تجھے کس نے میرے گھر بھیجا؟ اس نے کہا اس گھر کے رب نے میں نے کہا۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا ملک الموت تو میں اس سے ڈر گیا تو اس نے کہا ڈرمت مجھے تیری روح قبض کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ میں نے کہا تو میرے لیے آگ سے نجات لکھ دیجئے

تو اس نے کہا دوات اور صفحہ لاؤ میں نے دوات اور قلم اٹھائی اور کاغذ بھی اٹھایا اور انہیں دیا جو سرہانے رکھ کر سو گیا تھا۔تو اس نے لکھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم استغفر اللہ استغفر اللہ'' حتیٰ کہ کاغذ کی دونوں اطراف بھر دیں پھر مجھے دے دیا اور کہا یہ پروانہ نجات ہے اللہ تم پر رحم فرمائے میں گھبرا کر اٹھا اور چراغ منگوایا تو میں نے دیکھا کہ جو کاغذ میں سرہانے رکھ کر سو گیا تھا اس کی دونوں جانب ''استغفر اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

فصل

(۵۲) امام قرطبی فرماتے ہیں۔

اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان ''قل یتوفا کم ملك الموت'' ''توفته رسلنا'' ''تتو فاهم الملائکة'' اور ''الله یتوفی الانفس'' ان سب میں کوئی تناقض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔کیونکہ موت کی نسبت ملک الموت کی طرف اس لیے ہے کہ وہ روح قبض کرتا ہے اور مددگار ملائکہ کی طرف اس لیے ہے کہ وہ بدن سے روح کھینچ کر نکالتے ہیں اور ملک الموت قبض کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے کہ وہ فاعل حقیقی ہے۔

کلبی کہتے ہیں:

ملک الموت جسم سے روح قبض کرتا ہے پھر اسے رحمت یا عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہے اور جہاں تک ملک الموت کی شکل کا تعلق ہے جو وہ مومن اور کافر کی روح قبض کرتے وقت اختیار کرتا ہے تو اس کا سبب واضح ہے کہ جیسا کہ ثابت کیا ہے کہ فرشتے جس شکل میں آنا چاہیں آ سکتے ہیں۔

چودھواں باب:

ہر سال عمروں کا منقطع ہونا

زندہ مردوں کی فہرست میں

(۱) دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک عمریں منقطع کر دی جاتی ہیں انسان نکاح کرتا ہے اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے''۔

اسی کی مثل ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے امام زہری کے طریق سے حضرت عثمان بن مغیرہ بن اخنس سے مرفوعاً روایت کیا اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں امام زہری کے طریق سے حضرت عثمان بن مغیرہ بن اخنس سے روایت کیا۔

اور ابن ابی حاتم نے بھی اس کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا۔

روزے کی حالت میں موت

(۲) ابو یعلیٰ نے منذری کی ''حسن'' قرار دی ہوئی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس مہینے میں اللہ تعالیٰ ہر مرنے والے کا نام لکھ دیتا ہے جو اس سال مرے گا تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے موت روزے کی حالت میں آئے۔

(۳) ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب نصف شعبان کی رات آتی ہے ملک الموت کو ایک صحیفہ (کتابچہ) دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے۔ جس کا نام اس کتابچے میں لکھا ہے اس کی روح قبض کرو۔ انسان درخت لگاتا ہے نکاح کرتا ہے اور گھر تعمیر کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر سے لیلۃ القدر تک

(۴) ابن جریر نے حضرت عمر مولیٰ غفرۃ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ایک لیلۃ القدر سے دوسری لیلۃ القدر تک جتنے انسانوں نے مرنا ہوتا ہے ان کے نام ملک الموت کو لکھ کر دے دیئے جاتے ہیں۔ تو انسان درخت لگاتا ہے نکاح کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں ہوتا ہے۔

نصف شعبان اور معاملات دنیا

(۵) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نصف شعبان کی رات کو سال بھر کے معاملات طے کیے جاتے ہیں اور زندوں کا نام مردوں میں لکھا جاتا ہے اور حاجیوں کا نام لکھا جاتا ہے تو نہ ہی ان میں کچھ اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی کمی کی جاتی ہے۔

نصف شعبان اور ملک الموت

(۶) دینوری نے ''مجالسہ'' میں راشد بن سعد سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پندرھویں شعبان کی رات اللہ تعالیٰ انسانوں کے بارے میں ملک الموت کو وحی فرماتا ہے جن کی اس سال اس نے روح قبض کرنی ہوتی ہے۔

حافظ فرشتہ

(۷) ابن ابی الدنیا اور حاکم نے ''مستدرک'' میں حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

انسان کی موت کے متعلق سب سے پہلے ''حافظ'' نام کے فرشتے کو علم ہوتا ہے کیونکہ یہ فرشتہ انسان کا عمل لے کر آسمان پر جاتا ہے اور اس کا رزق لے کر زمین پر آتا ہے تو جب اس انسان کا رزق ختم ہو جاتا ہے تو فرشتے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب یہ مرنے والا ہے۔

عرشی درخت

(۸) ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں محمد بن حماد سے روایت کیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

عرش کے نیچے ایک درخت ہے اس میں ہر مخلوق کا پتہ ہے تو جب انسان کا پتہ گر جاتا ہے تو اس کی روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے۔ اور اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان ''**وما تسقط من ورقة الا یعلمها**'' سے یہی مراد ہے۔

پندرھواں باب:

میت کے پاس فرشتوں کا آنا' مومن کو بشارت دینا اور کافر کو ڈرانا

جنتی خوشبو اور کفن

(۱) امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں' طیالسی اور عبداللہ نے اپنی اپنی مسند میں' ھناد بن سری نے ''الزہد'' میں' ابوداؤد نے ''سنن'' میں' حاکم نے ''مستدرک'' میں' ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی نے ''کتاب عذاب القبر'' میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی کہ ہم پہنچ گئے۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی بیٹھ گئے اور ہماری حالت یہ تھی جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں یعنی گردنیں جھکائے بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اقدس اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو۔ پھر ارشاد فرمایا جب بندہ مومن اس دنیا سے جانے والا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف توجہ کرتا ہے تو آسمان سے فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے سفید اور سورج کی طرح چمکدار ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ جنتی کفن اور خوشبو لاتے ہیں اور حد نگاہ تک پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت مرنے والے کے سرہانے آ کر بیٹھ جاتے ہیں ور کہتے ہیں۔

اے پاک نفس! اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کی طرف آ تو اس کا نفس ایسے بہہ نکلتا ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے پھر ملک الموت اس کی روح کو قبض کرتے ہیں تو وہ فرشتے ایک لمحہ بھی اسے ملک الموت کے پاس نہیں رہنے دیتے اور لے کر اسے جنتی کفن پہناتے اور خوشبو لگاتے ہیں پھر اس سے روئے زمین کی بہترین مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور جب ملائکہ کی جماعت کے قریب سے گزرتے ہیں تو ملائکہ پوچھتے ہیں یہ خوشبو

کیسی ہے فرشتے اس کا نام بتاتے ہیں جو دنیا پر اس کا عمدہ اور خوبصورت نام تھا حتیٰ کہ وہ اس کو آسمان دنیا پر لے کر پہنچتے ہیں اور اس کا دروازہ کھلواتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے پیچھے دوسرے آسمان تک جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے اعمال علیین میں لکھو اور اسے دوبارہ زمین پر لے جاؤ کیونکہ میں نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے اور مٹی میں ہی لوٹاؤں گا اور مٹی سے ہی دوبارہ اٹھاؤں گا۔ پھر مردہ کی روح اس کے جسم میں دوبارہ آجاتی ہے اور فرشتے اسے آکر اٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب میرا اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ یہ شخصیت جو تم میں بھیجے گئے ہیں کون ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں پھر پوچھتے ہیں تمہارا علم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ تو آسمان سے منادی پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنت کا فرش بچھاؤ جنتی لباس پہناؤ اور جنت کا دروازہ کھول دو تا کہ جنت کی ہوائیں اور خوشبو آئے اس کی قبر کو تا حد نگاہ وسیع کر دیا جائے پھر اس کے پاس ایک نورانی چہرے، خوبصورت لباس اور بہترین خوشبو والا شخص آئے گا اور کہے گا تجھے مبارک ہو یہ تیرے وعدہ کیے جانے کا دن ہے تو قبر والا پوچھے گا تو کون ہے؟ کہ تیرے چہرے سے خیر ظاہر ہو رہی ہے تو وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں جو تو نے دنیا پر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا تھا وہ صاحب قبر کہے گا یا اللہ! قیامت قائم فرما دے تا کہ میں اپنے گھر والوں کو بتا سکوں۔

نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا کہ جب کافر مرنے کے قریب ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے کمبل لے کر اترتے ہیں اور حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث روح! اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کی طرف نکل آ تو اس کی روح جسم میں پھیل جاتی ہے اور فرشتہ اس کی روح کو جسم سے اس طرح سختی سے کھینچتا ہے جس طرح کانٹے دار لوہے کی سیخ کو اون سے، اور جب وہ روح کو نکالتا ہے تو فوراً فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور کمبل میں لپیٹ لیتے ہیں تو اس سے بدترین مردار کی بدبو نکلتی ہے پھر فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں جب ملاء اعلیٰ میں پہنچتے ہیں تو وہاں رہنے والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ بدترین خبیث روح کون ہے؟ تو فرشتے اس کا بدترین نام لیتے ہیں جس سے وہ دنیا میں یاد کیا جاتا تھا پھر اس کو آسمان کی طرف لے کر پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن

کھولا نہیں جاتا۔
پھر حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔
''لاتفتح لهم ابواب السماء''
ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔
پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اس کا نامہ اعمال سجین میں لکھو اور لکھ کر سجین میں پھینک دو جو کہ نچلی زمین میں ہے۔
پھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔
''ومن يشرك بالله فكا نما خر من السماء فتخطفه الطير لو تهوى به الريح في كل مكان سحيق''
اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا اور اس کو پرندوں نے اچک لیا اور ہواؤں نے اسے دور پھینک دیا۔
پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں۔ من ربک؟ تیرا رب کون ہے ﷺ وہ کہتا ہے ھاہ ھاہ لا ادری' افسوس! میں نہیں جانتا' فرشتے پوچھتے ہیں ما دینک؟ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے افسوس! میں نہیں جانتا۔ فرشتے کہتے ہیں اس شخصیت کے متعلق کیا خیال ہے جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے تو حسرت سے کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ندا دینے والا کہے گا میرے اس بندے نے جھوٹ بولا ہے۔ اس کیلئے جہنم کا بچھونا بچھاؤ جہنمی لباس پہناؤ اور جہنم کا دروازہ اس کی قبر کی طرف کھول دو پس جہنم کی آگ کے شعلے اس تک آتے رہیں گے اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جائے گی کہ اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔ پھر اس کے پاس ایک خوفناک بدشکل بدبودار شخص آئے گا جس کا لباس بھی بدبودار ہوگا اسے کہے گا کیا تو جانتا ہے کہ تجھے وہ عذاب ملے گا جس کا دنیا میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ کافر شخص کہے گا تو کون ہے کیونکہ تمہارے چہرے سے برائی ظاہر ہو رہی ہے وہ شخص کہے گا کہ میں تیرا وہ بدعمل ہوں جو تو نے دنیا پر کیا تھا۔ تو وہ کافر اس وقت کہے گا اے رب! قیامت قائم نہ فرما۔

اللہ تعالیٰ کا دوست

(۲) ابو یعلیٰ نے اپنی ''مسند'' میں اور ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے ارشاد فرمایا:

اللہ رب العزت ملک الموت سے فرماتا ہے کہ میرے دوست کے پاس جاؤ کیونکہ میں نے اسے رنج اور راحت میں مبتلا کر کے اسے آزمایا ہے اور اسے اپنی رضا کے مطابق پایا ہے۔ اب اسے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اسے دنیا کی تکالیف اور غموں سے راحت بخشوں۔ ملک الموت پانچ سو ملائکہ کے ہمراہ اس کے پاس آتے ہیں ان کے پاس جنتی خوشبودار کفن ہوتا ہے اور پھولوں کی شاخیں ہوتی ہیں ان پھولوں کے بیسیوں رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں علیحدہ خوشبو ہوتی ہے اور مشک سے معطر شدہ سفید ریشم ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور فرشتے اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور ہر فرشتہ اس کے ایک ایک عضو پر ہاتھ رکھتا ہے اور سفید ریشم اس کے نیچے بچھاتے ہیں اور مشک اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا ایک دروازہ اس کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں اس وقت اللہ کے دوست کا دل جنت کی جانب رغبت کرتا ہے کبھی اپنی ازواج حوروں کو دیکھتا ہے کبھی لباس کو دیکھتا ہے اور کبھی جنتی پھلوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے جیسے رونے والے کا دل اس کے گھر والے بہلاتے ہیں اسے بھی ایسے بہلایا جاتا ہے اور اس کی بیویاں اسے دیکھ کر مسکرا رہی ہوتی ہیں۔

فرماتے ہیں اس وقت اس کی روح نکلنے کیلئے بے چین ہو جاتی ہے ملک الموت کہتے ہیں اے پاک روح! خوبصورت درختوں طویل سائے اور بہتے ہوئے پانیوں کی طرف چل ملک الموت اللہ کے دوست کی روح نکالتے ہوئے ماں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور انہیں یہ علم ہوتا ہے کہ یہ پاک روح اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہے تو ملک الموت اس پر نرمی کر کے اللہ کی رضا چاہتے ہیں تو اس کی روح اس طرح قبض کی جاتی ہے جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ادھر اس کی روح پرواز کرتی ہے اور ادھر تمام فرشتے کہتے ہیں۔ ''سلام علیکم ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون ''تم پر سلامتی ہو اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں داخل ہو جاؤ اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان ''الذی تتوفاھم الملائکہ طیبین ''(وہ لوگ جنہیں ملائکہ پاکی کی حالت میں موت دیتے ہیں) کا مقصود بھی یہی ہے۔

فرماتے ہیں: اگر وہ مقربین میں سے ہو تو اس کیلئے راحت اور ہر قسم کی خوشبوؤں اور نعمتوں سے مالا مال جنت ہوتی ہے جب ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم کو مبارک باد دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اے جسم! تو مجھے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف جلدی لے جاتا تھا اور ہر

طرح کے گناہوں سے پرہیز کرتا تھا۔ تجھے مبارک ہو تو نے خود بھی نجات حاصل کی اور مجھے بھی نجات دلائی اور جسم بھی روح سے یونہی کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ بندہ اللہ کی بندگی کرتا تھا اس کی موت پر روتے ہیں اور آسمان کا ہر وہ دروازہ جس سے اس کا نیک عمل اوپر چڑھتا تھا اس کا رزق اترتا تھا چالیس دن تک اس کی موت پر روتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے دوست کی روح نکلتی ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہوتے ہیں جب کوئی انسان اس کی کروٹ بدلتا ہے تو فرشتے اس کی کروٹ پہلے بدل دیتے ہیں اور ان کے کفن پہنانے سے پہلے فرشتے اس کو کفن پہنا دیتے ہیں اور خوشبو لگانے سے پہلے اسے خوشبو لگا دیتے ہیں اور اس کے گھر کے دروازے سے لے کر قبر تک فرشتے دونوں طرف صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

اس وقت شیطان لعین زور سے چیختا ہے کہ اس مردے جسم کی بعض ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور شیطان اپنے لشکر سے کہتا ہے۔ ہلاک ہو جاؤ اس بندے نے تم سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا؟ وہ کہتے ہیں یہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ تھا۔ تو جب ملک الموت اس کی روح کو لے کر آسمان پر پہنچتے ہیں تو ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ سیدنا جبرائیل علیہ السلام اس کا استقبال کرتے ہیں اور ہر فرشتہ اپنے رب کی جانب سے اسے خوش خبری سناتا ہے۔ جب ملک الموت عرش الٰہی تک اس روح کو لے کر پہنچتے ہیں تو یہ روح اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے ارشاد فرماتا ہے میرے دوست کی روح کو لے کر سر سبز درختوں اور بہتے ہوئے پانی میں رکھ دو۔

جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف سے آتی ہے اور روزے بائیں طرف سے آتے ہیں۔ قرآن کریم اور دیگر ذکر واذکار سر کی طرف سے۔ نمازوں کی طرف چلنا قدموں کی طرف سے آتا ہے اور صبر قبر کے ایک کونے میں آتا ہے پھر اللہ تعالیٰ عذاب کو بھیجتا ہے تو نماز کہتی ہے پیچھے ہٹ کہ تمام زندگی تکلیفیں برداشت کرتا رہا ہے اب آرام کے ساتھ لیٹا ہے۔ پھر عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو روزے بھی اسی طرح کہتے ہیں پھر سر کی طرف سے آتا ہے تو یہی جواب ملتا ہے تو عذاب ہر طرف سے آنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس تک پہنچنے سے عاجز رہتا ہے اور جس طرف جانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے دوست کو محفوظ دیکھتا ہے۔ پس عذاب واپس چلا جاتا ہے تو اس وقت صبر دوسرے اعمال سے کہتا ہے کہ میں اس لیے خاموش رہا کہ اگر تم سب عاجز ہو جاتے تو میں بولتا لیکن اب میں پل صراط اور میزان پر کام آؤں گا پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے

جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور آواز کڑک دار بجلی کی طرح ہوتی ہے۔ ان کے دانت جانور کے سینگوں کی طرح، سانس آگ کے شعلوں کی مانند، اپنے بالوں کو روندتے ہوئے چل رہے ہوں گے اور ان کے کندھوں کے درمیان طویل فاصلہ ہوگا اور ان کے دلوں میں مومنین کے علاوہ کسی کیلئے رحم نہیں ہے۔ ان کا نام منکر نکیر ہے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوگا اگر تمام جن اور انسان جمع ہو جائیں تو بھی اس ہتھوڑے کو نہیں اٹھا سکیں گے وہ مردے کو قبر میں اٹھا کر بٹھا دیں گے اور اس کے کفن کے کپڑے اس کے جسم سے نیچے گر جائیں گے پھر وہ مردے سے پوچھیں گے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا رسول کون ہے؟ تو وہ کہے گا میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں تو وہ فرشتے کہیں گے کہ اس نے تو سچ ہی کہا ہے پھر قبر کو چاروں اطراف سے فراخ اور کشادہ کر دیا جائے گا پھر فرشتے اس کو کہیں گے کہ ذرا اوپر تو دیکھ جب وہ اوپر دیکھے گا تو جنت کے دروازے کھلے ہوئے پائے گا پھر فرشتے کہیں گے اے اللہ کے دوست تیرا مقام یہ جنت ہے کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف رہا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے رب ذوالجلال کی! اس وقت اس کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جو کبھی نہ بھولے گا اب اس سے کہا جائے گا ذرا نیچے دیکھ۔ جب وہ نیچے دیکھے گا تو جہنم کا دروازہ کھلا ہوگا تو فرشتے کہیں گے اے اللہ کے دوست تو نے اس سے نجات حاصل کر لی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت اس کو اپنی نجات پر ایسی خوشی ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی اور اس کیلئے جنت کے ستر دروازے کھول دیئے جائیں گے جن سے جنت کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی حتیٰ کہ اس کو قیامت کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد رمایا: اللہ تعالیٰ ملک الموت سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے ملک الموت اب میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ کہ آج میں اس سے بدلہ لوں اس لیے کہ میں نے اس کے رزق میں وسعت کی اور اس کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا لیکن وہ میرے شکر سے ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ تو ملک الموت اس کے پاس خوفناک شکل میں جاتے ہیں ان کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں اور ان کے پاس جہنمی کانٹوں کی لوہے کی سلاخیں ہوتی ہیں اور پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں ہر ایک کے پاس جہنمی تانبا اور چنگاریاں ہوتی ہیں اور آگ سے بھڑکتے کوڑے ہوتے ہیں تو ملک الموت اس کو خاردار سلاخوں سے مارتا ہے کہ ہر کانٹا اس دشمن خدا کی رگ رگ میں داخل

ہو جاتا ہے پھر ان سلاخوں کو سختی سے موڑتے ہیں تو اس کی روح اس کے پاؤں کے ناخنوں سے نکلتی ہے اس وقت اس دشمن خدا پر بے ہوشی کا عالم طاری ہوتا ہے اور فرشتے اس کی پیٹھ اور چہرے پر کوڑے مارتے ہوئے حلق تک لے جاتے ہیں پھر وہ تانبا اور چنگاریاں اس کے نیچے بچھا دی جاتی ہیں پھر ملک الموت اس سے کہتے ہیں۔ اے لعین اور ملعون جان! بادسموم' گرم پانی اور گرم سایہ کی طرف چل' جب ملک الموت اس کی روح نکال لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے اے جسم! اللہ تعالیٰ میری جانب سے تجھے سخت ترین سزا دے کیونکہ تو مجھے گناہوں کی طرف لے جاتا تھا اور نیکی سے دور رکھتا تھا تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا اور جسم بھی روح سے یہی کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ گناہ کرتا تھا اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

شیطان کے لشکری شیطان کو خوشخبری دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدم زاد کو جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

جب دشمن خدا کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی دائیں اور بائیں پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں اور چکنا چور ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس خوفناک سانپ بھیجے جاتے ہیں جو اسے ڈسنا شروع کر دیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے' تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا' تو فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے جاننے کی کوشش ہی کب کی تھی۔ پھر وہ اس کو ایسے گرز مارتے ہیں کہ قبر آگ کے شعلوں سے بھر جاتی ہے پھر فرشتے کہتے ہیں ذرا اوپر دیکھ جب وہ اوپر دیکھے گا تو جنت کا دروازہ نظر آئے گا فرشتے کہیں گے اگر تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا تو تیرا مقام یہاں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قسم ہے رب ذوالجلال کی! اس وقت اس کے دل میں ایسی حسرت و ندامت ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی پھر اس کو جہنم کا دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اے دشمن خدا! نافرمانیوں کی وجہ سے تیرا یہی مقام ہے اور جہنم کے ستر ہزار دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن سے سخت ترین گرمی اور بادسموم آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا حتیٰ کہ اسے اس کی قبر سے اٹھا کر جہنم کی طرف اللہ رب العزت بھیجے گا۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا طویل حدیث مبارکہ مومنین کی شان' ولی اللہ کی شان اور ان کے مقام کا بہت ہی

حسین وجمیل مرقع ہے۔اس حدیث مبارکہ سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

(i) مومنین اور اولیاءاللہ کو دنیا میں موت سے پہلے ہی جنت' حور وقصور کا نظارہ کرادیا جاتا ہے۔

(ii) ملک الموت مومنین اور اولیاءاللہ کی روح بہت نرمی سے اور پیار سے قبض کرتے ہیں۔

(iii) اولیاء اللہ کی موت پر آسمان بھی چالیس دن تک روتا رہتا ہے گویا چالیسواں بدعت نہیں ہے۔

(iv) بعد از وقت مردے کیلئے استغفار کرنا جائز ہے جیسا کہ فرشتے ولی اللہ کے گھر سے لے کر اس کی قبر تک صف بنا کر کھڑے ہو کر استغفار کرتے ہیں۔

(۳) سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان

''والنازعات غرقا''

سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کی روحیں نکالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

''والناشطات نشطاً''

سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کی روحوں کو ان کے ناخنوں اور کھال کے درمیان سے کھینچتے ہیں حتیٰ کہ انہیں نکال لیتے ہیں۔

اور ''والسابحات سبحاً''

سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کہ مسلمانوں کی ارواح کو لے کر آسمان اور زمین کے درمیان تیرتے ہیں۔

''فالسابقات سبقاً''

سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کہ مسلمانوں کی ارواح کو لے کر ایک دوسرے سے پہل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کیلئے۔

کفار کی روحیں آگ میں

(۴) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان

''والنازعات غرقاً''

کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کفار کی روحیں ہیں جنہیں نکالا جاتا ہے کھینچا جاتا ہے اور آگ میں غرق کردیا جاتا ہے۔

نازعات وسابحات

(۵) جویبر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان
"والنازعات غرقاً"
کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کفار کی روحیں ہیں جب وہ ملک الموت کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی خبر دیتے ہیں۔ تو غرق ہو جاتی ہیں اور ان کو گوشت اور پٹھوں سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور "والسابحات سبحاً" سے مراد مومنین کی ارواح ہیں جب وہ ملک الموت کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت ان سے کہتے ہیں اے پاک روح رحمت اور ایمان کی طرف آ اور اپنے رب کی بارگاہ کی طرف چل جو تجھ سے راضی ہے مومنین کی ارواح یہ سن کر خوشی سے تیرنے لگتی ہیں اور جنت میں جانے کے شوق کا اظہار کرتی ہیں اور "والسابقات سبقاً" سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کرامتوں کی طرف چلتی ہیں۔

(۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "والنازعات غرقا والناشطات نشطا" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان دونوں آیات سے مراد یہ ہے کہ کفار کی ارواح کو اس کانٹے دار شاخ کی طرح کھینچ کر نکالا جاتا ہے جو کہ اون میں ہو گویا شدت سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔

جبکہ "والسابحات سبحافالسابقات سبقا" سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں آیات مومنین کیلئے ہیں۔

(۷) حضرت سدی سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "والنازعات غرقاً" کے بارے میں مروی ہے۔

فرماتے ہیں اس سے مراد نفس ہے جب کہ وہ سینے میں ڈوب جاتا ہے۔ "والناشطات نشطاً" سے مراد یہ ہے کہ ملائکہ جب روح کو قدموں اور انگلیوں سے کھینچتے ہیں اور "والسابحات سبحاً" سے مراد جب نفس پیٹ میں تیرتا ہے اور موت کے وقت متردد ہوتا ہے۔

(۸) عبدالرحیم ارمنی نے کتاب الاخلاص میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابن مغرا انہوں نے اجلح سے انہوں نے ضحاک سے روایت کیا۔

آپ فرماتے ہیں جب بندہ مومن مرتا ہے اس کی روح مقربین کے ساتھ آسمان کی طرف جاتی ہے راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا مقربین کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا جن کا مرتبہ دوسرے

آسمان سے قریب ہے پھر یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں سے گزرتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں اور اسی جگہ امر الٰہی کی ہر چیز پہنچ کر رک جاتی ہے۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار یہ تیرا فلاں بندہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے پھر اسے عذاب سے نجات کا مہر لگا پروانہ دیا جاتا ہے یہی مقصود ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا۔

''کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادرک ما علیون کتاب مرقوم یشھدہ المقربون''

ترجمہ: ہرگز نہیں! بے شک نیکوں کی کتاب علیون میں ہے اور تم کیا جانو کہ علیون کیا ہے یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس پر مقربون گواہ ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ

(۹) امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

معراج کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے جہاں روحیں پہنچتی ہیں تو آپ سے کہا گیا کہ یہ سدرہ ہے اس جگہ آپ کے ہر امتی کی روح پہنچتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اسراء میں ہے پھر آپ سدرہ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ سدرہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلا اس جگہ پہنچتا ہے۔

ابن ابی حاتم' بزار اور ابن جریر وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

فرشتوں کا دعائے مغفرت کرنا

(۱۰) ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسوال میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بندہ مومن آخرت کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور دنیا کو پیچھے چھوڑتا ہے یعنی دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اللہ رب العزت کے فرشتے اترتے ہیں ان کے چہرے سورج کی مانند چمکدار ہوتے ہیں وہ اپنے ہمراہ کفن اور جنتی خوشبو لاتے ہیں وہ میت کے سامنے بیٹھتے ہیں جب اس کی روح پرواز کرتی ہے تو زمین و آسمان کے مابین تمام فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

فرشتوں کا استقبال کرنا

(۱۱) امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندہ مومن کی روح پرواز کرتی ہے تو دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو آسمان کے ملائکہ کہتے ہیں کہ پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے پھر اس کیلئے وہ ملائکہ مغفرت کی دعا کرتے ہیں پھر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے قیامت تک کیلئے لے جاؤ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اس سے بدبو نکلتی ہے اور ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں تو اہل آسمان کہتے ہیں خبیث روح ہے زمین کی طرف سے آئی ہے پھر اس کو بھی قیامت کے دن تک کیلئے واپس کر دیا جاتا ہے۔

رحمت کے فرشتے اور سفید ریشمی کفن

(۱۲) امام احمد' ابن حبان' نسائی' حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بندہ مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح سے کہتے ہیں اے پاک روح اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم اور رضا اور اپنے رب کی طرف آ۔ تو وہ مہکتی ہوئی خوشبو کی طرح نکل آتی ہے اور فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور فرشتے اس کی خوشبو کو سونگھتے ہیں پھر اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو جس آسمان پر وہ روح پہنچتی ہے اس آسمان والے کہتے ہیں کہ کیا ہی پاک روح اہل زمین کی طرف سے آئی ہے پھر اس کو مومن لوگوں کی ارواح کی جگہ لے جاتے ہیں۔ جس طرح گم شدہ شخص کے مل جانے پر گھر والوں کو خوشی ہوتی ہے اس سے زیادہ مومن لوگوں کی روحیں خوش ہوتی ہیں اور پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کا کیا حال ہے تو وہ روح کہتی ہے اسے چھوڑ دو کہ وہ عنقریب دنیا کے غموں سے نجات حاصل کر لے گا اور بعض کے بارے میں روح کہتی ہے کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا تو وہ روحیں جواب دیتی ہیں کہ اس کا تذکرہ چھوڑ دو وہ تو اپنے ٹھکانے جہنم میں گیا اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو ملائکہ اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں اے روح! اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف نکل آ تو اللہ سے ناراض اور اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے تو یہ بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے فرشتے اس کو زمین کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں تو جس دروازے پر پہنچتے ہیں یہی آواز آتی ہے کس قدر یہ بدبودار روح ہے یہاں تک کہ اس کو کافروں کی روحوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔

نیک اور بد روح کا انجام

(۱۳) ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب نیک آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں تو کہتے ہیں اے پاک جسم میں رہنے والی روح تو اپنے پروردگار کی رحمت کی طرف آ اور اس خداوند کریم کی طرف جو تجھ پر راضی ہے۔ جب اس نیک شخص کی روح نکلتی ہے تو ملائکہ اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں جب آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے تو پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں ہے تو اندر سے خوش آمدید کہا جاتا ہے اور اندر آنے کی اجازت دی جاتی ہے اسی طرح وہ ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے اور جو شخص بدکار گناہ گار ہوتا ہے فرشتے اس کو کہتے ہیں اے خبیث جسم میں رہنے والی خبیث روح نکل اور حمیم وغساق کی بشارت میں اپنے رب کی طرف چل جو تجھ سے ناراض ہے اور جب وہ نکل آتی ہے تو اسے آسمان پر لے جایا جاتا ہے جب آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کون ہے فرشتے کہتے ہیں فلاں بن فلاں ہے تو اندر سے آواز آتی ہے اے خبیث روح! تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے پھر اس کو وہاں سے واپس کیا جاتا ہے اور وہ قبر کی طرف لوٹ آتی ہے۔

(۱۴) بزار، ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب بندہ مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو ملائکہ خوشبودار ریشم اور معطر ٹہنیاں لے کر آتے ہیں اور اس کی روح کو ایسے نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے۔ اے مطمئن نفس! اللہ تعالیٰ کی رحمت وکرم کی طرف نکل آ اور جب اس بندہ مومن کی روح نکلتی ہے تو اسے مشک اور خوشبو پر رکھا جاتا ہے اور ریشم میں لپیٹ کر اسے مقام علیین میں لے جاتے ہیں اور جب کافر کی روح نکلنے کے قریب ہوتی ہے تو فرشتے کمبل میں جہنم کی چنگاریاں رکھ کر لاتے ہیں اور اس کی روح سختی سے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ناخوش اور اللہ تعالیٰ تجھ سے ناخوش ہے تو ذلت اور رسوائی اور عذاب کی طرف چل۔ جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس کو جہنم کی چنگاریوں میں رکھ کر بھون دیا جاتا ہے اور پھر فرشتے اس کو مقام سجین میں لے کر جاتے ہیں۔

شہید کا پہلا قطرۂ خون

(۱۵) ھناد بن السری نے کتاب الزھد میں، عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور طبرانی نے ''کبیر''

میں ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمیر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندہ مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتا ہے تو سب سے پہلا قطرہ خون کا جو زمین پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ پھر آسمان سے ایک جنتی کپڑا آتا ہے جس میں اس کے نفس کو لیا جاتا ہے اور ایک جسم میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے پھر فرشتوں کے ہمراہ اس کو جنت میں بھیج دیا جاتا ہے پھر ہمیشہ کیلئے فرشتوں کے ساتھ جنت میں رہتا ہے۔ پھر اسے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے تو ملائکہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے پھر بعد میں فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اسے پاک کر دیا جاتا ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اسے دیگر شہداء کے پاس لے جاؤ تو جہاں شہداء کیلئے سبزہ زار اور ریشم کے گنبد بنے ہیں اور شہداء بیل اور مچھلیوں کے گوشت سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن ایک خاص انداز سے کہ مچھلیاں جنت کی نہروں میں تیر رہی ہوں گی کہ شام کو بیل موقع پا کر اپنے سینگوں سے ان کو ہلاک کر دے گا تو اہل جنت ان کا گوشت کھاتے ہیں اور اس میں جنت کی خوشبو پاتے ہیں۔ اور شام کے وقت بیل جنت کی چراگاہوں میں چر رہا ہوگا کہ صبح کو مچھلی اپنی دم مار کر ہلاک کر دے گی تو اہل جنت اس کو کھائیں گے تو بیل کے گوشت سے جنت کے ہر میوے کی خوشبو پائیں گے اور شہداء جنت میں ان مقامات کا مشاہدہ کر کے قیامت کے جلدی قائم ہونے کی دعا کریں گے۔

جب اللہ تعالیٰ مومن آدمی کو موت دیتا ہے تو دو فرشتے اس کی طرف بھیجتا ہے جن کے پاس جنتی کپڑے ہوتے ہیں اور جنت کے پھول بھی ہمراہ لاتے ہیں یہ فرشتے کہتے ہے اے پاک روح! اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم کی طرف آ' اور اس رب کی طرف جو تجھ سے راضی اور خوش ہے اور تیرے کیے ہوئے اعمال صالحہ بہت اچھے ہیں اس کی روح بہترین مہکتی ہوئی خوشبو کی طرح نکلتی ہے اور ادھر آسمان کے کناروں پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! آج زمین کی طرف سے پاک روح آئی ہے اور روح جس آسمان کے دروازے سے گزرتی ہے اس کو کھول دیا جاتا ہے اور جس آسمان کے فرشتے سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ اس کیلئے مغفرت کی دعا اور شفاعت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر دعا کرتے ہیں اے مولیٰ کریم! ہم نے تیرے اس بندے کو موت دی اور تو بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اس کو سجدہ کا حکم دو تو وہ سجدہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میکائیل علیہ

السلام کو بلا کر حکم دیتا ہے کہ اس کی روح کو مومنین کی ارواح کے ساتھ رکھو اور اس بارے میں میں قیامت کے دن تم سے پوچھوں گا۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کو قبر میں لے جاؤ پھر اس کی قبر کی لمبائی اور چوڑائی کو ستر گز تک کر دیا جاتا ہے اور اس میں پھول بکھیر دیئے جاتے ہیں اور ریشم بچھا دیا جاتا ہے اگر وہ دنیا میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا تو وہ اس کیلئے نور بن جاتا ہے اگر قرآن کریم کی تلاوت نہیں کی ہوتی تو اس کی قبر کو روشن کر دیا جاتا ہے سورج کی مانند۔ اور اس کی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے تا کہ جنت میں جس جگہ اس کا قیام ہوگا اس کو وہ صبح و شام دیکھتا رہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کافر کو موت دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے ان کے پاس ایک بدترین بدبودار چادر کا ٹکڑا ہوتا ہے جو بہت سخت قسم کا کانٹے دار ہوتا ہے۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں اے خبیث نفس جہنم اور دردناک عذاب کی طرف چل اور اس رب ذوالجلال کے حضور چل جو تجھ پر ناراض ہے کیونکہ تیرے اعمال بہت برے ہیں اس کی روح نہایت ہی بدبودار اور مردار کی طرح نکلتی ہے اور ہر آسمان کے کنارے پر کھڑے فرشتے کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! کتنی بدبودار اور خبیث روح زمین کی طرف سے آ رہی ہے۔ اس کیلئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے ہیں پھر اس کے جسم کو قبر میں ڈال کر قبر کو نہایت ہی تنگ کر دیا جاتا ہے اور اونٹوں کی گردنوں کی مانند سانپ ہوتے ہیں۔ اس کی قبر کو ان سانپوں سے بھر دیا جاتا ہے جو اس کے گوشت کو ہڈیوں سے کاٹ کاٹ کر کھاتے رہیں گے۔ پھر اس کی قبر میں فرشتے آئیں گے جو کہ بہرے اور اندھے ہوں گے ان کے پاس لوہے کے گرز ہوں گے وہ دیکھتے نہیں کہ اس پر رحم کریں اور نہ ہی اس کی آواز سنتے ہیں کہ اس پر رحم کریں وہ فرشتے اسے گرز مارتے ہیں مخبوط الحواس بنا دیتے ہیں اور جہنم کا دروازہ اس کی قبر کی طرف کھول دیا جاتا ہے تو وہ صبح و شام جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ اسے ہمیشہ قبر میں ہی رہنے دے تا کہ جہنم کے شدید عذاب میں مبتلا نہ ہو۔

اضافہ از مترجم:

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب بندہ مومن کی روح آسمانوں سے گزرتی ہے تو ہر آسمان کے فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور شفاعت کرتے ہیں جب ملائکہ شفاعت کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ بدرجہ اتم شفاعت کرنے کے حقدار ہیں۔ اللہ رب العزت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۱۶) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور بیہقی اور لالکائی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

مومن کی روح مشک سے خوشبودار

جب بندہ مومن کی روح نکلتی ہے تو وہ مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے موت دینے والے فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں تو آسمان سے پہلے فرشتوں کی ایک جماعت ان سے ملتی ہے وہ کہتے ہیں یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں، فلاں آدمی ہے اور اس کے اچھے اعمال کا ذکر کرتے ہیں۔ تو فرشتوں کی جماعت کہتی ہے کہ تم کو اور جو تمہارے ساتھ ہے اسے اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تب بندہ مومن کا چہرہ چمک اٹھتا ہے اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے درآنحالیکہ اس کا چہرہ سورج کی مانند چمک رہا ہوتا ہے۔

اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے۔ موت دینے والے فرشتے اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو آسمان سے پہلے فرشتوں کی ایک جماعت ان سے ملتی ہے۔ وہ جماعت پوچھتی ہے یہ تمہارے ساتھ کون ہے تو وہ کہتے ہیں فلاں آدمی ہے اور اس کے برے اعمال کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ جماعت کہتی ہے اسے واپس لے جاؤ اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"لایدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط"

ترجمہ: وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے۔

اضافہ از مترجم:

جیسے اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہیں ہوسکتا ایسے ہی کافر کا جنت میں داخلہ ناممکن ہے۔

(۱۷) ابن مبارک نے "زہد" میں شمر بن عطیۃ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قرآن کریم کی اس آیت کا کیا معنیٰ ہے "ان کتاب الابرار لفی علیین" تو آپ نے فرمایا کہ جب بندہ مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور دوسرے فرشتوں

کے گرد واسے جنت کی بشارت دیتے ہیں حتیٰ کہ اسے عرش الٰہی تک لے جاتے ہیں۔ پھر فرشتے عرش الٰہی کے" نیچے سے ایک کتاب لاتے ہیں اس پر لکھ کر اور مہر لگا کر پھر عرش الٰہی کے نیچے رکھ دیتے ہیں تا کہ قیامت کے دن کا حساب اور نجات اس کتاب کے ذریعے سے ہو۔ تو یہی کتاب ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی شان" ان کتاب الابرار ا۔۔ میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ" کلا ان کتاب الفجار لفی سجین " کے کیا معنی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ فاجروں کی روح کو نکال کر آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ تو آسمان سے قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے تب اسے زمین کی طرف پھینکا جاتا ہے تو زمین بھی اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ پھر اسے ساتوں زمینوں کے نیچے مقام سجین میں لے جایا جاتا ہے اور وہ مقام شیطان کا گڑھا ہے اس میں سے ایک کتاب نکالی جاتی ہے اور اس پر مہر لگا کر اور لکھ کر شیطان کے گڑھے کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے تا کہ قیامت کے دن اس کی ہلاکت کا سبب بنے۔ یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان" وما ادرک ما سجین کتاب مرقوم" کا۔

واہ! کیسی نجات

(۱۸) عبداللہ بن احمد نے" زوائد الزہد" میں عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ جب بندہ مومن کی روح کو آسمان کی جانب لے جایا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے اس بندے کو شیطان سے نجات دی۔ واہ کیسے نجات پائی۔

(۱۹) ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان" وقیل من راق " کے بارے میں نقل کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یا تو رحمت کے فرشتے ہیں جو مردے کی روح کو لے کر جاتے ہیں یا عذاب کے فرشتے ہیں۔

باب الاعمال

(۲۰) ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان" وقیل من راق " کے بارے میں نقل کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ملائکہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس کے اعمال کو کس دروازے سے لے جایا جاتا تھا کہ اسی سے اس کی روح کو لے جایا جائے۔

فرشتے روح کی تجہیز و تکفین کرتے ہیں

(۲۱) حضرت ضحاک سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان "والتفت الساق بالساق" کے بارے میں مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مردے کے جسم کی تجہیز و تکفین انسان کرتے ہیں اور فرشتے اس کی روح کی تجہیز و تکفین کرتے ہیں۔

۱۰۰ قتل کرنے والا جنتی

(۲۲) ابونعیم نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' آپ فرماتے ہیں۔

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی بہت گنہگار تھا اور اس نے ظلماً بغیر حق کے ستانوے لوگوں کو قتل کیا تھا ایک دن وہ معبد (عبادت خانے) میں گیا اور کہا۔ اے راہب! اے ایک آدمی نے ظلماً ناحق ستانوے آدمی قتل کیے ہوں تو کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک اور راہب کے پاس گیا اور پہلے کی مثل کہا تو اس راہب نے بھی یہی کہا تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا پھر تیسرے راہب کے پاس گیا اور کہا کہ ایک آدمی نے ہر برا کام کیا ہے اور اس نے سو لوگوں کو ظلماً ناحق قتل کیا ہے تو کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو اس نے کہا' قسم بخدا! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں فرماتا تو یہ جھوٹ ہے۔ یہاں ایک معبد ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے ہیں تو ان کے پاس چلا جا اور ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر تو وہ آدمی توبہ کرتے ہوئے نکلا ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے اس کی روح قبض کر لی۔ تب عذاب اور رحمت کے فرشتے آئے اور اس کے بارے میں آپس میں جھگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اس نے انہیں کہا یہ آدمی جس بستی کے قریب تھا انہیں میں سے ہوگا۔ تب انہوں نے فاصلہ ماپا تو وہ توبہ کرنے والوں کی بستی کے قریب تھا صرف ایک انگلی کی پور کی مقدار' تو اسے بخش دیا گیا۔

یہی حدیث صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اختصار کے ساتھ مروی ہے۔ اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ توابین کی بستی کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تو اس آدمی کے قریب ہو جا اور گنہگاروں کی بستی کو دور ہونے کا حکم فرماتا ہے۔

حضرت ابو عمر' مقدام بن معدیکرب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

پانچ سو ملائکہ کا روح قبض کرنا

(۲۳) سعید بن منصور نے ''سنن'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں: کہ جب بندہ مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو پانچ سو ملائکہ اس کی روح قبض کرتے ہیں اور اسے آسمان دنیا کی طرف لے جاتے ہیں راستے میں گزشتہ مومنین کی ارواح سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ روحیں اس سے دیگر لوگوں کے متعلق پوچھنا چاہتی ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس سے نرمی برتو یہ بہت بڑے کرب کو برداشت کر کے آئی ہے۔ پھر وہ حال پوچھتی ہیں حتیٰ کہ ایک اپنے بھائی اور دوست کے بارے میں پوچھتی ہے تو وہ روح جواب دیتی ہے کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم اسے چھوڑ آئے تھے۔ پھر ایک ایسے شخص کے بارے میں وہ ارواح پوچھتی ہیں جو اس سے پہلے مر گیا ہوتا ہے تو وہ روح جواب دیتی ہے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ روحیں کہتی ہیں کہ کیا وہ واقعی مر گیا ہے؟ تو وہ جواب دیتی ہے کہ قسم بخدا! وہ مر گیا ہے، تب وہ کہتی ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اپنے اصل ٹھکانے ھاویہ میں چلا گیا ہے تو کیا ہی بری اصل اور برا ٹھکانہ ہے۔

مقام علیین

(۲۴) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ بندہ مومن کی موت کے وقت اس کے پاس جنتی خوشبو اور پھول لائے جاتے ہیں جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اسے جنتی ریشم میں لپیٹ لیا جاتا ہے پھر اس پر جنتی خوشبو چھڑکی جاتی ہے پھر اسے رحمت کے فرشتے مقام علیین میں لے کر چلے جاتے ہیں۔

قبض روح سے قبل بشارت

(۲۵) ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

بندہ مومن کی روح قبض ہونے سے پہلے اسے خوشخبری سنا دی جاتی ہے۔ جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو وہ پکارتا ہے تو جن وانس کے علاوہ گھر میں موجود ہر چھوٹا بڑا جانور اس کی پکار سنتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی ارحم الراحمین کی بارگاہ میں لے چلو جب اس کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو کہتا ہے۔ ارے جانے میں دیر کیوں کرتے ہو جب اس کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو بٹھایا جاتا ہے تو جنت اور وہ تمام چیزیں جن کا اس سے وعدہ کیا گیا ہوتا ہے دکھائی جاتی ہیں اور اس کی قبر کو پھولوں سے آراستہ اور خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے۔ تب وہ ارحم الراحمین سے عرض کرتا ہے کہ

مولیٰ کریم مجھے جلدی بھیج دے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے ابھی وقت نہیں ہوا کیونکہ ابھی تیرے بہت سے مسلمان بھائی اور بہنیں تیرے پاس نہیں پہنچے ہاں! تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو آرام سے سو جا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی جوان مرد، جوان عورت دنیا میں اس جیسی میٹھی نیند نہیں سویا ہوگا یہاں تک کہ قیامت کے دن خوشخبری سننے کیلئے بیدار ہوگا۔

ٹھکانہ جنت یا جہنم

(۲۶) ابن مردویہ اور ابن مندہ نے بہت ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی بھی شخص جنت یا جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھے بغیر اس دنیا سے رخصت نہیں ہوتا پھر ارشاد فرمایا: اس کی موت کے وقت فرشتوں کی دو صفیں مشرق و مغرب کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہیں ان کے چہرے سورج کی مانند و چمکدار ہوتے ہیں۔ تو وہ آدمی انہیں دیکھتا ہے اس کے علاوہ وہ کسی کو نظر نہیں آتے ہیں۔ اس وقت تم خیال کرتے ہو کہ مرنے والا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک فرشتے کے پاس کفن اور خوشبو ہوتی ہے اگر مرنے والا مومن ہو تو اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے مطمئن نفس! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کی طرف نکل آنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے وہ انعام و اکرام رکھے ہیں جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ فرشتے محبت کے ساتھ اسے یہ خوشخبریاں سناتے ہیں اور پھر ہر ناخن اور ہر جوڑ سے اس کی روح نکال لیتے ہیں اور یہ اس پر بہت آسان ہوتا ہے اگر چہ تم اسے سخت خیال کرتے ہو جب روح ٹھوڑی کے نیچے تک پہنچتی ہے تو وہ جسم سے نکلنے کو بہت برا جانتی ہے جیسے بچہ رحم مادر سے نکلنے کو برا جانتا ہے۔ فرشتے آپس میں جھگڑا کرتے ہیں کہ کون اس روح کو اٹھانے کی سعادت حاصل کرے گا آخر کار ملک الموت اس کو لے لیتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

''قل یتوفا کم ملك الموت الذی و کل بکم ثم الیٰ ربکم ترجعون''

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ تم کو ملک الموت ہی وفات دیتا ہے جس کو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

ملک الموت اس کو سفید کپڑوں میں لپیٹ کر اپنی گود میں لے کر اس طرح دباتے ہیں جیسے ماں اپنے بچے کو محبت سے دباتی ہے اس سے مشک کی بہترین خوشبو نکلتی ہے جسے ملائکہ سونگھتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے پاک روح! اے پاک خوشبو! خوش آمدید! پھر فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں۔ اور اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے اس کا گزر ہوتا ہے فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے پاک نفس! اے پاک جسم! جس سے تو نکل آئی ہے خوش آمدید! جب اللہ رب العزت کسی کو خوش آمدید کہتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اسے خوش آمدید کہتی ہے اور اس کی تمام تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس پاک نفس اور پاک جسم کو جنت میں لے جاؤ اور اس کا وہاں جو ٹھکانہ ہے وہ دکھاؤ اور وہ نعمتیں دکھاؤ جو میں نے اس کیلئے تیار کر رکھی ہیں پھر اسے زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ اسے زمین سے پیدا کروں گا اور زمین میں ہی داخل کروں گا اور پھر قیامت کے دن زمین سے ہی اٹھاؤں گا اب وہ روح زمین پر جانے کو جسم سے نکلنے سے بھی زیادہ برا جانتی ہے اور پوچھتی ہے کہ کیا اب پھر مجھے اس زمین کی طرف لے کر جا رہے ہو جس سے میں نجات حاصل کر کے آئی تھی۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے ہی حکم دیا گیا ہے اور فرشتے اس کو اتنی دیر میں واپس لے آئیں گے جتنی دیر میں لوگ اس کے جسم کے غسل و کفن سے فارغ ہوں گے پھر اس روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کریں گے۔

فرشتوں کی مار

(۲۷) ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

''جب کافر کی روح قبض کی جاتی ہے تو زمین کے فرشتے اسے مارتے ہیں حتیٰ کہ وہ آسمان تک چلی جاتی ہے جب آسمان پر پہنچتی ہے تو آسمان کے فرشتے مارتے ہیں تو زمین پر گر جاتی ہے۔ پھر زمین کے فرشتے مارتے ہیں تو آسمان تک چلی جاتی ہے تو آسمان دنیا کے فرشتے مارتے ہیں تو زمین کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتی ہے''۔

مردے نے کہا: السلام علیکم!

(۲۸) ابن ابی شیبہ نے حضرت ربعی بن حراش سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک دن میں گھر پہنچا تو مجھے کہا گیا کہ میرا بھائی مر گیا ہے۔ میں دوڑ کر آیا تو اسے کفن میں

لپیٹ دیا گیا تھا۔ میں اس کے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور استغفار اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگا۔ اچانک اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا السلام علیکم! ہم نے وعلیکم السلام کہا اور سبحان اللہ کہا تو اس نے بھی کہا سبحان اللہ! میں نے تم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور میں نے راحت اور خوشبوئیں پائیں اور اپنے رب سے ملا جو مجھ سے راضی تھا اس نے مجھے جنتی سبز چمکدار لباس پہنایا اور میں نے تمہارے گمان سے بڑھ کر معاملہ آسان پایا۔ اب سستی مت کرو کیونکہ میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے کہ تمہیں بشارت دوں اور خبر دوں اب مجھے رسول نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے چلو کیونکہ انہوں نے مجھ سے جلدی آنے کا عہد لیا ہے۔ پھر کپڑا واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا یعنی خاموش ہو گیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے لئے منتظر

(۲۹) ابو نعیم نے ربعی سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم چار بھائی تھے ہمارا ایک بھائی ربیع تھا جو ہم سے زیادہ نماز روزوں کا پابند تھا وہ وفات پا گیا ہم اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور السلام علیکم کہا ہم نے وعلیکم السلام کہا اور کہا کیا موت کے بعد بھی سلام؟ اس نے کہا ہاں! میں نے تم سے جدا ہو کر اپنے رب سے ملاقات کی اور میرا رب مجھ سے خوش تھا اس نے مجھ پر رحم و کرم فرمایا اور جنتی سبز لباس پہنایا۔ ابو القاسم حضرت محمد ﷺ میرا جنازہ پڑھانے کیلئے انتظار فرما رہے ہیں تو جلدی کرو اور دیر مت کرو پھر وہ خاموش ہو گیا۔

اس گفتگو کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

ابو نعیم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے بیہقی نے اس کو دلائل النبوۃ میں ذکر کیا اور کہا اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر ایک واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں دو چیزیں بیان فرمائیں۔

(i) مرنے والا مومن ہو گا اور آپ ﷺ کی امت میں ہو گا۔

(ii) وہ امتی مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

علاوہ ازیں حضرت ابونعیم کے ذکر کردہ الفاظ سے اس حدیث مبارکہ کا صحیح اور مشہور ہونا بھی ثابت ہوا۔

سورۂ سجدہ کا نور

(۳۰) جویبر نے اپنی تفسیر میں ابان بن ابی عیاش سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت ان کے پاس تھے جب ان کی روح پرواز کر گئی ہم نے ان کو کفن پہنا دیا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سر سے ایک نور نکلا جو گھر کی چھت کو چیر کر اوپر چلا گیا اور ایسا ہی نور ان کے پاؤں کی طرف سے نکلا پھر ایک نور ان کے سینے نکلا تو ہم تھوڑی دیر خاموش ہو گئے تو انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا کہ کیا تم نے کچھ دیکھا ہے؟ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا تو انہوں نے کہا یہ سورۃ سجدہ تھی جو میں ہمیشہ ہر رات پڑھا کرتا تھا اور جو نور تم نے مرے سر کی جانب سے نکلتا ہوا دیکھا یہ ابتدائی چودہ آیتوں کا نور تھا اور جو نور تم نے پاؤں کی طرف سے نکلتا دیکھتا یہ اس سورۃ کی آخری آیات کا نور تھا اور جو نور تم نے سینے سے نکلتا دیکھا ہے یہ خود سورۃ سجدہ کا نور تھا یہ سورۃ شفاعت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گئی ہے اور سورۃ ملک جس کو میں ہر رات تلاوت کرتا تھا تو وہ میری حفاظت کیلئے ہے پھر وہ خاموش ہو گئے۔

نور چھت پھاڑ کر نکلا

(۳۱) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں ایک دوسرے طریق سے مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم ایک شخص کی عیادت کیلئے گئے جو کہ قریب المرگ ہونے کی وجہ سے بے ہوش تھا ہم نے دیکھا کہ اس کے سر سے ایک نور نکل کر مکان کی چھت کو پھاڑتے ہوئے آسمان کی طرف چلا گیا پھر اس کی ناف سے نور نکلا پھر وہ نور بھی مکان کی چھت سے نکل کر آسمان کی طرف چلا گیا پھر اس کے پاؤں سے نور نکلا وہ بھی ایسے ہی ہوا۔ پھر وہ ہوش میں آ گیا۔ ہم نے اسے کہا! تیرے ساتھ جو ہوا اس کا تجھے علم ہے؟ اس نے کہا ہاں! جو نور میرے سر سے نکلا وہ سورۃ الم تنزیل کی ابتدائی چودہ آیات تھیں اور جو نور ناف سے نکلا وہ آیت سجدہ تھی اور جو پاؤں سے نکلا وہ سورۃ سجدہ کی آخری آیات تھیں اور یہ سب آیات میری شفاعت کیلئے گئی ہیں اور سورہ ملک میرے پاس میری حفاظت کیلئے ہے اور میں یہ ہر رات پڑھا کرتا تھا۔

آلم سجدہ کی انتیس آیات

(۳۲)ابن ابی الدنیا نے بھی ایسے ہی روایت کیا اور ابن سعد نے ایک دوسرے طریق سے ثابت بنانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں ایک آدمی کے ساتھ مطرف بن عبداللہ کی عیادت کیلئے گیا ان پر بے ہوشی طاری تھی۔ آپ فرماتے ہیں ان سے تین نور چمکے ایک نور سر سے دوسرا درمیان سے اور تیسرا پاؤں سے۔ ہم اس سے خوفزدہ ہو گئے جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے انہیں کہا ہم نے ایک ایسی چیز دیکھی ہے جس سے ہم خوفزدہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا دیکھا ہے؟ ہم نے اس کے متعلق بتایا' انہوں نے کہا' کیا واقعی ایسا دیکھا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! انہوں نے کہا وہ الم سجدہ کی انتیس آیات تھیں ابتدائی آیات سر سے چمکیں درمیانی آیات درمیان سے اور آخری پاؤں سے چمکیں اور اب وہ میری شفاعت کیلئے اللہ کی بارگاہ میں گئی ہیں اور سورۃ ملک میری حفاظت کر رہی ہے۔

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں یہ کہہ کر آپ وفات پا گئے (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا تینوں آثار آیات قرآنیہ کے شافع ہونے پر دلالت کر رہے ہیں تو جب قرآن کریم کی یہ شان ہے تو صاحب قرآن کی شان کا عالم کیا ہوگا۔ کیا وہ شفیع عاصیاں نہیں ہوں گے؟ ضرور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مقام رسول ﷺ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیشہ نور ساتھ

(۳۳)ابوالحسن ابن سری نے کتاب کرامات الاولیاء میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ ابن منکدر اپنے ساتھ ہمیشہ ایک نور دیکھتے تھے۔ جب وہ قریب المرگ ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ وہ نور کیا ہوا جو آپ اپنی زندگی میں دیکھتے تھے تو آپ نے فرمایا وہ نور یہ ہے یعنی ابھی وہ نور موجود ہے۔

موت کے بعد ہنسی

(۳۴)ابن ابی الدنیا نے حرث غنوی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ربعی بن حراش نے قسم کھائی کہ میں اس وقت تک نہیں ہنسوں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے تو وہ موت کے بعد ہنسے۔

ان کے بعد ان کے بھائی ربعی نے قسم کھائی کہ وہ نہیں ہنسے گا جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو

جائے کہ وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ حرث کہتے ہیں مجھے اس کو غسل دینے والے۔ نے بتایا کہ ہم اسے غسل دے رہے تھے تو وہ چارپائی پر مسکراتے رہے حتیٰ کہ ہم غسل دینے سے فارغ ہو گئے۔

قاطع رحم، شراب خور اور مشرک جنت سے دور

(۳۵) مغیرہ بن خلف سے مروی ہے۔

بیجان کی بیٹی رو بہ وفات پا گئی اسے غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو وہ حرکت کرنے لگی اور انہیں دیکھ کر کہا خوش ہو جاؤ میں نے معاملہ اس سے زیادہ آسان پایا ہے جتنا تم خوف کھاتے ہو اور مجھے بتایا گیا ہے کہ قطع رحمی کرنیوالا، شراب خور اور مشرک جنت میں داخل نہ ہو گا۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو تبرا کرنے والوں پر لعنت

(۳۶) خلف بن حوشب سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

مدائن میں ایک آدمی مر گیا اسے کفن پہنایا گیا تو اس نے کپڑا اٹھا کر کہا، اس مسجد میں رنگی ہوئی داڑھیوں والی جماعت ہے جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو لعنت کرتے ہیں اور تبرا بکتے ہیں اور جو میری روح قبض کرنے آئے ہیں وہ ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں پھر وہ مر گئے۔

(۳۷) ایک دوسرے طریق سے عبدالملک بن عمر اور ابوخصیب بشیر سے مروی ہے کہ میں مدائن میں ایک میت پر گیا اس کے پیٹ پر اینٹ تھی ہم وہاں بیٹھے تھے کہ وہ مردہ اچھلا اور اینٹ اس کے پیٹ سے گر گئی اور وہ ہلاکت ہلاکت پکار رہا تھا جب لوگوں نے یہ معاملہ دیکھا تو منتشر ہو گئے میں اس کے قریب ہوا اور کہا تو نے کیا دیکھا اور تیری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا میں نے اہل کوفہ میں سے ایک بڈھے کی سنگت اختیار کی تو اس نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے کی رائے میں مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر اور دوبارہ ایسا مت کہنا۔ اس نے کہا مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا وہ فرشتے مجھے میرے جہنمی ٹھکانے پر لے گئے اور میں نے وہ ٹھکانہ دیکھ لیا ہے پھر مجھ سے کہا گیا ہے کہ تو اپنے ساتھیوں کے پاس جائے گا اور جو دیکھا ہے اس کے متعلق بتائے گا پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کیا اس کا کلام ختم ہو گیا یا وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ گیا۔

میری آنکھ دیکھ رہی ہے

(۳۸) ابن عساکر نے ابو معشر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مدینہ میں ایک شخص فوت ہو گیا جب اسے غسل دینے کیلئے تختے پر رکھا گیا تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں کی طرف اٹھایا اور کہا میری آنکھ دیکھ رہی ہے میری آنکھ دیکھ رہی ہے میری آنکھ دیکھ رہی ہے کہ عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف اپنی آنتیں آگ میں کھینچ رہے ہیں پھر وہ دوبارہ پہلو کے بل لیٹ گیا۔

مسعود بن مخرمہ کی گواہی

(۳۹) ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے زید بن اسلم سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مسعود بن مخرمہ پر بیہوشی طاری ہو گئی پھر افاقہ ہوا تو کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رفیق اعلیٰ میں ہیں اور عبدالملک اور حجاج اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹ رہے ہیں۔

فائدہ: یہ واقعہ عبدالمالک اور حجاج کے خلیفہ بننے سے کافی عرصہ پہلے کا ہے کیونکہ مسود بن مخرمہ مکۃ المکرمہ میں جس دن یزید بن معاویہ کی موت کی خبر آئی ۶۴ ھ میں فوت ہوئے اور حجاج کی خلافت ۷۰ ھ کے بعد کی ہے۔

موت کے بعد زندگی اور پھر موت

(۴۰) ابن ابی الدنیا ایک ایسی سند کے ساتھ جس میں ایک راوی متہم ہے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

ہم اپنے ایک مریض کے گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہ ٹھنڈا ہو گیا حتیٰ کہ اس کی کوئی رگ متحرک نہ تھی یعنی مر گیا ہم نے اسے کپڑے میں لپیٹ دیا اور اس کی آنکھیں بند کر دیں اور اس کے کفن کیلئے کپڑا' بیری کے پتے اور چارپائی منگوائی جب ہم اسے غسل دینے لگے تو وہ حرکت کرنے لگا ہم نے کہا سبحان اللہ! ہم تو سمجھے تھے کہ تو مر گیا ہے اس نے کہا ہاں! میں مر چکا تھا اور مجھے قبر میں پہنچایا گیا اور مجھے ایک حسین وجمیل اور خوشبودار آدمی نے قبر میں رکھ کر کاغذوں سے ڈھک دیا اتنے میں ایک سیاہ بدبودار عورت آئی اور کہا یہ آدمی ایسا ہے اس نے ایسا کیا ہے یعنی گناہ شمار کرنے لگی قسم بخدا! مجھے اس سے بہت شرم محسوس ہوئی۔ میں نے اس حسین وجمیل آدمی سے کہا آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے اور اس عورت کو تنہا چھوڑ دیں۔ اس عورت نے کہا چل میں تیرے ساتھ مقدمہ لڑوں گی

وہ مجھے ایک کشادہ مکان میں لے گئی جس کے ایک طرف چاندی کا آبشار تھا اور ایک کونے میں مسجد تھی جس میں ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اس نے سورۃ النحل تلاوت کی تو اس میں کچھ بھول گیا تو میں نے اسے بتایا تو وہ فوراً میری طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کیا تجھے یہ سورۃ یاد ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو وہ کہنے لگا یہ سورۃ نعمتوں سے مالا مال ہے پھر انہوں نے اپنے قریب سے ایک بستہ اٹھایا اور اس میں سے ایک صحیفہ نکالا اور اس میں دیکھا تو وہ سیاہ عورت بھاگ کے اس کے پاس آئی اور کہا اس نے یہ گناہ کیا اس نے یہ گناہ کیا تو اس حسین وجمیل آدمی نے کہا اس نے فلاں نیکی کی فلاں نیکی کی تو دوسرے آدمی نے کہا اس بندے نے اپنے آپ پر ظلم کیا لیکن اللہ رب العزت نے اسے معاف فرمادیا ہے اور ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا اس کی موت کا وقت پیر کا دن ہے۔
اس مریض نے کہا دیکھو اگر میں پیر کو مرگیا تو یہ بات سچی سمجھنا اور اگر ایسا نہ ہوا تو سمجھنا یہ ہذیان تھا تو جب پیر کا دن آیا تو وہ عصر کے بعد بھی تندرست تھا اور جونہی دن ختم ہونے کے قریب آیا وہ مریض آدمی مرگیا۔

بنی اسرائیل کا قاضی

(۴۱) عطاء خراسانی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔
بنی اسرائیل میں ایک آدمی چالیس سال تک عہدہ قضا پر مامور رہا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا میرا خیال ہے میں اس مرض میں مرجاؤں گا اگر میں مرجاؤں تو مجھے چار یا پانچ دن اپنے پاس رکھنا اگر مجھ سے کوئی چیز دیکھو تو ایک آدمی مجھے آواز دے۔ جب وہ مرگیا تو انہوں نے اسے ایک تابوت میں رکھ دیا جب تیسرا دن تھا تو اس میں سے ایک ہوا آئی تو ایک آدمی نے اسے آواز دی۔ اے فلاں یہ ہوا کیسی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے اذن تکلم عطاء فرمایا تو اس نے جواب دیا میں نے چالیس سال تم میں عہدہ قضا سنبھالے رکھا تو اس عرصہ کے دوران مجھے دو آدمیوں کے علاوہ کسی نے شک میں نہیں ڈالا۔ ان میں سے ایک سے مجھے محبت تھی اس کی باتوں کو میں اس کان سے جو اس کی طرف تھا دوسرے کی نسبت زیادہ سنتا تھا یہ ہوا اسی سے آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کان پر مارا اور وہ مرگیا۔

فضیلت جعفر علیہ السلام

(۴۲) ابن عساکر نے مختلف طرق سے قرہ بن خالد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
ہمارے گھر میں ایک عورت کی روح پرواز کرگئی۔ اس کی ایک رگ کے متحرک ہونے کی بناء

پر ہم نے اسے سات دن دفن نہ کیا پھر اس عورت نے کلام کیا۔ اور کہا جعفر بن زبیر نے کیا عمل کیا تھا اور جعفر ان دنوں وفات پا گئے تھے جب اسے شعور بھی نہ تھا۔ میں نے کہا وہ تو مر گئے اس نے کہا میں نے انہیں ساتویں آسمان میں دیکھا ہے اور ملائکہ انہیں بشارت دے رہے ہیں اور میں نے انہیں ان کے کفن میں پہچان لیا اور وہ فرشتے کہہ رہے تھے محسن آ گیا ہے محسن آ گیا۔

طالبِ مغفرت باعثِ بخشش

(۴۳) ابن ابی الدنیا نے صالح بن یحییٰ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میرے ایک ہمسائے نے مجھے بتایا کہ ایک آدمی کی روح پرواز کر گئی اس پر اس کے عمل پیش کیے گئے۔ فرماتے ہیں وہ کہتا تھا کہ جس گناہ پر میں نے مغفرت طلب کی تھی وہ بخش دیا گیا تھا اور جس گناہ پر مغفرت طلب نہیں کی تھی وہ ایسے ہی موجود تھا حتیٰ کہ ایک دن میں نے انار کا ایک دانہ زمین سے اٹھا کر کھا لیا تو اس کے بدلے ایک نیکی لکھی گئی اور ایک رات میں نماز پڑھنے اٹھا اور میں نے اپنی آواز بلند کی جسے میرے ایک ہمسائے نے سنا اور اٹھ کر نماز پڑھنے لگا تو اس کے بدلے ایک نیکی لکھی گئی اور ایک دن میں نے ایک مسکین کو ایک درہم لوگوں کی موجودگی میں صرف ان کی وجہ سے دیا تو میں نے دیکھا کہ نہ اس کا مجھے کچھ فائدہ ہوا اور نہ نقصان۔

ماجشون مرنے کے بعد پھر زندہ ہوئے

(۴۴) ابن عساکر نے ابن ماجشون سے روایت کیا فرماتے ہیں:

میرے والد ماجشون کی روح پرواز کر گئی ہم نے انہیں غسل دینے کیلئے تختے پر رکھا اور لوگوں سے کہا ہم انہیں شام کے وقت دفن کریں گے۔ جب غسل دینے والا آیا تو اس نے دیکھا ان کے پاؤں کے نیچے ایک رگ حرکت کر رہی تھی تو ہم نے ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیا تیسرے دن کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا میرے لیے ستو لاؤ، ہم ستو لائے تو انہوں نے ستو پیئے، ہم نے انہیں کہا جو آپ نے دیکھا اس کے متعلق ہمیں بتائیں۔ تو انہوں نے کہا ہاں! میری روح نکل گئی اور فرشتہ اسے اوپر لے جانے لگا جب آسمان دنیا پر گیا تو اس نے دروازہ کھلوایا تو کھول دیا گیا ایسے ہی تمام آسمانوں سے گزرا حتیٰ کہ جب ساتویں آسمان پر پہنچا تو اسے کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا ماجشون، تو اس سے کہا گیا کہ ان کی تو ابھی اتنی عمر باقی ہے پھر وہ نیچے اتر آیا تو میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے دائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ میں نے جو فرشتہ میرے ساتھ اسے

کہا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کیا تو نہیں جانتا؟ میں نے کہا پختہ یقین کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ میں نے کہا یہ تو رسول نبی کریم ﷺ کے بہت قریب ہیں (گویا تعجب کا اظہار کیا) تو فرشتے نے کہا کہ انہوں نے ظلم و جور کے زمانے میں حق پر عمل کیا اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حق کے زمانے میں حق پر عمل کیا۔

سعادت در بطنِ مادر

(۴۵) ابن ابی الدنیا' حاکم نے مستدرک میں' بیہقی نے دلائل النبوۃ میں' ابن عساکر نے مختلف طرق سے حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی حتیٰ کہ انہوں نے گمان کیا کہ آپ وفات پا گئے ہیں تو وہ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں کپڑے میں لپیٹ دیا پھر آپ ہوش میں آ گئے اور کہا میرے پاس دو خوفناک سخت قسم کے فرشتے آئے اور کہا ہمارے ساتھ چلو تا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فیصلہ کرائیں میں ان کے ساتھ گیا تو ان سے دو فرشتے ملے جو ان سے نرم اور رحمدل تھے انہوں نے کہا۔ اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا فیصلہ کرائیں گے۔ بعد والے فرشتوں نے کہا اسے چھوڑ دو کیونکہ پہلے ہی اس کی قسمت میں سعادت لکھی ہوئی ہے درآنحالیکہ بطن مادر میں تھے۔ بعدازاں آپ ایک ماہ زندہ رہے پھر آپ نے وفات پائی۔

زندہ کی وصیت

(۴۶) ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں سلام بن سلام سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
میں فضل بن عطیہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ گیا جب ہم مقام فید پر پہنچے تو انہوں نے آدھی رات کے وقت مجھے بیدار کر دیا میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا آپ تو بالکل تندرست ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں تیری روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ مجھے کچھ مہلت دو کہ میں حج ادا کر سکوں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرا حج قبول کر لیا ہے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا تم اپنی شہادت اور درمیان والی انگلی کھولو تو ان کے درمیان سے دو کپڑے نکلے۔ ان کی سبزی نے زمین و آسمان کو بھر دیا۔ ان فرشتوں نے کہا یہ آپ کا جنتی کفن ہے پھر اسے لپیٹ کر اپنی انگلیوں کے درمیان رکھ لیا۔ راوی کہتے ہیں ہم ابھی لوٹ کر واپس نہ آئے

تھے کہ ان کا وصال ہو گیا۔

مخلوق جو خوشبو پسند کرتی ہے

(۴۷) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا' کہتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے حدیث بیان کی۔ حضرت عطاء سے مروی ہے۔

سلمان کو کہیں سے مشک ملی وہ مشک انہوں نے اپنی بیوی کے پاس رکھ دی۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا جو مشک میں نے تجھے دی تھی وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا یہ رہی۔ انہوں نے کہا! اسے پانی سے بھگو کر میرے بستر کے گرد چھڑ دو کیونکہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق آ رہی ہے جو نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے' انہیں صرف خوشبو پسند ہے۔

ملک الموت کا سونگھنا

(۴۸) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو بکرۃ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کسی آدمی کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو ملک الموت سے کہا جاتا ہے اس کا سر سونگھو تو وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ میں اس کے سر میں قرآن کی خوشبو پاتا ہوں پھر حکم ہوتا ہے اس کا دل سونگھو تو وہ بتاتے ہیں میں اس کے دل میں روزوں کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر حکم ہوتا ہے اس کے پاؤں سونگھو تو وہ بتاتے ہیں اس کے قدموں میں قیام کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر کہا جاتا ہے اس نے اپنے نفس کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے اسے ہر قسم کے عذاب سے محفوظ کر دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور طاعون

(۴۹) ابو نعیم نے سفیان سے انہوں نے داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا۔

حضرت داؤد کو طاعون کا مرض لاحق ہو گیا اور ان پر بیہوشی طاری ہو گئی پھر افاقہ ہوا تو کہا میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں تسبیحات' تکبیرات' مسجد کی طرف جانا اور قرآن کی تلاوت محسوس کر رہا ہوں اور آپ کو تمام چیزیں یاد نہ تھیں۔

چوڑے کندھوں والا حبشی فرشتہ

(۵۰) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں حضرت داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا ہے۔

حضرت داؤد بن ابی ہند سخت بیمار پڑ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بڑے سر والا اور چوڑے

کندھوں والا جیسے حبشی ہوتے ہیں آرہا ہے تو میں نے اس کو دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو میں نے کہا کیا مجھے مارنا چاہتے ہو کیا میں نے کفر کیا ہے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ کافر کی روح ایک کالے رنگ کا فرشتہ نکالتا ہے۔ ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ اچانک میرے گھر کی چھت پھٹی اور میں نے آسمان کی طرف دیکھا ایک سفید لباس والا آدمی میرے پاس آیا پھر ایک اور آیا اور وہ دو ہوگئے۔ انہوں نے سیاہ رنگ والے کو غصے سے پکارا تو وہ دور بھاگ گیا اور دور سے مجھے دیکھنے لگا اور وہ سفید لباس والے اس کو ڈانٹتے رہے۔ ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا پاؤں کے پاس بیٹھ گیا تو سر کی جانب والے نے پاؤں کی طرف والے سے کہا کہ اس کی انگلیاں چھو کر دیکھو اس نے میری انگلیاں چھوئیں اور کہا کہ یہ آدمی تو ان کے ذریعے نماز کی کثرت کیلئے جاتا تھا پھر پاؤں والے نے سر کی طرف والے سے کہا کہ تم اس کو چھو کر دیکھو تو اس نے سر کے چہرے کے پاس کا حصہ چھو کر دیکھا اور کہا یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہے۔

سفید رنگ کے پرندے

(۵۱) لالکائی نے ''سنت'' میں حضرت اوزاعی کے طریق سے قاسم بن مخیمرہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ابوقلابہ جرمی کا ایک بھتیجا تھا جو گناہ کرتا تھا اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس دو سفید رنگ کے گدھ سے مشابہ پرندے آئے اور گھر کے روشندان میں بیٹھ گئے ایک پرندے نے دوسرے سے کہا کہ اتر کر دیکھو تو اس نے اس کے پیٹ میں اپنی چونچ داخل کر دی اور یہ سب واقعہ ابوقلابہ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا۔ اس پرندے نے اپنے ساتھی سے کہا اللہ اکبر! نیچے اتر آؤ میں نے اس کے پیٹ میں تکبیر دیکھی ہے جو اس نے انطاکیہ کی فصیل پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں بلند کی تھی۔ پرندے نے یہ سن کر ایک سفید کپڑا نکالا اور اس میں اس کی روح کو لپیٹ لیا پھر اسے اٹھا لیا اور کہا اے ابوقلابہ اپنے بھتیجے کو دفن کر دو یہ جنتی ہے اور ابوقلابہ لوگوں میں بہت معزز تھے۔ وہ لوگوں کے پاس گئے اور جو دیکھا تھا بیان کیا۔ پھر اس آدمی کے جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔

فتح انطاکیہ کے وقت تکبیر

(۵۲) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں نظر بن معبد کے طریق سے حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا۔ کہ ان کا ایک بھتیجا تھا جو گنہگار تھا۔ اسے سخت مرض لاحق ہوگیا تو انہوں نے اس کی

عیادت نہ کی۔ پھر جب وہ جانکنی کے عالم میں تھا تو آپ نے کہا وہ میرا بھتیجا ہے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے (یعنی عیادت کرنی چاہیے) تو آپ نے اس کے پاس شب بیداری کی اسی دوران دو سیاہ رنگ والے آئے ان کے پاس ایک بڑی لاٹھی تھی وہ گھر کی چھت سے نیچے اترے۔ ابوقلابہ کہتے ہیں میں نے سنا کہ ان میں سے ایک آگے آیا جب وہ میرے بھتیجے کے قریب ہوا تو اس کا سر سونگھا پھر پیٹ' پھر پاؤں سونگھے پھر اپنے ساتھی کے پاس چلا گیا۔ میں نے اسے کہتے سنا کہ میں نے اس کا سر سونگھا لیکن اس میں قرآن کی خوشبو نہ پائی۔ پیٹ سونگھا لیکن اس میں روزوں کی خوشبو نہ پائی پاؤں سونگھے لیکن ان میں رات کے قیام کی خوشبو نہ پائی۔ پھر اس کا ساتھی آیا اور اس نے بھی اسی طرح سونگھا اور کہا تعجب ہے کہ یہ آدمی امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں سے ہے اور ان صفات میں سے ایک صفت بھی اس میں موجود نہیں۔ پھر اس نے مردے کے منہ کو کھول کر زبان کو دبایا تو کہا سبحان اللہ! اس نے ایک بار انطاکیہ شہر میں خلوص نیت سے اللہ اکبر کہا تھا اس سے مشک کی خوشبو آرہی ہے اور یہ تو جنتی ہے۔ پھر اس کی روح قبض کر لی پھر چلا گیا اور میں نے اسے دو سیاہ رنگ والوں سے یہ کہتے سنا درآنحالیکہ وہ گھر کے دروازے پر تھے لوٹ جاؤ تمہارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ صبح کے وقت ابوقلابہ نے جو دیکھا تھا لوگوں سے بیان کیا تو انہیں کہا گیا کہ وہ تو ساکنہ میں رہتا ہے تو آپ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوائی کوئی معبود نہیں میں نے فرشتوں کے منہ سے انطاکیہ ہی سنا ہے تو لوگ اس کے بھتیجے کے جنازے میں دوڑے ہوئے پہنچے۔

تلی سے چپکا کلمہ

(۵۴) لالکائی نے مسند میں میمون مرادی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمارے ہاں ایک بدکار آدمی مر گیا تو لوگ اس سے پہلوتہی کرنے لگے اور اس کو راستے میں پھینک دیا میں اس کے بارے میں لوگوں کے اس سے پہلوتہی کرنے کے بارے میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ مجھے نیند آگئی تو میرے پاس دو سفید پرندے آگئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اس میں داخل ہو اور دیکھ کہ اس میں کوئی بھلائی ہے تو وہ اس کی کھوپڑی میں داخل ہو کر اس کے پاؤں کی طرف سے نکل آیا اور کہا میں نے اس میں کوئی بھلائی نہیں دیکھی تو دوسرے پرندے نے کہا جلدی مت کر اور پھر وہ اس کی کھوپڑی سے داخل ہوا اور اس کے پاؤں کے تلوے سے نکلا اور کہا اللہ اکبر! ایک

کلمہ اس کی تلی سے چپکا ہوا ہے۔ اور وہ کہہ رہا تھا اشھدان لا الٰہ الا اللہ میں نے لوگوں سے کہا جلدی آؤ اور دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے۔

سیاہ اور سفید فرشتے

(۵۴) ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میرا ایک نابالغ بھتیجا تھا اس کے ساتھ میں جہاد پر گیا اور وہ بیمار پڑ گیا اور وفات پا گیا۔ میں ایک مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا اتنے میں عبادت گاہ کی چھت پھٹی اور اس سے دو سفید اور دو سیاہ فرشتے اترے۔ سفید فرشتے اس کے دائیں طرف اور سیاہ بائیں جانب بیٹھ گئے۔ سفید فرشتوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے چھوا تو سیاہ فرشتے کہنے لگے ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں تو سفید فرشتوں نے کہا۔ خبردار! ہرگز نہیں، سفید فرشتوں میں سے ایک نے اپنی دو انگلیاں اس کے منہ میں ڈالیں اور اس کی زبان کو پلٹا اور کہا اللہ اکبر! ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں اس نے انطاکیہ کی فتح کے موقع پر تکبیر بلند کی تھی شہر بن حوشب وہاں سے نکلے اور لوگوں کو بتایا تو وہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے آ گئے۔

بغیر غسل کے سونا

(۵۵) طبرانی نے کبیر میں میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، فرماتی ہیں۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا جنبی آدمی (بغیر غسل کے) سو سکتا ہے؟ تو ارشاد فرمایا، مجھے یہ پسند نہیں کہ بغیر غسل کیے سوئے کیونکہ اس بات کا خدشہ ہے کہ اسے موت آجائے اور جبرائیل علیہ السلام اس کے پاس نہ آئیں۔

میت کا دیکھنا

(۵۶) ابن ابی الدنیا نے مکحول کے طریق سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

مرنے والوں کے پاس بیٹھ کر انہیں نصیحت کیا کرو کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

میت سے کہا جاتا ہے

(۵۷) ابن ابی حاتم، سعید بن منصور اور مروزی نے کتاب الجنائز میں روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مرنے والوں کے پاس بیٹھ کر انہیں کلمہ طیبہ کی تلقین کیا کرو کیونکہ وہ دیکھتے ہیں اور

ان سے کہا جاتا ہے''۔

میت کے سامنے سچے امور کا ظہور

(۵۸) سعید بن منصور نے ''سنن'' میں اور مروزی نے مکحول کے طریق سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کیا کرو اور جو ان میں سے فرمانبردار ہیں ان کی بات غور سے سنا کرو کیونکہ ان کے سامنے سچے امور ظاہر کیے جاتے ہیں۔

(۵۹) ابن ماجہ نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت کیا' فرماتے ہیں: میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مرنے والا شخص کب لوگوں کو پہچاننا ختم کر دیتا ہے فرمایا جب دیکھ لیتا ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ جب وہ ملک الموت اور فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے۔

جن وانس کے علاوہ مخلوق

(۶۰) ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے ''حلیہ'' میں لیث بن ابی رقیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مرض الموت میں سر اٹھایا اور بہت غور سے لوگوں کو دیکھنے لگے۔ انہوں نے کہا آپ بہت غور سے دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی مخلوق دیکھ رہا ہوں جو نہ تو جنات میں سے ہے اور نہ ہی انسانوں میں سے پھر آپ کا وصال ہو گیا۔

بے مثال خوشبو

(۶۱) ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضرین میں فضالہ بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں محمد بن واسع کے پاس گیا اور وہ قریب المرگ تھے تو وہ کہنے لگے اے میرے رب کے ملائکہ خوش آمدید اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا۔ اور میں نے ایسی خوشبو محسوس کی جس کی مثل میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ پھر آپ کی آنکھیں آسمان کو دیکھنے لگیں اور آپ وصال پا گئے۔

جبرائیل علیہ السلام کا پانی پلانا

(۶۲) حافظ ابو محمد خلال نے کتاب ''کرامات اولیاء'' میں حسن بن صالح سے ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسوال میں اور ابو الحسن بن عریف نے ''فوائد'' میں حسن بن صالح سماجی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرے بھائی علی بن صالح نے وفات کی رات مجھ سے پانی مانگا اور کہا اے میرے بھائی!

مجھے پانی پلاؤ اور میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا جب نماز ادا کر لی تو اس کے پاس پانی لایا اور کہا پیو۔ اس نے مجھے کہا ابھی پیا ہے۔ اس نے کہا کس نے پلایا ہے حالانکہ کمرے میں تیرے اور میرے علاوہ کوئی نہیں۔ اس نے کہا ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور مجھے پانی پلایا ہے اور مجھے کہا ہے کہ تو' تیرا بھائی اور تیری والدہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گی جن پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین میں سے انعام کیا ہے وران کی روح یہ کہتے ہی پرواز کر گئی۔

صبر جمیل پر جزاء

(۶۳) ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن غنم اشعری سے روایت کیا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو عمواس کے سال نیزہ لگ گیا اور وہ مر گیا۔ تو آپ نے صبر کیا اور محاسبہ کیا۔ جب ان کے ہاتھوں میں اسے نیزہ لگا تو کہا کہ محبوب بہت انتظار کے بعد آیا جو شرمندہ ہوا کامیاب نہ ہوا۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا اے معاذ! کیا آپ نے کچھ دیکھا' فرمایا ہاں! میرے رب نے مجھے صبر جمیل پر جزا عطا فرمائی ہے میرے بیٹے کی روح میرے پاس آئی ہے اور مجھے بشارت دی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ مقربین اور شہداء و صالحین کی سو صفوں میں کھڑے ہیں اور میری روح کیلئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں اور فرشتے مجھے جنت کی طرف لے جا رہے ہیں پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی میں نے انہیں دیکھا گویا کسی جماعت سے مصافحہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں خوش آمدید! خوش آمدید! پھر آپ کا وصال ہو گیا۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھا ان کے گرد ایک ہجوم تھا جیسے ہم ابلق گھوڑے کے گرد ہجوم لگا لیتے ہیں اور ان پر سفید کپڑے تھے اور وہ پکار رہے تھے۔ اے سعد! تمام تعریفیں اس ذات کیلئے جس نے ہمیں جنت عطا فرمائی جہاں چاہیں رہیں تو کتنا ہی اچھا اجر ہے عاملین کا پھر میں بیدار ہو گیا۔

مرنے والے پر ساتھیوں کا پیش کیا جانا

(۶۴) ابن ابی الدنیا' بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابونعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کے ساتھی اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر تو وہ ذکر الٰہی کرنے والا ہے تو ذکر کرنے والے پیش کیے جاتے ہیں اور اگر لہو ولعب میں مشغول رہنے والا ہے تو لہو و لعب کرنے والوں میں ہوگا۔

گدھ باگدھ باز باباز باشد

(۶۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد کے طریق سے حضرت یزید بن عجرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب کوئی آدمی مرتا ہے تو اس کی موت کے وقت اس کے ساتھی اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ لہو ولعب میں مشغول رہنے والا ہو تو لہو ولعب والے پیش کیے جاتے ہیں اگر ذکر کرنے والا ہو تو ذاکر پیش کیے جاتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کی بجائے شراب

(۶۶) بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیع بن برہ جو کہ بصرہ کے عبادت گزار تھے سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں شام میں لوگوں سے ملا۔ ایک آدمی کو کہا گیا کہ **لا الٰــہ الا اللہ** کہہ تو اس نے کہا خود بھی شراب پیو اور مجھے بھی پلاؤ۔ اھواز میں ایک آدمی سے کہا گیا۔ اے فلاں! **لاالہ الا اللہ** کہہ وہ کہنے لگا دس گیارہ۔ دس سے دس اور یہاں بصرہ میں ایک آدمی سے کہا گیا اے فلاں! کہہ **لا الہ الا اللہ** تو یہ شعر کہنے لگا۔

یــا رب قــائـلة یــومــا وقـد تـعـبـت

کیف الــطــریــق الـی حــمــام مـنـجــاب

یعنی بہت سی عورتیں جو تھک کر حمام کا راستہ پوچھتی ہیں مجھے یاد آرہی ہیں۔

اعمال کا مثالی شکل میں پیش کیا جانا

(۶۷) ابن ابی الدنیا نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی آدمی مرتا ہے تو مرتے وقت اس کے اچھے اور برے اعمال مثالی شکل میں اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو وہ نیکیاں آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے اور گناہوں کو دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے۔

محافظین ملائکہ

(۶۸) حضرت حسن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان

"ینبّا الانسان یومئذ بما قدم واخر"

ترجمہ: اس دن انسان کو اس کے سب اگلے پچھلے جتا دیے جائیں گے۔

کی تفسیر بیان کرتے ہیں' فرماتے ہیں۔

انسان کی موت کے وقت اس کے محافظ فرشتے اترتے ہیں اور اس پر اس کے اچھے برے عمل پیش کرتے ہیں تو جب وہ نیک عمل دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور اس کا چہرہ کھل اٹھتا ہے جب برا عمل دیکھتا ہے تو چہرہ مرجھا جاتا ہے اور ترش رو ہوتا ہے۔

غلام کا سر ڈھکنا اور کھولنا

(۵۹) حنظلہ بن اسود سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میرے ایک غلام کی موت کا وقت قریب آیا آیا تو کبھی وہ اپنا سر ڈھک لیتا اور کبھی کھولتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق حضرت مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انسان کی جان اس وقت نکلتی ہے جب اس کے اچھے برے اعمال اس پر پیش کر دیئے جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے نیکیوں کا بڑھنا

(۷۰) بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت سلمان سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ ایک قریب المرگ انصاری کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ''کیسا محسوس کر رہے ہو؟ اس نے عرض کی اچھی حالت ہے اور میرے پاس دو فرشتے آئے ہیں ایک سفید ہے اور دوسرا سیاہ' رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان میں سے تیرے قریب کون سا ہے؟ عرض کی سیاہ تو ارشاد فرمایا: بھلائی کم ہے اور برائی زیادہ ہے۔ اس نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں' تو فرمایا! اے اللہ! اس کے کثیر گناہوں کو بخش دے اور قلیل نیکیوں کو زیادہ فرما۔ پھر فرمایا: اب کیا دیکھتا ہے؟ عرض کی بھلائی دیکھتا ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان' نیکیاں بڑھ رہی ہیں اور برائیاں کم ہو رہی ہیں اور سیاہ فرشتہ مجھ سے دور ہو گیا ہے۔ ارشاد فرمایا! تیرا کون سا عمل تجھے اس حالت پر لایا۔ اس نے عرض کی میں لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اس کی حالت ہے میں اسے جانتا ہوں اس کے جسم میں کوئی رگ ایسی نہیں ہے جس میں موت کا درد محسوس نہ ہو رہا ہو''۔

کراماً کاتبین کہتے ہیں

(۷۱) ابن ابی الدنیا نے وہیب بن ورد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی آدمی مرنے لگتا ہے تو وہ دو فرشتے جو دنیا میں اس کے اعمال کے محافظ تھے اس کے سامنے آتے ہیں اگر اس نے ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت

کی ہوتو کہتے ہیں اللہ رب العزت ہماری جانب سے بہترین دوست کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کتنی ہی اچھی محفلوں میں ہمارے ساتھ شرکت کرتا تھا اور بہت نیک کاموں میں ہمیں لے جاتا تھا اور کتنا ہی بہترین کلام ہمیں سناتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بہترین دوست کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اگر مرنے والے نے ان کے ساتھ مل کر اچھے کام نہیں کیے ہوتے تو وہ اس کے الٹ بات کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے ہماری جانب سے جزائے خیر نہ دے کتنی ہی بری محفلوں میں ہمیں لے جاتا تھا اور کتنے ہی برے کاموں میں ہمیں لے جاتا تھا اور کتنا ہی برا کلام ہمیں سناتا تھا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہماری جانب سے جزائے خیر نہ دے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تب وہ مردہ ان فرشتوں کو دیکھ کر اپنی آنکھیں پھاڑتا ہے اور کبھی دنیا کی طرف نہیں لوٹے گا۔

اہل وعیال کی چیخ وپکار

(۷۲) حضرت سفیان سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

جب بندہ مومن قریب المرگ ہوتا ہے تو اس کی زندگی میں اس کے محافظ فرشتے جو تھے اس کے اہل وعیال کی چیخ و پکار کے وقت کہتے ہیں ہمیں اپنے علم کے مطابق اس بندے کی تعریف کرنے دو، اور کہتے ہیں اے دوست! اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے جزائے خیر عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جلدی کرنے والا اور گناہوں سے دور بھاگنے والا تھا اور اگر تو تو ان لوگوں میں سے تھا کہ ہم تیری پوشیدہ چیزوں کی حفاظت کرتے تھے تو اوپر چلتے ہیں اور ہمیں ملائکہ کے ساتھ ذکر کرنے سے نہ روکو۔

جب کسی برے آدمی کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے اہل وعیال چیخنے چلانے لگتے ہیں۔ فرشتے کھڑے ہو کر کہتے ہیں ہمیں اپنے علم کے مطابق اس کی صفات بیان کرنے دو اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے بری جزا دے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں سست تھا اور نافرمانی میں جلدی کرنے والا تھا اور ہم پس پشت تیری حفاظت نہیں کرتے تھے پھر وہ آسمان کی جانب چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ملاقات

(۷۳) شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو بندہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے
اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں تو ارشاد فرمایا: یہ بات نہیں ہے بلکہ بندہ مومن قریب المرگ ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے اکرام و انعام کی بشارت دی جاتی ہے اس وقت آخرت کے سوا اسے کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جب کافر قریب المرگ ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب کی خبر دی جاتی ہے تو اسے آخرت کے سوا کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات ناپسند کرتا ہے۔

اصحابِ یمین

(۷۴) آدم بن ابی ایاس کہتے ہیں۔ ہم سے حماد بن سلمہ، انہوں نے عطاء بن سائب سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

''**فلولا اذا بلغت الحلقوم**'' سے لے کر ''**فروح و ریحان و جنة نعیم**'' تک اور ''**فنزل من حمیم و تصلیة جحیم**'' تک پھر ارشاد فرمایا:

جب بندہ مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے یہ کہا جاتا ہے تو اگر تو وہ اصحاب یمین یعنی دائیں بازو والوں میں سے ہو تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اگر بائیں بازو والوں میں سے ہو تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

موت کو پسند اور ناپسند کرنا

(۷۵) امام احمد نے ھمام کے طریق سے عطا بن سائب سے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ایک جنازے کے پیچھے جا رہے تھے تو میں نے انہیں یہ کہتے سنا، کہ فلاں بن فلاں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ اس نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات ناپسند کرتا ہے۔ تو لوگوں نے رونا شروع کر دیا،

آپ نے فرمایا! تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں تو فرمایا یہ بات نہیں بلکہ جب بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اگر تو وہ مقربین میں سے ہو تو رحمت و مغفرت، خوشبوئیں اور نعمتوں والی جنت ہے اور جب اسے یہ بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند کرتا ہے۔ اور اگر گمراہ جھٹلانے والوں میں سے ہو تو کھولتا ہوا پانی اور دہکتی جہنم ہے اور جب اسے یہ بتایا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات ناپسند کرتا ہے۔

غموں اور مصیبتوں کا گھر

(۷۶) ابن جریر اور ابن منذر دونوں نے اپنی تفسیر میں ابن جریج سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جب بندہ مومن موت کے وقت فرشتوں کو دیکھتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تمہیں دنیا میں واپس لوٹا دیں گے تو وہ کہتا ہے کیا پھر مجھے غموں اور مصیبتوں کے گھر لوٹاؤ گے؟ (ایسا نہ کرو) بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلو۔

جب کافر دیکھتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تجھے دنیا میں واپس لوٹا دیں گے تو وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب مجھے لوٹا دے شاید میں اچھے عمل کرلوں جو کہ نہ کر سکا۔

اموال و اولاد اور ذکر اللہ

(۷۷) امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

جس آدمی کے پاس اتنا مال ہو کہ اس پر بیت اللہ کا حج واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ حج ادا نہ کرے یا زکوٰۃ نہ ادا کرے تو وہ موت کے وقت واپس دنیا میں لوٹائے جانے کا سوال کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ اللہ سے ڈرو دنیا میں واپس لوٹائے جانے کا سوال تو کافر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں آپ کو قرآن کریم کی آیت سناتا ہوں، پھر پڑھا:

"یاایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ" (آخر تک)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمہارے اموال اور اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کردیں"۔

اعمال آنکھوں کے سامنے

(۷۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

جب انسان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ ہر چیز جس نے اسے حق سے رو کے رکھا اس کے سامنے لائی جاتی ہے اور آنکھوں کے سامنے رکھی جاتی ہے۔ اس وقت وہ کہتا ہے! اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے شاید کہ میں نیک عمل کرسکوں جو نہ کرسکا۔

مومن کی روح پھول میں نکلتی ہے

(۷۹) مروزی نے حضرت حسن سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مومن کی روح ایک پھول میں نکلتی ہے' پھر یہ آیت تلاوت کی۔

"فاما ان كان من المقربين فروح و ريحان و جنة نعيم"

ترجمہ: اگر تو وہ مقربین میں سے ہے تو راحت' خوشبو اور نعمتوں والی جنت ہے۔

کافر کی روح آگ کی چادر میں

(۸۰) ابن ابی الدنیا نے بکر بن عبداللہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب ملک الموت کو بندہ مومن کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ جنتی پھول لاتے ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے اس میں اس مومن کی روح قبض کرو اور جب کافر کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو انہیں ایک آگ کی چادر دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے اس میں اس کی روح قبض کرو۔

مومن کی روح جنتی شاخوں میں

(۸۱) عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوعمران جونی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندہ مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو جنت سے خوشبودار شاخیں لائی جاتی ہیں اور اس کی روح ان میں رکھی جاتی ہے۔

مومن کی جان جنتی ریشم میں

(۸۲) ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مومن کی جان جنتی ریشم میں نکالی جاتی ہے۔

جنتی شاخ سونگھنے سے موت

(۸۳) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مقربین میں سے کوئی بھی دنیا نہیں چھوڑتا حتیٰ کہ اسے جنت کی شاخوں میں سے ایک شاخ

نہ دی جائے وہ اسے سونگھتا ہے پھر اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔

مومن کا انعام اور کافر کی سزا

(۸۴) امام احمد نے زہد میں ربیع بن خثیم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ ان کیلئے موت کے وقت کا انعام ہے اور آخرت میں اس کیلئے جنت ہے۔

اور اگر وہ گروہ گمراہ جھٹلانے والوں میں سے ہو تو "فنزل من حمیم و تصلیة جحیم" فرمایا یہ موت کے وقت کی سزا ہے اور آخرت میں ان کیلئے جہنم ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بشارت

(۸۵) ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سنی کہ اے ابن عفان بشارت ہو راحت اور خوشبو کی۔ اے ابن عفان! بشارت ہو کہ تیرا رب تجھ سے خوش ہے۔ اے ابن عفان! بشارت ہو خوشنودی خدا اور مغفرت کی۔

حضرت عدی فرماتے ہیں جب میں آواز کی طرف متوجہ ہوا تو کوئی بھی نہ تھا۔

موت کے وقت بشارت

(۸۶) ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسوال میں حضرت حسن سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "فروح و ریحان" کے بارے میں روایت کیا، فرماتے ہیں:

قسم بخدا! ان چیزوں کی بشارت انہیں موت کے وقت دی جاتی ہے۔

سب سے پہلی بشارت

(۸۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

سب سے پہلی بشارت جو بندہ مومن کو موت کے وقت دی جاتی ہے وہ راحت و خوشبو اور نعمتوں والی جنت ہے اور جو بشارت سب سے پہلے قبر میں دی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کی بشارت ہو اور بہت خوب آئے اور جو تیرے جنازے میں تیری قبر تک آئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا وہ جس نے تیری گواہی دی اس نے سچ کہا اور

جس نے تیرے لیے دعائے مغفرت کی اس کی دعا قبول ہوئی۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کے نیک بندوں کے جنازے میں شامل ہونا بھی مغفرت اور خیر و برکت کا باعث ہے اور یہ بھی پتا چلا کہ مردوں کیلئے دعائے مغفرت کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ دعا قبول بھی ہوتی ہے۔

کھولتا ہوا پانی

(۸۸) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "فنزل من حمیم" کے بارے میں روایت کیا ہے، فرماتے ہیں۔

کافر دنیا سے کھولتے ہوئے پانی کا پیالہ پی کر ہی رخصت ہوگا۔

شراب خور کی موت

(۸۹) حضرت ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "فنزل من حمیم" کے متعلق مروی ہے، فرماتے ہیں۔

جب شراب خور مرتا ہے تو اس کے چہرے پر جہنم کا کھولتا ہوا پانی ڈالا جاتا ہے۔

کافر پیاسے

(۹۰) امام احمد نے زہد میں ابو عمران جونی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

کافر و فاجر بندے اس دنیا سے پیاسے رخصت ہوں گے، قبروں میں پیاسے داخل ہوں گے، قیامت کے دن پیاسے اٹھیں گے اور جہنم میں پیاسے ہی پھینک دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا سلام

(۹۱) ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب اللہ رب العزت بندہ مومن کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ملک الموت کی طرف وحی فرماتا ہے کہ اس بندے کو میرا سلام کہنا۔ جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آتا ہے تو کہتا ہے تیرا پروردگار تجھے سلام کہتا ہے۔

تیرے ربّ کا سلام

(۹۲) مروزی نے اور ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب ملک الموت بندہ مومن کی روح قبض کرنے آتا ہے تو کہتا ہے تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے۔

ملک الموت کا سلام

(۹۳) ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں ابن ابی حاتم نے ابن ابی الدنیا نے امام حاکم نے صحیح قرار دے کر اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالشان "**تحیتهم یوم یلقونه سلام**" کے بارے میں روایت کیا ہے فرمایا:

اس سے مراد یہ ہے کہ جس دن ملک الموت سے ملاقات کریں گے تو ملک الموت جس مومن کی بھی روح قبض کریں گے اسے سلام کہیں گے۔

اے اللہ کے ولی!

(۹۴) ابن مبارک نے بیہقی نے شعب الایمان میں ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا فرماتے ہیں:

جب بندہ مومن کی روح کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے تو ملک الموت آکر کہتے ہیں۔

السلام علیك یا ولی اللہ: اے اللہ کے ولی تم پر سلامتی ہو اللہ تجھے سلام کہتا ہے۔

پھر اس آیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا۔

"**الذین تتوفاهم الملائکة طیبین یقولون سلام علیکم**"

ترجمہ: وہ پاک لوگ جنہیں فرشتے موت دیتے ہیں کہتے ہیں (ان کو) تم پر سلامتی ہو۔

چل! آباد گھر کی طرف

(۹۵) قاضی ابوالحسینؒ بن عریف اور ابوالربیع مسعودی نے ''فوائد'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب ملک الموت ولی اللہ کے پاس آتے ہیں تو اسے سلام کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اے ولی اللہ! تم پر سلامتی ہو اٹھ اور اس گھر سے جسے تو نے ویران کیا اس گھر کی طرف چل جسے تو نے آباد کیا۔

اور ولی اللہ کے علاوہ دوسروں سے کہتا ہے۔ اٹھ اور اس گھر سے جسے تو نے آباد کیا ہے اس گھر

کی طرف چل جسے تو نے ویران کیا ہے۔

بچے کے نیک ہونے کی بشارت

(۹۶) ابونعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
بندہ مومن کو اس کی موت کے بعد اس کے بچے کے نیک ہونے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تا کہ اسے خوشی ہو۔

موت سے پہلے ٹھکانہ دیکھنا

(۹۷) ابن ابی شیبہ' ابن ابی الدنیا' ابن جریر اور ابن مندہ نے حضرت ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "لهم البشری فی الحیاة الدنیا و فی الآخرة" یعنی ان کیلئے دنیا اور آخرت دونوں کی زندگی میں بشارت ہے۔ کے بارے میں روایت کیا' فرماتے ہیں:
اس سے مراد یہ ہے کہ اسے موت سے پہلے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔

رخصت حرام!

(۹۸) ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
ہر جان پر اس وقت تک دنیا سے رخصت ہونا حرام ہے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔

مومن کا خواب

(۹۹) ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
ایک دیہاتی آدمی نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "لهم البشری فی الحیاة الدنیا و فی الآخرة" کے بارے میں سوال کیا تو آقائے نامدار رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"فی الحیاة الدنیا" سے مراد یہ ہے کہ مومن کو ایک خوبصورت خواب دکھایا جاتا ہے اور اس میں اسے دنیا میں بشارت دے دی جاتی ہے اور "وفی الآخرة" سے مراد یہ ہے کہ مومن کو موت کے وقت اس بات کی بشارت دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور ان کو جو تجھے قبر تک اٹھا کے لائے انہیں بخش دیا۔

استقامت کا اعزاز

(۱۰۰) بیہقی نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان عالیشان کے بارے میں

روایت کیا۔

"ان الـذین قالو اربنا اللہ ثم استقامو اتنزل علیھم الملائکۃ الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون"

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر ڈٹ گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کھاؤ اور غمگین نہ ہو اور تمہیں جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

حضرت مجاہد نے فرمایا! یہ موت کے وقت کے بارے میں ہے یعنی موت کے وقت یہ کہا جائے گا۔

تین بشارتی

(۱۰۱) حضرت سفیان سے اسی کی مثل مروی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ انہیں تین بشارتیں دی جاتی ہیں ایک موت کے وقت اور جب قبر سے نکلیں گے اور جب میدان محشر میں گھبراہٹ طاری ہوگی۔

فانی انسان! غم نہ کر

(۱۰۲) ابن ابی حاتم اور ابن مندہ نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے۔

"لاتخافوا" یعنی مت ڈر اس موت سے جو آرہی ہے اور آخرت کے معاملے سے۔

"لاتحزنوا" یعنی غم نہ کرو اس پر جو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو یعنی اولاد اور قرض وغیرہ کیونکہ ان سب پر اللہ تعالیٰ تمہارا نائب مقرر فرمادے گا۔

فرحتِ بشارت

(۱۰۳) ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا' فرماتے ہیں:

بندہ مومن کو موت کے وقت' اس کی قبر میں اور قیامت کے دن قبر سے اٹھتے وقت بشارت دی جائے گی اور وہ جنت میں پہنچ جائے گا تب بھی اس کے دل سے اس بشارت کی فرحت ختم نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے خوش کردیا

(۱۰۴) انہی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

بندہ مومن کے پاس ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا جو تجھے پیش آنے والا ہے اس سے مت ڈر تو اس کا خوف ختم ہو جائے گا اور دنیا پر غم مت کھا اور نہ ہی اپنے اہل وعیال پر اور تجھے جنت کی

بشارت ہواور وہ اس حال میں مرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خوش کر دیا ہوگا۔

فرشتے کا دل پر ہاتھ رکھنا

(۱۰۵) ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خادم کثیر بن ابی کثیر سے روایت کی' فرماتے ہیں۔

اہل جنت میں سے ہر انسان پر ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے جب اس کو جنت کی بشارت دی جاتی ہے وہ فرشتہ اس کے دل پر ہاتھ رکھ لیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس کا دل خوشی سے سر سے نکل جائے۔

نفسِ مطمئنہ

(۱۰۶) ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس "یاایتھا النفس المطمئنة" آیت پڑھی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بلاشبہ یہ تو اچھی بات ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یہ ملک الموت موت کے وقت آپ سے بھی کہے گا۔

اللہ تعالیٰ بندے سے مطمئن

(۱۰۷) ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا نفس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کی طرف سے۔

حافظ سلفی نے مشیخة البغدادیہ میں ذکر کیا ہے۔ میں نے ابوسعید حسن بن علی واعظ کو کہتے سنا ہے کہ میرے والد فرماتے تھے کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے نور سے ملک الموت کی ہتھیلی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے۔ پھر اسے عارف باللہ کی موت کے وقت حکم ہوتا ہے کہ اپنی ہتھیلی پھیلا کر اس کو دکھاؤ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو پلک جھپکنے میں اس کی روح اڑ کر آجاتی ہے۔

کتاب ''فردوس'' میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی ایسے شخص کی جان نکالنے کا ملک الموت کو حکم ہوتا ہے۔ جو گنہگار ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے کہ اسے اتنی دیر جہنم میں رہنے کی اطلاع دے کر جنت کی بشارت دے دو۔ (یعنی گناہوں کی مقدار کے مطابق جہنم کی سزا پائے گا بعد ازاں جنت میں جائے گا)۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کی اُمید

(۱۰۸) ابونعیم نے ربیع بن ابی راشد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

اگر مومنین کو موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام کی امید نہ ہوتو دنیا میں ان کی رانیں اور پیٹ پھٹ جائیں۔

فضیلت درود شریف

(۱۰۹) اصبہانی نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''جس نے جمعۃ المبارک کو مجھ پر ہزار مرتبہ درود شریف بھیجا وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھے بغیر نہیں مرے گا''۔

اقرارِ یہود

(۱۱۰) ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کیا۔

ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته''

ترجمہ: ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے اس پر ایمان لے آئے گا۔

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ یہود کے بارے میں ہے۔ ملک الموت ان میں سے کسی کی روح قبض نہیں کرتا یہاں تک کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ آتا ہے جس کے پاس آگ کا شعلہ ہوتا ہے یہ شعلہ وہ فرشتہ اس یہودی کے چہرے پر اور پیٹھ پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو اقرار کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور مارتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اقرار کر لیتا ہے جب وہ اقرار کر لیتا ہے تب ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔

آنکھ روح کو دیکھتی ہے

(۱۱۱) امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم نے انسان کو نہیں دیکھا کہ جب مر جاتا ہے تو اس کی آنکھیں پھٹ جاتی ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ارشاد فرمایا' یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی آنکھیں روح کو

جاتے دیکھتی ہیں''۔

روح کی پرواز

(۱۱۲) ابن سعد نے قبیصہ بن ذؤیب سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب روح پرواز کر جاتی ہے تو آنکھیں پھٹ جاتی ہیں۔

ملک الموت کا شہ رگ دبانا

(۱۱۳) ابن ابی الدنیا نے حضرت حصین سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب ملک الموت انسان کی شہ رگ دباتا ہے تو اس وقت اس کی آنکھیں پھٹ جاتی ہیں اور لوگوں کو بھول جاتا ہے۔

قریب المرگ آدمی کا تلوار چلانا

(۱۱۴) دینوری نے مجالسہ میں حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب ملک الموت بندے کی شہ رگ دباتا ہے تو وہ انسانوں کو پہچاننا' کلام کرنا اور دنیا و مافیہا بھول جاتا ہے اگر اس پر موت کی سختی نہ ہوتی تو وہ اپنے اردگرد والوں کو تلوار سے مار ڈالے اس سختی کی بنا پر جو اسے پہنچتی ہے۔

اندھا ملک الموت کو دیکھتا ہے

(۱۱۵) ابن ابی الدنیا نے حکم بن ابان سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب ملک الموت اندھے آدمی کی روح قبض کرنے آتا ہے تو کیا وہ آندھا آدمی اسے دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں دیکھتا ہے۔

(۱۱۶) ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت آسمان اور زمین کے درمیان ایک سیڑھی پر بیٹھا ہے اور اس کے پاس قاصد فرشتے ہیں جب روح حلق میں ہوتی ہے تو مرنے والا ملک الموت کو یڑھی پر ٹکٹکی باندھے دیکھتا ہے اور یہ مرنے تک اس کی آخری نظر ہوتی ہے یعنی آخری بار دیکھتا ہے۔

ملک الموت کا برچھا

(۱۱۷) ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک الموت کے پاس ایک برچھا ہے جو مشرق سے لے کر مغرب تک لمبا ہے۔ جب دنیا

میں کسی انسان کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو ملک الموت اس برچھے سے اس کا سر اڑا دیتا ہے یعنی موت دے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اب تجھے مردوں کے لشکر دکھائے جائیں گے۔

زہریلا برچھا مشرق تا مغرب

(۱۱۸) ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں جویبر کے طریق سے حضرت ضحاک سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا۔

ملک الموت کے پاس ایک زہریلا برچھا ہے اس کا ایک سرا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے اس سے وہ زندگی کی رگ کاٹتا ہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں اسے مرفوع قرار دینا منکر ہے اور امام غزالی نے کشف علوم الآخرۃ میں اس روایت پر اعتماد کیا ہے اور امام قرطبی اس پر نہیں ٹھہرے اور کہا میں نے اس برچھے کا ذکر صرف اثر معاذ رضی اللہ عنہ میں پایا ہے۔

جسم قمیص کی مانند ہے

(۱۱۹) عبدالرزاق نے 'ابن منذر نے اپنی تفسیر میں' حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

انسان کی روح اس کے جسم کے ہر ہر عضو سے نکلتی ہے۔ جہاں تک جسم کا تعلق ہے تو وہ قمیص کی مانند ہے جسے انسان اتار دیتا ہے۔ تو جتنا قمیص کو کسی چیز کا احساس ہوتا ہے جسم کو بھی اتنا ہی احساس ہوتا ہے لیکن روح راحت و مصیبت محسوس کرتی ہے۔

فصل

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے

''انما التوبة علی اللہ للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ انہیں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو لاعلمی کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔

(۱۲۰) ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان

''ثم یتوبون من قریب'' ترجمہ: پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔

کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
قریب سے مراد یہ ہے کہ اس کے ملک الموت کو دیکھنے تک کا جو عرصہ ہے اس میں توبہ کر لیتا ہے۔

قبولیتِ توبہ

(۱۲۱) امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جب تک بندے کی روح اس کے حلق تک نہ آ جائے اللہ رب العزت اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے''۔

جانکنی سے قبل توبہ

(۱۲۲) عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
بندے کیلئے توبہ کے راستے اس وقت تک کھلے ہوتے ہیں جب تک جانکنی کا عالم طاری نہ ہو پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔
''ولیست التوبة'' ترجمہ: اور ہرگز توبہ نہیں ہے۔
پھر فرمایا' اور ملک الموت کے آ جانے کے بعد جانکنی ہی ہے۔

توبہ کا در کھلا ہے لیکن کب تک؟

(۱۲۳) ابن منذر نے حضرت نخعی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
بندے کیلئے اس وقت تک توبہ کے راستے کھلے ہوتے ہیں جب تک اس کے سر کے اگلے بالوں کو پکڑ نہ لیا جائے۔
(۱۲۴) ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان
''حتی اذا حضر احدھم الموت''
کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب انسان ملک الموت کو دیکھے گا۔

فرشتوں کا دیدار

(۱۲۵) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابومجلز سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
جب تک انسان فرشتوں کو نہ دیکھ لے توبہ کر سکتا ہے۔

قاصد کا آنا

(۱۲۶) بکر بن عبداللہ مزنی سے مروی ہے، فرماتے ہیں۔

بندے کیلئے توبہ کا راستہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک کہ قاصد نہ آ جائیں اور جب انہیں دیکھ لے گا تو پہچان ختم ہو جائے گی۔

توبہ کی توفیق قبولیت کی علامت

(۱۲۷) ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے رسول نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے توبہ کی توفیق نصیب ہو وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"وهو الذی يقبل التوبة عن عباده"

ترجمہ: وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتی ہے۔ (واللہ اعلم)

☆..........☆..........☆

سولہواں باب:

ارواح کا مردے سے ملنا اور حالات دریافت کرنا

اہل رحمت سے ملاقات

(۱) ابن ابی الدنیا نے اور طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بندہ مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اسے اللہ کے بندوں میں سے اہل رحمت ملتے ہیں جیسے اہل دنیا میں سے خوشخبری لانے والے سے ملاقات کی جاتی ہے اور کہتے ہیں اپنے ساتھی کو دیکھو اس نے شدید کرب سے نجات حاصل کرلی۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں فلاں آدمی نے کیا کیا فلاں عورت نے شادی کرلی؟ اور جب اس سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھتے ویں جو اس سے پہلے مرگیا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مرگیا تھا۔ تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وہ اپنی اصل یعنی ھاویہ میں چلا گیا تو کتنی ہی بری اصل اور کتنا ہی برا ٹھکانہ ہے''۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے اعمال تمہارے ان عزیز واقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ اگر تو اچھے اعمال ہوں تو خوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے اللہ! یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے۔ تو اپنی نعمت اس پر مکمل فرما اور اسے موت دے دے اور ان پر بدکار کے عمل پیش کیے جاتے ہیں کہتے ہیں۔ اے اللہ! اسے ایسے نیک اعمال کی توفیق عنایت فرما کہ جن سے تو راضی ہو اور اسے تیرا قرب نصیب ہو''۔

مردے کو سلام بھیجنا

(۲) ابن ابی الدنیا نے ابولبیبہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بشر بن براء بن معرور کا وصال ہوا تو ان کی ماں کو ان کی موت پر شدید صدمہ ہوا۔ تو اس

نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! بنی سلمہ سے کوئی نہ کوئی مرتا ہی رہتا ہے تو کیا روحیں ایک دوسرے کہ پہچانتی ہیں کہ میں بشر کو سلام بھیجوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے روحیں ایک دوسرے کو ایسے ہی پہچانتی ہیں جیسے درختوں کی چوٹیوں پر پرندے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

بعدازاں جب بھی بنی سلمہ میں سے کوئی آدمی مرتا بشر کی ماں اس کے پاس جاتی اور کہتی اے فلاں! تجھ پر سلامتی ہو وہ کہتا تجھ پر بھی سلامتی ہو۔ پھر وہ کہتی بشر کو میرا سلام کہنا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام

(۳) ابن ماجہ نے محمد بن منکدر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما جب قریب المرگ ہوئے تو میں ان کے پاس گیا اور کہا میری طرف سے رسول نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کرنا۔

میرے چچا کو سلام کہنا

(۴) امام بخاری نے ''تاریخ'' میں خالدہ بنت عبداللہ بن انیس سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

ام بنین بنت ابی قتادہ اپنے والد کی موت کے نصف ماہ بعد میرے والد عبداللہ بن انیس کے پاس آئیں اور وہ قریب المرگ تھے۔ اس نے کہا چچا جان! میرے والد کو میرا سلام عرض کرنا۔

جنت کہاں ہے؟

(۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں۔

جنت سورج کے سینگوں سے لٹکی ہوئی ہے اور سال میں ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے۔ اور مومنین کی ارواح زرزور پرندے کی طرح کے پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور ان کا رزق جنت کے پھل ہیں۔

اضافہ از مترجم:

زرزور ایک قسم کا پرندہ ہے جو چڑیا سے بڑا ہوتا ہے۔ ان پرندوں میں سے بعض بالکل سیاہ ہوتے ہیں اور بعض میں سفید چتی ہوتی ہے۔

مومن روحوں کی ملاقات

(۶) امام احمد اور حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:

''دومومنین کی روحیں ایک دن کی مسافت دیکھ کرایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اگر چہ دنیا میں ان کی آپس میں جان پہچان نہ ہواور ملاقات نہ ہوئی ہو''۔

روحوں کا تعجب

(۷) بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاروایت کیا۔

جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہےاور جو چیزیں اسے دکھائی جانی ہوتی ہیں دکھائی جاتی ہیں اس وقت وہ حسرت سے کہتا ہے کہ کاش میری روح پرواز کر جائے اوراللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند فرماتا ہےاور جب بندہ مومن وفات پا جاتا ہےتو اس کی روح آسمان پر چلی جاتی ہے اورمومنین کی ارواح اس کے پاس آ کر دنیاوالوں میں سے اپنی جان پہچان والوں کے بارے میں پوچھتی ہیں۔ جب وہ روح کہتی ہے کہ میں فلاں آدمی کو دنیا میں چھوڑ کے آئی ہوں تو انہیں تعجب ہوتا ہےاور جب یہ کہتی ہے کہ فلاں آدمی مرگیا ہےتو وہ کہتی ہیں کہ وہ تو ہمارے پاس نہیں آیا۔

ہاویہ میں چلا گیا

(۸) آدم بن ابی ایاس نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ ہم سے مبارک بن فضالہ نے بیان کیا۔

حضرت حسن سے مروی ہے'فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:

''جب بندہ مومن وفات پا جاتا ہےتو اس کی روح کی مومنین کی ارواح سے ملاقات ہوتی ہےوہ ارواح اسے کہتی ہیں۔فلاں نے کیا کیااورفلاں نے کیا کیا؟ جب وہ روح یہ کہتی ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مرگیا تھا تو وہ کہتی ہیں کہ وہ اپنی اصل ھاویہ میں چلا گیا تو کتنی ہی بری اصل اور کتنا ہی برا ٹھکانہ ہے''۔

بیٹا استقبال کرتا ہے

(۹) ابن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا'فرماتے ہیں:

جب کوئی بندہ وفات پا جاتا ہےتو اس کا بیٹا اس کا ایسے استقبال کرتا ہے جیسے گم شدہ غائب آدمی کا استقبال کیا جاتا ہے۔

مردہ عزیزوں سے ملاقات

(۱۰) حضرت ثابت بنانی سے مروی ہے'فرماتے ہیں۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی بندہ مرجاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب جو اس سے پہلے مرچکے ہوتے ہیں اسے گھیر لیتے ہیں اور اسے ان سے مل کر بہت خوشی ہوتی ہے اور انہیں اس سے مل کر اتنی خوشی ہوتی ہے جتنی ایک مسافر کو گھر لوٹ آنے پر ہوتی ہے۔

اہل قبور کا میت سے سوال

(۱۱) ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

اہل قبور میت سے اس طرح ملاقات کرتے ہیں جیسے کسی سوار سے ملاقات کی جاتی ہے اور اس سے پوچھتے ہیں سوال کرتے ہیں جب وہ یہ پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی نے کیا کیا جو کہ اس سے پہلے مرگیا ہوتا ہے تو وہ میت کہتی ہے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ وہ ہمارے علاوہ کسی دوسری راہ پر چلا گیا ہے وہ اپنی اصل ھاویہ میں چلا گیا ہے۔

پاکیزہ جسم یا خبیث جسم

(۱۲) ابن ابی الدنیا نے حضرت صالح مری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ارواح موت کے وقت باہم ملاقات کرتی ہیں اور مردوں کی روحیں اس روح سے جو ان کے پاس پہنچتی ہے یہ کہتی ہیں کہ جو پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کا کیا حال ہے؟ اور یہ کہ تم پاکیزہ جسم میں تھے کہ خبیث جسم میں؟

ارواح کا حالات معلوم کرنا

(۱۳) عبید بن عمیر سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب کوئی بندہ مرتا ہے تو ارواح اس سے ملاقات کرتی ہیں اور اس سے اس طرح حالات معلوم کرتی ہیں جیسے آنے والے سوار سے معلوم کیے جاتے ہیں اور کہتی ہیں فلاں فلاں آدمی نے کیا کیا؟

گھر میں رہنے والی بلی کے متعلق سوال

(۱۴) ثعلبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ وہ اس سے گھر میں رہنے والی بلی کے بارے میں بھی پوچھتی ہیں۔

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان

"الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وماتنا کرمنھا اختلف"

یعنی ارواح کے لشکر ہیں جوایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور جو نہیں پہنچاتی ہیں وہ نہیں ملتی ہیں۔

کے بارے میں پوچھا گیاتوارشادفرمایا: اس سے مرادان کی باہم ملاقات ہے۔اور یہ بھی کہا گیاہے کہ اس سے مرادسوئے ہوؤں اور مردوں کی ارواح کی باہم ملاقات ہے۔

امید ملاقات

(۱۵) امام احمد نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

اگر مجھے اس بات کی امید نہ ہوتی کہ میں اپنے اہل وعیال میں سے مرجانے والوں سے ملاقات کروں گا تو میں افسوس سے مرچکا ہوتا۔

گھبراہٹ دور ہوگئی

(۱۶) ابن عساکر نے ابوجعفر احمد بن سعید دارمی کے طریق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے حضرت سدی کو کہتے سنا' وہ کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو کہتے سنا کہ جب حضرت سفیان شدید بیمار پڑ گئے تو آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوگئی تو مرحوم بن عبدالعزیز ان کے پاس آئے اور کہا اے ابوعبداللہ! یہ گھبراہٹ کیسی؟ تو اپنے اس رب کی بارگاہ میں جارہے ہو جس کی تو نے ساٹھ سال عبادت کی' روزے رکھے' نمازیں پڑھیں' حج کیا۔اس لیے تم ذرا سوچو کہ اگر کسی آدم پر تم نے احسان کیا ہوتا تو کیا تم اس سے ملاقات کرنے میں خوشی محسوس نہ کرتے کہ وہ تمہیں بدلہ دے گا؟

راوی کہتے ہیں' کہ یہ بات سن کر ان کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔

ابوجعفر کہتے ہیں' ہم ابونعیم کے ساتھ تھے تو یہ حدیث بیان کی گئی تو ابونعیم نے فرمایا:

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما پر درد کا اضافہ ہوا تو آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا۔اے ابومحمد رضی اللہ عنہ' یہ گھبراہٹ کیسی؟ بات تو صرف اتنی سی ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو جائے گی اور آپ کی اپنے والدین کریمین حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما' اپنے ماموں حضرت قاسم' طیب' طاہر اور ابراہیم رضوان اللہ علیہم اور خالہ سیدہ رقیہ' ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہن سے ملات ہوگی۔اس آدمی کی یہ بات سن کر آپ رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور سرور کائنات آقائے نامدار ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ واویلا کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کو اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے کہ وہ کہاں تک سچے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا استقبال

(۱۷) ابونعیم نے حضرت لیث بن سعد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

اہل شام میں سے ایک آدمی شہید ہو گیا اور وہ ہر جمعۃ المبارک کو اپنے والد سے خواب میں ملاقات کرنے آتا تھا۔ اس سے گفتگو کرتا اور مانوس ہوتا۔ ایک جمعہ کو وہ نہ آیا۔ پھر جب اگلے جمعۃ المبارک کو آیا تو اس کے والد نے کہا۔ میرے بیٹے! تو نے مجھے غم میں مبتلا کر دیا تھا اور تیرے نہ آنے سے مجھے بہت تکلیف ہوئی تو اس نے جواب دیا کہ میں آپ کے پاس اس وجہ سے نہیں آیا تھا کہ تمام شہداء کو حکم ہوا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا استقبال کریں۔ تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ اور یہ واقعہ عمر بن عبدالعزیز کے وصال پر پیش آیا۔

مسلمان دوست اور کافر دوست

(۱۸) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

دو مسلمان دوست تھے اور دو کافر دوست تھے۔ مسلمان دوستوں میں سے ایک وفات پا گیا تو اسے جنت کی بشارت دی گئی اس وقت اسے اپنا دوست یاد آیا تو اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی! مولا کریم! میرا فلاں دوست مجھے تیری فرمانبرداری کا اور تیرے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کا حکم دیتا تھا اور بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ میں تجھ سے ملاقات کروں گا۔ اے مولائے کریم! اس کو میرے بعد گمراہ مت کرنا یہاں تک کہ وہ تیری بارگاہ میں حاضر ہو جیسے تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں حاضر کیا اور تو اس سے راضی ہو جیسے مجھ سے راضی ہوا۔ پھر دوسرا دوست وفات پا گیا تو ان دونوں کی ارواح کو اکٹھا کر دیا گیا یعنی ان کی ملاقات کروائی گئی۔ اور انہیں کہا گیا کہ ایک دوسرے کی تعریف کرو تو ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ کتنا ہی اچھا بھائی' کتنا ہی اچھا ساتھی اور کتنا ہی اچھا دوست ہے۔

جب کافروں میں سے ایک مرتا ہے تو اسے جہنم کی خبر دی گئی اس وقت اسے اپنا دوست یاد آیا۔ وہ کہتا ہے' اے اللہ! میرا دوست مجھے تیری نافرمانی اور تیرے رسول کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا اور مجھے برائی کا حکم دیتا اور بھلائی سے روکتا تھا اور مجھے کہتا تھا کہ میری تجھ سے ملاقات نہیں ہوگی۔ اے اللہ! میرے بعد اسے ہدایت نہ عطا فرمانا یہاں تک کہ وہ تیری بارگاہ میں حاضر ہو جیسے تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں حاضر کیا اور اس پر غضبناک ہو جیسے مجھ پر غضبناک ہوا۔ پھر دوسرا دوست مرگیا تو ان کی ارواح کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا گیا اور انہیں کہا گیا کہ ایک دوسرے کی تعریف کرو تو ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے کتنا ہی برا بھائی اور کتنا ہی برا ساتھی ہے۔

(۱۷) سترھواں باب:

مردے کا سننا اور جنازے میں شرکت کے بارے میں

مردے کا پہچاننا

(۱) امام احمد' طبرانی نے اوسط میں' ابن ابی الدنیا' مروزی اور ابن مندہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردہ اپنے غسل دینے والوں کو' چار پائی کو کندھا دینے والوں کو' کفن پہنانے والوں کو اور جو اسے قبر میں اتارتے ہیں سب کو پہچانتا ہے۔

مردے کی درخواست

(۲) ابوالحسن بن براء نے کتاب الروضہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص بھی مرتا ہے وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور اگر اسے مرتے وقت راحت' خوشبو اور نعمتوں والی جنت کی بشارت دی گئی ہو تو کندھا دینے والے سے جلد چلنے کی درخواست کرتا ہے اور اگر اسے کھولتے پانی اور دہکتی آگ کی خبر دی گئی ہو تو روکے رکھنے کی درخواست کرتا ہے''۔

مردہ ہر چیز دیکھتا ہے

(۳) ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی بندہ مرتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتے کے قبضے میں رہتی ہے۔ اور وہ اپنے غسل دیئے جانے کے وقت' کندھا دیئے جانے کے وقت یہاں تک کہ اسے قبر میں اتار دیا جاتا ہے ہر چیز دیکھتا ہے۔

فرشتہ ساتھ چلتا ہے

(۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

انسان کی روح ایک فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے جو اس کے ساتھ چلتا رہتا ہے اور جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے وہ فرشتہ روح کو قبر میں رکھ دیتا ہے۔

فرشتہ کلام کرتا ہے

(۵) ابو نعیم نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی آدمی مرتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتہ اپنے قبضے میں لے لیتا ہے وہ فرشتہ اس کے جسم کو دیکھتا ہے کہ اسے کیسے غسل دیا جا رہا ہے کیسے کفن دیا جا رہا ہے اور کس طرح لوگ اسے لے جا رہے ہیں۔ اور پھر اسے کہا جاتا ہے کہ اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف سنو اور اس کا جسم چارپائی پر ہوتا ہے۔

میت گھر والوں کے حالات جانتی ہے

(۶) ابن ابی الدنیا نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی آدمی مرتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں میں کیا ہوگا۔ اور لوگ اسے غسل دے رہے ہوتے ہیں اور کفن دے رہے ہوتے ہیں جبکہ وہ انہیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

رونے پیٹنے سے مردہ منع کرتا ہے

(۷) ابن ابی الدنیا نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو اس کی روح ملک الموت کے قبضے میں ہوتی ہے۔ لوگ اسے غسل اور کفن دے رہے ہوتے ہیں اور مردہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے گھر والے اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں اگر وہ کلام کرنے پر قادر ہوتا تو وہ انہیں رونے پیٹنے سے منع کر دیتا۔

غسل دینے میں سستی مت کر

(۸) حضرت سفیان سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

مردہ ہر چیز پہچانتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے غسل دینے والے کو کہتا ہے تجھے خدا کی قسم! مجھے غسل دینے میں سستی نہ کر۔ راوی کہتے ہیں مردہ کو کہا جاتا ہے درآنحالیکہ وہ اپنی چارپائی پر ہوتا ہے کہ اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف سن۔

فرشتہ قبر میں داخل ہوتا ہے

(۹) حضرت حذیفہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

روح ملک الموت کے قبضے میں ہوتی ہے اور جسم کو غسل دیا جا رہا ہوتا ہے اور فرشتہ اس مردے

کی روح کو ساتھ لے کر قبر کی جانب چلتا ہے جب اس کی قبر کی اینٹیں برابر کر دی جاتی ہیں تو فرشتہ قبر میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس سے سوال کیے جاتے ہیں۔

فرشتہ قبر میں مخاطب ہوتا ہے

(۱۰) امام بیہقی نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

روح ملک الموت کے قبضے میں ہوتی ہے۔ درآنحالیکہ جسم الٹا پلٹا جا رہا ہوتا ہے۔ جب لوگ مردے کو اٹھا کر چلتے ہیں وہ فرشتہ ان کے پیچھے چلتا ہے اور جب مردے کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو فرشتہ قبر میں اس سے مخاطب ہوتا ہے۔

اسے سن!

(۱۱) ابن ابی الدنیا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ملک الموت روح کو اپنے قبضے میں لے کر جنازے کے ساتھ چلتا ہے اور مردے سے کہتا ہے۔ جو تیرے بارے میں کہا جا رہا ہے اسے سن اور جب وہ اپنی قبر میں پہنچ جاتا ہے تو اسے اس کے ساتھ دفن کر دیتا ہے۔

روح کا لوٹایا جانا

(۱۲) حضرت ابو صحیح سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب کوئی آدمی مرتا ہے تو ملک الموت اسے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور اس کے جسم کی طرف دیکھتا ہے کہ کیسے غسل دیا جاتا ہے کیسے کفن دیا جاتا ہے اور اسے کیسے قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ پھر اس مردے کی روح اس کی طرف لوٹائی جاتی ہے تو وہ فرشتہ اس کی قبر میں بیٹھ جاتا ہے۔

مقتولین بدر سے خطاب نبوی

(۱۳) شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین بدر کے پاس کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے فلاں بن فلاں کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا کیونکہ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیسے یہ جسم کلام کریں گے جن میں روح نہیں ہے؟ تو ارشاد فرمایا: جو میں ان سے کہہ رہا ہوں تو ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ ہاں! یہ بات ہے کہ یہ مجھے جواب دینے پر قادر نہیں ہیں۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مردے کلام سنتے ہیں اور آپ ﷺ کے مخاطب تو کافر تھے اگر مسلمانوں کو مخاطب کیا جائے تو وہ بدرجہ اولیٰ سنتے ہیں اور انہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی مقام حاصل ہوتا ہے اس لیے وہ ہماری التجائیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی پہنچاتے ہیں۔

اُم محجن رضی اللہ عنہا کا واقعہ

(۱۴) ابوالشیخ نے عبید بن مرزوق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مدینہ منورہ میں ایک عورت (ام محجن) تھی وہ مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی وہ وفات پا گئی۔ نبی کریم ﷺ کو معلوم نہ ہوا۔ بعدازاں آپ ﷺ اس کی قبر کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے عرض کی ام محجن کی۔ ارشاد فرمایا: جو مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی؟ لوگوں نے عرض کی' ہاں! تو آپ ﷺ نے لوگوں کی صفیں بنائیں اور نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: اے ام محجن! تو نے کون سا عمل افضل پایا؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ سنتی ہے؟ فرمایا: تم اس سے زیادہ نہیں سن رہے۔

مذکور ہے کہ اس نے عرض کی مسجد کی صفائی کرنا۔

مردے کی پکار

(۱۵) شیخین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلتے ہیں تو اگر تو وہ مردہ نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور اگر نیک نہ ہو تو کہتا ہے ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان اسے سن لے تو وہ اوندھے منہ گر پڑے''۔

جنازہ لے کر جلدی چلو

(۱۶) شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جنازے کو جلدی لے کر چلو کیونکہ اگر تو وہ نیک ہے تو اسے جلدی نیکی کی طرف پہنچا دو اور

اگر وہ برا ہے تو برائی اپنے کندھے پر اٹھالے جا رہے ہو (اس لیے جلدی لے کر چلو)''۔

جلدی پہنچنے سے مردے کی خوشی

(۱۷) حضرت بکر مزنی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ مردہ قبر میں جلدی پہنچنے سے خوش ہوتا ہے۔

قبر ہی ٹھکانہ ہے

(۱۸) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میت کو جلدی قبر کی طرف لے چلو اور فرمایا: وہی ٹھکانہ ہے جس کے سوا کوئی چارہ نہیں تو اسے جلدی اس کی طرف لے چلو تا کہ جو اس نے بھلائی یا برائی دیکھنی ہے دیکھ لے۔

قبر کی طرف جلدی لے جانا باعث عزت

(۱۹) حضرت ایوب سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

کہا جاتا تھا کہ مردے کے گھر والوں کا اسے جلدی قبر کی طرف لے جانا اس کی عزت و کرامت میں سے ہے۔

میت بولتی ہے

(۲۰) ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب میت کو چارپائی پر رکھ کر تین قدم چلا جاتا ہے تو وہ میت کلام کرتی ہے جسے جن وانس کے علاوہ جسے اللہ چاہے وہ سنتا ہے۔ وہ کہتی ہے۔ اے میرے بھائیو! اے میری میت اٹھانے والو! دنیا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جیسے اس نے مجھے دھوکے میں ڈالا اور زمانے تمہارے ساتھ اس طرح نہ کھیلیں جیسے میرے ساتھ کھیلے جو میں نے ترکہ چھوڑا وہ ورثاء کیلئے ہے اور قرض لینے والے قیامت کے دن مجھ سے جھگڑیں گے اور محاسبہ کریں گے اور تم مجھے یہاں چھوڑے جا رہے ہو''۔

مجھ سے مت کھیلو!

(۲۱) امام احمد نے زہد میں حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ ندا دیتی ہے۔ اے میرے گھر والو! اے میرے

پڑوسیو! اے میری چارپائی کو اٹھانے والو! تمہیں دنیا دھوکے میں نہ ڈالے جیسے مجھے دھوکہ میں ڈالا اور تم سے نہ کھیلے جیسے مجھ سے کھیلی اور میرے گھر والوں میں سے کوئی میرا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

میت نے آنکھیں کھولیں

(۲۲) تاریخ ابن نجار میں ابومحمد بن نجار سے مروی ہے اور یہ مروزی کے اصحاب میں سے ہے اور ان کے دوست انہیں آگے رکھتے تھے اس کی فضیلت کی بناء پر۔

ابومحمد فرماتے ہیں:

''میں ایک میت کو غسل دے رہا تھا تو اچانک اس نے آنکھیں کھولیں پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا' اے ابومحمد! اس دن کیلئے تم بھی اچھی طرح تیاری کرلو''۔

☆..................☆..................☆

اٹھارہواں باب:

جنازے میں ملائکہ کا چلنا اور ان کا کلام

فرشتوں کا جنازے کے آگے چلنا

(۱) سعید بن منصور نے ابن غفلہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ملائکہ جنازے کے آگے یہ کہتے ہوئے چلتے ہیں۔ فلاں نے کیا آگے بھیجا اور لوگ کہتے ہیں فلاں نے کیا چھوڑا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا

(۲) ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں ابوالخلد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اپنے رب سے دعا کے بارے میں پڑھا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ اے پروردگار! جو تیری رضا چاہتے ہوئے جنازے کے ساتھ چلے اس کی کیا جزاء ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! اس کی جزاء یہ ہے جس دن وہ مرے گا فرشتے اس کے جنازے کے ساتھ چلیں گے اور دوسری ارواح میں اس کی روح کو بخش دوں گا۔

میت کے ساتھ چلنا رضائے الٰہی کا باعث

(۳) ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری طرح روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی! اے پروردگار! جو تیری رضا چاہتے ہوئے میت کیساتھ اس کی قبر تک چلے اس کی کیا جزا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی جزاء یہ ہے کہ میرے ملائکہ (اس کی موت کے وقت) اس کے ساتھ چلیں گے اور دیگر ارواح کے ساتھ اس کی روح پر جنازہ پڑھیں گے۔

آگے کیا بھیجا

(۴) بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:
رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جب بندہ مرتا ہے تو ملائکہ کہتے ہیں اس نے کیا آگے بھیجا اور لوگ کہتے ہیں اس نے کیا پیچھے چھوڑا"۔

۶

انیسواں باب:

مومن کی موت پر زمین وآسمان کا رونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "فما بکت علیھم السماء والارض"
ترجمہ: توان پر زمین وآسمان نہ روئے۔

انسان کے لئے آسمان پر دو دروازے

(۱) امام ترمذی' ابونعیم' ابویعلیٰ' ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر انسان کیلئے آسمان پر دو دروازے ہیں ایک دروازے سے اس کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور ایک سے اس کا رزق نیچے اترتا ہے۔ جب بندۂ مومن مرتا ہے تو وہ دونوں دروازے اس کی موت پر روتے ہیں"۔

آسمان بندۂ مومن کی موت پر روتا ہے

(۲) ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان۔

"فما بکت علیھم السماء و الارض "۔ترجمہ: توان پر زمین وآسمان نہ روئے۔

کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا زمین اور آسمان بھی کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا ہاں! مخلوق میں سے ہر ایک کیلئے آسمان میں ایک دروازہ ہے جس سے اس کا رزق اتارا جاتا ہے اور اس کے اعمال اوپر جاتے ہیں۔ جب بندۂ مومن مرتا ہے تو جس دروازے سے اس کا رزق اتارا جاتا ہے اور اعمال اوپر جاتے ہیں وہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس بندے کی موت پر روتا ہے۔ اور زمین میں جس جگہ وہ نماز پڑھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا وہ جگہ خالی ہو جاتی ہے تو زمین اس پر روتی ہے۔ اور قوم فرعون کے زمین میں آثار صالحہ نہ تھے اور نہ ان کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بھلائی بھیجی گئی تھی تو ان پر زمین و آسمان نہ روئے۔

ویرانے میں موت

(۳) ابن جریر' ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں شریح بن عبید حضرمی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو بندۂ مومن ویرانے میں مر جاتا ہے جہاں اسے رونے والا کوئی نہ ہو تو اس پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

"فما بکت علیهم السماء و الارض"۔

تو ان پر زمین و آسمان نہ روئے

پھر ارشاد فرمایا: یہ کافر کی موت پر نہیں روتے۔

زمین مومن کی موت پر روتی ہے

(۴) سعید بن منصور اور ابو نعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی بندۂ مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی موت پر زمین چالیس صبحیں روتی ہے۔

قیامت کے دن کی گواہی

(۵) ابو نعیم نے عطاء خراسانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن زمین کے کسی ٹکڑے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو وہ ٹکڑا قیامت کے دن اس کی گواہی دیتا ہے اور اس کی موت کے دن اس پر روتا ہے۔

سجدہ گاہ روتی ہے

(۶) ابن ابی الدنیا' ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' آپ فرماتے ہیں۔

جب بندۂ مومن مرتا ہے تو زمین پر اس کی سجدہ گاہ روتی ہے اور وہ جگہ جس سے اس کا عمل آسمان پر جاتا ہے (وہ جگہ بھی روتی ہے) پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی۔

"فما بکت علیهم السماء و الارض"

تو ان پر زمین و آسمان نہ روئے

(۷) ابن ابی الدنیا اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

زمین مومن کی موت پر چالیس صبح روتی ہے۔

زمین ندا دیتی ہے

(۸) ابن ابی الدنیا نے ابو عبید سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن مرتا ہے تو زمین کے ٹکڑے یہ آواز لگاتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا مومن بندہ مر گیا تو زمین و آسمان اس پر روتے ہیں۔ تو رب رحمٰن فرماتا ہے' کس چیز نے تمہیں میرے بندے پر رلایا؟ تو زمین آسمان کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب! یہ جس طرف بھی گیا اس نے تیرا ذکر کیا۔

زمین کیوں روتی ہے؟

(۹) محمد بن کعب سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

زمین ایک آدمی کے مرنے پر روتی ہے اور ایک آدمی کی موجودگی پر روتی ہے۔ اس آدمی کی موت پر روتی ہے جو اس پر اللہ تعالیٰ کی بندگی کیا کرتا تھا اور اس آدمی کی موجودگی پر روتی ہے جو اس پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

ہمیشہ بھلائی سرانجام دیتا رہا

(۱۰) سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے محمد بن قیس سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زمین و آسمان بندۂ مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے کہ اس کی جانب سے میری طرف بھلائی ہی آتی رہی اور زمین کہتی ہے کہ یہ مجھ پر ہمیشہ بھلائی ہی سرانجام دیتا رہا۔

نشانات روتے ہیں

(۱۱) ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

نیک بندۂ مومن کی موت پر زمین کی وہ جگہیں جہاں وہ عبادت کیا کرتا تھا ان کے نشانات روتے ہیں اور جس جگہ سے اس کے اعمال آسمان پر چڑھتے ہیں وہ جگہیں روتی ہیں۔

آسمان کے رونے کی علامت

(۱۲) حضرت عطاء سے مروی ہے۔

آسمان کے رونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے کنارے سرخ ہو جاتے ہیں۔

(۱۳) ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

آسمان کے رونے کی علامت اس کی سرخی ہے۔

(۱۴) حضرت سفیان ثوری سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

کہا جاتا تھا کہ یہ سرخی جو آسمان پر دکھائی دیتی ہے یہ بندۂ مومن پر اس کے رونے کی علامت ہے۔

ویرانے میں موت پر عذاب نہیں ہوتا

(۱۵) حضرت حسن سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی ویران جگہ پر بندۂ مومن کو موت دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے مسافر ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا اور ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس پر روئیں کیونکہ اسے رونے والے موجود نہیں۔ (واللہ اعلم)

☆..........☆..........☆

بیسواں باب:

انسان کا اسی جگہ دفن ہونا جس جگہ سے اس کی تخلیق ہوئی

تخلیق کی جگہ پر موت

(۱) بزار' حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کسی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے کچھ لوگوں کو قبر کھودتے دیکھا۔ تو ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے عرض کی۔ ایک آدمی حبشہ کا رہنے والا یہاں آیا تھا اور مر گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **لا الٰــــہ الا اللہ**! اسے اس کے وطن سے نکال کر اسی مٹی کی طرف بھیج دیا گیا جس سے یہ تخلیق ہوا تھا۔

مدفن تخلیق کی جگہ ہوگا

(۲) طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اور ہم قبر کھود رہے تھے تو ارشاد فرمایا کیا کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی۔ اس حبشی مردے کی قبر کھود رہے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا۔ اس کی موت اسے اس کی مٹی کی طرف لے آئی۔

(۴) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے نواح میں چلنے پھرنے نکلے تو ایک قبر کھودی جا رہی تھی۔ آپ تشریف لائے اور پاس کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا: یہ کس کیلئے ہے؟ عرض کی گئی' حبشہ سے آئے ہوئے ایک آدمی کیلئے' تو ارشاد فرمایا: **لا الٰـہ الا اللہ** اسے اس کی زمین و آسمان (وطن) سے اس طرف بھیجا گیا کہ اس مٹی میں دفن کیا جائے جس سے اس کی تخلیق ہوئی۔

بچے پر قبر کی مٹی کا چھڑکاؤ

(۵) ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر بچے پر اس کی قبر کی مٹی چھڑکی جاتی ہے۔

رحم مادر پر مقرر فرشتے کا عمل

(۶) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رحم مادر پر مقرر فرشتہ رحم سے نطفہ لیتا ہے اور اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ اے پروردگار تخلیق شدہ ہے یا غیر تخلیق شدہ؟ اگر ارشاد ہو کہ تخلیق شدہ ہے تو عرض کرتا ہے۔ اے پروردگار! اس کا رزق کتنا ہے' اس کی عمر کتنی ہے اسے موت کب آئے گی اور اس کا عمل کیسا ہے؟ تو ارشاد ہوتا ہے۔ ام الکتاب میں دیکھو تو وہ لوح محفوظ دیکھتا ہے اور اس میں اس کا رزق' عمر موت اور عمل لکھا پاتا ہے۔ پھر وہ مٹی لیتا ہے جس میں اسے دفن کیا جاتا ہے اور جس سے اس کا خمیر یا نطفہ تیار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

"منها خلقناكم و فيها نعيد كم"

ترجمہ: اسی سے تمہیں تخلیق کیا گیا اور اسی میں لوٹائے جاؤ گے۔

اس سے یہی مراد ہے۔

ناف میں قبر کی مٹی

(۷) دینوری نے مجالسہ میں ہلال بن یساف سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس میں اس کو دفن ہونا ہوتا ہے۔

جہاں موت وہاں حاجت

(۸) امام ترمذی نے مطر بن عکامس سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

جب اللہ رب العزت کسی بندے کو کسی جگہ موت دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس زمین میں کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

یہ تیری امانت ہے

(۹) امام حاکم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کسی کی موت کسی زمین پر آتی ہے تو اسے وہاں کوئی ضرورت پیش آجاتی

ہے اور وہ وہاں جانے کا قصد کرتا ہے تو وہاں اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور زمین قیامت کے دن کہتی ہے۔ اے پروردگار! یہ تیری امانت ہے۔

تخلیق شدہ یا غیر تخلیق شدہ

(۱۰) حکیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب نطفہ رحم میں قرار پکڑ لیتا ہے تو فرشتہ اسے ہتھیلی میں پکڑ کر کہتا ہے۔ اے پروردگار! تخلیق شدہ ہے یا غیر تخلیق شدہ؟ اگر ارشاد ہو غیر تخلیق شدہ یعنی پیدا نہیں ہوگا تو اس میں روح نہیں پھونکی جاتی اور رحم اسے خون کی شکل میں پھینک دیتا ہے اور اگر ارشاد ہو پیدا ہوگا تو کہتا ہے۔ اے پروردگار! مرد ہوگا یا عورت؟ خوش بخت ہے یا بد بخت؟ موت عمر' رزق کتنا ہوگا اور کون سی زمین میں مرے گا؟ تو ارشاد ہوگا۔ ام الکتاب دیکھ تو تو اس نطفہ کے بارے میں لکھا ہوا پائے گا۔ پھر نطفہ سے کہا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا۔ اللہ رب العزت' کہا جائے گا تیرا رازق کون ہے؟ وہ کہے گا' اللہ رب العزت' پھر اسے پیدا کیا جائے گا اور وہ اپنے اہل و عیال میں زندگی گزارے گا اور اپنا رزق کھائے گا اور اپنی مسافت پوری کرے گا اور جب اس کی موت کا وقت آئے گا تو مر جائے گا اور اسی جگہ دفن کیا جائے گا یعنی جس زمین سے پیدا کیا گیا تھا۔

مردوں کو صالح لوگوں کے درمیان دفن کرنا

(۱۱) ابو نعیم اور ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مردوں کو صالح لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردے کو بھی برے ہمسائے سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ آدمی کو برے ہمسائے سے تکلیف ہوتی ہے۔

مردے کو برے ہمسائے سے تکلیف ہوتی ہے

(۱۲) ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مردوں کو صالح لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردے کو بھی برے ہمسائے سے

اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ آدمی کو برے ہمسائے سے تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۳) ابن عساکر اور مالینی نے المؤتلف والمختلف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

''رسول نبی کریم ﷺ نے ہمیں مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنے کا حکم دیا کیونکہ مردوں کو بھی برے ہمسائے سے ایسے ہی تکلیف ہوتی ہے جیسے زندوں کو''۔

اچھا کفن دو

(۱۴) مالینی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے اچھا کفن دو اور اس کی وصیت پوری کرنے میں جلدی کرو اور قبر گہری کھودو اور اسے برے ہمسائے سے بچاؤ۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! کیا نیک ہمسایہ آخرت میں فائدہ دیتا ہے؟ ارشاد فرمایا' کیا دنیا میں فائدہ دیتا ہے؟ عرض کی ہاں تو فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی فائدہ دیتا ہے۔

چیخ چلا کر مردے کو تکلیف دینا

(۱۵) دیلمی اور ابن مندہ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اپنے مردوں کو اچھا کفن دیا کرو اور انہیں چیخ چلا کر تکلیف نہ پہنچاؤ اور نہ وصیت میں تاخیر اور قطع رحمی سے تکلیف پہنچاؤ اور اس کا قرض ادا کرنے میں جلدی کرو اور اسے برے ہمسایوں سے بچاؤ۔

دعائے شفاعت

(۱۶) ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں عبداللہ بن نافع مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا ایک آدمی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ آگ کے عذاب میں مبتلا ہے اس سے وہ بہت غمگین ہوا۔ پھر ساتویں یا آٹھویں دن دیکھا تو وہ جنت میں تھا۔ اس نے اس بارے سوال کیا تو (مردے) نے جواب دیا ہمارے ساتھ ایک نیک آدمی دفن کیا گیا اور اس نے اپنے چالیس ہمسایوں کی شفاعت کی دعا کی (وہ دعا قبول ہوئی) ان چالیس ہمسایوں میں میں بھی شامل تھا۔

زمین کا اوپری حصہ بہترین اور نچلا بدترین

(۱۷) ابن سعد نے معاویہ بن صالح سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی۔ کہ میری قبر زیادہ گہری مت کھودنا کیونکہ زمین کا بہترین حصہ اوپر والا حصہ جبکہ بدترین حصہ نیچے والا ہے۔

قد یا کندھوں کے برابر قبر کھودنا

(۱۸) ابن عساکر نے مختلف طرق سے عمرو بن مہاجر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بھائی سہل بن عبدالعزیز وفات پا گئے تو حضرت عمر نے ہمیں ان کی قبر کھودنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ اپنے قد کے برابر یا کندھوں تک قبر کھودنا اور زمین میں زیادہ ہی گہرائی تک مت جانا کیونکہ زمین کا اوپری حصہ زیادہ پاکیزہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ زمین کا اوپری حصہ اس کے نچلے حصے سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(۱۹) حکیم ترمذی' ابن عدی' ابن عساکر نے اور ابن مندہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں ضعف اور انقطاع ہے سے روایت کیا ہے۔

قبر مزین ہوتی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بندۂ مومن مرتا ہے تو اس کی موت پر قبریں اپنے آپ کو مزین کر لیتی ہیں اور زمین کا ہر ٹکڑا یہ آرزو کرتا ہے کہ اسے اس میں دفن کیا جائے ار جب کافر آدمی مرتا ہے تو اس کی موت پر قبریں اپنے آپ کو تاریک کر لیتی ہیں اور زمین کا ہر ٹکڑا اللہ رب العزت سے پناہ مانگتا ہے کہ اسے اس میں دفن نہ کیا جائے۔

دن کے فرشتے

(۲۰) ابن نجار نے تاریخ بغداد میں محمد بن عبداللہ اسدی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے عبدالصمد بن علی کے اہل خانہ میں سے ایک کے جنازے میں شرکت کی تو وہ لوگوں کو جلدی کرنے پر زور دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمیں شام سے پہلے آرام کرنے دو ہم نے انہیں کہا۔ کیا اس بارے میں کوئی روایت ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! مجھ سے میرے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دن کے فرشتے

رات کے فرشتوں سے زیادہ نرمی کرنے والے ہیں۔

گنجا پہاڑ

(۲۱) ابن عساکر نے مختلف طرق سے ابن وہب سے انہوں نے حرملہ بن عمران سے انہوں نے عمیر بن ابی مدرک سے انہوں نے حضرت سفیان سے اور انہوں نے وہب خولانی سے روایت کیا فرماتے ہیں:

ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس پہاڑ یعنی مقطم کی سطح پر چل رہے تھے اور ہمارے ساتھ مقوقس تھے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے نہیں فرمایا۔ اے مقوقس! تمہارے اس پہاڑ کو کیا ہے کہ گنجا ہے نہ اس پر نباتات ہیں نہ درخت جیسے شام کے پہاڑ ہیں؟ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں رہنے والے والوں کو دریائے نیل سے غنی کر دیا ہے لیکن اس کے نیچے ایک ایسی چیز ہے جو دریائے نیل سے بھی بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک ایسا گروہ اس کے نیچے دفن ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اٹھائے گا ان سے کوئی حساب و کتاب نہیں ہوگا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ اے اللہ! مجھے بھی ان میں شامل فرما حرملہ کہتے ہیں۔ میں نے اس جگہ حضرت عمرو بن العاص حضرت ابونضرہ انصاری اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم کی قبر دیکھی۔

قبر میں مت جھانکو

(۲۲) دیلمی نے اور ابوفضل طوسی نے عیون الاخبار میں ابن ہدبہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے اور ایک کپڑا منگوا کر قبر پر بچھایا اور فرمایا:

''قبر میں مت جھانکو کیونکہ یہ امانت ہے ہوسکتا کہ گرہ کھل جائے اور تمہیں اس مردے کی گردن میں سیاہ سانپ لپٹا دکھائی دے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے زنجیر پہنانے کا حکم دیا جائے اور تم زنجیر کی آواز سنو''۔

فرشتے کے مٹی پھینکنے سے غم بھول جاتے ہیں

(۲۳) طوسی نے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن ہدبہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

جنازہ کے ساتھ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جب لوگ اسے قبر میں ڈالتے ہیں تو غمگین ہوتے ہیں جب واپس گھروں کو لوٹتے ہیں تو وہ فرشتہ ایک مٹھی مٹی اٹھا کر ان پر پھینکتا ہے اور کہتا ہے۔ اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ اللہ رب العزت تمہیں تمہارے مرنے والے بھلا دے۔ تو وہ مرنے والوں کو بھول جاتے ہیں اور خرید و فروخت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ ان کا اس مرنے والے سے اور مرنے والا کا ان سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔

قبروں پر مقرر فرشتہ

(۲۴) ابن بطہ نے عطاء کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: -

''اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ قبروں پر مقرر کر رکھا ہے۔ جب میت دفن کی جاتی ہے اور قبر بنا دی جاتی ہے اور لوگ واپس پلٹنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ فرشتہ ایک مٹھی قبر کی مٹی لے کر ان کی گدی پر پھینکتا ہے اور کہتا ہے اپنی دنیا کو لوٹ جاؤ اور اپنے مردوں کو بھول جاؤ''۔

☆..................☆..................☆

اکیسواں باب:

دفن کے وقت تلقین کرنا

مردہ قبر میں اتارتے وقت یوں کہیں:

(۱) بزار نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب جنازہ قبر تک پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تو مت بیٹھ بلکہ قبر کے کنارے کھڑا رہ جب مردہ قبر میں اتار دیا جائے تو یوں کہہ۔

"بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ اللھم عبدك نزل بك وانت خیر منزول به خلف الدنیا خلف ظھرہ فاجعل ماقدم علیه خیرا مما خلف فإنك قلت "وما عند اللہ خیر للابرار"

یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر اے اللہ تیرا بندہ تیرے پاس آیا ہے اور تو سب سے بہتر میزبان ہے۔ اس نے دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے جس طرف یہ آیا ہے اسے اس کیلئے اس سے بہتر بنا دے جو یہ پیچھے چھوڑ آیا ہے کیونکہ تیرا فرمان عالیشان ہے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کیلئے اچھا ہے۔

قبر کے سرہانے سورۂ فاتحہ پڑھو

(۲) طبرانی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے دیر تک مت رکھو اور جلدی سے قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کی قبر کے سرہانے سورۃ فاتحہ پڑھو۔

امام بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ سورۃ بقرۃ کی ابتدائی آیات قبر کے سرہانے اور پائنتی کی طرف سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھو۔

بیٹے کو نصیحت

(۳) طبرانی نے عبدالرحمٰن بن علاء بن جلاج سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرے والد نے مجھ سے کہا۔ اے بیٹے! جب مجھے لحد میں رکھنا تو کہنا۔ بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ ﷺ پھر مجھ پر مٹی ڈالنا اور میرے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا کیونکہ میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل

(۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دفن کیا تو فرمایا: اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے زمین خشک فرما' اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دے اور اس کے گھر سے بہتر گھر اسے عطا فرما۔

اے اللہ! پہلو خشک فرما

(۵) سعید بن منصور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ میت کو قبر میں رکھ دیتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے زمین خشک فرما' اس کی روح کو اوپر چڑھا اور اسے قبول فرما اور اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل

(۶) ابن ماجہ نے اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹی کے جنازے میں گئے' جب اسے لحد میں رکھا تو یہ دعا کی۔ بسم اللہ وفی سبیل اللہ۔ جب قبر کی مٹی برابر کی تو کہا اے اللہ! اسے شیطان اور عذاب قبر سے محفوظ فرما۔ جب تمام کام مکمل ہو گئے تو قبر کی ایک جانب کھڑے ہو کر کہا۔ اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے زمین خشک فرما' اس کی روح کو اوپر چڑھا اور اسے اپنی خوشنودی عطاء فرما۔ پھر کہا میں نے رسول کریم ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

(۷) ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرمایا کرتے تھے۔

بسم اللہ وفی سبیل اللہ ' اے اللہ! اس کی قبر کشادہ فرما اور اس کیلئے قبر میں نور پیدا فرما اور اسے اس کے نبی کریم ﷺ سے ملا۔

بزرگانِ دین کا عمل

(۸) حکیم نے عمرو بن مرہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

بزرگان دین میت کو لحد میں اتارتے وقت یہ کہنا کہ ''اے اللہ! اسے شیطان رجیم سے پناہ عطاء فرما'' اچھا خیال کرتے تھے۔

(۹) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت خیثمہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

بزرگان دین میت کو دفن کرتے وقت یہ کہنا اچھا خیال کرتے تھے۔ بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ ۔ اے اللہ! اسے عذاب قبر سے نجات عطاء فرما اور جہنم کے عذاب سے اور شیطان مردود کے شر سے نجات عطا فرما۔

قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے!

(۱۰) طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ نے ابوامامہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تمہارا کوئی بھائی وفات پا جائے اور تم اس کی قبر کی مٹی برابر کر لو تو تم میں سے ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور کہے۔ اے فلاں بن فلانہ تو وہ سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا۔ پھر کہے اے فلاں بن فلانہ تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر کہے۔ اے فلاں بن فلانہ تو وہ کہے گا اللہ تم پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا لیکن تمہیں شعور نہیں ہوتا۔ پھر باہر والا کہے اسی بات کو یاد رکھنا جو دنیا سے نکلتے وقت کہی تھی اور وہ یہ کہ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اللہ تعالٰی کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے اور قرآن کریم کے امام ہونے سے راضی ہوا۔ کیونکہ ایسا کہنے سے منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ یہاں سے چلو اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں گے۔ اسے تو آخرت کی دلیل کی تلقین کر دی گئی ہے۔ تو اللہ رب العزت ہی اس سے پوچھ لے گا۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو ارشاد فرمایا: اسے حضرت حواء سے منسوب کرتے ہوئے اے فلاں بن حوا کہو۔

(۱۱) حضرت خیثمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

بزرگان دین میت کو دفن کرتے وقت یہ کہنا اچھا خیال کرتے تھے۔ بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ ۔ اے اللہ! اسے عذاب قبر' عذاب جہنم اور شیطان مردود کے شر سے نجات عطا فرما۔

قبر کی مٹی برابر کی جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

(۱۲) سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب قبر پر مٹی برابر کی جاتی تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرماتے: اے اللہ! ہمارا ساتھی تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہے اور اس نے دنیا کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ دیا ہے اے اللہ! حساب و کتاب کے وقت اس کی زبان مضبوط رکھ اور اسے قبر میں اس آزمائش میں مت ڈال جس کی اسے طاقت نہیں ہے۔

اسے یاد رکھ

(۱۳) ابن مندہ نے حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

جب میں مر جاؤں تو مجھے دفن کرنے کے بعد ایک آدمی میرے سرہانے کھڑا ہو کر کہے۔ اے صدی بن عجلان! اس بات کو یاد رکھ جس پر دنیا میں تھا یعنی اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

تین دفعہ شہادت کی تلقین

(۱۴) سعید بن منصور نے راشد بن سعد، ضمرہ بن حبیب اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا، یہ سب فرماتے ہیں۔

جب میت پر قبر کی مٹی برابر کر دی جائے اور لوگ اس کے پاس سے واپس لوٹ آئیں تو یہ کہنا اچھا ہے میت کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہ اے فلاں! کہہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تین مرتبہ، اے فلاں! کہہ میرا رب اللہ تعالیٰ میرا دین اسلام اور میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر لوٹ جائے (یہ کہنے والا لوٹ جائے)۔

فائدہ: آجری فرماتے ہیں۔

مردے کو دفن کرنے کے بعد اس کے پاس تھوڑی دیر کھڑے ہونا اچھا ہے۔ اور اس کے چہرے کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دعا مانگنی چاہیے۔ اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تو اسے ہم سے زیادہ جانتا ہے اور ہم نے اس سے بھلائی ہی دیکھی ہے۔ تو نے اسے سوال کیلئے بٹھایا ہے تو آخرت میں اسے قول ثابت پر ثابت قدم فرما جیسے دنیا میں ثابت قدم فرمایا۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما اور اسے اس کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کرنا اور اس کے اجر سے محروم نہ کرنا۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں۔
دفن کرتے وقت میت کیلئے ثابت قدمی کی دعا میت کیلئے مددگار ہوتی ہے خصوصاً نماز ادا کرنے کے بعد کیونکہ نماز مومنین کیلئے ایسے ہے جیسے بادشاہ کے دراز ے پر شفاعت کیلئے آیا ہوا لشکر۔ لہٰذا قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دعا لشکر کیلئے مددگار ہوتی ہے اور یہ وقت میت کو مشغول کرنے کا ہوتا ہے کیونکہ اس وقت کی ہولنا کی شدید ہوتی ہے اور یہ سوال و جواب کا وقت ہوتا ہے۔
(۱۵) ابن سعد نے حضرت ضحاک سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
مجھ سے نزال بن سبرہ نے کہا کہ جب آپ مجھے قبر میں داخل کریں تو یہ دعا کریں کہ اے اللہ! اس قبر میں اور اس میں داخل ہونے والے پر اپنی برکت نازل فرما۔

☆..................☆..................☆

بائیسواں باب:

قبر کا ہر ایک کو دبانا

قبر کا دبانا

(۱) امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں اور بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے پر گئے جب قبر پر پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کنارے بیٹھ گئے اور اس کے اندر دیکھنے لگے، پھر ارشاد فرمایا:

"مومن کو قبر میں اس طرح دبایا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں وغیرہ ٹوٹ جاتی ہیں اور کافر کی قبر آگ سے بھر دی جاتی ہے"۔

قبر کے دبانے سے نجات

(۲) امام احمد، ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر ایک کو قبر دباتی ہے اگر اس سے کوئی نجات پا سکتا ہوتا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہوتے"۔

قبر کی کشادگی

(۳) امام احمد، حکیم ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافی دیر تک ان کی قبر پر تسبیح و تکبیر کہتے رہے۔ پھر انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے کس لیے تسبیح بیان فرمائی؟ تو ارشاد فرمایا: اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی اب اسے کشادہ کر دیا گیا ہے۔

(۴) سعید بن منصور، حکیم ترمذ، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور آپ کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا اگر کوئی قبر کے دبانے سے بچ پاتا ہے تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہیں قبر نے دبایا پھر چھوڑ دیا۔

جس کے لئے عرش نے حرکت کی

(۵) امام نسائی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ وہ شخص ہے جس کیلئے عرش نے حرکت کی، آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ستر ہزار ملائکہ ان کے جنازے پر حاضر ہوئے۔ قبر نے ان کو دبایا پھر کشادہ ہو گئی''۔

اس سے مراد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد پر خوشی سے عرش حرکت میں آ گیا۔ بیہقی نے اسے دلائل میں نقل کیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکنا

(۶) حکیم ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں رک گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو روکا؟ ارشاد فرمایا: سعد کو قبر میں دبا لیا گیا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے کشادہ کر دیا جائے۔

پیشاب سے پاکی

(۷) حکیم ترمذی اور بیہقی نے ابن اسحاق کے طریق سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں مجھ سے امیہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر والوں میں سے کسی سے پوچھا گیا کہ آپ کے بارے میں تمہیں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد پہنچا ہے؟ تو کہا! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ وہ پیشاب سے پاکی حاصل کرنے میں کوتاہی کیا کرتے تھے۔

قبر اترتے وقت غمگین نکلتے وقت خوش

(۸) طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب علیہا السلام وفات پا گئیں ہم جنازے میں شرکت کیلئے ساتھ گئے تو رسول نبی کریم ﷺ کو بہت غمگین دیکھا آپ کچھ دیر قبر پر کھڑے رہے اور آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر قبر میں اترے تو ہم نے آپ کو بہت آزردہ دیکھا پھر باہر تشریف لائے تو آپ خوش وخرم تھے اور مسکرا رہے تھے۔ہم نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا میں قبر کی تنگی وتاریکی اور سیدہ زینب علیہا السلام کی کمزوری کو یاد کر رہا تھا یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہوئی تو میں نے اللہ رب العزت سے دعا کی کہ اے مولائے کریم! سیدہ زینب علیہا السلام سے قبر کی تنگی دور فرما تو میری دعا قبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر نے انہیں اتنا دبایا کہ اس کے دبانے کی آواز جن وانس کے علاوہ ہر چیز نے سنی۔

بچے کو بھی قبر دبائے گی

(۹) صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک بچہ دفن کیا گیا تو رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔

(۱۰) طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ایک بچے یا بچی کا جنازہ پڑھایا اور ارشاد فرمایا اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا ہے تو یہ بچ جاتا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا

(۱۱) سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے حضرت زاذان سے روایت کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

جب رسول نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ رقیہ علیہا السلام کو دفن کیا تو قبر کے پاس بیٹھ گئے اور آپ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا پھر آپ خوش ہو گئے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا: مجھے اپنی بیٹی کی کمزوری اور عذاب قبر یاد آ گیا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبر کشادہ فرما دی لیکن پھر بھی قبر نے انہیں اتنا دبایا کہ اسے ہر چیز نے سنا۔

جن کا رومان ساری دنیا سے بہتر ہے

(۱۲) ہناد بن سری نے زہد میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

قبر کے دبانے سے کسی نے بھی نجات نہ پائی یہاں تک کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی
جن کا رومال دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

قبر بال کی مانند

(۱۳) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جب حضرت سعد بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر نے انہیں دبایا یہاں تک کہ وہ بال کی مانند ہو گئے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اس سے نجات عطاء فرما اور قبر کے دبانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ پیشاب کے قطروں سے نہیں بچا کرتے تھے۔

(۱۴) ابن سعد نے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں شبابہ ابن سوار نے خبر دی کہ انہیں ابو معشر نے بتایا کہ سعید مقبری سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی قبر کے دبانے سے بچ سکتا تو سعد بچ جاتے۔ اور قبر نے انہیں پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے کی وجہ سے اتنا دبایا کہ ان کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس گئیں۔

(۱۵) عبدالرزاق نے مصنف میں ابن عینیہ سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

سب سے سخت حدیث جو ہم نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور عذاب قبر کے بارے میں فرمان عالیشان ہے:

(۱۶) علی بن معید نے کتاب الطاعۃ والعصیان میں حضرت ابراہیم غنوی کے طریق سے ایک آدمی سے روایت کیا' وہ کہتا ہے۔

میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک چھوٹے بچے کا جنازہ گزرا تو آپ رضی اللہ عنہا رو پڑیں میں نے ان سے عرض کی کہ کس چیز نے آپ کو رلایا؟ تو ارشاد فرمایا اس بچے پر شفقت کی وجہ سے میں روئی کیونکہ قبر اسے بھی دبائے گی۔

جس نے قبر کے دبانے سے نجات پائی

(۱۷) عمر بن شبہ نے کتاب المدینہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سوائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (فاطمہ بنت اسد) کے کسی نے بھی قبر کے دبانے سے نجات نہیں پائی تو عرض کی گئی۔ یارسول اللہ! کیا آپ کے لخت جگر قاسم علیہ السلام نے بھی؟ تو ارشاد فرمایا: میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام نے بھی نجات نہیں پائی حالانکہ وہ ان سے چھوٹے تھے''۔

(۱۸) ابن سعد فرماتے ہیں ہم سے کثیر بن ہشام نے بیان کیا کہ ان سے جعفر بن برقان نے حدیث بیان کی' فرماتے ہیں۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑے تھے تو ارشاد فرمایا: قبر دباتی اور بھینچتی ہے اگر اپنے کسی عمل کی بناء پر کوئی اس کے دبانے سے نجات پاتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نجات پاتے۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا رونا

(۱۹) ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے عبدالمجید بن عبدالعزیز سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا۔

حضرت نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب قریب المرگ ہوئے تو آپ رونے لگے آپ سے عرض کی گئی۔ کس چیز نے آپ کو رلایا؟ تو فرمایا مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور قبر کا دبانا یاد آ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا عرش حرکت میں آ گیا

(۲۰) زبیر بن بکار نے ''موفقیات'' میں ذکر کیا' فرماتے ہیں مجھ سے ابوعزیز انصاری نے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے محمد ابن اسحاق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو رسول نبی کریم ﷺ ان کی طرف چلے ہم لوگ چل رہے تھے کہ آپ ﷺ پیچھے رہ گئے۔ تو ہم لوگ ٹھہر گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ آ ملے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یانبی اللہ! کس وجہ سے آپ پیچھے رہ گئے؟ ارشاد فرمایا! میں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جس وقت قبر نے انہیں دبایا۔ لوگوں نے عرض کی کیا قبر نے انہیں بھی دبایا حالانکہ ان کیلئے اللہ رب العزت کا عرش حرکت میں آ گیا تھا؟ تو ارشاد فرمایا! کیا سعد اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہیں یا حضرت یحییٰ بن زکریا نبی علیہ السلام؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی قبر نے دبایا کیونکہ انہوں نے جو کی روٹی

سیر ہو کر کھائی تھی۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ حدیث منکر ہے اور اس کی اسناد معضل ہیں۔ اور معروف بات یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں دبایا جاتا۔

مسلمان اور کافر میں فرق

(۲۱) ابو قاسم سعدی نے اپنی کتاب ''الروح'' میں ذکر کیا ہے۔

قبر کے دبانے سے کوئی نیک اور کوئی برا آدمی نجات نہیں پاتا مگر مسلمان اور کافر میں فرق یہ ہے کہ کافر کو ہمیشہ دباتی ہے اور بندہ مومن کو صرف اس وقت دباتی ہے جب اسے قبر میں اتارا جاتا ہے پھر اس کیلئے کشادہ ہو جاتی ہے۔

ابو القاسم کہتے ہیں۔

قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اس کی دونوں اطراف میت کے جسم پر مل جاتی ہیں۔

(۲۲) حکیم ترمذی فرماتے ہیں۔

قبر کا دبانا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ہر انسان سے کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور اگر وہ نیک ہو تو یہ دبانا اس کیلئے باعث ثواب ہوتا ہے پھر اللہ رب العزت کی رحمت اس کا احاطہ کر لیتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا کہ آپ پیشاب کے بارے میں کوتاہی کیا کرتے تھے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں جہاں تک انبیاء علیہم السلام کا تعلق ہے تو ہم نہیں جانتے کہ انہیں قبر میں دبایا جاتا ہے اور ان کی عصمت کی بناء پر ان سے سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فرمانبردار مومن عذاب قبر سے مامون

(۲۳) سبکی نے بحر الکلام میں ذکر کیا ہے۔

فرمانبردار مومن کو عذاب قبر نہیں ہوتا ہاں! قبر کا دبانا ہوتا ہے تو وہ اس کی ہولناکی اور خوف محسوس کرتا ہے اس وجہ سے کہ اسے اللہ رب العزت نے نعمتوں سے نوازا اور اس نے ان نعمتوں کا جیسے کہ حق تھا شکر ادا نہیں کیا ہوتا۔

قبر کا دبانا ماں کی مانند

(۲۴) ابن ابی الدنیا نے محمد تیمی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ قبر کے دبانے میں اصل یہ ہے کہ قبر انسانوں کی ماں ہے اسی سے انہیں تخلیق کیا گیا ہے تو وہ ایک طویل عرصہ سے اس سے جدا رہے جب اس کی اولاد کو اس کی طرف لوٹایا گیا تو وہ انہیں ایسے دباتی ہے جیسے بچے کی ماں گمشدہ بچے کو دباتی ہے جو اسے دوبارہ مل گیا ہو جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو اس کو نرمی سے دباتی ہے اور جو نافرمان ہو تو غصے سے اسے دباتی ہے۔

منکر نکیر کی آواز

(۲۵) بیہقی، ابن مندہ، دیلمی اور ابن نجار نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کے بارے میں بیان فرمایا ہے اس دن سے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ تو ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مومنین کے کانوں میں منکر نکیر کی آواز ایسے آتی ہے جیسے آنکھ میں اثمد سرمہ لگانا اور مومن بندے کو قبر اس طرح دباتی ہے جیسے شفیق ماں اپنے بچے کو جس کے سر میں درد ہو نرمی سے دباتی ہے لیکن اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں شک کرنے والوں کیلئے ہلاکت ہے قبر انہیں اس طرح دباتی اور کچل دیتی ہے جیسے انڈے پر چٹان رکھ کر کچل دیا جائے۔

دس چیزوں سے گناہ کا خاتمہ

علماء کرام فرماتے ہیں۔

جو گناہ کر بیٹھے تو دس چیزوں سے اس گناہ کی سزا ختم ہو سکتی ہے۔

(۱) توبہ کرے اور توبہ قبول کی جائے (۲) استغفار کرے اور اسے بخش دیا جائے (۳) نیک عمل کرے جو گناہوں کو مٹا دے کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں (۴) اسے دنیا میں مصائب میں مبتلا کر دیا جائے جو اس کے گناہوں کا کفارہ ہوں (۵) قبر میں اسے دبایا جائے اور عذاب دیا جائے تا کہ آخرت میں نجات پائے (۶) اس کے مسلمان بھائی اس کیلئے دعائے مغفرت کریں (۷) اپنے اعمال کا ثواب اسے ایصال کریں جو اسے نفع دے (۸) قیامت کے میدان میں ہولناکی سے اسے آزمایا جائے جو گناہوں کا کفارہ ہو جائے (۹) اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ نصیب ہو (۱۰) اللہ رب العزت اپنی رحمت کے طفیل اسے بخش دے۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا تصریح سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ایصال ثواب اور شفاعت

ایک ایسا عقیدہ ہے جو سابقہ علماء کرام کا بھی عقیدہ تھا اور یہ بدعت نہیں کہ جس سے ہمارے ایمان میں کوئی کمی آئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے! آمین۔

سورۂ اخلاص سے فتنۂ قبر سے نجات

(۲۶) ابونعیم نے حلیہ میں عبداللہ بن شخیر سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو مرض الموت میں قل ھواللہ احد یعنی سورۃ اخلاص پڑھے اسے فتنہ قبر سے نجات عطاء ہوگی اور وہ قبر کے دبانے سے محفوظ ہوگا۔ قیامت کے دن ملائکہ اسے اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا کر پل صراط سے گزارتے ہوئے جنت کے دروازے تک لے جائیں گے۔

میت کے پاؤں کے پاس حرکت

(۲۷) ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں ولید بن عمرو بن وساج سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ میت سب سے پہلے جو چیز محسوس کرے گی وہ یہ ہے کہ اس کے پاؤں کے پاس حرکت ہوگی تو وہ کہے گی تو کون ہے؟ جواب آئے گا' میں تیرا عمل ہوں۔

اعمال کو زبان عطا کی جاتی ہے

(۲۸) ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال اسے گھیر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں زبان عطاء فرماتا ہے تو اعمال کہتے ہیں۔ اے اپنی قبر میں اکیلے آدمی تجھ سے تیرے دوست اور گھر والے چھوٹ گئے اور آج تیرے لیے ہمارے علاوہ کوئی انیس اور ہمدرد نہیں۔

عمل بائیں ران پر ضرب مارتا ہے

(۲۹) عطاء بن یسار سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کا عمل اس کے پاس آتا ہے اور اس کی بائیں ران پر ضرب مار کر کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں تو میت کہتی ہے کہ میرے گھر والے' اولاد' خاندان اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء کی تھیں وہ کدھر ہیں؟ تو عمل کہے گا تو نے اپنے گھر والوں' اولاد' خاندان اور اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتیں پیچھے چھوڑ دیں اور تیرے ساتھ میرے علاوہ قبر میں کوئی داخل نہیں ہوا تو میت کہے گی۔ ہائے افسوس! میں نے تجھے اپنے گھر والوں' اولاد'

خاندان اور اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں پر ترجیح کیوں نہیں دی جبکہ تیرے علاوہ کوئی میرے ساتھ نہیں آیا۔

دنیا میں جن سے ڈرتا تھا

(۳۰) احمد بن ابی حواری کہتے ہیں ہم سے ابراہیم بن فضل نے بیان کیا۔ ابوملیح الرقی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

جب ابن آدم کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ تمام چیزیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تھا اسے ڈرانے آجاتی ہیں۔

☆..................☆..................☆

تیسواں باب:

قبر کا مردے کو پکارنا

قبر اور موت

(۱) امام ترمذی نے حسن قرار دیتے ہوئے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لذات کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ ہر دن میں قبر کلام کرتی ہے اور کہتی ہے میں مسافری کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا 'مٹی کا اور کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں جب بندۂ مومن دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے خوش آمدید! تیرا آنا مبارک ہو۔ جو لوگ میری پشت پر چلتے تو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہے اور آج جب کہ تجھے میرے سپرد کر دیا گیا اور میرے پاس آ گیا ہے تو اپنے ساتھ میری مہربانی اور برتاؤ دیکھنا۔ پھر قبر اس کیلئے تا حد نگاہ وسیع ہو جاتی ہے اور اس کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

جب گناہ گار اور کافر کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے۔ تجھے کوئی خوش آمدید نہیں تو مجھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور آج جب کہ تجھے میرے حوالے کر دیا گیا اور میرے پاس آ گیا ہے تو دیکھنا میں تیرے ساتھ کیسا برتاؤ کرتی ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس وقت قبر مل جاتی ہے اور اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا کر اس کی پسلیوں کی حالت بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر ستر سانپ اژدھے مسلط فرما دیتا ہے اگر ان میں سے کوئی زمین پر ایک پھونک مار دے تو رہتی دنیا تک اس میں کوئی چیز نہ اگے۔ وہ اژدھے اسے ڈستے رہتے ہیں حتیٰ کہ اسے حساب و کتاب کیلئے لے جایا جاتا ہے۔

راوی کہتے ہیں۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے''۔

قبر! وحشتوں کا گھر

(۲) طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا:

''قبر ہر دن بزبان فصیح پکار کر کہتی ہے اے ابن آدم! کیسے تو نے مجھے بھلا ڈالا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ میں تنہائی کا گھر ہوں میں مسافری، وحشت، کیڑوں، مکوڑوں اور تنگی کا گھر ہوں ہاں! مگر جس کیلئے اللہ تعالیٰ مجھے کشادہ فرمادے (اس کیلئے تنگی کا گھر نہیں)۔

پھر رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا''۔

قبر! آزمائش کا گھر

(۳) ابن ابی الدنیا، حکیم ترمذی، ابویعلیٰ، ابواحمد، حاکم نے الکنی میں، طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے ابوحجاج ثمالی سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کیا تو نہیں جانتا؟ تجھ پر افسوس ہے کہ میں آزمائش کا گھر ہوں۔ میں تاریکی، تنہائی اور کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالا جب تو مجھ پر اکڑ اکڑ کر چلا کرتا تھا تو اگر تو وہ آدمی نیک ہو تو اس کی طرف سے ایک فرشتہ قبر کو جواب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ آدمی نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا ہو تو تب تو اس کے ساتھ کیا کرے گی تو قبر کہے گی۔ میں اس کیلئے سرسبز و شاداب ہو جاؤں گی اور اس کا جسم نور بن جائے گا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گی۔

ملک الموت مومن اور کافر کے پاس کس صورت میں آتا ہے

(۴) ابن مندہ نے باب الارواح میں مجاہد کے طریق سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ مومن قریب المرگ ہوتا ہے تو ملک الموت بہت پیاری صورت اور بہترین خوشبو میں اس کے پاس آتا ہے اور اس کی روح قبض کرنے کیلئے اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ اس وقت

دو فرشتے جنتی خوشبو اور جنتی کفن لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور کچھ دور بیٹھ جاتے ہیں۔ ملک الموت اس کی روح اس کے جسم سے آہستہ روی سے نکال لیتا ہے جب ملک الموت روح نکال لیتا ہے تو وہ دو فرشتے جلدی سے اس کے پاس آتے ہیں اور روح اس سے لے لیتے ہیں پھر اسے جنتی خوشبو لگاتے ہیں اور جنتی کفن پہناتے ہیں پھر اسے جنت کی جانب لے جاتے ہیں تو اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ملائکہ اسے بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے جس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اسے ان بہترین ناموں کے ساتھ پکارتے ہیں جن کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا اور کہا جاتا ہے یہ فلاں آدمی کی روح ہے جب اسے آسمان پر لے جایا جاتا ہے تو ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ چلتے ہیں یہاں تک کہ اسے عرش کے پاس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا جاتا ہے اور اس کے اعمال علیین سے نکالے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مقربین سے فرماتا ہے گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس عمل والے کو بخش دیا پھر اس کی کتاب پر مہر لگا دی جاتی ہے اور علیین میں واپس بھیج دی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے کی روح کو زمین کی طرف واپس لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں اس میں لوٹاؤں گا۔ جب مومن کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو زمین اسے کہتی ہے تو تو اس وقت بھی میرا محبوب تھا جب تو میری پشت پر چلتا تھا اب جبکہ تو میرے پیٹ میں آ گیا تو دیکھنا میں تیرے ساتھ کیسا اچھا برتاؤ کرتی ہوں۔ پھر اس کی قبر تا حد نگاہ وسیع ہو جائے گی اور اس کے پاؤں کی طرف جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس ثواب کی طرف دیکھ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیار کر رکھا ہے۔ اور اس کے سر کی طرف جہنم کا دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے کہ اس عذاب کی طرف دیکھ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے نجات دی پھر کہا جاتا ہے خوش خوش سو جا تو اس کے نزدیک قیامت کے قائم ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔

نماز جنازہ ادا کرنے والوں کی آواز میت سنتی ہے

(۵) ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن عبید سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

میت بیٹھ کر جنازے کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کے لوٹنے کے وقت ان کے قدموں کی آواز سنتی ہے اور قبر سے پہلے اس سے کوئی چیز ہم کلام نہیں ہوتی۔ قبر کہتی ہے اے ابن آدم! تجھ پر افسوس کیا تجھے مجھ سے نہیں ڈرایا گیا تھا اور میری تنگی' بدبو اور ہولناکی اور کیڑے مکوڑوں سے نہیں

ڈرایا گیا تھا کیا تو نے اسے کیلئے تیاری کی اور میرے لیے کیا تیاری کی؟۔

(۶) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں تنہائی' تاریکی اور حق کا گھر ہوں؟ اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکے میں رکھا کہ تو میرے گرد اکڑ اکڑ کر چلتا تھا۔ اگر تو وہ مومن ہو تو اس کیلئے کشادہ ہوتی ہے اور اس کی قبر سبز کردی جاتی ہے اور اسے جنت کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

کیا تجھے میری وحشت یاد نہ تھی؟

(۷) یزید بن شجرہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

قبر کافر و فاجر آدمی سے کہتی ہے کیا تجھے میری تاریکی' وحشت' تنہائی' تنگی اور کرب یاد نہ تھا؟۔

میرے لئے کیا تیاری کی

(۸) عبید بن عمیر سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

قبر کہتی ہے اے ابن آدم! تو نے میرے لیے کیا تیاری کی کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں مسافری' تنہائی' مشقت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں؟

قبر رحمدل ہوتی ہے

(۹) ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بھی کوئی آدمی مرتا ہے تو جس قبر میں اسے دفن کیا جاتا ہے اس سے مخاطب ہوتی ہے اور کہتی ہے میں تاریکی' تنہائی اور اکیلے پن کا گھر ہوں۔ اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار تھا تو آج میں تیرے لیے رحمدل ہوں گی اور اگر تو اپنی زندگی میں نافرمان تھا تو آج تجھ سے انتقام لوں گی۔ میں وہ گھر ہوں کہ جس میں فرمانبردار داخل ہو تو مسرور ہو کر نکلتا ہے اور نافرمان داخل ہو تو ہلاک شدہ نکلتا ہے۔

قبر کی زبان

(۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا' فرماتے ہیں:

قبر کی زبان ہوتی ہے جس سے وہ بول کر کہتی ہے اے ابن آدم! کیسے تو نے مجھے بھلا دیا؟ کیا تو نہیں جانتا میں وحشت' مسافری' کیڑوں مکوڑوں اور تنگی کا گھر ہوں۔ ہاں مگر جس پر اللہ تعالیٰ کشادہ کردے۔

(۱۱) ابوبکر بن عبدالعزیز جعفر فقیہہ حنبلی نے کتاب الشانی فی الفقہہ میں نقل کیا ہے کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم شیرازی نے بیان کیا۔ کہ ہم سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ میں عبدالرزاق کے پاس تھا تو ان سے کہا گیا۔ ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے زاذان سے انہوں نے حضرت براء سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو ہم نے دیکھا کہ قبر ابھی تک تیار نہیں ہوئی تھی تو رسول نبی کریم ﷺ اور ہم قبر کے گرد بیٹھ گئے۔ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اینٹیں برابر کر دی جاتی ہیں تو زمین اس سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میں وحشت' مسافری اور کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں تو تو نے میرے لیے کیا تیاری کی؟

قبر کی ہر دن کی پکار

(۱۲) بیہقی نے شعب الایمان میں بلال بن سعد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

قبر ہر دن پکارتی ہے کہ میں مسافری' کیڑوں' مکوڑوں اور وحشت کا گھر ہوں اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوں۔ جب بندہ مومن کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو زمین اس کے نیچے سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے۔ قسم بخدا! میں تو تجھ سے اس وقت بھی محبت کرتی تھی جب تو میری پشت پر چلتا تھا اب تو تو میرے پیٹ میں آ گیا ہے؟ اب جبکہ تجھے میرے سپرد کر دیا گیا ہے تو تو دیکھنا کہ میں تجھ سے کیسا اچھا برتاؤ کرتی ہوں تو اس کیلئے تاحد نگاہ کشادہ ہو جاتی ہے۔

جب کافر کو رکھا جاتا ہے تو کہتی ہے۔ قسم بخدا! میں تو تجھ سے اس وقت بھی نفرت کرتی تھی جب کہ تو میری پشت پر چلا کرتا تھا اب جب تجھے میرے سپرد کر دیا گیا ہے تو تو دیکھنا کہ میں تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں۔ پھر اسے دباتی ہے اور اتنا دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔

قبروں کے لئے تیاری

(۱۳) دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنی قبروں کیلئے تیاری کرو کیونکہ قبر ہر دن سات مرتبہ کہتی ہے اے ضعیف ابن آدم! اپنی زندگی میں مجھ سے ملاقات سے پہلے اپنے آپ پر رحم کر تو میں تم پر رحم کروں گی اور میری ہلاکت سے بچ جائے گا۔

منادی قبر سے کہتا ہے

(۱۴) ابن ابی الدنیا نے قبور میں اور ابن مندہ نے عمر بن ذر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے کیا تو فرمانبردار ہے یا نافرمان؟ اگر تو صالح ہو تو ایک منادی قبر سے کہتا ہے۔ اس پر سرسبز و شاداب ہو جا اور اس پر رحم کر۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا نیک بندہ تھا اور کتنا ہی اچھا ہے تیری طرف لوٹنے والا' تو زمین کہتی ہے اب یہ کرامت کا مستحق ہے۔

پڑوسی مردے کہتے ہیں

(۱۵) ابن ابی الدنیا نے قبور میں محمد بن صبیح سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب آدمی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اسے عذاب ہوتا ہے یا کوئی ناپسندیدہ بات پہنچتی ہے تو اس کے پڑوسی مردے کہتے ہیں۔ اے اپنے بھائیوں کے بعد آنے والے کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی تھی کیا تیرے سامنے اس دنیا سے نہ گزر گئے کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال کس طرح ختم ہو گئے اور تجھے تو نیک عمل کرنے کا وقت ملا تھا لیکن تو نے ضائع کر دیا اور قبر کے گوشے اس کو پکار کر کہتے ہیں۔ اے زمین پر اکڑ کر چلنے والے کیا تو نے ان سے نصیحت حاصل نہ کی جو زمین کے پیٹ میں غائب ہو گئے جنہیں تجھ سے پہلے دنیا نے دھوکہ دیا۔ پھر انہیں ان کی موت قبر میں لے گئی اور تو نے دیکھا کہ اس کے عزیز و اقارب اسے اٹھا کر قبر تک لے گئے۔

قبر کو کثرت سے یاد کرنے والا

(۱۶) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں۔

جو قبر کو کثرت سے یاد کرتا ہے وہ اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پاتا ہے اور جو اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے وہ اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا پاتا ہے۔

مبارک ہو اسے!

(۱۷) خطیب نے تاریخ میں یزید الرقاشی سے نقل کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال اسے گھیر لیتے ہیں اور اللہ رب العزت اعمال کو قوت گویائی عطاء فرماتا ہے تو وہ کہتے ہیں۔ اے وہ آدمی جو قبر میں اکیلا ہے۔ تجھ سے تیرے دوست اور اہل وعیال جدا ہو گئے اور آج تیرا سوائے سونے والے کے کوئی ہمدرد نہیں۔ یزید رو پڑے اور کہا۔ مبارک ہو اسے جس کا سنگی اور ہمدرد صالح ہے اور ہلاکت ہے اس کیلئے جس کا ساتھی اس پر وبال ہے۔

وہ دوراتیں!

(۱۸) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

کیا میں تمہیں ان دو دنوں اور دو راتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کے متعلق مخلوق میں سے کسی نے نہیں سنا۔ پہلا وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس بشارت دینے والے آئے گا یا تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یا اس کی ناراضگی کا پیغام دے گا اور دوسرا دن وہ جس دن تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اعمال نامہ لے کر کھڑا ہو گا یا تو دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں۔

پہلی رات وہ جو مردہ قبر میں گزارے گا اس سے پہلے اس نے ایسی رات نہ گزاری ہوگی۔

دوسری رات وہ جس کی صبح کو قیامت قائم ہوگی اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی۔

☆............☆............☆

چوبیسواں باب:

فتنۂ قبر اور منکر نکیر کے سوالات

عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوالات کے بارے میں بہت سی احادیث متواترہ موجود ہیں جن کی تائید مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات سے ہوتی ہے۔

اسماء گرامی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ	حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ
حضرت بشیر بن کمال رضی اللہ عنہ	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	

قبر والا جوتوں کی آواز سنتا ہے

(۱) شیخین اور دیگر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ ارشاد فرمایا: اس کے پاس دو فرشتے آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ ابن مردویہ کہتے ہیں کہ وہ فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اس شخصیت جو کہ دنیا میں تمہارے پاس تھی جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کے

بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اگر وہ بندہ مومن ہو تو کہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اسے کہا جاتا ہے اپنے ٹھکانے جہنم کو دیکھ لے جسے اللہ تعالیٰ نے جنت سے بدل دیا ہے''۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ مردہ جنت وجہنم دونوں دیکھ لیتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم سے ذکر کیا گیا کہ اس کی قبر ستر گز کشادہ ہو جاتی ہے اور سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے۔

جو منافق اور کافر ہو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہتا ہے تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا۔ میں تو وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے۔ تو اسے کہا جائے گا تو کچھ نہ جانے اور اسے لوہے کے ہتھوڑے کے ساتھ ایک ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ اتنے زور سے چیختا ہے کہ اسے جن وانس کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔

امت کی قبر میں آزمائش

(۲) امام احمد، ابوداؤد نے سنن میں بیہقی نے کتاب القبر میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس امت کو قبر میں آزمایا جائے گا۔ جب بندۂ مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو ایک فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تو کس کی بندگی کرتا تھا؟ تو اگر اسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا تھا۔ پھر کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد اس سے کچھ نہیں پوچھا جاتا۔ پھر اسے اس کے جہنمی ٹھکانے کی طرف لے جایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا جہنمی ٹھکانہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے بچالیا اور تجھ پر رحم فرمایا اور اس جنتی گھر سے بدل دیا۔ تو وہ بندہ کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں جا کر اپنے گھر والوں کو خوشخبری سناؤں تو اسے کہا جاتا کہ یہیں ٹھہرا رہ۔

جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اسے اٹھا کر کہتا ہے کہ تو کس کی بندگی کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا، فرشتہ کہتا ہے کہ اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا وہ کہتا ہے میں بھی وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے۔ تو فرشتے لوہے کے ہتھوڑے سے اس

کے کانوں کے درمیان ضرب لگاتے ہیں تو وہ اتنی زور سے چیختا ہے کہ جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے۔

منکر نکیر مردے کو بٹھاتے ہیں

(۳) دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

منکر نکیر قبر میں مردے کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں۔ تو اگر وہ مومن ہو تو کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے' اللہ تعالیٰ' وہ کہتے ہیں کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ کہتے ہیں کہ تیرا امام کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ قرآن مجید تو وہ اس کی قبر کشادہ کر دیتے ہیں۔

اگر وہ کافر ہو تو اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں تیرا امام کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا تو وہ اسے لوہے کے ڈنڈے سے ایسی مار مارتے ہیں کہ قبر آگ کے شعلوں سے بھڑک اٹھتی ہے اور قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کی اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث:

(۴) بزار' طبرانی اور ابن سکن نے حضرت ایوب بن بشیر سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

بنی معاویہ کے درمیان جھگڑا ہوا تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے۔ راستے میں آپ ایک قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: تو نے نہیں جانا تو آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: اس آدمی سے میرے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث:

(۵) ابونعیم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب بندۂ مومن وفات پاتا ہے تو اس کی نماز اس کے سر کے پاس' صدقہ دائیں ہاتھ اور روزے سینے کے پاس ہوتے ہیں۔

دو کہ میں اپنے گھر والوں کو خبر دوں تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہیں ٹھہر۔

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث:

(۱۰) ابونعیم نے حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

قبر میں آزمائش کیلئے آنے والے فرشتے تین ہیں۔ انکر، ناکور اور رومان۔

(۱۱) ابن لال نے اور ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

قبر میں آزمائش کیلئے آنے والے فرشتے چار ہیں۔ منکر، نکیر، ناکور اور ان کا سردار رومان۔

ابن جوزی کہتے ہیں اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور حضرت ضمرہ تابعی ہیں اور ان سے موقوف روایات ثابت ہیں۔

(۱۲) شیخ الاسلام ابن حجر سے پوچھا گیا کہ کیا مردے کے پاس رومان نام کا فرشتہ آتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا ذکر ضعیف حدیث میں آیا ہے۔

حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

بلند آواز سے قرآن پڑھنا

(۱۳) ابی ابن الدنیا نے ''التہجد'' میں، ابن الضریس نے ''فضائل القرآن'' میں اور حمید بن زنجویہ نے فضائل الاعمال میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جب تم رات کے وقت قرآن مجید پڑھو تو بلند آواز سے پڑھو کیونکہ اس طرح بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے سے شیطان اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں اور ہواؤں میں رہنے والے اور گھر میں رہنے والے فرشتے اسے سنتے ہیں جب کوئی آدمی نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو لوگ اسے دیکھ کر نماز پڑھتے ہیں اور گھر والے بھی پڑھتے ہیں جب یہ رات گزر جاتی ہے تو آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اس اطاعت خداوندی کرنے والے شخص کو اسی طرح رات کو جگا دینا اور تو اس کیلئے آسان ہو جانا پھر جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو قرآن اس کے پاس آ کر ٹھہر جاتا ہے۔ جب لوگ اسے غسل دے کر فارغ ہو جاتے ہیں تو قرآن اس کے سینے اور کفن میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب اسے لوگ قبر میں رکھ کر فارغ ہو جاتے ہیں اور واپس آ جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں تو قران کریم اس کے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان سے ایک طرف ہو جاؤ ہم اس سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو قرآن کہتا ہے

قسم بخدا! اس آدمی کا ساتھ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ اگر تمہیں اس کے بارے میں کچھ حکم دیا گیا ہے تو تم اس کو پورا کرلو۔ قرآن کریم میت کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ دیکھ تو مجھے جانتا اور پہچانتا ہے کہ نہیں۔ تو وہ آدمی کہے گا کہ میں تمہیں نہیں جانتا تو قرآن کریم کہے گا میں وہی قرآن ہوں جو تجھے رات بھر بستر سے جدا اور بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا تھا اور تجھے نفسانی خواہشات خواہ وہ آنکھ یا کان کی ہوں سے روکتا تھا اس لیے اب تو مجھے اچھا ساتھی اور سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ اب تو بشارت سن کہ تجھ سے منکر نکیر کا سوال نہ ہوگا۔ پھر اس آدمی کے پاس سے منکر نکیر اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اس کی قبر کیلئے بچھونا اور چادر طلب کرتا ہے تو ایک ہزار ملائکہ مقربین اس آدمی کیلئے جنت کی قندیل اور یاسمین کے پھول لاتے ہیں لیکن قرآن کریم ان سے پہلے قبر میں پہنچ جاتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ کیا تو نے میرے بعد وحشت تو محسوس نہیں کی تھی۔ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گیا تھا تا کہ تیرے لیے بستر' چادر اور چراغ کی سفارش کروں۔ اب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ تمام چیزیں لے کر آیا ہوں۔ پھر فرشتے اس کا بستر بچھاتے ہیں اور چادر اس کے نیچے بچھاتے اور پھول اس کے سینے کے پاس رکھتے ہیں۔ وہ آدمی قیامت کے دن تک ان پھولوں کو سونگھتا رہتا ہے۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک یا دو مرتبہ آتا ہے اور اپنے گھر والوں کیلئے سربلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے۔ اگر کوئی اس کی اولاد میں سے قرآ کریم حفظ کرتا ہے تو اسے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے اور اگر کوئی برا کام کرتا ہے تو اس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے۔ یہ طرز عمل تا قیامت صور پھونکنے تک جاری رہے گا۔

حافظ ابوموسیٰ مدینی کہتے ہیں۔

یہ خبر حسن ہے اسے امام احمد بن حنبل اور ابوخیثمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

(۱۴) بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہارے لیے زمین ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑی کھودی جائے گی پھر تمہارے پاس سیاہ رنگ والے منکر نکیر بالوں کو گھسیٹتے ہوئے آئیں گے۔ ان کی آوازیں کڑک دار بجلی کی طرح اور آنکھیں اندھا کر دینے والی بجلی

کی طرح ہوں گی اور زمین کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے وہ تجھ کو بٹھائیں گے ڈرائیں اور خوفزدہ کریں گے''۔

عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! کیا اس وقت میں اسی حالت پر ہوں گا جس پر میں اب ہوں؟ فرمایا ہاں! عرض کی یارسول اللہ! تب تو میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان دونوں کیلئے کافی ہو جاؤں گا۔

(۱۵) بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مردہ واپس لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ فرمایا پھر بیٹھ جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا اسلام' پھر کہا جاتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ کہا جاتا ہے تیرا علم کیا ہے؟ وہ کہے گا میں نے آپ ﷺ کی ذات کو پہچانا اور آپ پر ایمان لایا اور جو کتاب آپ لائے اس کی تصدیق کی۔ پھر اس کی قبر تا حد نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے اور اس کی روح کو مومنین کی ارواح کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔

۱۶۔ طبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو دو فرشتے قبر میں آتے ہیں ان کا نام منکر اور نکیر ہے۔

فرشتے کافر کو مارتے ہیں

۱۷۔ ابن حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن کی موت قریب آتی ہے تو کچھ فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے سلام کہتے اور جنت کی بشارت دیتے ہیں اور جب وہ وفات پاتا ہے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ مل کر اس کا جنازہ پڑھتے ہیں اور جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ تیرا رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ' پھر سوال ہوتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ

''اشهدان لا اله الا الله واشهد ان محمد الرسول الله''۔

اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا۔

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔

پھر اس کی قبر کو تاحد نگاہ کشادہ کر دیا جائے گا لیکن کافر کے پاس فرشتے اتر کر اسے مارتے ہیں اور موت کے وقت ان کے چہرں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں۔ جب اسے قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو بیٹھ جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب نہ دے سکے گا اور اللہ تعالیٰ اسے یہ بات بھلا دے گا اور جب اسے کہا جائے کہ کون سے رسول تمہاری طرف بھیجے گئے تھے؟ تو وہ کچھ جواب نہ دے پائے گا اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا۔

"ویضل اللہ الظالمین"

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ راست سے گمراہ کر دے گا۔

۱۸- جویبر نے اس کی تفسیر میں حضرت ضحاک سے' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے جب قبر کے پاس پہنچے تو ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اس طرح بیٹھ گئے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر آپ زمین کی طرف دیکھنے لگے اور لکڑی سے زمین کو کریدنے لگے پھر نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا۔

"اعوذ باللہ من عذاب القبر"

ترجمہ: میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں اور سر کی طرف بیٹھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے جنت سے تحائف' خوشبو اور جنتی لباس لے کر آتے ہیں پھر وہ فرشتے تاحد نگاہ صف باندھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پہلے ملک الموت اسے بشارت دیتے ہیں اس کے بعد تمام فرشتے بشارت دیتے ہیں تو اس مومن آدمی کی روح اس طرح بہہ جاتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ۔ ملک الموت اس کی روح نکالتے ہیں تو وہ فرشتے فوراً اس کی روح لے لیتے ہیں اور جنتی تحائف کے درمیان رکھ دیتے ہیں اور اس کی خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ زمین و آسمان کی فضائیں مہک جاتی ہیں فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ خوشبو کیسی ہے تو زمین کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں مومن بندے کی روح ہے جس کی یہ خوشبو ہے اور جس کا

آج ہی کے دن وصال ہوا ہے۔ تو فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اس کے بعد اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو اس کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ہر دروازے کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ مجھ سے اس کو داخل کریں یہاں تک کہ وہ اپنے اعمال کے دروازے سے داخل ہوتا ہے تو جس دروازے سے وہ گزرتا ہے وہ دروازہ روتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کیا ہی اچھی خوشبودار روح ہے جس نے اپنے خدا کا حکم اور فرمان قبول کیا۔ یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں۔ ملک الموت اور جو فرشتے اس کی روح قبض کرتے وقت موجود تھے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے فلاں بن فلاں کی روح قبض کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے اس کو اسی سے پیدا کیا ہے اسی میں لاؤں گا اور اسی سے دوسری مرتبہ اٹھاؤں گا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ مردہ لوگوں کی جوتیوں کے چلنے کی آواز اور ہاتھوں کے جھاڑنے کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ جب لوگ اس کو قبر میں دفنا کر واپس چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس تین فرشتے آتے ہیں۔ دو فرشتے رحمت کے ہوتے ہیں اور ایک عذاب کا لیکن مردے کو اس کے اعمال گھیر لیتے ہیں۔ نماز پاؤں کی طرف ہوتی ہے، روزہ سینے کے پاس ہوتا ہے اور زکوٰۃ دائیں طرف اور صدقات بائیں طرف ہوتے ہیں اور نیکی اور خوش اخلاقی سینے میں ہوتی ہے تو جس طرف سے بھی عذاب کا فرشتہ آتا ہے تو اس کا نیک عمل اس کو بھگا دیتا ہے تب وہ عذاب کا فرشتہ ایک بڑا خوفناک ہتھوڑا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اگر اس کو لاکھوں انسان اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں گے۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اے نیک بخت بندے اگر تیری نماز، روزہ، زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ تجھے نہ گھیرتے تو اس ہتھوڑے سے میں تجھے مارتا اور اس کی مار سے تیری قبر آگ کا گڑھا بن جاتی پھر عذاب کا فرشتہ یہ کہہ کر واپس چلا جاتا ہے کہ اے رحمت کے فرشتو۔ یہ نیک شخص تمہارے لیے ہے اور تم اس کو لے جا سکتے ہو۔ وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دوست کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ کیونکہ یہ سخت ہولناکی سے گزر آیا ہے اس کے بعد مردے سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے ﷺ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے 'اسلام' پھر کہتے ہیں کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، پھر کہتے ہیں کہ تیرا علم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ یہ سوالات ذرا سخت لہجے میں ہوتے ہیں اور

یہی بندۂ مومن کیلئے قبر کی آزمائش ہوتی ہے۔

پھر آسمان سے ندا کی جاتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنتی فرش بچھا دو اور جنتی لباس پہناؤ اور جنتی خوشبوئیں لگاؤ اور تا حد نگاہ اس کی قبر کشادہ کر دو اور جنت کا ایک دروازہ اس کے پاؤں کی طرف کھول دو اور دوسرا سر کی طرف کھول دو۔ اب فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اس طرح سو جا جس طرح دلہن حجلۂ عروسی میں پہلی رات سوتی ہے اور تجھے عذاب قبر کا ذائقہ تک محسوس نہ ہوگا۔ وہ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ اے پروردگار! قیامت کو جلدی قائم فرما دے تاکہ میں اپنے اہل و عیال میں چلا جاؤں اور تیری عطاء کردہ نعمتوں کو حاصل کرلوں یہ مومن شخص قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما:

۱۹- بیہقی نے زہد میں اور ابن عساکر نے منقطع سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا۔ اے بھائی! کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیرے سامنے ہے اور تجھے نہیں علم کہ کب تجھے کسی صبح یا شام' دن یا رات کو آلے گی۔ پھر قبر جو کہ قوی ہے اور منکر نکیر ہیں اور ان کے بعد قیامت کا دن ہے جس دن جھٹلانے والوں کو اٹھایا جائے گا۔

۲۰- دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنی زبان کو ان کلمات کا عادی بناؤ یعنی **لا الـہ الا اللہ محمد رسول اللہ ربنا' الاسلام دیننا** اور **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم **نبینا** کیونکہ تمہیں قبروں میں ان کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

۲۱- امام احمد' طبرانی اور ابن عدی نے صحیح سند کے ساتھ' ابن ابی الدنیا نے اور آجری نے ''الشریعہ'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی آزمائشیں ذکر فرمائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا روزِ قیامت ہماری عقلیں لوٹا دی جائیں گی؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! بالکل اسی طرح جیسے کہ آج کل ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا! تو پھر دیکھ لیں گے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما:

۲۲- طبرانی نے کبیر میں حسن سند کیساتھ اور بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندہ مومن مرجاتا ہے تو اسے اس کی قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟' تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ' میرا دین اسلام اور میرا نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اس کیلئے اس کی قبر وسیع اور کشادہ کردی جاتی ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم فرماتا ہے۔

جب کافر کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو بٹھا کر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ تو اس پر اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے اور عذاب دیا جاتا ہے پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا"

۲۳- ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

تم میں سے کسی کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو اگر وہ مومن ہو تو جواب دیتا ہے کہ میں زندہ یا مردہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو جتنی چاہے اس کی قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے اور اسے اس کا جنتی ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے اور اس کے پاس جنتی لباس اترتا ہے جسے وہ زیب تن کرتا ہے۔

جب کہ کافر سے کہا جاتا ہے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نہیں جانتا تو اسے کہا جاتا ہے تو نے جانا ہی نہیں۔ تین مرتبہ کہا جاتا ہے پھر اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں اور اس کی قبر کے کونوں میں سانپ بھیج دیئے جاتے ہیں جو اسے ڈستے رہتے اور کھاتے رہتے ہیں جب جزع فزع کرکے چیختا ہے تو اسے آگ یا لوہے کا گرز مارا جاتا ہے اور جہنم کی طرف سے اس کی قبر میں ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

قبر میں سوال وجواب

۲۴- آجری نے "الشریعہ" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندہ وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتے بھیجتا ہے جو اس کی روح کو اس

کے کفن سے اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جو اسے ڈانٹ کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ کہتے ہیں' تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں تو نے سچ کہا اور میں ایسا ہوں۔ اب اس کیلئے جنتی فرش بچھاؤ اور جنتی لباس پہناؤ اور اسے اس کا جنتی ٹھکانہ دکھاؤ۔

جبکہ کافر کو ایسی مار ماری جاتی ہے کہ اس سے اس کی قبر آگ بن کر بھڑکنے لگتی ہے یا اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے جس سے اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں اور اس کی قبر میں اونٹوں کی گردنوں کی مانند موٹے سانپ بھیج دیئے جاتے ہیں۔

۲۵- خلال نے اپنی کتاب ''شرح السنۃ'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن کی موت قریب آتی ہے تو ملک الموت اس کے پاس آکر پکارتا ہے کہ اے پاکیزہ روح! پاکیزہ جسم سے نکل آ' جب اس کی روح نکل آتی ہے تو اسے سرخ رنگ کے کپڑے میں لپیٹ لیا جاتا ہے۔

جب اسے غسل اور کفن دے کر اس کی چارپائی اٹھائی جاتی ہے تو اس کی روح چارپائی کے اوپر بلند ہو جاتی ہے اور جہاں جہاں چارپائی پھرتی ہے روح بھی پھرتی ہے حتیٰ کہ اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

جب دفن کر دیا جاتا ہے تو اسے بٹھایا جاتا ہے اور اس کی روح لا کر اس میں رکھ دی جاتی ہے اور پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے۔ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کی قبر تا حد نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے پھر اس کی روح بلند ہوتی ہے اور مقام اعلیٰ علیین میں چلی جاتی ہے۔

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

''ان کتاب الابرار لفی علیین' وما ادراك ما علیون کتاب مرقوم''

ترجمہ: بے شک نیکوں کی کتاب علیین میں ہے اور تم کیا جانو علیین کیا ہے۔ رقم شدہ کتاب ہے۔

آپ نے فرمایا' یہ مقام ساتویں آسمان پر ہے۔

جبکہ کافر سے بھی یہی پوچھا جاتا ہے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی گفتگو ذکر کی اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"ان كتاب الفجار لفی سجين وما ادراك ماسجين"

ترجمہ: بے شک فاجروں کی کتاب سجین میں ہے اور تم کیا جانو سجین کیا ہے۔

آپ نے فرمایا' مقام سجین ساتویں زمین ہے۔

حدیث عثمان رضی اللہ عنہ: مردے کے لئے دعائے مغفرت کرو!

۲۶- ابوداؤد نے "البعث" میں' حاکم نے "تاریخ" میں اور بیہقی نے "عذاب القبر" میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور مردے کو دفن کیا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنے بھائی کیلئے دعائے مغفرت کرو اور اس کیلئے ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوال کیے جائیں گے"۔

حدیث عمر رضی اللہ عنہ: چار گز لمبی قبر میں تیری کیا حالت ہوگی؟

۲۷- ابوداؤد نے "البعث" میں' حاکم نے "تاریخ" میں اور بیہقی نے "عذاب القبر" میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو چار گز لمبی قبر میں ہوگا اور منکر نکیر کو دیکھے گا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! منکر نکیر کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: قبر میں آزمائش اور امتحان کیلئے آنے والے فرشتے ہیں جو زمین کو اپنے دانتوں سے کھود دیتے ہیں اور اپنے بالوں میں چلتے ہیں۔ ان کی آواز کڑک دار بجلی کی طرح اور آنکھیں اندھا کر دینے والی بجلی کی طرح ہیں۔ ان کے پاس ایک گرز ہوتا ہے اگر تمام منیٰ والے بھی جمع ہو جائیں تو اسے نہیں اٹھا سکیں گے لیکن ان پر اس کا اٹھانا میرے اس عصا کے اٹھانے سے زیادہ آسان ہے۔ وہ تیرا امتحان لیں گے اور اگر تو جواب دینے میں اٹک گیا تو تجھے اس گرز سے ایسی ضرب ماریں گے کہ جس سے تو راکھ بن جائے گا۔ میں نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اپنی اسی حالت یعنی حالت ایمان پر ہوں گا؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! تو میں نے کہا تب میں ان کو کافی ہو جاؤں گا۔

۲۸- ابونعیم‘ ابن ابی الدنیا‘ آجری نے ”الشریعہ“ میں اور بیہقی نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا‘ فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو وفات پا جائے گا اور لوگ تیرے لیے تین گز اور ایک ہاتھ ایک بالشت زمین ماپیں گے پھر وہ تیرے پاس آکر تجھے غسل دیں گے اور کفن پہنا کر خوشبو لگائیں گے۔ پھر تجھے اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جائیں گے اور قبر میں رکھ کر تم پر مٹی ڈال دیں گے اور جب وہ واپس لوٹ آئیں گے تو قبر میں امتحان لینے والے فرشتے منکر نکیر تیرے پاس آئیں گے ان کی آواز کڑک دار بجلی کی طرح اور ان کی آنکھیں اندھا کر دینے والی بجلی کی طرح ہیں تو وہ تجھے ڈرائیں گے دھمکائیں گے اور خوفزدہ کریں گے۔ تو اس وقت اے عمر رضی اللہ عنہ! تیری کیا حالت ہوگی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ! کیا میری عقل اس وقت میرے پاس ہوگی؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا‘ تب میں انہیں کافی ہو جاؤں گا۔

حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:

۲۹- امام مسلم نے حضرت عمرو بن عاص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض موت میں فرمایا کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر چکنی مٹی ڈال کر اتنی دیر قبر کے پاس ٹھہرنا جتنی دیر میں تم ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتے ہو تاکہ مجھے انس حاصل ہو اور میں اپنے رب کے قاصدوں کو جواب دے سکوں۔

حدیث معاذ رضی اللہ عنہ: گھر کے اوپر نور کا خیمہ

۳۰- بزار نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا‘ فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس گھر میں روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اس گھر کے اوپر نور کا ایک خیمہ ہوتا ہے۔ اس خیمے کو دیکھ کر فرشتے راستہ معلوم کرتے ہیں جیسے سمندر میں سفر کرنے والے اس کی تاریکیوں‘ چٹیل میدان کے اندھیروں میں اور خشکی کے مسافر ستاروں کو دیکھ کر راستہ معلوم کرتے ہیں لیکن جب قرآن مجید پڑھنے والا فوت ہو جاتا ہے اور وہ نور غائب ہو جاتا ہے اور فرشتے اس کو نہیں دیکھتے تو تب ہر آسمان کے فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ دعائے مغفرت تا قیامت کرتے رہیں گے اور جب بھی کوئی مسلمان قرآن پڑھتا ہے اور پھر کسی رات میں کھڑے

ہو کر نماز میں اس کی تلاوت کرتا ہے تو وہ رات آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اسے مقر روقت پر بیدار کر دینا اور اس کیلئے آسان ہو جانا اور جب وہ فوت ہو جاتا ہے اور لوگ اس کے کفن دفن کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں تو قرآن خوبصورت شکل میں اس کے سر کی طرف آ کر ٹھہر جاتا ہے۔
جب اس کو کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے تو قرآن سینے کے پاس آجاتا ہے جب اس کو لوگ قبر میں رکھ کر مٹی برابر کر دیتے ہیں تو اس کے پاس قبر کے فرشتے یعنی منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو بٹھا دیتے ہیں۔ اس وقت قرآن مجید اس کے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو فرشتے قرآن سے کہتے ہیں کہ ایک طرف ہو جاؤ۔ قرآن مجید کہتا ہے۔ رب کعبہ کی قسم! ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ یہ میرا دوست اور خلیل ہے اور میں اس کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ پھر قرآن اس کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ میں وہی قرآن ہوں جس کو تو بلند آواز سے پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ تلاوت کرتا تھا اور مجھ سے محبت کرتا تھا۔ اب میں تم سے محبت کرتا ہوں اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ اور منکر نکیر کے سوال کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہوگا۔ منکر نکیر سوال کے بعد واپس چلے جاتے ہیں اب قبر میں صرف مردہ ہوتا ہے یا قرآن۔ تو قرآن مردے سے کہتا ہے کہ میں تیرے لیے نرم و نازک بستر اور حسین و جمیل چادریں بچھاتا ہوں اور یہ اس لیے کہ تو ساری رات میرے لیے جاگتا تھا اور سارا دن میرے لیے تھکتا تھا۔
پھر قرآن مجید پلک جھپکنے سے پہلے آسمان کی طرف چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تمام چیزیں مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ سب کچھ عطاء فرما دیتا ہے چنانچہ چھٹے آسمان کے ایک ہزار مقرب فرشتے تشریف لاتے ہیں اور قرآن کریم آ کر اس مردے سے پوچھتا ہے کیا تو اس عرصہ میں اکیلے وحشت زدہ تو نہیں ہوا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں اے قاری قرآن اٹھو تا کہ ہم تیرے لیے جنتی بستر بچھا دیں پھر اس کیلئے ایک ایسا جنتی گدا بچھایا جاتا ہے جس کا استر سبز ریشم کا ہوتا ہے اور اس میں مشک بھری گئی ہوتی ہے اور سر اور پاؤں کی طرف سندس اور استبرق کے تکیے رکھ دیئے جاتے ہیں اور جنتی نور کے چراغ سر اور پاؤں کی طرف روشن کر دیئے جاتے ہیں جو کہ تا قیامت روشن رہیں گے پھر اس کو فرشتے دائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹا دیتے ہیں پھر جنتی یاسمین کے پھول اس پر چڑھا دیئے جاتے ہیں اور اس کی قبر کو چار سو سال کی مسافت کے برابر کشادہ کر دیا جاتا ہے اب وہ اور قرآن یوم آخرت تک قبر میں ساتھ رہیں گے۔ قرآن دن رات اس کی خبر اس کے گھر والوں کو دیتا ہے اور اس کے ساتھ اس طرح رہتا ہے کہ جس طرح باپ اپنے بچوں کے ساتھ محبت و شفقت سے رہتا ہے۔ اب اگر اس

کی اولاد میں سے کوئی قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتا ہے تو اسے خوشخبری سناتا ہے اور اگر کوئی برا کام سرانجام دیتا ہے تو اس کیلئے اصلاح وہدایت کی دعا کرتا ہے۔

"یہ حدیث غریب ہے اور سند میں انقطاع ہے"۔

حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ: بھلائی کی بات سکھایئے

۳۱- ابن مبارک نے زہد میں' ابن ابی شیبہ' آجری نے الشریعہ میں اور بیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بھلائی کی بات سکھایئے کہ جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطاء فرمائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ذرا یہ تو سوچو کہ اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تیرے لیے چار ہاتھ لمبی اور دو دو ہاتھ چوڑی زمین ہوگی تیرے وہ گھر والے جو تیری جدائی کو ناپسند کرتے تھے اور وہ بھائی جو تیری تکلیف سے پریشان ہو جاتے تھے وہ تجھے اس زمین میں لاکر ڈال دیں گے۔ پھر تجھ پر تختے ڈالیں گے اور بہت سی مٹی اوپر ڈال دیں گے پھر تیرے پاس دو فرشتے نیلی آنکھوں والے اور گھونگریالے بالوں والے آئیں گے جنہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ تجھ سے کہیں گے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ اگر تو تو نے یہ کہا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور دین اسلام اور اور میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو قسم بخدا! تو نے ہدایت پائی اور نجات حاصل کی اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ثابت قدم کرنے سے ہی ہوگی اس کے باوجود تو شدت اور خوف پائے گا اور اگر تو نے یہ کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا تو قسم بخدا! تو گمراہ ہوا اور ہلاک ہوگیا۔

حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ: ملک الموت کا ہتھوڑا

۳۲- امام احمد' بزار' ابن ابی الدنیا' ابن ابی عاصم نے السنۃ میں' ابن مردویہ اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں شرکت کی تو آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اس امت کو ان قبروں میں آزمایا جائے گا۔ جب انسان کو دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوتا ہے وہ مردے کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو اگر وہ

مومن ہو تو جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ملک الموت کہتا ہے تو نے سچ کہا۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ کھول کر اسے کہتا ہے کہ اگر تو اپنے رب اللہ تعالیٰ سے کفر کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا اب جبکہ تو ایمان لایا ہے لہٰذا تیرا ٹھکانہ یہ ہے اور جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ وہ مردہ اس میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو ملک الموت کہتا ہے کہ یہیں ٹھہر جا پھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اگر وہ کافر یا منافق ہو اور اس سے یہ پوچھا جائے کہ اس شخصیت کے متعلق تو کیا کہتا تھا؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ تو فرشتہ کہتا ہے تو نے نہیں جانا اور نہ ہی ہدایت پائی پھر جنت کا ایک دروازہ کھول کر اسے کہتا ہے کہ اگر تو اپنے رب پر ایمان لاتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوگا۔ اب جبکہ تو نے اپنے رب سے کفر کیا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہے اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر فرشتہ اسے وہ ہتھوڑا اتنی زور سے مارتا ہے کہ اسے جن وانس کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ جس کے پاس ملک الموت ہتھوڑا لے کر کھڑا ہو اور اس پر ہیبت طاری نہ ہو؟ تو رسول نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔

حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ: افسوس! افسوس!

۳۳- طبرانی نے اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا: افسوس، افسوس، افسوس! میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ ﷺ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ کیساتھ میرے علاوہ کوئی نہیں۔ آپ ﷺ کس پر اظہار افسوس فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر اظہار افسوس نہیں کیا بلکہ اس قبر والے پر کیا ہے کیونکہ اس سے میرے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اسے میرے متعلق شک پڑ گیا ہے یعنی جواب نہیں دے سکا۔

۳۴- بزاز، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو رافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میں بقیع الغرقد کے مقام پر رسول نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے

چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ تو نے ہدایت پائی اور نہ تجھے ہدایت عطاء ہوئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے متعلق نہیں کہہ رہا تھا بلکہ اس قبر والے کے متعلق کہہ رہا تھا۔ اس سے میرے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے یہ گمان کیا کہ مجھے نہیں جانتا۔ اس قبر پر اس میں مردے کو دفن کرنے کے بعد پانی چھڑکا گیا تھا۔

حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ:

۳۵- ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مندہ نے حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن وفات پا جاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ۔ پھر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ اور یہ اس سے تین دفعہ پوچھا جاتا ہے۔ پھر جہنم کا دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے کہ اگر تو حق سے انحراف کرتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا۔ پھر جنت کا دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے اب جبکہ تو ثابت قدم رہا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔

جب کافر مرتا ہے تو اسے قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو نے نہیں جانا۔ پھر جنت کا دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے کہ اگر تو حق پر ثابت قدم رہتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا۔ پھر جہنم کا دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے اب جبکہ تو حق سے منحرف ہوا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا یہی مطلب ہے۔

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم فرماتا ہے۔ راوی کہتے ہیں، دنیا میں لا الٰہ الا اللہ سے اور آخرت میں قبر میں سوال کے وقت ثابت قدم فرماتا ہے۔

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

۳۶- ترمذی نے حسن قرار دیتے ہوئے، ابن ابی الدنیا، آجری نے الشریعہ میں، ابن ابی عاصم نے السنۃ میں اور بیہقی نے ''عذاب القبر'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب میت کو قبر میں دفن کردیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے سیاہ چہروں اور نیلی آنکھوں والے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ میت سے پوچھتے ہیں کہ تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا پھر اس کی قبر ستر گز کشادہ کردی جاتی ہے پھر اس میں روشنی کی جاتی اور کہا جاتا ہے کہ سو جا۔ وہ کہتا ہے مجھے اپنے گھر والوں کے پاس لے چلو کہ میں انہیں اس کے متعلق بتاؤں؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس دن تک جب کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبر سے اٹھائے سو جا اس دلہن کی طرح جسے اس کے گھر والوں میں سے محبوب ہستی ہی بیدار کرتی ہے''۔

اگر وہ مردہ منافق ہو تو جواب دیتا ہے کہ میں بھی وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے یعنی میں نہیں جانتا۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں علم تھا کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اسے بھینچ لے تو وہ اسے بھینچ لیتی ہے جس سے اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں اور یہ عذاب اسے لگاتار اس وقت تک ہوتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ قبر سے اٹھائے گا۔

۲۷- طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم رسول نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ جب مردے کو دفن کرنے سے لوگ فارغ ہوئے اور واپس پلٹ گئے تو ارشاد فرمایا:

یہ میت ان لوگوں کی جوتیوں کی آواز سن رہی ہے۔ اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے ان کی آنکھیں تانبے کی ہنڈیا اور ان کے دانت گائے کے سینگوں کی مانند جبکہ آواز بجلی کی طرح کڑک دار ہوتی ہے۔ وہ اس کے پاس بیٹھ جائیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ یہ کس کی عبادت کرتا تھا اور اس کا نبی کون ہے۔ اگر تو یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا تھا تو کہے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا تھا اور میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں آپ ﷺ ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو ہم ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی۔

اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا۔

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم فرماتا ہے۔

پھر اسے کہا جائے گا تو یقین پر آیا یقین پر مرا اور اسی پر دوبارہ تجھے اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کی قبر میں کشادگی کر دی جائے گی۔

اگر وہ شک کرنے والوں میں سے ہوا تو کہے گا کہ میں نہیں جانتا۔ جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ تو اسے کہا جائے گا کہ تو شک پر ہی آیا اور شک پر ہی مرا اور اسی پر تجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کی قبر میں جہنم کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس پر ایسے بچھو اور سانپ مسلط کیے جائیں گے کہ اگر ان میں سے ایک دنیا میں پھونک مار دے تو اس میں کوئی چیز نہ اگے۔ اور زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اسے دبا لے تو اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔

مردے کے اعمال ہر طرف چھا جاتے ہیں

۴۸- ہناد نے ''زہد'' میں ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن منذر ابن حبان نے ''صحیح'' میں طبرانی نے اوسط میں ابن مردویہ حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب مردے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ اگر تو مردہ مومن ہو تو نماز اس کے سر کے پاس زکوۃ دائیں طرف روزے بائیں طرف نیکی اور بھلائی کے کام اور لوگوں سے احسان اس کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے۔ میری طرف کوئی راستہ نہیں۔ وہ دائیں طرف سے آتا ہے تو زکوۃ کہتی ہے۔ میری طرف کوئی راستہ نہیں۔ وہ بائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے۔ میری طرف کوئی راستہ نہیں۔ پھر وہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو نیکی اور بھلائی کے کام اور لوگوں سے احسان کہتے ہیں میری طرف کوئی راستہ نہیں۔ تب اس مردے سے کہا جاتا ہے۔ بیٹھ جا تو وہ بیٹھ جاتا ہے اور اسے سورج ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ غروب ہونے والا ہے۔ تو اسے کہا جاتا ہے کہ ہمیں بتاؤ ہم تجھ سے کیا پوچھیں تو وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ دو نماز پڑھنے دو۔ تو کہا جائے گا کہ پڑھ لینا۔ پہلے یہ بتا کہ ہم تجھ سے سوال کریں تو کہے گا۔ کس بارے میں پوچھو گے؟ تو کہا جائے گا کہ تو اس شخصیت کے بارے میں جو تمہارے درمیان موجود تھے یعنی حضور نبی کریم ﷺ کیا کہا کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا میں

نے یہ گواہی دی کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے واضح نشانیاں لے آئے تو ہم نے تصدیق کی اور پیروی کی۔ تو اسے کہا جائے گا جو تو نے کہا سچ کہا اور سچ پر ہی تو آیا اسی پر مرا اور انشاء اللہ اسی پر دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔ پھر اس کی قبر تا حد نگاہ وسیع کر دی جائے گی۔ اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا۔

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ دنیاوی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم فرماتا ہے۔

پھر کہا جائے گا اس کے سامنے جہنم کا دروازہ کھولو تو جہنم کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا تو اس کے جسم کو جس مٹی سے تخلیق کیا گیا تھا اسی میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ اور اس کی روح کو نسیم طیب میں رکھ دیا جاتا ہے اور نسیم طیب ایک سبز پرندہ ہے جو کہ جنت کے درختوں پر لٹکا ہوا ہے۔

جبکہ کافر کی قبر میں فرشتہ عذاب اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو کچھ بھی موجود نہیں ہوتا پھر پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو بھی کچھ موجود نہیں ہوتا۔ تب وہ کافر مرعوب اور خوفزدہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے تو اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا جو تمہارے درمیان موجود تھے اور ان کے بارے میں کیا گواہی دیتا تھا؟ تو اس کافر کو آپ ﷺ کا نام یاد نہیں آتا تو کہا جاتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ! تو وہ کہتا ہے لوگوں کو کچھ کہتے سنتا تھا تو میں بھی وہی کہہ دیتا تھا تب کہا جائے گا تو نے سچ کہا۔ اسی سچ پر تو آیا' اسی پر مرا اور انشاء اللہ اسی پر تجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا پھر اس کی قبر اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔

اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کا۔

"ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا"

پھر کہا جائے گا اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولو تو جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا اور یہ جگہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیار فرماتا تو اس کی حسرت و یاس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا۔

پھر کہا جائے گا کہ اب اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھولو تو جہنم کا دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا اب یہ تیرا ٹھکانہ ہے اور یہ جگہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیار کی ہے تو اس کی

غمنا کی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا۔

۳۹- طبرانی نے اوسط میں اور ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مردے کو قبر میں پکڑا جاتا ہے جب فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت قرآن اسے دور ہٹا دیتی ہے اور جب سامنے سے آتا ہے تو صدقہ اسے دور ہٹا دیتا ہے اور جب پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو مسجد کی طرف چل کر جانا اسے دور ہٹا دیتا ہے اور صبر ایک کونے میں بیٹھا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں تمہیں عاجز دیکھتا تو اس مردے کا میں ساتھ دیتا۔

اعمالِ صالحہ مردے کو گھیر لیتے ہیں

۴۰- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب مردے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اسے گھیر لیتے ہیں۔ اگر فرشتہ سر کی جانب سے آتا ہے تو تلاوت قرآن سامنے آجاتی ہے۔ اگر پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو قیام سامنے آجاتا ہے اگر ہاتھوں کی جانب سے آتا ہے تو ہاتھ کہتے ہیں کہ قسم بخدا! یہ ہمیں صدقہ اور دعا کیلئے پھیلاتا تھا۔ ہماری جانب سے تمہارے لیے کوئی راستہ نہیں اور اگر منہ کی طرف سے آتا ہے تو اس کا ذکر کرنا اور روزے سامنے آجاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا! ایسے ہی نماز ہے جبکہ صبر ایک کونے میں بیٹھا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں تمہیں عاجز دیکھتا تو میں اس آدمی کا ساتھ دیتا۔

اس آدمی کے اعمال صالحہ اس کا اس طرح دفاع کرتے ہیں جیسے کوئی آدمی اپنے بھائی' گھر والوں اور اولاد کا دفاع کرتا ہے۔ اس وقت اسے کہا جاتا ہے کہ سو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے ٹھکانے میں برکت عطا فرمائے تو کتنے ہی اچھے ہیں تیرے دوست اور کتنے ہی اچھے ہیں تیرے ساتھی۔

۴۱- ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب بندۂ مومن قریب المرگ ہوتا ہے اور اس کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ پاکیزہ رح پاکیزہ جسم سے نکلی ہے۔ اور جب اسے اس کے گھر سے اس کی قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے تو جو لوگ اسے تیزی سے لے کر چلتے ہیں ان سے محبت کرتی ہے۔ جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو ایک آنے والا آتا ہے تاکہ اسے سر سے پکڑے تو اس کے سجدے اس کے اور پکڑنے والے کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اسے پیٹ سے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے تو روزے درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں۔ پھر ہاتھ سے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے تو صدقہ

درمیان میں حائل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ پاؤں سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو نماز کیلئے اس کا قیام اور نماز کی طرف چل کر جانا درمیان میں حائل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مومن کبھی نہیں گھبراتا ہاں مگر مخلوق میں سے جسے اللہ چاہے وہ گھبراتا ہے۔ جب وہ اپنے ٹھکانہ اور جو کچھ اس کیلئے تیار کیا گیا ہوتا ہے وہ کچھ دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اے پروردگار! مجھے میرے ٹھکانے پر پہنچا دے۔ تو اسے کہا جاتا ہے کہ ابھی تیرے بہت سے بھائی اور بہنیں تجھ سے نہیں ملے اس لیے خوش خوش سو جا۔

جب کافر قریب المرگ ہوتا ہے اور اس کی روح جسم سے نکلتی ہے تو ملائکہ کہتے ہیں کہ ناپاک روح ناپاک جسم سے نکلی ہے۔ جب اسے اس کے گھر سے قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے تو جو اسے لے کر جاتے ہیں ان کو پسند کرتا ہے او چیختا ہے۔ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ تو جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے اور جو عذاب اس کیلئے تیار کیا گیا ہوتا ہے وہ دیکھتا ہے تو کہتا ہے۔ "رب ارجعون" اے پروردگار! مجھے واپس بھیج دے تا کہ میں توبہ کروں اور نیک عمل کروں۔ تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو نے جتنی عمر گزارنی تھی گزار لی۔ پھر اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے تو اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں اور وہ اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جو کہ بالکل دبلا اور سوتے ہوئے ڈرتا ہو پھر اس کی قبر میں سانپ اور بچھو بھیج دیے جاتے ہیں۔

مومن اور کافر سے قبر میں سوال و جواب

۴۲- بزار نے اور ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں

جب بندۂ مومن کی موت قریب آتی ہے تو جو اسے دکھایا جانا ہوتا ہے وہ دکھا دیا جاتا ہے۔ اس وقت وہ چاہتا ہے کہ فوراً اس کی جان نکل جائے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے۔ پھر بندۂ مومن کی روح آسمان پر جاتی ہے تو مومنین کی ارواح اس کے پاس آتی ہیں اور زمین پر رہنے والوں میں سے اپنی جان پہچان والوں کے متعلق اس سے پوچھتی ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو دنیا میں چھوڑ آیا ہوں تو انہیں تعجب ہوتا ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ فلاں مر گیا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اس کی روح تو ہمارے پاس نہیں آئی۔ تو پھر اس کی روح دوزخیوں کی ارواح کے پاس چلی گئی ہے۔ پھر مومن بندہ قبر میں بیٹھ جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا دین کونسا

ہے ﷺ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے تو اس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے ٹھکانے کو دیکھ اور خوشی خوشی سو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دوبارہ اٹھاتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے ابھی ابھی سویا تھا اونگھ گیا تھا۔

جب دشمن خدا کی موت قریب آتی ہے اور اسے جو کچھ دکھایا جانا ہوتا ہے وہ کچھ دکھایا جاتا ہے تو وہ ہمیشہ کیلئے اپنی روح کا نکلنا پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔ پھر جب اسے قبر میں بٹھا کر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نہیں جانتا تو کہا جاتا ہے کہ تو نے نہیں جانا۔ اور پھر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نہیں جانتا تو کہا جاتا ہے کہ تو نے نہیں جانا۔ پھر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نہیں جانتا تو کہا جاتا ہے کہ تو نے نہیں جانا۔ پھر اس کی قبر میں جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ایسی مار ماری جاتی ہے کہ جسے سوائے جن و انس کے ہر جانور سنتا ہے پھر کہا جاتا ہے کہ سانپ ڈسے آدمی کی طرح سو جا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ منہوس سے کیا مراد ہے؟ تو فرمایا وہ آدمی جسے سانپوں اور بچھوؤں وغیرہ نے ڈسا ہو۔ پھر اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔

منکر نکیر کون ہیں؟

۴۳- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔

کہ اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو منکر نکیر کو دیکھے گا؟ عرض کی منکر نکیر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: قبر میں امتحان لینے والے دو فرشتے ہیں ان کی آواز کڑک دار بجلی کی طرح اور آنکھیں اندھا کر دینے والی بجلی کی طرح ہیں اور اپنے بالوں میں چلتے ہیں اور اپنے دانتوں سے زمین کو کھودتے ہیں۔ ان کے پاس لوہے کا ایک ایسا ڈنڈا ہے کہ اگر منیٰ کے رہنے والے اسے اٹھانے کی کوشش کریں تو نہیں اٹھا سکیں گے۔

۴۴- ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مردے کو اس کی قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اگر وہ نیک ہو تو اسے اس حالت میں بٹھایا جاتا

ہے کہ اسے کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوتا۔ پھر پوچھا جاتا ہے کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اسلام پر، پھر کہا جاتا ہے کہ یہ شخصیت کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اللہ کے پاس سے ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر کہا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ رب العزت کو دیکھا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں اور نہ ہی کسی کیلئے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا مناسب ہے۔ تو جہنم کی طرف سے ایک سوراخ کھولا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو گرا رہے ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف دیکھ جس سے تجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ پھر جنت کی جانب ایک سوراخ کھولا جاتا ہے تو وہ اس کی کلیاں، پھول اور دیگر اشیاء دیکھتا ہے پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین پر ہی تھا اسی پر مرا اور انشاء اللہ اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

جبکہ برا آدمی قبر میں ڈرا سہما بیٹھے گا اور اسے کہا جائے گا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نہیں جانتا پھر کہا جائے گا کہ یہ آدمی کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں لوگوں کو کچھ کہتے سنتا تھا تو وہی کہہ دیتا تھا۔ تب جنت کی جانب ایک سوراخ کھولا جائے گا تو وہ اس کے پھول اور دیگر اشیاء دیکھے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ اس طرف دیکھ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تجھے دور کر دیا پھر جہنم کی جانب ایک سوراخ کھولا جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے دوسرے حصوں کو گرا رہے ہیں۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک پر ہی رہا اسی پر مرا اور انشاء اللہ اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

حدیث اسماء رضی اللہ عنہا:

۴۵- ابن ابی شیبہ اور امام بخاری نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتی ہیں۔ میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

آپ ﷺ کی جانب وحی کی گئی کہ انسانوں کو ان کی قبروں میں آزمایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تمہارا اس شخصیت کے بارے میں کیا علم ہے؟ تو مومن یا یقین رکھنے والا آدمی کہے گا کہ آپ ﷺ کا نام نامی حضرت محمد ﷺ ہے اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس واضح نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کی بات کو سنا اور اتباع کی تو پھر اسے کہا جائے گا کہ ہم نے جان لیا تو مومن ہے، خوشی سے سو جا۔

جبکہ منافق یا شک میں پڑا ہوا شخص کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا بلکہ لوگ جو کچھ کہتے تھے میں بھی

وہی کچھ کہتا تھا۔

۴۶- امام احمد نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب آدمی کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اگر وہ مومن ہو تو اس کی نماز اور روزے اسے گھیر لیتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ نماز والی طرف سے آتا ہے تو نماز اسے دور ہٹا دیتی ہے تو وہ روزے کی طرف سے آتا ہے تو وہ بھی اسے ہٹا دیتے ہیں۔ تب وہ فرشتہ ندا دیتا ہے کہ بیٹھ جا تو وہ مردہ بیٹھ جاتا ہے اور فرشتہ کہتا ہے کہ تو اس شخصیت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ تو فرشتہ کہتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا تھا اور اب بھی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہے گا جسے تو نہیں جانتا تھا اس کا ادراک کیسے ہوا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے گواہی دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ فرشتہ کہے گا کہ اسی یقین پر تو نے زندگی گزاری اسی پر مرا اور اسی پر تجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

جبکہ کافر و فاجر آدمی کے پاس فرشتہ آئے گا تو اس کے اور فرشتے کے درمیان کچھ بھی حائل نہ ہوگا جو اسے روک دے تو وہ فرشتہ اسے بٹھائے گا اور کہے گا کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ پوچھے کہ کون سا آدمی؟ فرشتہ کہے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ کہے گا کہ قسم بخدا! میں نہیں جانتا۔ لوگ کچھ کہتے تھے تو میں بھی وہی کہہ دیتا تھا تو فرشتہ اسے کہے گا کہ اسی بات پر تو نے زندگی گزاری اسی پر مرا اور اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس پر ایک جانور مسلط کر دیا جائے گا جس کے پاس آگ کی چنگاریوں کی گانٹھوں والا کوڑا ہوگا اور جب تک اللہ چاہے گا وہ جانور اس کوڑے سے اسے مارتا رہے گا لیکن اس کی آواز نہیں سنے کہ رحم کرے''۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

یہودی عورت نے بتایا

۴۷- امام احمد اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

ایک یہودی عورت نے میرے دروازے پر کھانے کا سوال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتنۂ

دجال اور فتنۂ عذاب قبر سے محفوظ فرمائے۔ مجھے کھانا کھلا دو۔ تو میں نے اسے رسول نبی کریم ﷺ کے آنے تک روکے رکھا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' کیا کہتی ہے؟ میں نے عرض کی کہ کہتی ہے کہ تمہیں اللہ رب العزت فتنۂ دجال اور فتنۂ عذاب قبر سے محفوظ فرمائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ہاتھوں کو پھیلا کر فتنۂ دجال اور فتنۂ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی پھر ارشاد فرمایا:

فتنۂ دجال سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے لیکن میں تمہیں ایسے اس سے ڈراؤں گا کہ کسی نبی نے نہیں ڈرایا ہوگا۔ دجال کانا ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جسے ہر ایمان والا پڑھے گا۔ اور فتنۂ قبر یہ ہے کہ تمہیں میرے متعلق آزمایا جائے گا اور میرے متعلق ہی سوال کیا جائے گا۔

اگر مردہ نیک ہوگا تو اسے اس حالت میں قبر میں بٹھایا جائے گا کہ اسے کوئی ڈر اور خوف نہ ہوگا۔ پھر پوچھا جائے گا تو کس دین پر تھا؟ وہ جواب دے گا اسلام پر۔ پھر پوچھا جائے گا کہ یہ آدمی جو کہ تمہارے درمیان موجود تھے کون ہیں؟ وہ جواب دے گا کہ یہ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جو اللہ کے پاس سے واضح نشانیاں لے کر ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر جہنم کی طرف ایک سوراخ کھولا جاتا ہے تو مردہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے دوسرے بعض حصوں کو گرا رہے ہیں۔ تو اسے کہا جائے گا کہ اس کی طرف دیکھ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا پھر جنت کی جانب سوراخ کھولا جاتا ہے تو مردہ اس کے پھول اور دیگر چیزیں دیکھتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین پر زندہ رہا' اسی پر مرا اور انشاء اللہ اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

جبکہ برا آدمی قبر میں ڈرا سہا بیٹھتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تیرا کیا نظریہ تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں لوگوں کو کچھ کہتے سنتا تھا تو وہی کہہ دیتا تھا۔ تو جنت کی جانب ایک سوراخ کھولا جاتا ہے اور وہ اس کے پھول اور دیگر چیزیں دیکھتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف دیکھ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے دور کیا۔ پھر جہنم کی جانب سوراخ کھولا جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے دوسرے بعض حصوں کو گرا رہے ہیں اور پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ تیرا ٹھکانہ

ہے۔تو شک پر ہی زندہ رہا اور اسی پر مرا اور اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔پھر اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

۴۸- بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں۔

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اس امت کو قبروں میں آزمایا جائے گا۔تو میں تو ایک کمزور سی عورت ہوں۔میری کیا حالت ہوگی؟ تو آقائے نامدار رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ دنیاوی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم فرماتا ہے۔

۴۹- بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اہل قبور سے میرے متعلق پوچھا جائے گا اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت"

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم فرماتا ہے۔

اعمالِ صالحہ جھگڑیں گے

۵۰- ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب مومن کی چارپائی نکلتی ہے تو وہ ندا دیتا ہے کہ تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے جلدی لے کر چلو۔ جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال اسے گھیر لیتے ہیں۔نماز اس کے دائیں طرف آجاتی ہے۔روزے بائیں طرف جبکہ نیک اعمال پاؤں کی طرف آجاتے ہیں۔اور نماز فرشتوں سے کہتی ہے کہ میری طرف سے تمہارے لیے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ مجھے مقررہ اوقات پر ادا کیا کرتا تھا۔تو فرشتے اس کی بائیں جانب سے آتے ہیں تو روزے کہتے ہیں کہ یہ روزہ رکھتا تھا اور پیاس برداشت کرتا تھا تو تم کچھ راستہ نہیں پاؤ گے۔تو وہ پاؤں کی طرف سے آئیں گے تو اس کے نیک اعمال جھگڑا کریں گے تو فرشتے کوئی راستہ نہ پائیں گے۔آخرکار وہ اتنی اونچی آواز سے

پکاریں گے کہ جسے سوائے انسان کے ہر چیز سنے گی کیونکہ اگر اسے انسان سن لے تو وہ اوندھا گر پڑے۔

سات دن تک فتنۂ قبر

۵۱- امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت طاؤس سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مردے اپنی قبر کے اندر سات دن آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس لیے علماء کرام اس بات کو اچھا سمجھتے تھے کہ مردے کی طرف سے سات دن تک فقرا کو کھانا کھلایا جائے۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا اثر سے یہ ثابت ہوا کہ مردے کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنا اور ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور مستحسن ہے۔ علاوہ ازیں جو مسلمان مردے کی طرف سے تین' سات اور پیچھے گزری ہوئی احادیث کے مطابق چالیس دن تک صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرتے ہیں ان کا عمل جائز ہے بدعت نہیں۔

۵۲- ابونعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ '' اے اللہ! یہ تیرے پاس آیا ہے اسے اچھا مقام عطاء فرمانا۔ اس کے پہلوؤں سے زمین خشک فرمانا۔ اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھولنا اسے شرف قبولیت عطاء فرمانا اور سوال و جواب کے وقت اسے گفتگو میں ثابت قدم فرمانا۔

شیطان کا پھندہ

۵۳- حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب مردے سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو شیطان لعین ایک خاص شکل میں اس کے سامنے آتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔

ایک اور دعا

۵۴- حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث کی تائید رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے دفن کرنے کے بعد دیگر احادیث میں یہ دعا بھی فرمائی کہ "اللهم اجره من الشيطان" اے اللہ اسے شیطان سے بچانا۔ اس بات سے بھی ہوتی ہے وگرنہ یہ دعا کرنے کی ضرورت

نہ تھی۔

قبر کے سوالوں کے جواب سیکھو

۵۵-ابن شاہین نے مسند میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن سلمان نے' ان سے عمرو بن عثمان نے ان سے بشیر بن صفوان نے اور ان سے راشد نے حدیث بیان کی' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: کہ قبر کے سوالوں کے جواب سیکھا کرو۔ اس فرمان عالیشان کا یہ اثر ہوا کہ انصار میں سے کوئی آدمی وفات پا جاتا تو وہ اسے منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات بتاتے تھے۔ اور جب بچہ عقلمند ہو جاتا تو اسے کہتے کہ جب تم سے پوچھا جائے کہ تیرا رب کون ہے تو کہہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے' اور دین کے بارے میں پوچھا جائے تو کہہ میرا دین اسلام ہے اور جب نبی کے متعلق پوچھا جائے تو کہہ حضرت محمد ﷺ جو کہ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا

۵۶- سلفی نے طیوریات میں حضرت سہل بن عمار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے یزید بن ہارون کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا۔ قبر میں میرے پاس دو خوفناک اور درشت خو فرشتے آئے اور مجھ سے پوچھا۔ تیرا دین کیا ہے' تیرا رب کون ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو میں نے اپنی سفید داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ میرے جیسے آدمی سے یہ پوچھا جا رہا ہے حالانکہ میں نے اسی سال لوگوں کو تمہارے ان سوالوں کا جواب سکھایا ہے؟ تو یہ سن کر وہ چلے گئے اور جاتے ہوئے کہنے لگے کہ تم نے جریر بن عثمان سے کچھ لکھنا سیکھا تھا؟ تو میں نے کہا' ہاں؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ناپسند فرماتا ہے۔

استاد کا مقام

۵۷-لالکائی نے ''السنۃ'' میں حوثرہ بن محمد منقری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے یزید بن ہارون کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میرے پاس منکر نکیر آئے اور مجھے بٹھا کر پوچھا کہ تیرا رب کون ہے' تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو میں اپنی سفید داڑھی پر مٹی جھٹکنے لگا اور کہنے لگا۔ مجھ جیسے آدمی سے یہ سوال کیا جا رہا ہے؟ میں یزید بن ہارون ہوں اور دنیا میں میں نے ساٹھ سال لوگوں کو تعلیم دی ہے تو ان میں سے ایک نے کہا' تو نے سچ کہا' اب دلہن کی طرح سو جاؤ آج کے بعد تم پر کوئی غم نہ ہوگا۔

قبر سے آواز آئی

۵۸- ابن ابی الدنیا نے اور ابن جریر نے ''تہذیب'' میں یزید بن طریف بجلی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرا بھائی فوت ہوگیا جب اسے دفن کردیا گیا تو میں نے اس کی قبر پر سر رکھا اس طرح کہ میرا بایاں کان قبر پر تھا پھر میں نے اپنے بھائی کی ہلکی ہلکی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ ایک اور آواز آئی کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو میرے بھائی نے کہا السلام۔

۵۹- ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں اور ابن جریر نے تہذیب میں علاء بن عبدالکریم کے طریق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی وفات پا گیا اس کا ایک کمزور بصارت والا بھائی تھا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے اسے دفن کیا جب لوگ واپس آگئے تو میں نے اپنا سر اس کی قبر پر رکھ دیا تو قبر کے کے اندر سے آواز آرہی تھی کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی اور اس کی آواز اچھی طرح پہچان لی۔ اس نے کہا میرا رب اللہ تعالیٰ اور میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر قبر کے اندر والوں کو میرے متعلق شک پڑ گیا تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور میں واپس آگیا۔

۶۰- ابوالحسن بن براء عبدی نے کتاب الروضہ میں ذکر کیا ہے کہ مجھ سے فضل بن سہل اعرج نے بیان کیا کہتے ہیں۔ احمد بن نصر نے کہا کہ مجھ سے ایک آدمی نے حضرت ضحاک سے مروی روایت بیان کی' اس نے کہا۔

میرا بھائی فوت ہوگیا تو میرے اس کے جنازے تک پہنچنے سے پہلے اسے دفن کردیا گیا۔ میں اس کی قبر کے پاس آیا اور غور سے سننے لگا تو وہ کہہ رہا تھا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ اور میرا دین اسلام ہے۔

وسیلہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے نجات عطا ہوئی

۶۱- تاریخ ابن نجار میں ابوقاسم بن ہبۃ اللہ بن سلام بن سلام مفسر سے روایت ہے' فرماتے ہیں۔

ہمارے استاد مکرم کے ایک دوست کا وصال ہوگیا تو انہوں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ تو استاد

مکرم نے پوچھا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیا حالت پیش آئی؟ اس نے کہا' اے استاد محترم انہوں نے مجھے بٹھا کر پوچھا کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا کہ ان سے کہہ دو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے مجھے چھوڑ دو تو اس وقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس نے بہت ہی معزز ہستی اور معزز شخصیات کا وسیلہ پیش کیا ہے اس لیے اسے چھوڑ دو تو وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا روایت سے یہ پتہ چلا کہ وسیلہ تو قبر والوں کیلئے بھی قبر والوں کا جائز اور نفع بخش ہے تو زندوں کا بھی مردوں سے وسیلہ پکڑنا نفع بخش اور فائدہ مند ہے کیونکہ اگر وہ مردوں کو فائدہ دیتا ہے تو زندوں کو بھی ضرور فائدہ دیتا ہے۔

شوقِ نمازِ جنازہ اور افشائے راز

۶۴۔ لالکائی نے ''السنۃ'' میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا' محمد بن نصر صائغ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میرے والد صاحب کو ہر جان پہچان والے اور ہر ناواقف شخص کا جنازہ پڑھنے اور شرکت کرنے کا بہت شوق تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اے بیٹے! ایک دن میں ایک جنازے میں شریک ہوا جب اسے دفن کرنے لگے تو قبر میں دو آدمی اترے پھر ایک تو نکل آیا جبکہ دوسرا اندر ہی رہا اور لوگوں نے مٹی اوپر بکھیر دی تو میں نے کہا کہ لوگو! مردے کے ساتھ ایک زندہ بھی دفن کرتے ہو! تو انہوں نے کہا یہاں تو صرف ایک ہی تھا میں نے کہا شاید مجھے شبہ ہوا تھا۔ پھر میں واپس آیا اور کہا میں نے تو دو ہی دیکھے تھے جن میں سے ایک نکل گیا تھا اور دوسرا اندر تھا۔ میں اب اس وقت تک یہی رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میرے لیے یہ راز ظاہر نہ کر دے تو میں نے قبر کے پاس دس مرتبہ سورۃ یٰسین اور سورۂ ملک پڑھی اور رو کر عرض کی۔ اے پروردگار! جو میں نے دیکھا ہے وہ مجھ پر ظاہر فرما دے کیونکہ مجھے اپنے دین اور عقل کے جانے کا خوف ہے۔ تو قبر پھٹ گئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا اور میری طرف پیٹھ پھر کر جانے لگا تو میں نے کہا! اے آدمی تجھے خدا کی قسم! ٹھہر جا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تو وہ میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اسے یہی کہا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا تو نصر صائغ ہے؟ تو میں نے کہا' ہاں! اس نے کہا تو مجھے نہیں جانتا؟ میں نے کہا نہیں' ہم دو رحمت کے فرشتے ہیں اور ہمیں اہل سنت پر مقرر کیا گیا ہے کہ

جب انہیں قبروں میں دفن کیا جاتا ہے تو ہم ان کے پاس آ کر انہیں منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ کہا اور غائب ہو گیا۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا اثر سے اہل سنت کی شان وعظمت کا واضح اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اہلسنت کی حقانیت اور فرقہ ناجیہ ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

پوستین اٹھانے والا اس کے صدقے نجات پا گیا

۶۳- شیخ عبدالغفار قوصی نے ''التوحید'' میں ذکر کیا کہ

میں شیخ ناصرالدین کے گھر کے پاس تھا تو شیخ بہاء الدین اخمیمی آ پہنچے تو میں نے آپ کی پوستین اپنے کندھے پر رکھ لی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ شیخ ابو یزید کا خادم ان کی پوستین اپنے کندھے پر اٹھایا کرتا تھا اور وہ ایک صالح آدمی تھا۔ اسی دوران قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی تو اس خادم آدمی نے جو کہ مغرب کی طرف کا رہنے والا تھا اس نے کہا کہ اگر انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو قسم بخدا! میں ان سے کہوں گا کہ میں تو شیخ ابو یزید کی پوستین اٹھایا کرتا تھا۔ تو لوگوں نے اسے کہا کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا؟ تو اس نے کہا کہ تم میری قبر پر بیٹھنا تمہیں سنائی دے گا۔ تو جب وہ فوت ہو گیا تو لوگ اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے منکر نکیر کے سوال سنے اور اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے سوال کر رہے ہو حالانکہ میں تو شیخ ابو یزید کی پوستین اپنے کندھے پر اٹھایا کرتا تھا تو منکر نکیر اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا اثر سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی پوستین اٹھانا بھی نفع بخش اور فائدہ مند ہے اور جب ان کے کپڑے فائدہ دیتے ہیں تو وہ خود بدرجہ اولیٰ فائدہ دیتے اور التجائیں سنتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

فصل

چند فوائدِ عظیمہ:

۱- قرطبی کہتے ہیں۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ دو فرشتے سوال کرنے آئیں گے اور بعض میں ایک کا ذکر آیا ہے

تو اس میں کوئی تعارض نہیں ہے اور تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگوں کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اکٹھے ان سے سوال کرتے ہیں تا کہ ان پر ان کے گناہوں کے مطابق خوف دہراس زیادہ ہو۔ اور بعض لوگوں کے پاس لوگوں کے واپس جانے سے پہلے ہی ایک فرشتہ آتا ہے تا کہ لوگوں سے انس کی بناء پر اس پر تخفیف ہو اور بعض کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے تا کہ ان سے زیادہ سوال نہ ہوں اور یہ چیز ان کے عمل صالح کی بنا پر ہوتی ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ فرشتے دو ہی آتے ہوں لیکن سوال صرف ایک فرشتہ کرتا ہو۔ اگر چہ اکٹھے ہی آتے ہیں۔ تو ایک فرشتے کے سوال کرنے کی روایت کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ بات ہی یعنی آخری بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ اکثر احادیث میں دو فرشتوں کا ذکر آیا ہے۔

۲- قرطبی کہتے ہیں۔

سوال و جواب کی کیفیت میں وارد ہونے والی احادیث میں بھی اختلاف ہے۔ اور یہ بھی اشخاص کے حسب حال ہے تو بعض لوگوں سے چند اعتقادات کے متعلق پوچھا جاتا ہے اور بعض سے تمام اعتقادات کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔

اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ بعض راویوں نے بعض سوال ذکر کیے ہیں اور بعض نے تمام سوال ذکر کیے ہیں۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ اکثر احادیث اسی پر متفق ہیں اس لیے یہی زیادہ صحیح ہے۔ لیکن ابوداؤد کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اور ابن مردویہ کی روایت میں یہ آیا ہے کہ

فما اور فلا يسال عن شی بعدها اور غیرها یعنی اس کے بعد ان سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اعتقادات کے علاوہ تکلیفات کا سوال نہ ہوگا اور بیہقی نے حضرت عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "**يثبت الله الذين امنوا**" سے مراد شہادت یعنی گواہی ہے۔ جو ان کی موت کے بعد ان کی قبروں میں لی جائے گی۔

حضرت عکرمہ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا لوگوں سے توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق پوچھا جائے گا اور یہی گواہی ہے۔

۳- ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مردے سے ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ سوال کیے جائیں گے اور باقی روایات میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

تو جن روایات میں تعداد ذکر نہیں ان کو بھی تعداد والی روایات پر ملحوظ کیا جائے گا۔ یا یہ کہ اشخاص کی نسبت سے تعداد سوالات میں اختلاف ہوگا کیونکہ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی روایت پیچھے گزر چکی ہے کہ میت کو سات دن تک آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔

۴- قاضی کہتے ہیں۔

جو مردہ دفن نہ کیا گیا تو اس سے بھی سوال ہوگا اور اسے بھی عذاب ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آنکھوں سے یہ چیز چھپادی ہے جیسا کہ فرشتوں اور شیاطین کو انسان نہیں دیکھ سکتے۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ سولی زدہ آدمی میں بھی زندگی لوٹائی جاتی ہے لیکن ہمیں اس کا شعور نہیں ہوتا جیسے ہم بے ہوش آدمی کو مردہ گمان کرتے ہیں اور جس طرح قبر دباتی ہے ایسے ہی اس پر فضا تنگ ہوتی ہے۔ ایمان والا آدمی ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار نہیں کرے گا۔

ایسے ہی وہ آدمی جس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے تمام یا بعض ٹکڑوں میں جان ڈال دے گا اور اس سے سوال کیے جائیں گے اور یہ امام الحرمین کا قول ہے۔

بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس بات سے زیادہ حیرت انگیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اکیلے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت کو نکالا اور پھر ان سے یہ سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے عرض کی ہاں؟ تو ہی ہمارا رب ہے۔

۵- ابن عبدالبر کہتے ہیں۔

سوال صرف مومن سے یا اس منافق سے جس نے ظاہری طور پر دین اسلام قبول کرنے کی گواہی دی ان سے ہوگا کافر سے سوال نہیں ہوگا۔

قرطبی اور ابن قیم نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ سوال والی احادیث میں صراحۃً یہ آیا ہے کہ کافر اور منافق سے سوال ہوگا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ جو ان دونوں نے کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ کسی حدیث میں مسلمان کے ساتھ کافر کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں بعض احادیث میں منافق کا ذکر آیا ہے اور بعض میں کافر کا تو جن میں کافر کا ذکر آیا ہے اسے منافق پر محمول کیا جائے گا اور اس کی دلیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں مذکور یہ الفاظ ہیں۔ "اما المنافق او المرتاب": اور کافر کا ذکر نہیں کیا گیا

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔

۶- حکیم ترمذی کہتے ہیں۔

قبر میں سوال و جواب صرف اس امت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ سابق امتوں کے پاس جب رسول تشریف لاتے اور وہ امتی ان کا انکار کرتے تو ان پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا تھا اور وہ رسولوں کی تکذیب کی سزا پا لیتے تھے۔ اور جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا تو آپ کے صدقے سے اس امت سے عذاب روک لیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار عطا فرمائی گئی تو اس کی ہیبت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے پھر ان کے دلوں میں ایمان راسخ ہو جاتا تھا۔ اس وقت سے نفاق کی ابتداء ہوئی کیونکہ وہ لوگ کفر کو چھپاتے تھے اور ایمان کو ظاہر کرتے تھے اس طرح وہ مسلمانوں کے درمیان چھپے رہتے تھے جب وہ مرے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دو آزمائش کرنے والے فرشتے مقرر کر دیئے تاکہ ان کا راز ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ خبیث لوگوں کو پاک لوگوں سے جدا کر دے۔

بعض علماء کرام نے اس سے اختلاف کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ سوال ہر امت سے ہوگا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس اختصاص پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرامین دلالت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس امت کو ان کی قبروں میں آزمایا جائے گا اور یہ کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمہیں تمہاری قبروں میں آزمایا جائے گا اور یہ کہ تمہیں میرے متعلق آزمایا جائے گا اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔

اضافہ از مترجم:

حکیم ترمذی کی تصریح میں ذکر کیا گیا ہے کہ آقائے نامدار رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار عطا کی گئی جس کی ہیبت سے لوگ اسلام قبول کرتے تھے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ بہترین اخلاق و تعلیمات سے پھیلا ہے۔ مزید برآں اگر مذہب تلوار کے زور سے پھیلیں تو آج پوری دنیا میں عیسائیت کا غلبہ ہوتا اور مسلمان کوئی نہ ہوتا۔ اس لیے یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔

۷- حکیم ترمذی کہتے ہیں۔

قبر میں سوال کرنے والے فرشتوں کو فتانی القبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی آواز میں سختی اور جھڑکیاں ہوتی ہیں اور ان کی تخلیق میں کچھ کرختگی ہوتی ہے اور انہیں منکر نکیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی شکل وصورت انسانوں، فرشتوں، جانوروں، حشرات وغیرہ کی شکل وصورت جیسی نہیں ہوتی بلکہ وہ عجیب وغریب مخلوق ہیں اور ان کی طرف دیکھنے والوں کو ان کی شکل وصورت مانوس نہیں معلوم ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنین کیلئے وجہ عزت اور باعث بصیرت بنایا اور برزخ میں منافق کا راز کھولنے کیلئے انہیں تخلیق کیا تاکہ انہیں دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے ان پر عذاب نازل کیا جائے۔

ابن یونس شافعی نے ذکر کیا ہے کہ مومن سے حساب لینے والے دو فرشتوں کا نام مبشر بشیر ہے۔

۸- قرطبی کہتے ہیں۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ دو فرشتے تمام مردوں کو ایک ہی وقت میں دور دراز جگہوں میں کیسے مخاطب کرتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا جسم اتنا بڑا ہے کہ وہ ایک ہی جمعہ میں ایک ہی وقت میں تمام مخلوق سے ایک ہی آواز میں سوال کریں گے تو ہر شخص کو یہی معلوم ہوگا کہ یہ خطاب خاص طور پر مجھ سے ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے جوابات سننے سے مردوں کو منع فرمادے گا۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کام پر بہت سے فرشتے مقرر ہوں جیسا کہ حفظۃ وغیرہ ہیں۔

پھر حلیمی شافعی نے ''منہاج'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے سوال کرنے والے ملائکہ کثیر ہوں جن میں سے بعض کو منکر اور بعض کو نکیر کہا جاتا ہے اور ان میں سے دو فرشتے ہر میت کے پاس بھیجے جاتے ہیں جیسا کہ ہر انسان پر اعمال لکھنے والے دو فرشتے کراماً کاتبین مقرر ہیں۔

۹- سابقہ احادیث میں مومن کی قبر کی وسعت کی مقدار میں اختلاف پایا گیا ہے تو اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ میت کی حالت کے مطابق بدلنے والی چیز ہے یعنی اس کے اعمال جتنے بلند مرتبہ ہوں گے اس کی قبر اتنی ہی وسیع ہوگی۔

۱۰- <u>علامہ ابن حجر کے چند سوالات اور جوابات:</u>

(۱) مردے سے سوال بٹھا کر کیے جائیں گے یا سوتے ہوئے ہی کیے جائیں گے؟

جواب: بٹھا کر سوال کیے جائیں گے۔

(۲) کیا سوال کے وقت روح کو پہلے کی طرح جسم عطا کیا جاتا ہے؟

جواب: ہاں! لیکن ظاہر خبر یہ ہے کہ اوپری نصف جسم میں روح آئے گی۔

(۳) کیا قبر میں مردہ کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوتی ہے؟

جواب: اس سلسلے میں کوئی حدیث نہیں ہے مگر بعض ناقابل اعتماد لوگوں نے "ھذ الرجل" سے استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ اشارہ ذہن میں حاضر شخصیت کیلئے ہے۔

(۴) کیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے؟

جواب: سوال کا اختصاص مکلفین کے ساتھ ہے اور بچے مکلف نہیں ہوتے۔

ابن قیم کا بیان:

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ قبر میں جسم کے اندر روح کا اعادہ ہوگا لیکن پہلے جیسی زندگی حاصل نہ ہوگی کہ جس میں کھانے پینے کی خواہشات شامل ہوں کہ اس سے ایک ایسی زندگی حاصل ہوگی جس سے سوال ہو سکے گا۔ جیسے سونے والے کی زندگی جاگنے والی کی زندگی سے مختلف ہوتی ہے ایسے ہی قبر والے کی زندگی عام آدمی کی زندگی سے مختلف ہوتی ہے اور یہ ایسی زندگی ہے جس کے ہوتے ہوئے موت کا لفظ بھی صادق آتا ہے تو اس لحاظ سے یہ موت وحیات کے درمیان کا معاملہ ہے اور حدیث مبارکہ میں اس بات پر کوئی دلالت نہیں کہ یہ ہمیشہ رہے گی بلکہ حدیث سے تو اس کی مثل کا بدن سے متعلق ہونا معلوم ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اس سے متعلق رہے گی اگرچہ پھول کر پھٹ جائے اور اجزاء بکھر جائیں۔

ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ سوال کے وقت روح کا جسم میں لوٹایا جانا احادیث متواترہ سے ثابت ہے جبکہ کچھ لوگوں کے نزدیک یہ سوال بغیر روح کے ہوتا ہے۔ ان میں ابن زاغوانی بھی ہیں اور ابن جریر سے بھی ایسے ہی مروی ہے لیکن جمہور علماء کرام نے اس کا انکار کیا ہے جبکہ بعض دوسرے حضرات نے ان کا مقابلہ کیا ہے اور کہا ہے سوال صرف روح سے ہی ہوگا۔ اس کے قائل ابن حزم، ابن عقیل اور ابن جوزی ہیں لیکن یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے تو پھر سوال و جواب کے قبر میں خاص ہونے کی کیا وجہ ہے۔

اضافہ از مترجم:

علامہ ابن حجر کے سوالات و جوابات میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ قبر میں رسول نبی کریم ﷺ کی

تشریف آوری نہیں ہوتی تو ہر قبر میں نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں جیسا کہ اس کتاب کے ابتدائی ابواب میں بہت ساری احادیث اس بارے موجود ہیں۔ علامہ قسطلانی نے شرح بخاری ج ۳ ص ۳۹۰ میں ذکر کیا ہے کہ قبر میں آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کی زیارت مومن مردے کیلئے بہت عظیم مژدہ ہے اور زیارت نہ ہونے کے قائل علامہ ابن حجر ہیں۔

پانچ چیزیں پانچ چیزوں میں ملیں

۱۱- روض الریاحین میں امام عبداللہ یافعی نے حضرت شقیق بلخی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم نے پانچ چیزوں کو تلاش کیا تو انہیں پانچ چیزوں میں پایا۔

(i) گناہوں کو ترک کرنے کی قوت نماز چاشت ادا کرنے میں ملی۔

(ii) قبروں میں روشنی نماز تہجد میں ملی۔

(iii) منکر نکیر کے سوالوں کے جواب تلاوت قرآن میں پائے۔

(iv) پل صراط سے گزرنے کی سہولت روزہ اور صدقہ میں ملی۔

(v) اور بروز قیامت عرش الٰہی کا سایہ خلوت نشینی میں پایا۔

۱۲- اصبہانی نے ''ترغیب'' میں ابی ہدبہ کے طریق سے حضرت اشعث حرانی سے روایت کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

جس نے نشے کی حالت میں دنیا چھوڑی وہ قبر میں بھی نشے کی حالت میں داخل ہوگا۔

ابوالفضل طوسی نے ''عیون الاخبار'' میں ابی ہدبہ کے طریق سے روایت کیا' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مردہ ملک الموت کو بیہوشی کے عالم میں دیکھتا ہے ایسے ہی منکر نکیر کو بھی بے ہوشی کے عالم میں دیکھتا ہے۔

سوالوں کے جواب مردہ کس زبان میں دے گا

۱۳- علم الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں ہے۔

مردہ قبر میں سوالات کے جوابات سریانی زبان میں دیتا ہے لیکن مجھے اس کی کوئی سند نہیں ملی۔ حافظ ابن حجر سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عربی زبان میں جواب دیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہر آدمی سے اس کی زبان میں سوال ہوں۔

ہر جگہ سوال ہوگا

۱۴- بزازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔

مردہ جس مقام پر مقیم ہوگا اسی جگہ اس سے سوال ہوگا یہاں تک کہ اگر اسے درندوں نے کھالیا ہوگا تو ان کے پیٹ میں ہی اس سے سوال ہوگا اور اگر اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کیلئے تابوت میں رکھا جائے تو جب تک اسے دفن نہ کیا جائے گا اس سے سوال نہیں ہوگا۔

☆.........☆.........☆

پچیسواں باب:

قبر میں سوال سے محفوظ لوگ

قبر میں سوال نہ ہونا

ابو قاسم سعدی نے کتاب الروح میں ذکر کیا ہے۔

صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض مردوں سے قبر میں سوال نہیں ہوگا اور ان کے پاس منکر نکیر نہیں آئیں گے اور یہ تین وجہ سے ہوتا ہے۔

(i) مردے کے اعمال ایسے ہوں گے کہ اس سے حساب و کتاب نہ ہوگا۔

(ii) موت آتے وقت اس نے مصیبت اور سختی برداشت کی ہوگی۔

(iii) مبارک زمانہ یعنی جمعۃ یا جمعہ کی رات یا رمضان المبارک کی وجہ سے سوال نہیں ہوگا۔

تلوار کی بجلی کا چمکنا ہی کافی ہے

۱- امام نسائی نے روایت کیا، حضرت راشد بن سعد سے مروی ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ شہید کے علاوہ ہر مومن کو قبر میں آزمائش میں ڈالا جائے گا؟ تو ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلوار کی بجلی کا چمکنا ہی اس کیلئے آزمائش ہے۔

صبر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ

۲- امام نسائی نے اور طبرانی میں ''اوسط'' میں حضرت ابو ایوب سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے صبر کے ساتھ دشمن اسلام سے مقابلہ کیا اور یا تو شہید ہوگیا یا غالب آگیا تو اسے قبر میں نہیں آزمایا جائے گا۔

سرحد کی حفاظت نماز اور روزوں سے افضل

۳- امام مسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دارالسلام کی سرحد پر ایک دن اور

ایک رات حفاظت کیلئے ٹھہرنا ایک ماہ کے روزے اور نماز سے افضل ہے اور اگر وہ وہاں شہید ہو گیا تو جو عمل وہ کرتا تھا وہ جاری رہے گا اور اس کا رزق بھی جاری رہے گا اور منکر نکیر سے محفوظ ہو گا

شہید کا عمل بڑھتا رہے گا

۴- ترمذی نے صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر مردے کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیلئے گیا اور شہید ہو گیا تو اس کا عمل تا قیامت بڑھتا رہے گا اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ ہو گا۔

امام ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ ''منکر نکیر سے بھی مامون ہو گا''۔

شہید منکر نکیر سے محفوظ

۵- ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ اس کا وہ نیک عمل جو وہ کیا کرتا تھا جاری رہے گا اور اسے رزق بھی ملتا رہے گا۔ منکر نکیر سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے قبر سے گھبراہٹ سے محفوظ اٹھائے گا۔

قرطبی کہتے ہیں۔

اس حدیث میں اور ماقبل حدیث میں قید ہے اور وہ یہ کہ اس کی موت ''رباط'' کی حالت میں ہو اور ''رباط'' سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کی سرحدوں پر کافی عرصہ جہاد کی نیت سے ٹھہرنا خواہ سوار یا پیادہ۔ اس کے برعکس وہ لوگ جن کی رہائش ہی سرحدوں پر ہے اور وہیں وہ روزی کماتے ہیں تو وہ مرابطین نہیں ہیں۔

۶- امام احمد اور طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

ہر مردے کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے کیونکہ اس کا عمل قبر سے اٹھائے جانے تک جاری رہتا ہے اور وہ منکر نکیر سے محفوظ ہوتا ہے۔

شہید فزع اکبر سے محفوظ

۷- بزار نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائے اسے اس کے اعمال صالحہ کا اجر ملتا رہے گا اور رزق بھی ملتا رہے گا۔ منکر نکیر سے محفوظ ہوگا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ اور مامون اٹھائے گا۔

۸۔ طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ فرماتا ہے۔

۹۔ ''اوسط'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا وہ فتنہ قبر سے بچ جائے گا او اسے اس کا رزق ملتا رہے گا۔

ایک دن کے جہاد کی فضیلت

۱۰۔ طبرانی نے ''کبیر'' میں روایت کیا' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے رسول نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا جہاد ایک ماہ کے روزے اور نمازوں کی طرح ہے اور جو جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا تو اس کا نیک عمل جاری رہے گا۔ منکر نکیر سے محفوظ ہوگا اور قیامت کے دن شہید اٹھایا جائے گا۔

۱۱۔ ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے ایک مہینہ رزے رکھے اور نمازیں ادا کیں اور اسے فتنہ قبر سے نجات دی جائے گی اور تا قیامت اس کا عمل جاری رہے گا۔

بیماری کی حالت میں وفات درجۂ شہادت

۱۲۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص بیماری کی حالت میں فوت ہوا اس نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا اور فتنہ قبر سے نجات

حاصل کی اور دن رات اسے جنت سے رزق لا کر پیش کیا جاتا ہے''۔

قرطبی کہتے ہیں۔

یہ تمام امراض کو عام ہے لیکن ایک دوسری حدیث میں قید آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جسے اس کے پیٹ نے قتل کیا اسے قبر میں عذاب نہیں ہوگا۔ اسے امام نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اس مراد استسقاء کی بیماری ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد اسہال کی بیماری ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ جب وہ مرتا ہے تو اس کی عقل سلامت اور عارف باللہ ہوتا ہے تو اس سے سوال کی کوئی حاجت نہیں۔ بخلاف دوسری تمام امراض کے کیونکہ ان میں ان کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں جبکہ امام سیوطی کہتے ہیں کہ اس قید کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں راوی نے الفاظ لانے میں غلطی کی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے من مات مرابطاً کی من مات مریضاً ذکر کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے ابن جوزی نے اسے ''موضوعات'' میں ذکر کیا ہے۔

مروی ہے کہ جو ہر رات سورۂ ملک کی تلاوت کرتا ہے تو اسے منکر نکیر کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔

سورۂ ملک کا قاری فتنۂ قبر سے محفوظ

۱۳- جویبر نے اس کی تفسیر میں عاصم بن ابی نجود سے انہوں نے زر بن حبیش سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو ہر رات سورۂ ملک تلاوت کرے گا وہ فتنہ قبر سے محفوظ ہوگا اور جو اللہ کے اس فرمان عالیشان ''انی اٰمنت بربکم فاسمعون'' کو ہمیشہ پابندی سے پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کے سوال آسان فرمائے گا۔

۱۴- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

ہم نے ''تورات شریف'' میں یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ جو ہر رات سورۂ ملک کی تلاوت کرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ ہوگا۔

سورۂ الم سجدہ اور سورۂ ملک کی فضیلت

۱۵- سوار بن مصعب کے طریق سے مروی ہے اور سوار بن مصعب بہت ضعیف راوی ہیں۔ ابو اسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

جس نے سونے سے پہلے سورۃ الم سجدہ اور سورۃ ملک تلاوت کی اس نے عذاب قبر سے

نجات پائی اور منکر نکیر سے محفوظ ہو گیا۔

جمعۃ المبارک کی فضیلت

۱۶- امام احمد نے امام ترمذی نے حسن قرار دیتے ہوئے ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو مسلمان بھی جمعۃ المبارک کے دن یا جمعہ کی رات کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے محفوظ فرماتا ہے۔

۱۷- ابن وہب نے ''جامع'' میں اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے ان الفاظ کے اضافے سے روایت کیا ہے' کہ وہ فتنہ قبر سے بری ہوگا اور بیہقی نے ایک اور طریق سے ان الفاظ کے اضافے سے روایت کیا کہ منکر نکیر سے بچ جائے گا۔

قرطبی کہتے ہیں۔

یہ احادیث گزشتہ احادیث جن میں سوال کیے جانے کا ذکر ہے ان سے متعارض نہیں ہیں بلکہ انہیں خاص کرتی ہیں اور یہ بیان کرتی ہیں کہ جس سے قبر میں سوال نہیں کیا جاتا اور نہ آزمایا جاتا ہے وہ آدمی بھی انہیں میں سے ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے اور یہ ہولناکی برداشت کر چکا ہے اور اس تمام میں قیاس کا کوئی دخل نہیں اور نہ ہی غور وفکر کی گنجائش ہے بلکہ اس میں صرف صادق' ومصدوق کی بات پر سر تسلیم خم کرنا ہے۔

مثال کے طور پر شہید کے بارے میں آیا ہے کہ ''اس کے سر پر تلوار کی بجلی کا چمکنا ہی فتنہ یا آزمائش ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ان مقتولین میں نفاق ہوتا تو جب لشکر آمنے سامنے آتے اور تلواریں چمکتی تو وہ بھاگ جاتے کیونکہ منافقوں کی عادت بھاگنا اور جنگ کے وقت پیٹھ پھیرنا ہے جبکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اور اس بات سے اس کے دل کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس نے جنگ کیلئے اور قتل ہونے کیلئے اپنی جان پیش کر دی ہے تو اب قبر میں اس سے دوبارہ سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہی حکیم ترمذی نے کہا ہے۔

مرتبۂ صدیق

قرطبی کہتے ہیں۔

جب شہید سے سوال نہیں کیا جائے گا تو صدیق کا مرتبہ تو بہت بلند اور عظیم ہے اور وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے سوال نہ کیا جائے کیونکہ قرآن مجید میں اس کا ذکر شہید سے پہلے آیا ہے اور جو سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اس کا مرتبہ شہید سے کم ہے تو جب اس سے سوال نہیں ہوگا تو جوان دونوں سے مرتبہ میں اعلیٰ ہے اس سے کیونکر سوال ہوگا۔

امام سیوطی کہتے ہیں۔

حکیم ترمذی نے جو تصریح کی ہے کہ صدیقین سے سوال نہیں کیا جائے گا ان کے الفاظ یہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے "ویفعل اللہ مایشاء" یعنی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو اتنا بلند مرتبہ عطاء فرمادے کہ ان کو قبر کے سوال سے مستثنیٰ کردے اور وہ صدیقین اور شہداء ہیں۔

حکیم ترمذی سے جو بات منقول ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انعام میدان جہاد میں شہید ہونے والوں کے ساتھ خاص ہے لیکن احادیث رباط سے اس طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ کہ یہ ہر قسم کے شہیدوں کیلئے عام ہے۔

علامہ ابن حجر اپنی کتاب بدل الماعون فی فضل الطاعون میں لکھتے ہیں کہ میں یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ نیزہ لگنے سے جو آدمی مرجائے اس سے بھی سوال نہیں ہوگا کیونکہ وہ بھی معرکہ میں شہید ہونے والے کی مانند ہے اور یہ کہ جو آدمی طاعون میں صبر کرتا ہے اور یہ یقین کر لیتا ہے کہ اسے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے جب وہ اس مرض طاعون کے علاوہ وفات پاجاتا ہے تو اس سے بھی سوال نہیں ہوگا کیونکہ وہ سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کی مانند ہے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں۔

سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کیلئے روک رکھا ہے تو جب وہ اسی حالت پر مرجاتا ہے تو اس کے مافی الضمیر کی صداقت وحقانیت ظاہر ہو جاتی ہے تو وہ قبر کی آزمائش سے بچ جاتا ہے۔

اور جو آدمی جمعتہ المبارک کو فوت ہوتا ہے تو ان انعامات سے پردہ اٹھ جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے تیار کیے ہوتے ہیں کیونکہ جمعتہ المبارک کے دن جہنم کو نہیں بھڑکایا جاتا۔ اس کے

دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور دوسرے تمام دنوں میں جو کام داروغہ جہنم سرانجام دیتا ہے اس دن وہ کام نہیں کرتا۔ پس جب اللہ رب العزت جمعتہ المبارک کے دن اپنے کسی بندے کی جان نکالتا ہے تو یہ اس بندے کی خوش بختی اور بہتر انجام کی دلیل ہے کیونکہ اس عظیم دن میں خوش بختوں کی ہی جان نکالی جاتی ہے اسی وجہ سے وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اس وجہ سے کہ ''مومن'' منافق سے الگ ہو جائے۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ جو جمعتہ المبارک کے دن فوت ہوا اس کیلئے شہید کا اجر ہے۔ گویا شہداء کے قاعدہ کے مطابق اس سے سوال بھی نہ ہوگا جیسا کہ ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی جمعتہ المبارک کے دن یا جمعتہ المبارک کی رات کو فوت ہوا اس کو عذاب قبر سے نجات عطاء ہوگی اور قیامت کے دن اس پر ''شہید'' کی مہر لگی ہوگی۔

۱۸- حمید نے ''ترغیب'' میں ایاس بن بکیر سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو جمعتہ المبارک کے دن فوت ہوا اس کیلئے شہید کا اجر ہوگا اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ ہوگا۔

۱۹- ابن جریج کے طریق سے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو مسلمان مرد اور عورت جمعتہ المبارک کی رات یا جمعتہ المبارک کے دن کو فوت ہوتا ہے وہ عذاب قبر اور فتنہ قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ رب العزت سے اس حالت میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہوتا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اس کیلئے جنت کی گواہی دیں گے یا اس پر مہر لگی ہوگی۔

یہ حدیث مبارکہ بہت لطیف اور حسن ہے اس میں فتنہ قبر اور عذاب قبر دونوں کی نفی صراحتہً آئی ہے اور وہ تمام لوگ جن سے سوال نہیں کیا جائے گا سب مذکور ہیں۔ اور اگر ہم شہید میں تعمیم پیدا کر دیں تو معاملے میں وسعت پیدا ہو جائے گی کیونکہ شہداء کی تعداد تیس سے زیادہ ہے یعنی ان کی تیس سے زیادہ اقسام ہیں۔

۲۰- یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ بچوں سے قبر میں سوال ہوگا کہ نہیں؟ تو اس مسئلہ کو ابن قیم نے

''کتاب الروح'' میں ذکر کرتے ہوئے حنابلہ کے دو قول نقول کیے ہیں۔

پہلا قول:

پہلا قول تو یہ ہے کہ ان سے سوال ہوگا اور دلیل حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بچے کی نماز جنازہ پڑھی اور یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے عذاب قبر سے محفوظ فرما اور اسی پر قرطبی نے یقین ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی عقل کامل کر دی جاتی ہے تا کہ وہ اپنی منزل اور خوش بختی پہچان سکیں اور جو سوال ان سے پوچھے جاتے ہیں ان کے جواب انہیں الہام کر دیئے جاتے ہیں۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ یہی ضحاک نے کہا۔ ابن جریر نے جویبر سے روایت کیا ہے کہ ضحاک بن مزاحم کا چھ دن کا بیٹا فوت ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ جب میرے بیٹے کو لحد میں رکھو تو اس کا چہرہ کھول دینا اور گرہ بھی کھول دینا کیونکہ میرے بیٹے کو بٹھا کر سوال کیا جائے گا میں نے کہا کہ کیا اس بچے سے سوال کیا جائے گا؟ تو انہوں نے کہا کہ اس عہد کے بارے میں جس کا اقرار اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں کیا تھا اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

دوسرا قول:

دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے سوال نہیں ہوگا کیونکہ سوال تو ان سے ہوگا جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے بھیجنے والے کو جانتے ہیں تو ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا وہ رسول پر ایمان لائے اور اس کی اطاعت کی یا نہیں؟ اور جس حدیث میں عذاب قبر کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عذاب قبر سے مراد عقوبت اور سزا نہیں اور نہ ہی سوال مراد ہے بلکہ فقط دکھ، غم وحشت حسرت اور دبانے سے جو تکلیف ہوگی وہ مراد ہے اور یہ سب کو شامل ہے۔

یہی دوسرا قول صحیح بلکہ زیادہ صحیح ہے۔

امام نسفی نے بحر الکلام میں نقل کیا ہے۔

انبیاء کرام اور مومنین کے بچوں پر حساب و کتاب، عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوالات نہیں ہوں گے۔ اور ہمارے شافعی دوستوں نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ بچے کو دفن کرنے کے بعد تلقین کی ضرورت نہیں بلکہ تلقین صرف بالغوں کیلئے ہے اور ایسے ہی علامہ نووی نے الروضہ میں ذکر کیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بچوں سے سوال نہیں ہوگا اور علامہ ابن حجر کا بھی اسی پر فتویٰ ہے۔

فائدہ: ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ

جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ وہ خضاب لگائے ہوئے تھا تو قبر میں جب داخل ہوگا منکر نکیر اس سے سوال نہیں کریں گے۔ منکر کہے گا اے نکیر! اس سے سوال کرو نکیر کہے گا کہ میں اس سے کیسے سوال کروں حالانکہ اس پر اسلام کا نور چمک رہا ہے۔

یہ روایت نقل کرنے کے بعد ابن جوزی کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد میں ایک راوی داؤد بن صغیر منکر حدیث ہے۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ ''نور اسلام'' کی تفسیر صحیح حدیث میں ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ داڑھیاں نہیں رنگتے تو تم ان کی مخالفت کیا کروں۔

اگر مذکورہ حدیث کی کوئی اصل ہے تو اسے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اگر اس آدمی کی نیت خضاب لگاتے وقت یہ ہو کہ سنت کی حفاظت ہو تو اس سے سوال نہیں ہوگا۔

اضافہ از مترجم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں جس خضاب کا ذکر ہے وہ مہندی وغیرہ کا خضاب ہے تا کہ سیاہ خضاب کیونکہ سیاہ خضاب لگانا علماء کرام کے نزدیک حرام ہے۔

☆..........☆..........☆

چھبیسواں باب:

قبر کی گھبراہٹ اور مومن پر کشادگی

قبر آخرت کی پہلی منزل

۱- امام حاکم، ابن ماجہ، بیہقی اور ہناد نے ''زہد'' میں حضرت ہانی خادم حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو آپ رونے لگتے اور اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ جنت و جہنم کا تذکرہ کرتے ہوئے نہیں روتے لیکن قبر کو دیکھ کر آپ رو پڑتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قبر آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پالی تو جو منازل اس کے بعد ہیں وہ اس سے آسان ہیں اور اگر اسی سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد والی منازل اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔

علاوہ ازیں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ قبر کا منظر ہر منظر سے بڑھ کر ہولناک ہے۔

۲- ابن ماجہ نے حضرت براء بن عازب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا حتیٰ کہ قبر کی مٹی بھیگ گئی، پھر ارشاد فرمایا:

میرے بھائیو! قبر کیلئے تیاری کرو۔

پیدائش کی جگہ کے علاوہ جگہ میں فوت ہونا

۳- امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ارشاد فرمایا: کاش! یہ آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ فوت ہوتا لوگوں میں سے ایک آدمی نے

عرض کی کہ ایسا کیوں؟ تو فرمایا اس لیے کہ جب انسان اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ فوت ہوتا ہے تو اسے جنت میں اس کی موت کی جگہ سے لے کر پیدائش کی جگہ تک زمین دے دی جاتی ہے۔

مسافر کی قبر میں وسعت

۴- ابو قاسم بن مندہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسافر آدمی جتنا اپنے گھر والوں سے دور ہوتا ہے اتنی ہی اس کی قبر کھلی کر دی جاتی ہے۔

قبر جنتی باغ یا جہنمی گڑھا

۵- ابن مندہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

۶- بیہقی نے ''عذاب القبر'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

۷- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں صابونی نے 'مائتین'' اور ابن مندہ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ خبردار! قبر ہر دن تین مرتبہ پکار کر یہ کہتی ہے کہ میں کیڑوں' مکوڑوں' تاریکی اور وحشت کا گھر ہوں۔

مومن کی قبر ستر ہاتھ تک کشادہ

۸- ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن آدمی کی قبر میں ایک سرسبز باغ ہوتا ہے اور اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن کر دی جاتی ہے۔

۹- علی بن معبد نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھے بتائیں کہ قبر میں مردوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا! اگر تو مردہ مومن ہو تو اس کی قبر چالیس ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے۔

قرطبی کہتے ہیں۔

یہ معاملہ قبر کی تنگی اور سوال کے بعد ہوگا اور کافر کی قبر ہمیشہ تنگ رہے گی۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ اسے ہمارے نزدیک حقیقت پر محمول کیا جائے گا نہ کہ مجاز پر اور مومن کی قبر سبزہ سے بھر دی جاتی ہے اور اس سبزہ کی تعیین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کی ہے کہ اس سے مراد ریحان یعنی جنتی پھول ہیں۔

جبکہ بعض علماء نے اسے مجازی معنی پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مومن پر سوال کرتے ہوئے آسانی ہوگی اور وہ آرام وسکون کی زندگی گزارے گا اور اسے قبر میں راحت اور کشادگی عطا ہوگی قبر تا حد نگاہ کشادہ ہوگی۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی جنت میں ہے اور مراد یہ ہوتا ہے کہ وہ خوشحال اور سلامتی کی زندگی گزار رہا ہے اور اسی طرح اس کے برعکس ہے' قرطبی کہتے ہیں کہ پہلا مؤقف زیادہ صحیح ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے فرمانا

۱۰- امام احمد ''زہد'' میں' ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ ایک قبر کے پاس کھڑے تھے تو لوگوں نے قبر کی وحشت' تاریکی اور تنگی کا ذکر کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اس سے پہلے قبر سے بھی زیادہ تنگ جگہ یعنی رحم مادر میں تھے تو جب اللہ تعالیٰ کشادہ کرنا چاہتا ہے کشادہ فرما دیتا ہے۔

۱۱- ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضرین میں ابو امامہ کے رفیق ابو غالب سے روایت کیا ہے۔

ملک شام میں ایک نوجوان کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے میری والدہ کے حوالے کر دے تو آپ کا کیا خیال ہے وہ میرے ساتھ کیسا سلوک کرے گی؟ تو چچا نے کہا: قسم بخدا! وہ تو تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔ تو اس نوجوان نے کہا کہ قسم بخدا!

میرا رب مجھ پر میری والدہ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ پھر وہ نوجوان فوت ہو گیا۔ میں اس کے چچا کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہوا اور اینٹیں پکڑ پکڑ کر ہم دونوں برابر کرنے لگے اچانک ان میں سے ایک اینٹ گر گئی تو اس کا چچا اچھل کر آگے آیا پھر رک گیا۔ میں نے کہا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر نور سے بھر دی گئی ہے اور تا حد نگاہ کشادہ کر دی گئی ہے۔

۱۲- محمد بن ابان نے حضرت حمید سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میری ایک بھتیجی تھی جب وہ قریب المرگ ہوئی'' اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالا واقعہ پیش کیا اور اتنا اضافہ کیا کہ میں نے لحد میں جھانکا تو وہ تا حد نگاہ کشادہ تھی میں نے اپنے ساتھی سے کہا کیا تو نے وہ کچھ دیکھا ہے جو میں نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں! اور کہا شاید یہ اس وجہ سے ہے جو اس نے بات کہی تھی یعنی اللہ کی رحمت کے بارے میں۔

اذان کا جواب دینا

۱۳- ابن ابی الدنیا نے ''ذکرالموت'' میں ابوبکر بن مریم سے' انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

بنو حضرمی کے ایک بزرگ بصرہ میں رہتے تھے جو کہ بہت صالح آدمی تھے ان کا ایک بھتیجا تھا جو فاحشہ عورتوں کیساتھ رہتا تھا وہ بزرگ اپنے بھتیجے کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ آخر جب وہ مر گیا اور اس کے چچا اسے قبر میں اتار کر اینٹیں برابر کرنے لگے تو انہیں کچھ شک گزرا تو انہوں نے ایک اینٹ ہٹا کر اس کی قبر میں دیکھا تو اس کی قبر بصرہ کے میدانوں سے زیادہ وسیع ہو چکی تھی اور وہ درمیان میں کھڑا ہوا تھا۔ تو انہوں نے اینٹ واپس رکھ دی پھر اس کی بیوی سے اس کے عمل کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب یہ مؤذن کو یہ کہتے سنتا تھا ''اشهدان ان لا اله الا الله'' اور ''اشهدان محمد الرسول الله ''تو کہتا تھا کہ جس بات کی تو گواہی دیتا ہے اسی بات کی میں گواہی دیتا ہوں اور دوسروں کو بھی یہی کہنے کی تلقین کرتا تھا۔

قبر میں کعبہ کا طواف

۱۴- ابوالحسن بن براء ذکر کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن احمد جعفی نے اپنی سند سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے کوفہ میں ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھی پھر اینٹیں درست کرنے کیلئے اس کی قبر میں داخل ہوا تو اچانک ایک اینٹ گر گئی تو میں نے قبر میں کعبۃ اللہ کے طواف کا منظر دیکھا۔

گورکن کہتا ہے

۱۵- ابواسحاق ابراہیم بن سفیان جبلی نے کتاب الدیباج میں نقل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عیسیٰ کو یہ کہتے سنا کہ ان سے عمرو بن مسلم نے بیان کیا۔ انہوں نے ایک قبر کھودنے والے آدمی سے روایت کیا' وہ کہتا ہے۔

میں نے دو قبریں کھودیں تیسری کھود رہا تھا کہ مجھے سخت گرمی محسوس ہوئی تو جو گڑھا میں نے کھودا تھا اس پر اپنی چادر ڈال کر اندر لیٹ گیا۔ اسی دوران میں نے دو آدمی سفید گھوڑوں پر دیکھے وہ دونوں پہلی قبر پر کھڑے ہو گئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ لکھو۔ اس نے کہا کیا لکھوں؟ اس نے کہا تین مربع میل کشادہ لکھ دو۔ پھر دوسری قبر پر آئے اور اس نے کہا لکھو دوسرے نے کہا کیا لکھوں؟ تو اس نے کہا تا حد نگاہ کشادہ لکھ دو۔ پھر اس قبر کی طرف آئے جس میں میں موجود تھا اور پہلے نے کہا لکھو تو اس نے کہا کیا لکھوں؟ اس نے کہا کہ کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان فاصلہ کے برابر لکھو یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور جنازے کا انتظار کرنے لگا تو اتنے میں تھوڑے سے آدمی ایک جنازہ لے کر آئے اور پہلی قبر پر رک گئے میں نے کہا۔ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ ماشکی ہے لوگوں کو پانی پلاتا تھا بیوی بچوں والا لیکن بہت غریب آدمی تھا ہم نے چندہ جمع کر کے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ روپے اس کے بیوی بچوں کو دے دو میں مزدوری نہیں لوں گا اور ان کے ساتھ مل کر اسے دفن کر دیا۔ پھر ایک جنازہ آیا جس کے ساتھ صرف وہی آدمی تھے جنہوں نے چارپائی اٹھا رکھی تھی وہ اس قبر کی طرف آئے جس کے بارے میں تا حد نگاہ کشادہ کہا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا مسافر آدمی ہے جو گھوڑے پر ہی مر گیا اور اس کے پاس کچھ نہ تھا تو میں نے ان سے بھی کچھ نہ لیا اور اسے دفن کر دیا۔

پھر میں بیٹھ کر تیسری قبر کو دیکھنے لگا عشاء کی نماز تک میں نے انتظار کیا۔ آخر کار عشاء کے وقت ایک سردار کی بیوی کا جنازہ لایا گیا میں نے ان سے مزدوری مانگی تو انہوں نے میرے سر پر جوتے مارے اور اس کو قبر میں دفن کر کے چلے گئے۔

۱۶- ابن ابی الدنیا نے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی ایسے وقت میں آیا کہ جب مردے کو قبر میں دفن کیا جا رہا تھا تو اس نے کہا کہ جو ذات ماں کے پیٹ میں بچے پر آسانی کرتی ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ تجھ پر بھی آسانی کرے۔

انسان کی موت اس کی حالت کے مطابق

۱۷- ابن ابی الدنیا نے ابوغطفان مرّی کے طریق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ ہمیں کبھی کبھی ڈرایا کرتے ہیں تو ہم بہت خوفزدہ ہو جاتے ہیں تو قبر کی تاریکی اور تنگی کے وقت کیا حالت ہوگی؟ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان جس حال پر ہوتا ہے اسی حال میں اس کا انتقال ہوتا ہے۔

طوبیٰ لک یا غریب

۱۸- آجری نے ''کتاب الغرباء'' میں صلت بن حکیم سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

بحرین کے رہنے والے ایک آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے بحرین میں ایک آدمی کو غسل دیا تو اس کے گوشت پر لکھا ہوا تھا ''طوبیٰ لک یا غریب'' یعنی اے مسافر تجھے مبارک ہو۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو یہ تحریر گوشت اور کھال کے درمیان تھی۔

۱۹- ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں عبدالرحمٰن بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے احنف بن قیس کے جنازے میں شرکت کی جو آدمی قبر میں اترے میں ان میں شامل تھا۔ جب تختہ برابر کرنے لگا تو میں نے دیکھا کہ ان کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی گئی ہے۔ میں نے دیگر ساتھیوں کو بتایا لیکن جو کچھ میں نے دیکھا وہ نہ دیکھ سکے۔

قراء حضرات کی فضیلت

۲۰- ابوالحسن بن سری نے کتاب کراماتِ اولیاء میں حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حجاج بن یوسف نے ماہان حنفی کو ان کے گھر کے دروازے پر سولی پر لٹکا دیا اور وہ قراء حضرات کو ان کے گھروں کے دروازے پر ہی سولی دیتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم رات کے وقت وہاں روشنی دیکھتے تھے۔

نجاشی کی قبر میں نور

۲۱- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں اور ابوداؤد نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

جب بادشاہ نجاشی کا انتقال ہوا تو ہم سے بیان کیا جاتا تھا کہ اس کی قبر میں نور دکھائی دیتا

ہے۔

قبر سے مشک کی خوشبو

۲۲- ابونعیم نے مغیرہ بن حبیب سے روایت کیا ہے کہ۔

عبداللہ بن غالب دانی ایک جنگ میں شہید ہو گئے جب اُن کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کے ایک بھائی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا بہت اچھا معاملہ ہوا۔ پھر پوچھا' ٹھکانہ کہاں؟ جواب دیا' جنت میں پوچھا کہ کس عمل کی بناء پر؟ اس نے جواب دیا۔ ایمان کی مضبوطی تہجد کی نماز لمبی پڑھنا اور روزہ رکھ کر دوپہر کو پیاس برداشت کرنے کی بناء پر۔ اس نے پوچھا کہ جو پیاری سی خوشبو تیری قبر سے آ رہی تھی وہ کیسی خوشبو تھی؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ تلاوت قرآن اور پیاس برداشت کرنے کی خوشبو تھی۔

قبر کی مٹی مشک بن گئی

۲۳- امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت مالک بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں عبداللہ بن غالب کی قبر میں اترا اور قبر سے تھوڑی مٹی اٹھائی تو وہ مشک تھی۔ لوگ اس کی قبر کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہونے لگے تو اس کی قبر کو برابر کر دیا گیا یعنی پاٹ دیا گیا۔

☆..........☆....... ....☆

ستائیسواں باب:

آخرت کا پہلا عدل

۱- دیلمی نے ''فردوس'' میں روایت کیا ہے۔
آخرت کے انصاف کی پہلی منزل قبر ہے جس میں اچھے اور برے کی کوئی تمیز نہیں۔

☆..........☆..........☆

اٹھائیسواں باب:

اللہ کے ہاں بندے کی قابل رحم حالت

۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی سب سے زیادہ قابل رحم حالت وہ ہوتی ہے جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اہل وعیال اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔
۲- دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی سب سے زیادہ قابل رحم حالت وہ ہوتی ہے جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔

☆..........☆..........☆

انتیسواں باب:

قبر میں پہلا تحفہ

۱- ابن ابی الدنیا نے ابو عاصم حنبلی سے مرفوعاً روایت کیا' فرماتے ہیں:

قبر میں سب سے پہلا تحفہ جو بندۂ مومن کو دیا جائے گا وہ یہ ہوگا کہ اسے کہا جائے گا تجھے خوشخبری ہو جس نے تیرے جنازے کا ساتھ دیا اسے بخش دیا گیا۔

۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن کیلئے قبر میں پہلا تحفہ یہ ہوگا کہ اس کے جنازے کے ساتھ نکلنے والوں کو بخش دیا جائے گا''۔

☆............☆............☆

تیسواں باب:

بندۂ مومن کی پہلی جزاء

۱- عبد اور بزار نے اپنی اپنی ''مسند'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بندۂ مومن کو سب سے پہلا بدلہ یہ دیا جائے گا کہ اس کے جنازے کے ساتھ آنے والوں کو بخش دیا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابوالشیخ نے ''الثواب'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حاکم' نے ''تاریخ'' میں' بیہقی نے ''شعب'' میں' خطیب نے ''رواۃ'' میں حضرت مالک سے' ابراہیم نے ابن عبدالبر نے ''تمہید'' میں' دیلمی نے حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے روایت کیا ہے۔

☆............☆............☆

اکتیسواں باب:

مختلف امور میں احادیث مبارکہ

اے اللہ! قبر روشن فرمانا

۱- امام مسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس کی قبر کشادہ فرمانا اور روشن فرمانا۔

قبروں میں تاریکی

۲- امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قبروں میں تاریکی ہی تاریکی ہوگی اور اللہ تعالیٰ میری دعا کے صدقے انہیں منور فرمادے گا۔

مسجد میں ہنسنا

۳- دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا‘ فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مسجد میں ہنسنا قبر میں تاریکی کا باعث ہے‘‘۔

یوم محشر کے لئے تیاری

۴- ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد میں سری بن مخلد سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تو سفر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کیلئے تیاری کرتا ہے۔تو قیامت کے راستے کے سفر کی کیا تیاری کی ہے؟ اے ابوذر! کیا میں تمہیں اس کے بارے میں نہ بتاؤں جو تجھے اس دن یعنی بروز قیامت فائدہ دے گی؟ انہوں نے عرض کی‘ کیوں نہیں‘ ضرور بتائیے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔تو ارشاد فرمایا شدید گرمی والے دن یوم محشر کیلئے روزہ رکھو اور قبر کی وحشت سے بچاؤ کیلئے رات کی تاریکی میں دو رکعتیں نماز پڑھا کرو۔

غربت اور وحشت قبر سے نجات کا وظیفہ

۵- دیلمی نے اور خطیب نے ''الرواۃ'' میں حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے' ابونعیم اور ابن عبد البر نے ''تمہید'' میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو آدمی ہر دن میں سو مرتبہ **"لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین"** پڑھتا ہے اسے غربت سے نجات حاصل ہوگی قبر کی وحشت محسوس نہ ہوگی اور اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

عالم کی فضیلت

٦- دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب عالم وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کو شکل وصورت عطاء فرما دے گا تو وہ علم تا قیامت اس کیلئے قبر میں مونس و ہمدرد ہوگا اور حشرات الارض کو دور بھگائے گا۔

استاد اور شاگرد کا مقام

۷- امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابن عبد البر نے کتاب العلم میں اپنی سند کیساتھ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ خود بھی خیر و بھلائی سیکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں کیونکہ میں استاد اور شاگرد یعنی علم سیکھنے والے اور سکھانے والے کی قبروں کو روشن کر دیتا ہوں حتیٰ کہ ان کو قبروں میں وحشت نہیں ہوگی۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ

۸- لالکائی نے ''السنۃ'' میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے ایک جنازہ اٹھایا تو دعا مانگی' اے اللہ! میری موت میں برکت دے تو کسی نے میت کے تختے سے آواز دی کہ موت کے بعد کیا حال ہوگا تو میں بہت خوف زدہ ہوا۔ جب لوگ میت دفن کر چکے تو میں قبر کے پاس متفکر ہو کر بیٹھ گیا تو اچانک قبر سے ایک بہت خوبصورت' بہترین خوشبو اور صاف ستھرے کپڑوں والا آدمی نکل آیا اور کہا۔ اے ابراہیم! میں نے لبیک کہا اور کہا اللہ تم پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ تختہ پر سے موت کے بعد کی دعا کی آواز دینے والا میں ہی

ہوں۔ میں نے کہا تو آپ کون ہیں؟ تو اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کی سنت ہوں مجھ پر جس نے عمل کیا دنیا میں اس کی حفاظت کرتی ہوں اور قبر میں اس کیلئے نور اور دوست ہوں گی جبکہ قیامت کے دن ان کی قائد بن کر جنت میں لے جاؤں گی۔

خوشی کی بات سے فرشتے کی تخلیق

۹- محمد بن لال نے ''الثواب'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد صاحب سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی آدمی کسی مسلمان کو خوشی کی بات سناتا ہے تو اس خوشی سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ تخلیق فرماتا ہے جو اللہ کی بندگی کرتا ہے اور توحید بیان کرتا ہے۔ جب وہ بندہ قبر میں چلا جاتا ہے تو وہی خوشی آتی ہے اور کہتی ہے کہ کیا مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو وہ خوشی کہتی ہے کہ میں فلاں خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کو بہم پہنچائی تھی اب میں تیری وحشت میں تیری مونس ہوں' تجھے تیری حجت' بتاؤں گی اور قول ثابت سے تجھے قدم کروں گی قیامت کے دن تیری گواہی دوں گی اور تیری شفاعت کروں گی اور تیرا ٹھکانہ جو جنت میں ہے تجھے دکھاؤں گی۔

لوگوں کو تکلیف دینے سے بچنا

۱۰- ابن مندہ نے ابو کاہل سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ابو کاہل! اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ جو شخص لوگوں کو تکلیف دینے سے باز رہا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم ہے حق ہے کہ اس سے قبر کی تکلیف دور فرمائے۔

مسجد میں چراغ جلانے کی فضیلت

۱۱- ابو الفضل طوسی نے ''عیون الاخبار'' میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

جو آدمی مسجد میں چراغ روشن کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں روشنی عطاء فرمائے گا اور جس نے جنت کو خوشبودار کیا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو جنتی خوشبو سے معطر فرمائے گا۔

مریض کی عیادت پر اجر الٰہی

۱۲- دیلمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے پروردگار! جو مریض کی عیادت کرتا ہے اس کیلئے کیا اجر ہوگا؟ تو فرمایا اس پر دو فرشتے مقرر کیے جائیں گے جو تا قیامت اس کی قبر میں اس کی عیادت کریں گے۔

سعید بن منصور نے حضرت حسن سے یہی حدیث اتنے اضافے سے روایت کی ہے کہ ملائکہ اس کی بیمار پرسی کرتے ہیں یا تیمارداری کرتے ہیں۔

اہل قبور کو قبر میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جس کی آواز تمام جانور سنتے ہیں۔

عذابِ قبر سے پناہ مانگو

۵- امام احمد اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے نخلستان میں تشریف لے گئے پھر بنی نجار کے وہ آدمی جو جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے ان کو قبروں میں عذاب دیئے جانے کی آواز سنی تو آپ گھبرا کر باہر تشریف لے آئے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

کافر کی قبر میں ننانوے سانپ

۶- امام احمد' ابو یعلیٰ اور آجری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کافر پر اس کی قبر میں 99 سانپ' اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہیں گے۔

مومن کی قبر چودھویں کے چاند کی مانند

۷- ابو یعلیٰ' آجری اور ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن آدمی کی قبر سرسبز باغ ہوتی ہے اور ستر گز تک کشادہ ہوتی ہے اور اس کی قبر چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوتی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت مبارکہ کس کے متعلق نازل ہوئی۔ "فان له معيشة ضنكا" :یعنی پس اس کیلئے تنگ زندگی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: اس سے مراد کافر کو قبر میں جو عذاب دیا جائے گا وہ ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کافر پر ننانوے اژدھے مسلط کیے جاتے ہیں جو اس کے جسم پر شعلے پھونکتے ہیں اور قیامت کے دن تک اسے ڈستے رہیں گے۔

کافر پر سانپ مسلط کیے جائیں گے

۸- امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کافر پر دو سانپ مسلط کیے جاتے ہیں ایک سر کی جانب سے اور دوسرا پاؤں کی طرف سے وہ

اسے کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں اور ہر بار گوشت دوبارہ آ جاتا ہے اور ایسا قیامت تک ہوتا رہے گا۔

پیشاب کے قطروں سے بچو

۹- ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور آجری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پیشاب کے قطروں سے بچو کیونکہ عموماً عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

سبز ٹہنی سے عذاب میں تخفیف

۱۰- ابن ابی شیبہ اور شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے معاملے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان میں سے ایک تو پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا پھر آپ نے تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا قبر پر رکھ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

غیبت عذاب قبر کا باعث

۱۱- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے میمونہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگ اور سب سے زیادہ [illegible]ب قبر غیبت اور پیشاب کے قطروں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

چغل خوری عذاب قبر کا سبب

۱۲- امام احمد اور اصبہانی نے حضرت یعلیٰ بن سیابہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی قبر پر تشریف لائے جسے عذاب ہو رہا تھا اور ارشاد فرمایا: کہ یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا یعنی چغل خور تھا۔ پھر ایک تر شاخ منگوا کر اس قبر پر رکھ دی اور فرمایا جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

۱۳- بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبرستان سے گزرا تو ایک قبر سے دبائے جانے کی آواز سنی۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں نے ایک قبر میں دبائے جانے کی آواز سنی ہے تو آپ نے ارشاد

فرمایا: اے یعلیٰ! کیا واقعی سنی ہے؟ میں نے عرض کی ہاں۔ تو ارشاد فرمایا کہ اسے ایک معمولی کام کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے میں نے عرض کی وہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا تھا اور پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

پھر حضرت یعلیٰ نے شاخ والا قصہ بیان فرمایا۔

۱۴۔ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں چل رہے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے۔ آپ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! کیا تم کچھ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں کہ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔

انہوں نے اس کے متعلق معلوم کیا تو وہ یہودی تھا۔ یعنی جسے عذاب ہو رہا تھا۔

عذاب قبر کی تین وجوہات

۱۵۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عذاب قبر تین وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے۔ غیبت' چغل خوری اور پیشاب کی وجہ سے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ' امام احمد' ابن حبان اور آجری نے حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو۔ میں نے عرض کی! یا رسول اللہ! کیا مردوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! ایسا عذاب کہ جسے جانور سنیں گے۔

عذاب قبر کی آواز جانور سنتے ہیں

۱۸۔ طبرانی نے ''کبیر'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مردوں کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جانور ان کی آواز سنتے ہیں۔

۱۹۔ طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تشریف فرما تھے کہ اچانک وہ سواری اچھلنے کودنے لگی۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! آپ کی سواری کیوں اچھل رہی ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اس نے ایک آدمی کی آواز سنی ہے جسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے اس وجہ سے

اچھل رہی ہے۔

کافر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید

۲۰- ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

"کمایئس الکفار من اصحاب القبور"

ترجمہ: جیسے کفار قبر والوں سے نا امید ہوں گے۔

کے بارے میں روایت کیا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کافر لوگ قبر کے اندر اس رسوا کن عذاب کا مشاہدہ کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے تیار کر رکھا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہو جائیں گے۔

ابو جہل کو عذاب

۲۱- طبرانی نے "اوسط" میں، ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں، لالکائی نے "السنۃ" میں اور ابن مندہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میں میدان بدر کے قریب سے گزر رہا تھا تو ایک گڑھے سے ایک آدمی نے نکلا جس کی گردن میں آگ کی زنجیر تھی۔ اس نے مجھے آواز دے کر کہا کہ اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ اسے میرا نام معلوم تھا یا عربوں کے رواج کے مطابق اس نے مجھے پکارا تھا۔ اتنے میں اسی گڑھے سے ایک آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ اس نے مجھے کہا، اے عبداللہ! اسے پانی مت پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اسے کوڑے سے مار مار کر دوبارہ اسی گڑھے میں لے گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا بیان کیا۔ تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا واقعی تو نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی۔ ہاں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دشمن خدا ابو جہل تھا اور قیامت تک اسے اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔

مشرک کو عذاب

۲۲- ابن ابی الدنیا نے کتاب "من عاش بعد الموت" میں، خلال نے "السنۃ" میں اور ابن براء نے "الروضۃ" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میں ایک سفر کے موقع پر جاہلی دور کے ایک قبرستان سے گزرا تو ایک قبر سے ایک آدمی نکلا جو شعلوں میں لپٹا ہوا تھا اور اس کی گردن میں آگ کی زنجیر تھی۔ میرے پاس پانی کا برتن تھا جب اس آدمی نے مجھے دیکھا تو کہا۔ اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ، اتنے میں اس کے پیچھے اسی قبر سے ایک اور

آدمی نکلا اور کہا۔ اے عبداللہ! اسے پانی مت پلانا کیونکہ یہ کافر ہے پھر اسے کوڑے مارے اور زنجیر سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا قبر میں لے گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر میں نے رات ایک ایسی بڑھیا کے پاس گزاری جس کے گھر میں ایک قبر تھی۔ تو میں نے اس قبر سے ایک آواز سنی کہ پیشاب! پیشاب کیا ہے' بہانا اور بہانا کیا ہے۔ میں نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ میرا خاوند ہے اور یہ جب بھی پیشاب کرتا تھا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا میں اسے کہتی تھی کہ افسوس! جب اونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی ٹانگیں پھیلا لیتا ہے تو یہ میری بات نہیں سنتا تھا اب جس دن سے یہ مرا ہے یہی کہہ رہا ہے کہ پیشاب اور پیشاب کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ بہانا سے کیا مراد ہے؟ تو اس نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک پیاسا آدمی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ' تو اس نے کہا کہ مشکیزہ لے لو۔ اس مشکیزے میں کچھ بھی نہ تھا تو وہ آدمی گر کر مر گیا۔ اور جس دن سے میرا خاوند مرا ہے یہی کہہ رہا ہے بہانا اور بہانا کیا ہے؟

جب میں واپس لوٹا تو یہ ماجرا رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے اکیلے آدمی کو سفر کرنے سے منع فرمایا۔

مہمانوں کا حق تسلیم نہ کرنے والے کو عذاب

۲۴- ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں حضرت حویرث بن رباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔

میں ایک سفر سے واپس لوٹ رہا تھا کہ اچانک ایک قبر سے ایک آدمی نکلا جس کا چہرہ شعلوں میں بھڑک رہا تھا اور اس کے گلے میں آگ کا طوق تھا۔ اس نے کہا مجھے پانی پلاؤ مجھے پانی پلاؤ۔ اتنے میں اس کے پیچھے ایک اور آدمی ~~نکلا اس نے~~ کہا۔ اس کافر کو پانی مت پلانا۔ پھر اتنے میں اس کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا اس نے کہا۔ اس کافر کو پانی مت پلانا پھر اس کے پاس آ کر اس طوق کو پکڑ لیا اور اسے منہ کے بل گرا دیا پھر اسے گھسیٹ کر قبر میں لے گیا۔

حویرث کہتے ہیں کہ اونٹنی اس طرح ہو گئی کہ میں اسے مزید نہیں چلا سکتا تھا تو میں نے اسے بٹھا دیا اور مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی پھر اس پر سوار ہو گیا اور مدنیہ منورہ پہنچ گیا۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اے حویرث قسم بخدا! میں تمہاری بات کی تکذیب نہیں کرتا تو نے مجھے سچا واقعہ سنایا ہے پھر آپ نے چند بزرگوں کو بلا بھیجا

جنہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہوا تھا۔ پھر حضرت حویرث کو بلایا اور کہا کہ انہوں نے مجھ سے ایک واقعہ بیان کیا ہے اور میں نے ان کی تکذیب نہیں کی۔ اے حویرث جو واقعہ آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ انہیں بھی سنائیں تو میں نے وہ واقعہ بیان کیا۔ تو ان بزرگوں نے کہا کہ ہم نے اس آدمی کو پہچان لیا ہے وہ بنی غفار قبیلہ کا ہے جو کہ دور جاہلیت میں مرا تھا اور وہ مہمانوں کا حق تسلیم نہیں کرتا تھا۔

عذاب دیکھ کر بال سفید ہو گئے

۲۴- حضرت ہشام بن عروہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا' وہ فرماتے ہیں۔

میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر پر تھا تو ایک قبر کے پاس سے گزرا اچانک ایک آدمی اس قبر سے نکلا وہ آگ کے شعلوں میں بھڑک رہا تھا اور لوہے کے طوق میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا! اے عبداللہ! پانی چھڑکو! اے عبداللہ! پانی چھڑکو اتنے میں اس کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا اس نے کہا۔ اے عبداللہ! پانی مت چھڑکنا۔ اے عبداللہ! پانی مت چھڑکنا تو مجھ پر غشی طاری ہو گئی جب میں صبح کو ہوش میں آیا تو میرے بال سفید ہو چکے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں بتایا گیا تو آپ نے اکیلے آدمی کو سفر کرنے سے منع فرمایا۔

امانت میں خیانت پر عذاب

۲۵- امام احمد' نسائی' ابن خزیمہ اور بیہقی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت البقیع سے گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اف! افسوس! میں نے سمجھا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کیسے محسوس ہوا؟ میں نے عرض کی کہ آپ نے مجھ پر افسوس کا اظہار کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: نہیں' بلکہ اس قبر والے آدمی کو میں نے فلاں قبیلہ کے پاس زکوٰۃ کی وصولی کیلئے بھیجا تھا تو اس نے ایک زرہ بطور خیانت رکھ لی تو اب وہ زرہ آگ کی بن گئی ہے اور اسے پہنا دی گئی ہے۔

بغیر وضو کے نماز پڑھنے پر عذاب

۲۶- ابن ابی شیبہ' ہناد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عمرو بن شرجیل سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی فوت ہو گیا جسے لوگ بہت پرہیزگار سمجھتے تھے۔ قبر میں اس کے پاس فرشتے آئے

اور کہا کہ ہم تجھے سو کوڑے ماریں گے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے کوڑے۔ تو اس نے کہا کہ تم کیوں مجھے کوڑے مارو گے حالانکہ میں متقی اور پرہیزگار تھا؟ تو فرشتوں نے کہا چلو پچاس ماریں گے۔ وہ برابر بحث کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ ایک کوڑا ماریں گے۔ جب انہوں نے کوڑا مارا تو اس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھی۔ پھر اسے دوبارہ زندہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ تم نے کس وجہ سے مجھے کوڑا مارا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ تو نے ایک دن بغیر وضو کے نماز پڑھنی تھی اور ایک مظلوم تیرے پاس مدد طلب کرنے آیا تھا لیکن تو نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔

ایک کوڑے سے قبر بھڑک اٹھی

۲۷- امام بخاری نے اور ابوالشیخ نے ''کتاب التوبیخ'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی کو اس کی قبر میں سو کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا۔ تو وہ اللہ رب العزت سے التجائیں اور دعائیں کرتا رہا حتیٰ کہ ایک کوڑا مارنے کا حکم ہوا۔ جب ایک کوڑا مارا گیا تو اس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھی جب آگ بجھی اور اسے ہوش آیا تو اس نے کہا کہ کس وجہ سے مجھے کوڑا مارا گیا ہے؟ تو کوڑا مارنے والے فرشتوں نے کہا کہ تو نے ایک مرتبہ بغیر وضو کے نماز ادا کی تھی اور مظلوم کی مدد نہیں کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

۲۸- امام بخاری اور بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

فرماتے ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کبھی کبھی پوچھا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے آج کسی نے خواب دیکھا ہے تو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلیے تو میں ان کے ساتھ چل پڑا تو وہ مجھے ارض مقدس میں لے آئے اور ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا ہے اور اس کے سرہانے ایک آدمی پتھر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے اور بار بار اس کا سر پتھر سے کچل رہا ہے اور ہر دفعہ کچلنے کے بعد وہ پہلی حالت پر آ جاتا ہے اور وہ پھر اسے کچل دیتا ہے۔ میں نے ان سے کہا، سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلیے تو ہم آگے گئے اور ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچ گئے جو گدی کے بل لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک آدمی لوہے کا چمٹا لے کر کھڑا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کو اس چمٹے سے پکڑ کر کھینچتا تو اس کی باچھیں اور نتھنے اور آنکھ گدی تک کھینچ جاتی پھر دوسری طرف بھی اسی طرح

کرتا تو وہ اس طرف سے فارغ نہیں ہوتا تھا کہ پہلی طرف اپنی اصلی حالت پر آجاتی تو وہ پھر اسی طرح کرتا۔ ابھی وہ اس طرف سے فارغ نہیں ہوتا تھا کہ دوسری جانب اپنی پہلی حالت پر آجاتی تو وہ پھر اسی طرح کرتا میں نے کہا! سبحان اللہ! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا آگے چلیئے ہم آگے چلے تو ایک ایسے تنور کے پاس آئے جس میں شور وغوغا ہو رہا تھا۔ ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں۔ ان کے نیچے کی طرف سے شعلے اوپر آتے تھے تو جب شعلے ان کی طرف آتے تو وہ چیختے چلاتے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا آگے چلیئے۔ ہم آگے چلے تو ایک سرخ رنگ کی نہر پر پہنچ گئے اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی تھا جس کے پاس پتھروں کا ڈھیر تھا۔ تو وہ تیرنے والا آدمی کچھ دیر تیرنے کے بعد اس کے کنارے والے آدمی کے پاس آکر منہ پھاڑتا تو وہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا اور پھر وہ واپس لوٹ جاتا ہے ہر بار جب بھی وہ اس کے پاس آکر منہ پھاڑتا وہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا۔ آگے چلیئے ہم آگے چلے تو ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو بہت خوفناک شکل والا تھا اتنا خوفناک کہ تم نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس کے سامنے آگ تھی اور وہ اس کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا۔ آگے چلیئے ہم آگے چلے تو ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں فصل بہار کا ہر پھول تھا۔ اس باغ میں ایک آدمی کھڑا تھا جس کا قد اتنا لمبا تھا کہ آسمان سے لگتا ہوا محسوس ہوتا تھا اور اس کے پاس بچے کھڑے تھے جن کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ آگے چلیئے۔ ہم آگے چلے تو ایک عظیم الشان باغ میں پہنچے میں نے اتنا بڑا اور اتنا حسین وجمیل باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تو انہوں نے مجھے کہا اس میں چلیئے۔ ہم اس باغ کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ایک شہر تھا جو کہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تعمیر ہوا تھا۔ جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے تو اسے کھلوا کر اندر داخل ہوئے اور اس میں ایسے آدمی دیکھے کہ جن کا نصف جسم بہت حسین وجمیل تھا اور باقی نصف بہت بدصورت تھا۔ ان دونوں آدمیوں نے جو کہ میرے پاس آئے تھے ان سے کہا کہ اس نہر میں داخل ہو جاؤ سامنے ہی ایک چوڑی نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی نہایت سفید تھا تو وہ اس نہر میں داخل ہوئے اور جب واپس ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی۔

ان دونوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یا رسول اللہ! یہ آپ کا مسکن ہے۔ جب میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک محل سفید بادل کی طرح تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا مسکن ہے

میں نے انہیں کہا "بارت الله فیکما" مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں تو انہوں نے کہا کہ آپ اس میں ضرور داخل ہوں گے لیکنا بھی نہیں تب میں نے انہیں کہا کہ میں نے رات سے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں تو ان کی حقیقت کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ پہلا آدمی جو آپ نے دیکھا کہ جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا اس نے قرآن پڑھ کر اس پر عمل نہ کیا اور فرض نماز کے وقت سو جایا کرتا تھا اس کو یہ عذاب قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔

اور وہ آدمی جس کی باچھیں، نتھنے اور آنکھیں گدی تک کھینچی جا رہی تھیں تو وہ بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا اور اسے یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

اور جو تنور میں ننگے آدمی اور عورتیں تھیں تو وہ زانی تھے اور نہر میں تیرنے والا اور پتھر نگلنے والا آدمی سود خور تھا۔ اور جو آدمی بہت خوفناک شکل والا آگ کے گرد چکر لگا رہا تھا وہ داروغہ جہنم مالک ہے۔

جبکہ وہ آدمی جو لمبے قد کا تھا اور باغیچے میں کھڑا تھا وہ حضرات ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ سب فطرت پر فوت ہو جانے والے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل تھے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں! اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بدصورت تھے وہ نیک اعمال اور برے اعمال یعنی دونوں قسم کے اعمال کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ پھر ان دونوں نے کہا کہ ہم جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب عذاب برزخ میں نص ہے کیونکہ انبیاء کرام کے خواب وحی الٰہی اور حق ہوتے ہیں۔

اعمال بد کا انجام

۲۹۔ خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے کچھ ایسے آدمی دیکھے جن کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹ جا رہی تھیں تو میں نے پوچھا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی چیزوں سے زینت حاصل کیا کرتے تھے جو ان کیلئے جائز نہیں تھیں۔ پھر میں نے ایک ایسا بدبودار گڑھا دیکھا جس میں سے چیخ

وپکار کی آوازیں آرہی تھیں۔ تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ ایسی عورتیں ہیں جو ان چیزوں سے زینت حاصل کیا کرتی تھیں جو ان کیلئے جائز نہیں تھیں۔ پھر کچھ ایسے لوگ دیکھے جو آب حیات میں غسل کر رہے تھے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ دونوں قسم کے اعمال یعنی نیک اور بد اعمال کیا کرتے تھے۔

جن تو دوزخ کا مشاہدہ

۳۰- ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی جب نماز ختم ہوئی تو آپ ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

رلت کو میرے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ لیا۔ پھر مجھے آسمان دنیا پر لے گئے۔ وہاں ہم ایک فرشتے کے پاس سے گزرے۔ اس کے سامنے ایک آدمی تھا۔ فرشتے کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر تھا وہ پتھر فرشتہ اس آدمی کی کھوپڑی پر مارتا تو اس کا دماغ ایک طرف اور پتھر ایک طرف گر جاتا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو ان فرشتوں نے کہا آگے چلئے میں آگے گیا تو ایک فرشتہ دیکھا اس کے سامنے ایک آدمی تھا اور اس فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا چمٹا تھا وہ چمٹا وہ فرشتہ اس کی دائیں بانچھ میں رکھ کر کھینچتا حتیٰ کہ وہ اس کے کانوں سے جا ملتی۔ پھر وہ ایسا ہی بائیں طرف کرتا تو دائیں بانچھ کی طرح ہو جاتی۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آگے چلئے۔ میں آگے گیا تو میں نے خون کی نہر دیکھی جو ہنڈیا کی طرح جوش مار رہی تھی۔ اس میں ننگے لوگ تھے اور نہر کے کنارے پر فرشتے بیٹھے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں مٹی کے ڈھیلے تھے۔ جیسے ہی ان میں سے کوئی اوپر آتا وہ اسے ڈھیلا مارتے تو وہ اس کے منہ میں جا پڑتا اور پھر وہ آہستہ آہستہ نہر کی تہہ میں اتر جاتا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا' آگے چلئے میں آگے گیا تو ایک گھر دیکھا جس کا نچلا حصہ اوپری حصے سے تنگ تھا اس میں ننگے لوگ تھے اور ان کے نیچے آگ جلائی جا رہی تھی ان سے اتنی بدبو آرہی تھی کہ مجھے اپنی ناک پکڑنی پڑی۔ تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ میں آگے گیا تو ایک سیاہ ٹیلا دیکھا اس پر ''مخبل'' دیوانے یا پاگل لوگ دیکھے۔ آگ ان کے پیچھے سے داخل کی جا رہی تھی اور وہ ان کے منہ' نتھنوں' کانوں اور آنکھوں سے نکل رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا' آگے چلئے میں آگے گیا تو آگ کا قید

خانہ دیکھا اس پر ایک فرشتہ مقرر تھا جب بھی اس میں سے کوئی باہر نکلتا وہ فرشتہ اسے پکڑ کر پھر قید خانے میں ڈال دیتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آگے چلئے میں آگے گیا تو میں ایک باغ میں تھا اور اس میں ایک بہت حسین وجمیل بزرگ کھڑے تھے اور ان کے گرد بچے تھے اور ایک درخت دیکھا کہ جس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے۔ میں اس درخت پر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اتنا چڑھا تو میں نے اتنے خوبصورت گھر دیکھے کہ ان جیسے حسین گھر آج تک نہیں دیکھے ان پر بڑے بڑے، موتی سبز زبرجد اور سرخ یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ تو میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ تو انہوں کہا، آگے چلیے میں آگے گیا تو ایک نہر دیکھی جس کے کناروں پر سونا اور چاندی کا پل تھا اور اس کے کناروں پر بہت حسین وجمیل مکانات تھے جن پر بڑے بڑے موتی، سبز زمرد اور سرخ یاقوت جڑے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا اتریئے تو میں اترا اور اس میں سے ایک برتن بھر کر پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم پانی تھا۔

پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ جو پتھر والا آدمی آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کی کھوپڑی پر پتھر مارتا تھا تو اس کا دماغ ایک طرف اور پتھر ایک طرف گر پڑتا تھا تو وہ ایسے لوگ ہیں جو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جاتے تھے اور نماز اپنے مقررہ اوقات پر ادا نہیں کرتے تھے ان کو یہ عذاب جہنم میں لے جائے جانے تک ہوتا رہے گا۔

اور جس کی باچھیں چمٹے سے کھینچی جا رہی تھیں وہ ایسے لوگ ہیں جو کہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کرتے اور فساد پھیلاتے تھے۔ ان کو یہ عذاب جہنم میں لے جائے جانے تک ہوتا رہے گا۔

اور جنہیں مٹی کے ڈھیلے مارے جا رہے تھے وہ سود خور ہیں اور انہیں جہنم میں لے جائے جانے تک یہ عذاب ہوتا رہے گا اور دیوانے اور پاگل لوگ وہ تھے جو قوم لوط والا فعل بد کرتے تھے فاعل بھی اور مفعول یعنی کرنے والے بھی اور کروانے والے تھے۔ اور انہیں جہنم میں لے جائے جانے تک یہ عذاب ہوتا رہے گا۔

اور آگ کا قید خانہ جہنم ہے اور باغ جنت ہے اور وہ بزرگ جنہیں آپ نے دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے گرد مسلمانوں کے بچے اور درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے اور جو اس میں گھر ہیں تو وہ اعلیٰ علیین میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے مساکن ہیں اور وہ نہر

''کوثر'' ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور یہ آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے مکانات ہیں۔

معراج کی رات کو مشاہدہ

۳۱۔ بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں کچھ خوان رکھے ہوئے تھے اور ان میں اعلیٰ قسم کا گوشت تھا لیکن اس کے قریب کوئی نہیں جاتا تھا۔ (دوسری) جگہ کچھ اور خوان پڑے ہوئے تھے جن میں بدبودار اور سڑا ہوا گوشت پڑا تھا تو ان میں سے کچھ لوگ کھا رہے تھے۔ میں نے کہا! اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام مال کھاتے تھے۔

پھر ایک اور مقام سے گزر ہوا تو کچھ لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھروں کی مانند تھے جب بھی ان میں سے کوئی اٹھنا چاہتا تو گر پڑتا اور کہتا اے اللہ! قیامت قائم نہ فرمانا اور وہ آل فرعون کے راستے پر پڑے ہوئے تھے جو قوم بھی گزرتی انہیں روندتی جاتی تھی اور وہ بارگاہ خداوندی میں آہ و زاری کرتے تھے۔ میں نے کہا۔ اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے سود خور لوگ ہیں۔

پھر ایک اور مقام سے گزر ہوا تو کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے تو وہ منہ کھول کر آگ کی چنگاریاں کھا رہے تھے تو وہ آگ ان کے نیچے سے نکل جاتی تھی۔ میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھایا کرتے تھے۔

پھر ایک اور مقام سے گزر ہوا تو کچھ عورتیں دیکھیں جو اپنے پستانوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو انہوں کہا کہ یہ زانی عورتیں ہیں۔

پھر ایک اور مقام سے گزر ہوا تو کچھ لوگ اپنے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے۔ ان سے کہا جا رہا تھا کہ کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ چغل خور اور غیبت کرنے والے ہیں۔

۳۲۔ ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھروں

سے کچلے جارہے تھے۔ جب بھی سر کچلے جاتے وہ دوبارہ اپنی پہلی حالت میں لوٹ آتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے تھے۔

پھر آپ کا گزر ایسے لوگوں سے ہوا جن کے آگے اور پیچھے شرمگاہوں پر چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ زقوم اور کانٹے دار درخت اس طرح چر رہے تھے جیسے گائے اور اونٹ چرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال سے زکوٰۃ اور صدقات نہیں دیا کرتے تھے۔

پھر آپ کا گزر ایسے لوگوں سے ہوا جن کے سامنے ہانڈی کا پکا ہوا گوشت بھی تھا اور بدبودار کچا گوشت بھی تھا وہ بہترین پکا ہوا گوشت چھوڑ کر بدبودار کچا گوشت کھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ مرد جو اپنی حلال عورت کو چھوڑ کر بری عورت کے ساتھ رات بسر کرتا ہے اور وہ عورت جو اپنے حلال خاوند کو چھوڑ کر برے آدمی کے ساتھ رات بسر کرتی ہے۔

پھر ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھا اکٹھا کر رکھا ہے لیکن وہ اسے اٹھا نہیں سکتا پھر بھی اس میں اضافہ کیے جارہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور ان کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا لیکن پھر مزید امانتیں لے لیتا تھا۔

پھر ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے جب بھی کاٹے جاتے دوبارہ اسی حالت پر لوٹ آتے۔ تو آپ ﷺ نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ فتنہ پرور خطیب ہیں۔

چغل خوروں اور آبروریزی کرنے والوں کا انجام

۳۳- امام ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شب معراج میرا ایسے لوگوں سے گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی چغل خوری کیا کرتے تھے اور آبروریزی کیا کرتے تھے۔

شاتم صحابہ کا انجام

۳۴- ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں حضرت حسن سے مرفوعاً روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی دنیا سے اس حالت میں گیا کہ وہ میرے کسی صحابی کو گالیاں دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک جانور مسلط فرما دے گا جو اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور اس کی تکلیف اسے قیامت تک ہوتی رہے گی۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شاتم صحابہ عذاب جہنم میں مبتلا ہوگا۔ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں وہ اپنا انجام سوچ لیں اور ہمارے بعض ناسمجھ بھائی ایسے لوگوں کو بھائی بھائی کہتے ہیں۔ انہیں بھی یہ سوچنا چاہیے کہ لوہار کی دکان پر بیٹھنے سے کپڑوں پر چنگاریاں پڑتی ہی ہیں۔

۳۵- ابن خزیمہ' ابن حبان' حاکم' طبرانی' ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کی نماز پڑھنے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچ اور حق ہے تو اسے غور سے سنو اور سمجھ لو۔ میرے پاس ایک آدمی آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک وسیع و عریض پہاڑ کے پاس لے گیا اور مجھے کہا کہ اس کے اوپر تشریف لے چلیں۔ میں نے کہا کہ میں اس پر نہیں چڑھ سکتا تو اس نے کہا کہ میں اوپر چڑھنا آسان کر دوں گا۔ تو میں اوپر چڑھنے لگا جیسے ہی میں قدم اٹھاتا ایک درجہ اوپر پہنچ جاتا حتیٰ کہ ہم پہاڑ کے درمیان پہنچ گئے۔ پھر ہم آگے چلے تو ایسے مرد اور عورتیں میں نے دیکھیں جن کی باچھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے۔ پھر ہم آگے چلے تو کچھ مرد اور عورتیں دیکھیں جن کی آنکھوں اور کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا گیا تھا۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں وہ کچھ دیکھتی تھیں جو نہیں دیکھنا چاہیے تھا اور کان وہ کچھ سنتے تھے جو نہیں سننا چاہیے تھا۔ پھر ہم آگے چلے تو ایسی عورتیں دیکھیں جن کی سرینیں لٹکی ہوئی سر جھکے ہوئے اور ان کے پستانوں کو سانپ کاٹ رہے تھے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی

تھیں۔ پھر ہم آگے چلے تو ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کے سرین لٹکے ہوئے' سر جھکے ہوئے اور کیچڑ اور گندا پانی چاٹ رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے تھے اور افطاری کے وقت سے پہلے توڑ دیا کرتے تھے۔ پھر ہم آگے چلے تو ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جو کہ بدصورت تھیں' گندا لباس پہنے ہوئے تھیں اور بہت بدبودار تھیں اور ان سے ایسی بدبو آرہی تھی جیسے پاخانے سے آتی ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو مردے دیکھے جو کہ بہت زیادہ پھٹ چکے تھے اور بدبودار تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ یہ کفار کے مردے ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو ایک آدمی دیکھا جو درخت کے سائے تلے تھا میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا یہ مسلمانوں کے مردے ہیں۔ پھر آگے چلے تو کچھ لڑکیاں اور لڑکے دیکھے جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا یہ مومنین کی اولاد ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو ایسے آدمی دیکھے جو خوبصورت چہرے' خوبصورت لباس اور بہترین خوشبو والے تھے ان کے چہرے سفید مصری چادر کی طرح تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا یہ صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں ایسی عورتوں کا ذکر آیا ہے جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں تھیں ان کے پستانوں کو سانپ کاٹیں گے۔ آج کل یہ مرض عام ہے جدید نسل کی مائیں اپنی فٹنس قائم رکھنے کیلئے بچوں کو فیڈر بے بی بنا رہی ہیں جو کہ شرعی لحاظ سے بھی ٹھیک نہیں اور بچے کی صحت کے لحاظ سے بھی۔ علاوہ ازیں اگر عذاب آخرت کو دیکھا جائے تو یہ سراسر خسارے کا سودا ہے کیونکہ اصل فٹنس وہی ہے جو کہ آخرت میں فٹ ہو۔

لوطی کا انجام

۳۶- دیلمی نے ''فردوس'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرا جو امتی قوم لوط والا بدفعل کرتا تھا جب وہ مرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے لوطیوں میں شامل فرما دے گا اور اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔

لوطی لوطیوں کے ساتھ ہوگا

۳۷- تاریخ ابن عساکر میں حضرت عمرو بن اسلم دمشقی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

ہمارے ہاں سرحد کے پاس ایک شخص فوت ہو گیا تو اسے دفن کر دیا گیا پھر تین دن بعد اس کی قبر کھودی گئی تو اینٹیں اسی طرح لگی ہوئیں تھیں لیکن وہ آدمی قبر سے غائب تھا اور لحد میں کچھ بھی نہ تھا۔ وکیع بن جراح سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک حدیث سنی ہے کہ جو آدمی قوم لوط جیسا بد فعل کرتا ہے تو اسے اس کی قبر سے نکال کر لوطیوں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے اور قیامت کو اس کا حشر انہی کے ساتھ ہو گا۔

چور اور زانی کا انجام

۳۸- ابن ابی الدنیا نے حضرت مسروق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو آدم چوری کرتا' زنا کرتا یا شراب نوشی کرتا ہے یا ان میں سے کوئی بھی کام کرتا ہے تو جب وہ مرتا ہے تو اس پر دو سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اس کی قبر میں اسے کاٹ کاٹ کر کھاتے رہتے ہیں۔

فرقہ قدریہ یا مرجیہ والے کا انجام

۳۹- ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر فرقہ قدریہ یا مرجیہ میں سے کسی مردے کی قبر تین دن کے بعد کھودی جائے تو اس کا منہ قبلہ سے پھرا ہو گا۔

مردہ گدھے کی طرح ہینگا

۴۰- اصبہانی نے ''الترغیب'' میں حضرت عوام بن حوشب سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں ایک قبیلے میں گیا اس قبیلے کے ایک طرف ایک قبر تھی عصر کے بعد وہ قبر پھٹ گئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا! اس کا سر گدھے کے سر جیسا اور باقی جسم انسانی جسم جیسا تھا تو وہ تین مرتبہ گدھے کی طرح ہینگا پھر قبر میں چلا گیا۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ شراب خور تھا۔ جب بھی شراب پیتا اس کی ماں اسے کہتی کے اے بیٹے! اللہ سے ڈر تو کہتا تو کیا گدھے کی طرح ہینگتی رہتی ہے۔ یہ آدمی عصر کے بعد مرا اب ہر روز عصر کے بعد قبر پھٹ جاتی ہے اور یہ تین مرتبہ ہینگتا ہے پھر قبر میں چلا جاتا ہے۔

چہرہ لوہے جیسا ہو گیا

۴۱- ابن ابی الدنیا نے مرشد بن حوشب سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں یوسف بن عمرو کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس ایک ایسا آدمی تھا جس کے چہرے کی ایک طرف لوہے جیسی تھی۔ یوسف نے اسے کہا کہ مرشد سے وہ واقعہ بیان کرو جو تم نے دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ رات کو ایک آدمی کی قبر کھودی گئی جب اسے دفن کر دیا گیا اور مٹی برابر کر دی گئی تو دو سفید پرندے اونٹوں کی مانند آئے ان میں سے ایک اس کے سر کی جانب اور دوسرا پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ پھر قبر کھود کر ایک قبر میں داخل ہو گیا اور دوسرا قبر کے کنارے بیٹھ گیا۔ میں بھی قریب آیا اور قبر کے کنارے بیٹھ گیا تو میں نے سنا کہ وہ پرندہ کہہ رہا تھا کہ اے انسان تو وہی نہیں جو زرق برق لباس پہن کر اپنے سسرال جایا کرتا تھا اور تکبر سے چلا کرتا تھا؟ تو اس نے کہا کہ میں تو بہت کمزور ہوں تو اس پرندے نے اسے ایسی ضرب لگائی کہ اسکی قبر آگ سے بھر گئی یہاں تک کہ قبر کا پانی اور تیل تک نکل آیا پھر اس پرندے نے دوبارہ یہی بات کی حتیٰ کہ اسے تین مرتبہ ضرب لگائی۔ پھر اس پرندے نے اپنا سر اٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھو وہ کہاں بیٹھا ہوا ہے اللہ اسے ذلیل کرے پھر اس نے میرے چہرے کی ایک طرف ایسی شدید ضرب لگائی کہ میں ساری رات بے ہوش رہا صبح کو مجھے ہوش آیا تو میرا چہرہ اس طرح ہو چکا تھا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

مردہ ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹ رہا تھا

۴۲- ابی جریس سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب ابوجعفر نے کوفہ میں خندق کھودی تو اہل کوفہ اپنے مردوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے لگے۔ ایک قبر کھودی گئی تو اس میں ایک نوجوان اپنے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔

مردے کی گردن میں سانپ

۴۳- حضرت ابواسحاق سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

مجھے ایک مردے کو غسل دینے کیلئے بلایا گیا جب میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو میں نے ایک سانپ دیکھا جو اس کی گردن سے لپٹا ہوا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

مردوں کے چہرے قبلے سے پھر گئے

۴۴- ابواسحاق فزاری سے مروی ہے۔

ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا۔ تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔ میں نے امام اوزاعی سے اس کے متعلق پوچھنے کیلئے

لکھ بھیجا تو انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو سنت نبوی پر عمل نہیں کرتے تھے۔

مردے کے جسم میں کیل ٹھونکی گئی

۴۵- عبدالمومن بن عبداللہ بن عیسیٰ ضبی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

ایک کفن چور نے اس کام سے توبہ کی تو اس سے پوچھا گیا کہ جو چیز سب سے عجیب وغریب تو نے دیکھی وہ بتاؤ؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسے آدمی کی قبر کھودی جس کے تمام جسم میں کیلیں ٹھونکی گئیں تھیں اور ایک بڑی کیل اس کے سر میں اور ایک پاؤں میں ٹھونکی گئی تھی۔

راوی کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کفن چور سے پوچھا گیا کہ تو نے جو عجیب وغریب چیز دیکھی ہو اس کے متعلق بتاؤ؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی انسانی کھوپڑی دیکھی جس میں سیسہ پگھلا کر بھرا گیا تھا۔

چہرے پیٹھ کی طرف پھر گئے

۴۶- فضل بن یونس سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک سے کہا کہ اے مسلمہ! تیرے باپ کو کس نے دفن کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے فلاں غلام نے۔ تو آپ نے کہا کہ ولید کو کس نے دفن کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے فلاں غلام نے۔ تو آپ نے کہا کہ اب میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جو مجھے دفن کرنے والے نے بتائی تھی۔ اس غلام نے مجھے بتایا کہ جب اس نے تیرے باپ اور ولید کو قبر میں رکھا اور ان کی گرہ کھولنے لگا تو اس نے دیکھا کہ ان کے چہرے پیٹھ کی طرف پھر گئے تھے۔

ولید کفن میں اچھلنے لگا

۴۷- یزید بن مہلب سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مجھے فرمایا: اے یزید! میں نے جب ولید کو قبر میں رکھا تو وہ اپنے کفن میں اچھلنے لگا۔

۴۸- عمرو بن میمون سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہ فرماتے سنا کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے ولید بن عبدالملک کو قبر میں رکھا۔ تو میں نے دیکھا کہ اس کے گھٹنے اس کی گردن کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے نصیحت حاصل کی۔

قبر کالے سانپوں سے بھر گئی

۴۹- ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبدالحمید بن محمود معولی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم حج کی سعادت حاصل کرنے گئے تھے ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جب ہم ذات الصفاح کے مقام پہ پہنچے تو وہ مر گیا ہم نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا جب ہم نے اس کی قبر کھودی اور فارغ ہوئے۔ تو ہم نے دیکھا کہ اس کی قبر کالے سانپوں سے بھر گئی ہے۔ تو ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر ایک دوسری جگہ قبر کھودی جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ وہ بھی سانپوں کے ساتھ بھر گئی ہے۔ تو ہم نے اسے وہیں چھوڑا اور آپ کے پاس آ گئے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سب کچھ امانت میں خیانت کرنے کی وجہ سے ہے۔

امام بیہقی نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔

کہ یہ اس کے اعمال کی سزا ہے جاؤ اور اسے کسی بھی جگہ دفن کر دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس کیلئے تمام زمین بھی کھودو تو وہ سانپوں سے بھری ہوگی۔ ہم واپس گئے اور اسے ایک قبر میں دفن کر دیا جب ہم نے واپس آ کر اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ غلہ فروخت کیا کرتا تھا اس میں سے ہر روز اپنے گھر والوں کی خوراک کیلئے کچھ لے لیتا تھا اور اس کمی کو پورا کرنے کیلئے گیہوں کا ردی حصہ اس میں ملا دیا کرتا تھا۔

گردن اور ہاتھ پاؤں پھاوڑے کے حلقے میں

۵۰- لالکائی نے صدقہ بن خالد سے اور انہوں نے اپنے بعض دمشق کے رہنے والے مشائخ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم حج پر گئے تو ہمارا ایک ساتھی راستے میں مر گیا ہم نے ایک آدمی سے پھاوڑا ادھار مانگ کر اس کی قبر کھودی اور اسے دفن کر دیا۔ بے خبری میں پھاوڑا قبر میں ہی رہ گیا تو ہم نے وہ نکالنے کیلئے قبر کھودی تو ہم نے دیکھا کہ اس آدمی کی گردن، ہاتھ اور پاؤں پھاوڑے کے حلقے میں داخل تھے تو ہم نے فوراً مٹی برابر کر دی اور پھاوڑے کے مالک کو اس کی قیمت ادا کر دی۔ جب ہم واپس لوٹے تو اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے خاوند

کے ساتھ ایک آدمی سفر پر گیا اس کے پاس مال و دولت تھی تو اس نے اس آدمی کو قتل کر کے مال و دولت لے لی اور اسی سے حج اور جہاد کرتا رہا۔

مردہ کتے کی طرح بھونکتا تھا

۵۱- ابن عساکر نے حضرت اعمش سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک لعنتی آدمی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک پر پاخانہ کر دیا تو وہ پاگل ہو گیا اور ہر وقت کتے کی طرح بھونکتا رہتا تھا پھر وہ مر گیا تو اس کی قبر سے بھی بھونکنے اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

ابن زیاد کا انجام

۵۲- یزید بن ابی زیاد اور عمارہ بن عمیرہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب عبیداللہ بن زیاد قتل ہوا تو اس کا سر اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تو ایک بہت بڑا سانپ آیا تو لوگ خوفزدہ ہو کر بکھر گئے وہ سانپ ان سروں کے درمیان پھرنے لگا پھر ابن زیاد (قاتلِ امام حسین علیہ السلام) کے نتھنے میں داخل ہوا اور اس کے منہ سے باہر نکلا پھر منہ سے داخل ہوا اور ناک سے باہر نکلا اور اس نے ایسا کئی بار کیا۔ پھر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد پھر لوٹ آیا اور ان کے سروں کے درمیان ابن زیاد کے سر سے اسی طرح کئی بار کیا۔ اور یہ نہیں پتا چلتا تھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہا گیا ہے "ترمذی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے"۔

۵۳- ابن عساکر نے محمد بن سعید سے روایت کیا۔

مسلم بن عقبہ مری مدینہ منورہ آیا اور یزید لعین کی بیعت کیلئے لوگوں کو دعوت دی اور کہا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نافرمانی میں غلام محض ہو۔ تو لوگوں نے اس کی دعوت قبول کی سوائے ایک قریشی آدمی کے جس کی والدہ ام ولد تھی۔ اس نے کہا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں۔ مسلم بن عقبہ نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا تو اس کی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات پر قادر کیا کہ مسلم بن عقبہ زندہ یا مردہ میرے ہاتھ آ جائے تو میں اسے آگ میں جلا دوں گی۔ جب مسلم بن عقبہ مدینہ سے نکلا تو اس کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور وہ مر گیا۔ تو اس قریشی کی والدہ اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر اس کی قبر کی طرف گئی اور انہیں حکم دیا کہ اس کی قبر کھود دو جب انہوں نے قبر کھودی تو ایک خوفناک اژدھا جو اس کی گردن سے لپٹا ہوا تھا اور اس کی ناک کے بانسے سے چمٹا تھا اس کی ناک چوس رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ واپس آ گئے۔

قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عبرتناک انجام

۵۴- تمام بن محمد مدرازی ''کتاب الرھیان'' میں' ابن عساکر نے تمام الحافظ کے طریق سے ابوعلی محمد بن ہارون انصاری سے انہوں نے عصمہ بن ابی عصمہ بخاری سے۔ انہوں نے احمد بن عمار بن خالد تمار سے اور انہوں نے عصمہ عبادانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں ایک جنگل میں گھوم پھر رہا تھا تو میں نے ایک گرجا دیکھا۔ گرجے میں محراب تھی اور اس محراب میں ایک راہب بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ اس جگہ جو سب سے زیادہ عجیب چیز تو نے دیکھی ہے وہ مجھے بتاؤ۔ تو اس راہب نے کہا ہاں تو پھر سنو ایک دن میں نے شتر مرغ کی طرح کا ایک سفید پرندہ دیکھا وہ اس سامنے والی چٹان پر بیٹھ گیا اور قے کی تو ایک سر نکلا پھر ٹانگ پھر پنڈلی تو وہ برابر قے کرتا رہا اور اس سے اعضاء نکلتے رہے اور جیسے ہی کوئی عضو نکلتا تو فوراً دوسرے عضو سے جڑ جاتا حتیٰ کہ وہ مکمل انسان بن گیا۔ جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو اس پرندے نے ٹھونگ مار مار کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' اور نگل گیا۔ کئی دن اسی طرح ہوتا رہا تو میری حیرانگی کم ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت پر یقین میں اضافہ ہوا اور میں نے جان لیا کہ اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ آخر ایک دن میں اس پرندے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے پرندے! تجھے اس اللہ کا واسطہ جس نے تجھے تخلیق کیا اب جب وہ آدمی مکمل ہو جائے تو ٹھہر جانا تا کہ میں اس سے اس کا حال معلوم کر سکوں۔ تو اس پرندے نے مجھے فصیح عربی زبان میں جواب دیا کہ میرے رب کیلئے ہی بادشاہت ہے اور اسی کیلئے بقا ہے جو ہر چیز کو فنا کرتا ہے اور خود باقی رہتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں جو اس آدمی پر مقرر ہے تا کہ اسے اس کے گناہوں کی سزا دیتا رہے۔ پھر میں اس آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے بتا تیرا کیا معاملہ ہے اور تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم ہوں جب میں نے انہیں قتل کیا تو میری موت کے بعد میری روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو اس نے مجھے میرا صحیفہ تھما دیا جس میں میرے تمام اچھے برے اعمال میری پیدائش سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے تک کے لکھے ہوئے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو مجھے قیامت تک کیلئے عذاب دینے کا حکم دیا در یہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے جیسا تو نے دیکھا پھر وہ خاموش ہو گیا تو اس پرندے نے اسے ایسی ٹھونگ ماری کہ اس کے تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر وہ ایک ایک کر کے تمام عضو نگلنے لگا اور پھر چلا گیا۔

نیز اسی طرح کی ایک روایت' اسماعیل بن احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن منجم سے بھی مروی ہے اور ایک روایت ابو محمد عبدالرحمٰن بن عمر البز ار نے ابوبکر محمد بن احمد بن ابی اصبغ سے بھی مروی ہے۔

قابیل کا انجام

۵۵- ابن ابی الدنیا نے کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں حضرت عبداللہ بن دینار کے طریق سے انہوں نے ابوایوب یمانی سے اور انہوں نے اپنی قوم کے ایک آدمی عبداللہ سے روایت کیا' وہ کہتے ہیں۔

میں اور میری قوم کے کچھ لوگ سمندری سفر پر گئے تو کچھ دن سمندر میں ہم پر تاریکی چھا گئی پھر جب وہ تاریکی ختم ہوئی تو ہم ایک بستی کے قریب تھے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی تلاش میں اس بستی میں گیا تو اس بستی کے گھروں کے تمام دروازے بند تھے اور ہوائیں چل رہی تھیں۔ تو میں نے زور سے آواز دی لیکن مجھے کسی نے جواب نہ دیا۔ اسی دوران میرے پاس دو گھڑ سوار آئے ان کے نیچے سفید چادریں تھیں انہوں نے مجھے کہا کہ اے عبداللہ! اس گلی میں چلتے جاؤ تو ایک حوض پر پہنچ جاؤ گے اس سے پانی پی لینا اور اگر وہاں کوئی عجیب وغریب چیز دیکھو تو خوفزدہ مت ہونا۔ میں نے ان سے ان بند گھروں کے متعلق پوچھا جن میں ہوائیں چل رہی تھیں تو انہوں نے کہا کہ یہ مردوں کی روحوں کے گھر ہیں۔ پھر میں اس حوض پر گیا تو وہاں سر کے بل الٹا لٹکا ہوا ایک آدمی دیکھا وہ اپنا ہاتھ پانی تک لے جانا چاہتا تھا لیکن نہیں لے جا سکتا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو آواز دے کر مجھے کہا کہ اے عبداللہ! مجھے پانی پلانا تو میں نے پانی کا پیالہ بھرا تا کہ اسے پلاؤں تو میرا ہاتھ کسی نے پکڑ لیا۔ تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! جو میں نے کیا وہ تو نے دیکھ لیا کہ میرا ہاتھ پکڑ لیا گیا ہے اب تو مجھے بتا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل ہوں جس نے زمین پر سب سے پہلا خون بہایا تھا۔

۵۶- ابونعیم نے حضرت وہب کے طریق سے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ایک آدمی سمندر میں کشتی پر سفر کر رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی تو وہ ایک تختے سے چمٹ گیا اور ایک جزیرے پر پہنچ گیا وہ اس تختے سے اتر کر جزیرے میں داخل ہو گیا تو پانی چلتا ہوا دیکھا۔ وہ اس کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور آخر ایک گھاٹی میں داخل ہو گیا۔ وہاں اس نے ایک آدمی دیکھا جس

کے پاؤں میں زنجیر تھی اور وہ الٹا لٹکا ہوا تھا۔ اس کے درمیان اور پانی کے درمیان صرف ایک بالشت فاصلہ تھا۔ اس نے کہا' اللہ تم پر رحم کرے مجھے پانی پلانا۔ میں نے کہا کہ تیری یہ حالت کیسے ہوئی؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا ہوں جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ قسم بخدا! جب سے میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہے تب سے اگر کوئی بھی آدمی ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ' ضرور عذاب دیتا ہے کیونکہ میں نے ہی سب سے پہلے قتل کیا تھا۔

زندیق کی گردن میں سانپ

۶۷- حافظ ابومحمد خلال نے کتاب ''کرامات الاولیاء'' میں اشعث اخی عارم سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھ سے عبداللہ بن ہاشم نے بیان کیا کہ میں ایک میت کو غسل دینے گیا۔ جب میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ اس کی گرن میں ایک کالا سانپ لپٹا ہوا ہے۔ میں نے اس سانپ سے کہا کہ تو اس پر مامور ہے اور ہمارا یہ طریقہ ہے کہ ہم اپنے مردوں کو غسل دیا کرتے ہیں اس لیے کچھ دیر کیلئے اس کونے میں چلا جا تا کہ میں اسے غسل دے لوں۔ پھر واپس اپنی جگہ پر آ جانا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ اتر کر گھر کے ایک کونے میں چلا گیا۔ جب میں اسے غسل دے چکا تو وہ دوبارہ اپنی جگہ پر آ گیا اور وہ میت زندیق آدمی کی تھی۔

آگ کا طوق

۵۷- ابن جوزی نے کتاب ''عیون الحکایات'' میں محمد بن یوسف فریابی سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسنان سے سنا اور ابوسنان نیک آدمی تھے۔ انہوں نے فرمایا:

میں ایک آدمی کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کیلئے گیا تو وہ بہت پریشان اور گھبرایا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ تو اس نے بتایا کہ جب میں نے اپنے بھائی کو دفن کیا اور مٹی برابر کردی تو اس کی قبر سے کراہنے کی آواز آئی۔ میں نے کہا! قسم بخدا! میرا بھائی کراہ رہا ہے تو میں قبر سے مٹی ہٹانے لگا تو مجھ سے کہا گیا کہ ایسا مت کرو تو میں نے دوبارہ مٹی برابر کردی جب میں قبر سے اٹھ کر جانے لگا تو پھر قبر سے کراہنے کی آواز آئی تو میں نے کہا قسم بخدا! میرا بھائی ہے اور مٹی ہٹانے لگا تو مجھ سے کہا گیا۔ اے اللہ کے بندے! اسے مت کھودو تو پھر میں نے مٹی ڈال دی۔ پھر جب میں اٹھ کر جانے لگا تو وہی آواز آئی میں نے کہا واللہ! میرا بھائی ہے اور مٹی ہٹانے لگا تو مجھ سے کہا گیا ایسا مت کر۔ تو پھر میں نے مٹی ڈال دی پھر جب میں جانے لگا تو کراہنے کی آواز آئی تو

میں نے کہا۔ واللہ! اب تو میں کھود کر ہی رہوں گا۔ تو میں نے قبر کھود ڈالی تو میں نے دیکھا کہ اس کی گردن میں آگ کا طوق تھا جس کی وجہ سے تمام قبر آگ سے روشن تھی۔ میں نے چاہا کہ اس کی گردن سے آگ کا طوق ہٹا دوں چنانچہ میں نے اسے ہٹانے کیلئے اس پر ہاتھ مارا تو میری انگلیاں جل کر راکھ ہوگئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اس نے مجھے اپنا ہاتھ دکھایا تو اس کی چار انگلیاں جل چکی تھیں۔

میں امام اوزاعی کے پاس گیا اور یہ واقعہ بیان کیا اور پوچھا کہ اے ابو عمرو! یہودی، عیسائی اور نصرانی بھی تو مرتے ہیں لیکن ان کی یہ حالت نہیں دیکھی گئی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور اہل توحید کی یہ حالت تمہیں اللہ تعالیٰ اس لیے دکھاتا ہے کہ تم عبرت حاصل کرو۔

ہائے! میں نماز پڑھتا تھا!!!

۵۹- عبداللہ بن محمد مدنی سے مروی ہے، انہوں نے اپنے ایک دوست سے یہ واقعہ روایت کیا۔

اس دوست نے کہا کہ میں اپنی زمین پر گیا تو راستے میں ایک قبرستان کے قریب مغرب کا وقت ہوگیا ہے میں اس کے قریب نماز ادا کرنے لگا۔ میں بیٹھا ہوا تھا کہ قبروں کی طرف سے مجھے رونے کی آواز آئی میں قبر کے قریب ہوگیا جس سے رونے کی آواز سنائی دی تھی تو اس سے آواز آ رہی تھی کہ ہائے میں نماز بھی پڑھتا تھا اور روزہ بھی رکھتا تھا۔ یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی میں اپنے ساتھی کے قریب ہوگیا اور جو میں نے سنا تھا اس نے بھی سنا تھا۔ پھر میں زمین پر چلا گیا دوسرے دن پھر آیا اور پہلے والی جگہ پر نماز پڑھی اور سورج کے غروب ہونے تک بیٹھا رہا پھر مغرب کی نماز ادا کی۔ پھر اسی قبر سے مجھے رونے کی آواز آئی اور وہ کہہ رہا تھا ہائے! میں نماز بھی پڑھتا تھا اور روزہ بھی رکھتا تھا جب میں اپنے گھر واپس آیا تو میں دو ماہ تک بخار میں مبتلا رہا۔

اکیلے سفر کرنے کی ممانعت

۶۰- ہشام بن عمار نے "کتاب البعث" میں یحییٰ بن حمزہ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نعمان نے اور انہوں نے مکحول سے روایت کیا۔

ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا آدھا سر اور آدھی داڑھی سفید تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایک رات میں فلاں قبیلہ کے قبرستان گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی آگ کا کوڑا لیے

ہوئے ایک شخص کو پکڑ رہا ہے جب وہ اس کی گرفت میں آجاتا تو اس کو آگ کے کوڑے سے مارتا۔ اس کی ضرب سے وہ آدمی سر سے لے کر پاؤں تک آگ ہی آگ ہو جاتا۔ وہ آدمی دوڑ کر میری طرف آیا اور کہا اے اللہ کے بندے! میری مدد کرو۔ تو اسے پکڑنے والے نے کہا۔ اے اللہ کے بندے! یہ اللہ کا بہت ہی برا بندہ کافر ہے اس کی مدد مت کرنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی لیے تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے آدمی کے سفر کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

پڑوسیوں کی باتیں چھپ کر سننا

۶۱- ابن ابی الدنیا نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک آدمی کی بہن فوت ہوگئی تو اس نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا اور اسے قبرستان لے گئے۔ جب اسے دفن کر کے واپس گھر آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ ایک درہموں کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو اپنے ساتھ لیا اور قبر پر گیا اور قبر کھود ڈالی اور تھیلی مل گئی۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تھوڑا پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ میں دیکھوں کہ میری بہن کیسی حالت میں ہے۔ پھر اس نے لحد سے ایک اینٹ ہٹائی تو قبر سے آگ بھڑک رہی تھی تو اس نے فوراً اینٹ واپس رکھ دی اور قبر برابر کر دی اور جب واپس اپنی ماں کے پاس آیا تو اپنی بہن کی حالت کے بارے میں اپنی ماں سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ وہ وقت پر نماز ادا نہیں کرتی تھی بلکہ میرا گمان ہے کہ بغیر وضو کے پڑھتی تھی اور رات کو پڑوسیوں کے دروازے پر کان لگا کر ان کی باتیں سنا کرتی تھی۔

قبر میں بلا

۶۲- حافظ ابن رجب اور ہیثم بن عدی نے اپنی سند سے ابان بن عبداللہ بجلی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہمارا ایک پڑوسی فوت ہو گیا ہم نے اسے غسل دیا اور کفن پہنا کر اسے اٹھا کر اس کی قبر کی طرف لے گئے تو ہم نے دیکھا کہ اس کی قبر میں بلے کی طرح کا ایک جانور تھا ہم نے اسے بھگانے کی کوشش کی لیکن وہ وہاں سے نہ ہٹا۔ تو گورکن نے اسے مٹی کا ڈھیلا مارا تو وہ پھر بھی نہ ہٹا۔ تب ہم نے اس کیلئے ایک اور قبر کی کھودی جب لحد بنائی گئی تو اس میں پھر وہی بلا دیکھا تو پھر ہم نے ایسا ہی کیا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا لیکن وہ وہیں رہا تو ہم نے تیسری قبر کھودی جب لحد بنائی گئی تو اس میں بھی وہی بلا تھا۔ ہم نے پھر ایسا ہی کیا جیسے پہلے کیا تھا لیکن وہ پھر بھی وہیں رہا۔ تو لوگوں نے کہا: اے

بھائیو! یہ ایسا معاملہ ہے کہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا اسے یہیں دفن کردو تو ہم نے اسے دفن کر دیا جب اینٹیں برابر کر دیں تو ہم نے دانتوں کی کڑکڑاہٹ کی بہت بلند آواز سنی۔ لوگ اس کی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا کہ تیرا خاوند کیا عمل کیا کرتا تھا؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ غسل جنابت نہیں کرتا تھا۔

ناف اور پیشانی میں کیل

۷۳- ابن فارسی کتبی نے ''تاریخ'' میں ذکر کیا ہے۔

۵۹۰ھ میں بغداد میں ایک مردہ نکلا جو بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ اتنا کہ اس کی ہڈیوں کے سوا کچھ باقی نہ بچا تھا۔ اس کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی بیڑیاں تھیں اور اس کی ناف میں ایک کیل اور ایک اس کی پیشانی میں گڑا ہوا تھا اور وہ مردہ بہت بدصورت موٹی موٹی ہڈیوں والا تھا اور اس کے ظاہر ہونے کا سبب یہ تھا کہ تل احمر پر بہت زیادہ پانی آ گیا تھا۔

جہنمی کیلیں

۶۴- ابن قیم نے ''کتاب الروح'' میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابوعبداللہ محمد بن سنان سلامی تاجر نے بیان کیا اور ابن سنان اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا' وہ کہتے ہیں۔

بغداد میں ایک آدمی لوہاروں کے بازار میں آیا اور چھوٹی چھوٹی کیلیں فروخت کیں۔ ہر کیل کے دو سر تھے ایک لوہار نے وہ کیلیں خرید لیں اور انہیں آگ میں رکھ دیا لیکن وہ نرم نہ ہوئیں حتیٰ کہ وہ انہیں کوٹنے سے عاجز آ گیا تو اس نے اس آدمی کو بلوایا جس نے وہ کیلیں فروخت کیں تھیں۔ جب وہ آیا تو اس نے اسے پوچھا کہ تم یہ کیلیں کہاں سے لائے تھے تو اس نے پہلے تو ٹال مٹول سے کام لیا۔ آخر کار اسے بتایا کہ اس نے ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی اور اس میں ایک مردے کی ہڈیاں تھیں جن میں یہ کیلیں گڑی ہوئی تھیں۔ اس نے انہیں نکالنے کی کوشش کی لیکن نہ نکال سکا تو ایک پتھر لے کر اس سے ہڈیاں توڑ ڈالیں اور یہ کیلیں جمع کر لیں۔

۶۵- ابن قیم نے بیان کیا کہ ہم سے ابوعبداللہ بن محمد بن حرانی نے بیان کیا کہ:

ایک دن میں عصر کے بعد گھر سے نکل کر باغ میں گیا۔ غروب آفتاب سے پہلے میں کچھ قبروں کے درمیان پہنچ گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک قبر لوہار کی بھٹی کی طرح آگ سے سرخ ہو چکی تھی اور اس کے اندر مردہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے مردے کے بارے میں پوچھا تو وہ ذخیرہ اندوز تھا اور آج ہی کے دن مرا تھا۔

کالے رنگ کا عمل

۶۶- حافظ ابو محمد قاسم بن برزانی نے ''تاریخ'' میں عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن صقیل حرانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

عبدالکافی نے حکایت بیان کی کہ انہوں نے ایک آدمی کے جنازے میں شرکت کی تو انہوں نے اپنے ساتھ ایک کالا آدمی دیکھا۔ جب لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی تو اس نے نماز جنازہ نہ پڑھی۔ جب ہم مردے کو دفن کرنے لگے تو اس آدمی نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس کا عمل ہوں پھر اس نے اپنے آپ کو قبر میں گرالیا۔ میں نے دیکھا تو مجھے وہاں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔

اندھے کفن چور کی حکایت

۶۷- حافظ شرف الدین دمیاطی نے ''معجم'' میں ذکر کیا کہ میں نے محمد بن اسماعیل ہبۃ اللہ دمیاطی کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابو اسحاق ابراہیم عبداللہ ثعلبی کو یہ کہتے سنا کہ۔ ہمارے ہاں ایک اندھا کفن چور لوگوں سے بھیک مانگا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جو مجھے کچھ دے گا تو میں اسے عجیب و غریب بات بتاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اسے کچھ دیا اور میں پاس کھڑا دیکھ رہا تھا تو اس نے اپنی آنکھوں سے کپڑا ہٹایا تو اس کی آنکھوں میں گدی تک سوراخ تھے اور آگے پیچھے گدی تک صاف نظر آتا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں اپنے شہر میں کفن چوری کرتا تھا۔ میرا معاملہ مشہور ہوگیا۔ لوگ مجھ سے ڈرتے تھے لیکن میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا پھر شہر کا قاضی بیمار ہوگیا اتنا کہ مرنے کے قریب ہوگیا تو اس نے مجھے بلوا بھیجا اور کہا۔ میں اپنی عزت اپنی قبر میں تجھ سے ان سو دیناروں کے عوض خریدتا ہوں تو میں نے وہ دینار لے لیے۔ کچھ دن بعد وہ تندرست ہوگیا پھر بیمار ہوا اور مرگیا تو میں نے کہا کہ معاوضہ تو پہلے مرض کا تھا۔ تو میں نے آکر اس کی قبر کھود ڈالی تو قبر میں عذاب کے آثار موجود تھے اور وہ قاضی سرخ آنکھوں اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میرے گھٹنوں میں درد اٹھا تو کسی نے میری آنکھوں میں انگلیاں گھسیڑ کر مجھے اندھا کردیا اور ایک کہنے والے نے کہا۔ اے اللہ کے بندے کیا اللہ تعالیٰ کے رازوں پر مطلع ہوتا ہے۔

بیہقی نے کتاب ''عذاب القبر'' میں یزید بن عبداللہ بن شخیر سے روایت کیا' فرماتے ہیں کہ ایک آدمی چلتا پھرتا ایک قبر کے پاس پہنچا تو اس نے قبر سے آہ آہ کی آواز سنی تو وہ قبر کے پاس کھڑا

ہو گیا تو آواز آرہی تھی کہ تجھے تیرے عمل نے ہی رسوا کیا ہے۔

تاریخ مقریزی میں ہے۔

۶۹۹ھ کو ایک قاصد آیا کہ ایک آدمی جو کہ ساحلی علاقے پر رہتا تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اسے دفن کر کے آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ قبر میں ایک رومال بھول آیا ہے جس میں کچھ درہم تھے۔ اس نے فقیہہ شہر کو ساتھ لیا اور رقم نکالنے کیلئے قبر کھودی۔ فقیہہ قبر کے کنارے پر کھڑا تھا۔ جب قبر کھودی تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی اپنے بالوں سے بندھی ہوئی بیٹھی ہے اور اس کی ٹانگیں بھی بالوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں تو اس کے خاوند نے اس کی گرہیں کھولنے کا ارادہ کیا لیکن نہ کھول سکا۔ جب اس نے حد سے زیادہ کوشش کی تو اسے اور اس کی بیوی کو زمین میں دھنسا دیا گیا اس طرح کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا۔ تو فقیہہ شہر ایک دن اور ایک رات وہیں بے ہوش پڑا رہا۔ تو بادشاہ نے اس واقعہ کی اطلاع شیخ تقی الدین بن دقیق العید کو لکھ کر بھیج دی تو وہ وہاں آئے اور قبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو دکھایا تا کہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔

علماء کرام فرماتے ہیں۔

عذاب قبر دراصل عذاب برزخ ہی ہے جسے قبر کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے کیونکہ لوگ عموماً قبر میں ہی دفن ہوتے ہیں وگرنہ کوئی آدمی سولی چڑھایا گیا یا دریا میں ڈوب جائے اسے جانور کھا جائیں یا آگ میں جل کر راکھ بن جائے یا اس کے ذرات ہوا میں اڑ جائیں اور اللہ تعالیٰ اسے عذاب دینا چاہے تو اسے عذاب ہوگا۔ اور اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ثواب و عذاب و روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

علامہ ابن قیم ''البدائع'' میں ذکر کرتے ہیں۔

گنہگاروں کو عذاب ضرور ہوگا پھر ختم ہو جائے گا۔ گناہگاروں میں سے جن کے جرم خفیف یعنی ہلکے ہیں کیونکہ عذاب جرم کے مطابق دیا جائے گا اور پھر ختم ہو جائے اور کبھی یہ دعا کے ساتھ اور کبھی صدقہ وغیرہ کرنے سے اٹھ جاتا ہے۔

''روض الریاحین'' میں ذکر کرتے ہیں۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مردوں کو جمعۃ المبارک کی رات کی عزت و شرافت کے صدقے عذاب نہیں دیا جاتا۔ علامہ یافعی کہتے ہیں کہ یہ چیز مسلمان گناہگاروں کے ساتھ خاص ہے۔ نہ کہ کفار کے ساتھ جبکہ امام نسفی نے اسے عام رکھا ہے اور کہا ہے کہ جمعہ کے دن اور رات کو اور تمام ماہ

رمضان میں کافروں سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ پھر کہا کہ جہاں تک گناہگار مسلمان کا تعلق ہے تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے لیکن جمعہ کے دن اور رات کو اس سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے پھر تا قیامت اسے عذاب نہیں ہوگا اور اگر وہ جمعہ کے دن یا رات کو مرے تو اسے ایک لمحہ عذاب ہوگا اور ایسے ہی قبر کا دبانا ہے پھر اس سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور تا قیامت اسے دوبارہ عذاب نہیں ہوگا۔ انتھی

یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گناہ گار مسلمانوں کو ایک جمعہ یا اس سے کم عذاب ہوگا اور جب وہ جمعہ کے دن تک پہنچیں تو ختم ہو جائے گا پھر دوبارہ نہیں ہوگا اور یہ دلیل کی محتاج چیز ہے۔

ابن قیم نے ''البدائع'' میں ذکر کیا ہے کہ

عذاب قبر کا ختم ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ عذاب دنیا ہے اور دنیا و مافیہا ختم ہونے والی ہے تو انہیں فنا اور آزمائش کا لاحق ہونا ضروری ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کی مدت کتنی ہوگی۔ انتھیٰ

امام سیوطی کہتے ہیں۔

اس کی تائید ہناد بن سری کی اس روایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ کافروں کو اونگھ آئے گی جس میں نیند کا ذائقہ محسوس کریں گے حتیٰ کہ قیامت تک اور جب اہل قبور کو پکارا جائے گا تو کافر کہے گا ہائے افسوس! ہمیں ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھایا۔ تو جو مومن اس کے قریب ہوگا وہ کہے گا کہ یہ وہی وعدہ ہے جو رحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

علامہ ابن قیم نے ''البدائع'' میں ذکر کیا۔

جب نصرانی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں مسلمان مرد کا بچہ ہو تو اس کی قبر میں نعمت اور عذاب دونوں نازل ہوں گے۔ نعمت تو بچے کیلئے ہوگی اور عذاب اس کی ماں کیلئے ہوگا اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یہ تو ایسا ہی ہے کہ جس طرح ایک ہی قبر میں بندۂ مومن اور کافر اکٹھے دفن کر دیئے جائیں تو قبر میں عذاب اور نعمت دونوں ہی نازل ہوں گے۔

☆............☆............☆

پینتیسواں باب:

عذاب قبر سے نجات دینے والے اعمال

۱- طبرانی نے ''کبیر'' میں، حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں اور اصبہانی نے ''ترغیب'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ایک دن رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ آج رات میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کیلئے آیا تو اس کی اپنے والدین سے نیکی سامنے آئی اور اسے (ملک الموت کو) دور ہٹا دیا۔ پھر میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس پر عذاب قبر چھا گیا تھا تو اس کے وضو نے آکر اسے عذاب سے بچا لیا۔ پھر ایک امتی دیکھا جسے شیاطین نے گھیرا ہوا تھا تو ذکر اللہ آیا اور اسے ان سے چھٹکارا دلایا۔ پھر اپنا ایک امتی دیکھا جسے عذاب کے فرشتوں نے گھیرا ہوا تھا تو اس کی نماز آئی اور اسے ان سے چھٹکارا دلایا۔ پھر ایک امتی دیکھا جو پیاس سے ہانپ رہا تھا جب بھی حوض پر آتا اسے روک دیا جاتا تو اس کے روزے آئے اور اسے پانی پلا کر سیراب کر دیا۔ پھر اپنا ایک امتی دیکھا، کچھ دور انبیاء کرام حلقہ بنائے بیٹھے تھے تو وہ جب بھی ان کے قریب جاتا اسے روک دیا جاتا۔ تو اس کا غسل جنابت آیا اور اس کے ہاتھ سے پکڑ کر ان کے پاس بٹھا دیا۔ پھر ایک امتی دیکھا کہ اس کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے تاریکی ہی تاریکی تھی اور وہ حیران و پریشان کھڑا تھا تو اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے تاریکی سے باہر نکال دیا اور روشنی میں لا کر کھڑا کر دیا۔ پھر ایک امتی کو دیکھا کہ مؤمنین سے کلام کرتا تھا لیکن وہ اس سے کلام نہیں کرتے تھے تو صلہ رحمی اس کے پاس آئی اور کہا اے گروہ مؤمنین! اس سے کلام کرو تو وہ اس سے کلام کرنے لگے۔ پھر ایک امتی دیکھا جو آگ کے شعلوں سے ہاتھ مار مار کر بچنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس کا کیا ہوا صدقہ آیا اور اس کے چہرے پر پردہ اور سر پر سایہ کر دیا۔ پھر ایک امتی کو دیکھا کہ اسے زبانیہ فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے تو اس کا کیا ہوا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اور اسے ان سے بچا کر ملائکہ رحمت کے پاس لے گیا۔ پھر ایک امتی کو دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل آ رہا ہے لیکن اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ حائل

ہے تو اس کا حسن خلق آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے گیا۔ پھر ایک امتی کو دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جارہا ہے تو اس کا اللہ سے خوف آیا اور اس کا نامۂ اعمال پکڑ کر اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا پھر ایک امتی دیکھا کہ اس کی نیکیوں کا میزان ہلکا ہے تو اس کی سخاوت آئی اور میزان بھاری کر دیا۔ پھر میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے تو اس کا اللہ سے ڈرنا آیا اور اسے اس میں گرنے سے بچالیا اور وہ آگے گزر گیا۔ پھر ایک امتی دیکھا جو جہنم میں گرنے والا ہی تھا تو اس کے وہ آنسو جو اس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہائے تھے وہ آئے اور اسے جہنم میں گرنے سے بچالیا۔ پھر ایک امتی دیکھا جو پل صراط پر کھڑا اس طرح کانپ رہا تھا جس طرح کھجور کی شاخ آندھی میں کانپتی ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے حسن ظن آیا اور اس کا خوف اور کپکپانا دور کر دیا تو وہ گزر گیا۔ پھر پل صراط پر ایک آدمی دیکھا جو سرین کے بل گھسٹتا ہوا گزر رہا تھا تو اس کا مجھ پر درود پڑھنا آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دیا تو وہ پل صراط سے گزر گیا۔ پھر ایک امتی دیکھا جو جنت کے دروازے پر پہنچ گیا تھا لیکن اس کے سامنے دروازہ بند تھا تو اس کا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینا آیا اور جنت کا دروازہ کھلوا کر اسے اندر داخل کر دیا۔

پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ پھر کچھ لوگ دیکھے جو اپنی زبانوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مومن مردوں اور عورتوں پر بلا وجہ جھوٹی تہمت لگانے والے ہیں۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اس عظیم حدیث مبارکہ میں ایسے خاص اعمال مذکور ہیں جو خاص آفات سے نجات دیتے ہیں۔

شہید کے لئے انعامات خداوندی

۲- امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شہید کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ انعامات ہوں گے۔

(i) خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اسے بخش دیا جائے گا اور وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا۔

(ii) اسے عذاب قبر سے نجات عطاء ہوگی۔

(iii) فزع اکبر یعنی قیامت کے صدمہ سے بے خوف ہوگا۔

(iv) اس کے سر پر عزت وعظمت کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

(v) بہتر جنتی حوروں سے اس کا نکاح ہوگا۔

(vi) ستر رشتے داروں کے حق میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

پیٹ کی بیماری سے مرنے والا

۳- ترمذی نے حسن قرار دیتے ہوئے' ابن ماجہ نے اور بیہقی نے حضرت سلمان بن صرد اور حضرت خالد بن عرفطہ سے روایت کیا' دونوں حضرات فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جسے اس کے پیٹ نے مارا اسے عذاب قبر نہیں ہوگا۔

طویل نماز پل صراط پر امن

۴- ابونعیم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

انہیں کسی اہل کتاب نے خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

لمبی نماز (قنوت) پل صراط پر امان بخشتی ہے اور لمبا سجدہ عذاب قبر سے نجات دیتا ہے۔

اہل وعیال کو سورۂ ملک سکھاؤ

۵- عبد نے ''مسند'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث کا تحفہ نہ دوں جس سے تو خوش ہو جائے؟ اس نے عرض کی کیوں نہیں۔ ضرور دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا سورۃ ملک خود بھی پڑھو اور اسے اپنے گھر والوں' اپنی تمام اولاد' بچوں اور پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نجات دلانے والی اور جھگڑنے والی ہے۔ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کیلئے بارگاہ خداوندی میں جھگڑے گی اور اس کیلئے جہنم سے نجات طلب کرے گی اور اس کے صدقے اس کا قاری عذاب قبر سے نجات پائے گا۔

سورۂ ملک مانع ہے

۶- خلف بن ہشام نے ''فضائل القرآن'' میں' امام حاکم نے صحیح قرار دیتے ہوئے اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

سورۃ ملک مانعہ ہے یہ عذاب قبر روکتی ہے۔ایک فرشتہ آدمی کی قبر میں اس کے سر کی جانب سے آتا ہے تو سر کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ مجھ میں سورۃ ملک کو یاد رکھتا تھا پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو پاؤں کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے تیرے لیے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ ہم پر کھڑے ہو کر سورۃ ملک پڑھتا تھا۔

۷- امام نسائی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو آدمی ہر رات سورۃ ملک کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صدقے اس سے قبر کا عذاب روک دے گا۔اور ہم عہد رسالت میں اسے "مانعہ" کے نام سے پکارتے تھے۔

سورۂ ملک کی التجا

۸- ابن عساکر نے "تاریخ" میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ایک آدمی فوت ہو گیا تو اس کے پاس کتاب اللہ سے سوائے سورۃ ملک کے کچھ نہ تھا۔جب اسے قبر میں دفن کر دیا گیا تو اس کے پاس فرشتہ آیا تو وہ سورۃ اس آدمی کے چہرے پر آ گئی تو فرشتے نے اسے کہا کہ تو کتاب اللہ سے ہے اور میں تیرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آنا ناپسند کرتا ہوں اور میں نہ تیرے لیے اور نہ اس آدمی کیلئے اور نہ ہی اپنے لیے کسی نفع ونقصان کا مالک ہوں۔اگر تو اس کیلئے کچھ کرنا چاہتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلی جا اور اس کی سفارش کر۔تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگی۔اور عرض کرے گی اے باری تعالیٰ! فلاں آدمی نے مجھے تیری کتاب سے منتخب کیا تھا اور مجھے سیکھا اور میری تلاوت کی تو کیا تو اسے عذاب دے گا اور آگ میں جلائے گا حالانکہ میں اس کے پیٹ میں ہوں؟ یا الٰہی! اگر تو نے اس کے ساتھ ایسا ہی کرنا ہے تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ شاید تو ناراض ہوگئی ہے تو وہ کہے گی کہ مجھے ناراض ہونے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جا! کہ میں نے اسے تجھے عطا کیا اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کی۔تو وہ قبر میں آ کر فرشتے کو جھڑکے گی تو وہ برے حال والے آدمی جس سے کچھ فائدہ نہ ہو اس کی طرح کا ہو کر چلا جائے گا۔پھر وہ سورۃ اپنا منہ اس آدمی کے منہ پر رکھے گی اور کہے گی مبارک ہو اس منہ کو کہ اکثر اوقات میری تلاوت کرتا تھا اور اس سینے کو مبارک ہو کہ مجھے یاد رکھتا تھا اور ان قدموں کو مبارک ہو کہ میرے لیے ان پر کھڑا ہوتا تھا۔پھر سورۃ ملک اسے مانوس

رکھنے کیلئے قبر میں رہتی ہے تاکہ خوفزدہ نہ ہو۔

راوی کہتے ہیں جب رسول نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام نے یہ سورۃ سیکھ لی اور رسول نبی کریم ﷺ نے اسے "منجیہ" یعنی "نجات دلانے والی" کا نام دیا۔

فقط سورۂ ملک

۹- ابو عبیدہ نے اور بیہقی نے "الدلائل" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے اگر اس کا کوئی ایسا عمل نہ ہو کہ جو اس کے اور آگ کے درمیان حائل ہو جائے تو آگ کے قریب جو حصہ ہوتا ہے اسے جلا دیتی ہے۔ ایک آدمی مر گیا اس نے قرآن کریم سے سورۃ ملک کے علاوہ کچھ نہیں پڑھا تھا۔ تو فرشتہ اس کے سر کی جانب سے آیا تو سورۃ ملک نے کہا کہ یہ میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ تو وہ اس کے پاؤں کی طرف سے آیا تو اس نے کہا یہ ان پر کھڑے ہو کر میری تلاوت کیا کرتا تھا تو وہ اس کے پیٹ کی جانب سے آیا تو اس نے کہا کہ یہ اس میں مجھے یاد رکھتا تھا تو اسے نجات عطا ہوئی۔

الم تنزیل شافع

۱۰- دارمی نے "مسند" میں خالد بن معدان سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سورۃ الم تنزیل اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑتی ہے اور کہتی ہے۔ اے اللہ عزوجل! اگر میں تیری کتاب کا حصہ ہوں تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب کا حصہ نہیں ہوں تو مجھے اس سے مٹا دے اور یہ سورۃ پر [illegible] طرح اس [illegible] کے اوپر چھا جاتی ہے اور اس کی شفاعت کرتی ہے اور اس سے عذاب قبر کو روکتی ہے اور ایسے ہی سورۃ ملک ہے۔

راوی ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

۱۱- امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ سورۃ الم تنزیل اور سورۃ ملک پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

روض الریاحین میں علامہ یافعی سے مروی ہے۔ انہوں نے یمن کے بعض صالحین سے روایت کیا ہے۔

ایک مردے کو دفن کرنے کے بعد لوگ واپس لوٹے تو انہوں نے قبر سے مارنے کی آواز سنی پھر قبر سے ایک کالا کتا نکلا۔ تو ایک شیخ نے اسے کہا بد بخت! تو کیا چیز ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں مردے کا عمل ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ مار تجھے پڑ رہی تھی کہ مردے کو؟ تو اس نے کہا مجھے پڑ رہی تھی۔ اس کے پاس سورۃ یٰسین اور چند دوسری سورتیں تھیں وہ اس کے اور میرے درمیان حائل ہو گئیں اور مجھے مار مار کر باہر نکال دیا۔

جمعۃ المبارک کا وظیفہ

۱۲- اصبہانی نے ''ترغیب'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے جمعۃ المبارک کی رات دو رکعتیں پڑھی اور ہر رکعت ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور پندرہ مرتبہ سورۃ زلزال پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس پر سکرات موت آسان فرمائے گا۔ عذاب قبر سے نجات عطاء فرمائے گا اور قیامت کے دن پل صراط سے گزرنا آسان فرمائے گا۔

۱۳- ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو جمعۃ المبارک کے دن فوت ہوا عذاب قبر سے نجات پا گیا۔

خاتمہ بالایمان

۱۴- بیہقی نے حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جو آدمی جمعۃ المبارک کے دن یا رات کو فوت ہوتا ہے اس کا خاتمہ بالایمان ہوتا ہے اور عذاب قبر سے نجات پا جاتا ہے۔

ماہِ رمضان کی فضیلت

۱۵- بیہقی نے روایت کیا' ابن رجب کہتے ہیں کہ ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ماہ رمضان میں مردوں سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔

علامہ یافعی نے ''روض الریاحین'' میں ایک بزرگ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے قبر والوں کے مقامات دکھائے تو ایک رات میں نے دیکھا کہ قبریں پھٹ گئیں تو ان میں کچھ مردے تو ریشم پر کچھ دیبا پر اور کچھ پھولوں کی سیج پر آرام کر

نیند سوئے ہیں۔ کچھ مردے تختوں پر سوئے ہوئے ہیں۔ کچھ ان میں سے رو رہے ہیں اور کچھ ہنس رہے ہیں۔ میں نے عرض کی! اے پروردگار! اگر تو چاہتا تو ان سب کو ایک جیسی عزت و مرتبہ عطا فرما دیتا تو قبر والوں میں سے ایک نے پکار کر کہا اے فلاں! یہ اعمال کی منازل ہیں۔ جو سندس پر لیٹے ہوئے ہیں وہ خوش خلق ہیں اور جو حریر و دیبا پر ہیں وہ شہداء ہیں اور جو پھولوں کی سیج پر ہیں وہ روزہ دار ہیں اور جو تختوں پر آرام فرما ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے باہم محبت کرنے والے ہیں اور جو رو رہے ہیں وہ گنہگار ہیں اور جو ہنس رہے ہیں وہ توبہ کرنے والے ہیں۔

☆............☆............☆

چھتیسواں باب:

مردوں کے قبر میں احوال' نماز پڑھنا' تلاوت کرنا' ایک دوسرے سے ملاقات اور لباس زیب تن کرنا

کلمہ طیبہ پڑھنے والا وحشت سے محفوظ

۱- طبرانی' ابویعلیٰ' بیہقی نے ''شعب'' میں اور اصبہانی نے ''ترغیب'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کلمہ طیبہ پڑھنے والا بوقت موت قبر میں اور حشر میں وحشت سے محفوظ رہے گا۔

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

۲- ابوقاسم جبلی نے ''دیباج'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے

۴- امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

شب معراج رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث مبارکہ کو بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

۵- ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے تو وہ کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے۔

۶- ابن سعد نے ''طبقات'' میں' ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں اور امام احمد نے ''زہد'' میں

ذکر کیا ہے کہ ہمیں عفان بن مسلم نے خبر دی ہم سے حماد بن سلمہ نے اور انہوں نے ثابت بنانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں

اے اللہ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کی ہے تو مجھے بھی میری اپنی قبر میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت ثابت نے قبر میں نماز ادا کی

۷- ابو نعیم نے یوسف سے انہوں نے حضرت عطیہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے حضرت ثابت کو حمید طویل سے کہتے سنا کہ کیا تجھے یہ بات پہنچی ہے کہ انبیاء کرام کے علاوہ کسی نے قبر میں نماز ادا کی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں! تو حضرت ثابت نے دعا کی اے اللہ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز ادا کرنے کا اذن عطاء کیا ہے تو ثابت کو بھی اپنی قبر میں نماز ادا کرنے کا اذن عطا فرما۔

۸- حضرت جبیر سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے حضرت ثابت بنانی کو قبر میں اتارا اور حمید طویل میرے ساتھ تھے جب ہم اینٹیں جوڑ چکے تو ایک اینٹ گر گئی اور میں نے حضرت ثابت کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور حضرت ثابت یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے تو مجھے بھی عنایت فرمانا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔

۹- ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابو نعیم نے ابراہیم بن صمہ مھلبی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھ سے ان لوگوں نے بیان کیا جو صبح کے وقت قلعے کے قریب سے گزرتے تھے کہ جب وہ حضرت ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو تلاوت قرآن کی آواز سنتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کو قبروں سے تلاوت قرآن کی آواز

۱۰- ابن مندہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن محمد سلمٰی نے خبر دی کہ ان سے ابو احمد یوسف خفاف نے بیان کیا کہ انہیں قاضی ابو احمد نے خبر دی کہ ان سے محمد بن جعفر بن محمد اشعری نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن شعیب کو کہتے سنا کہ ابو حماد گورکن نے کہا اور ابو حماد ایک متقی اور پرہیز گار آدمی تھے' فرماتے ہیں۔

میں جمعۃ المبارک کے دن دوپہر کے وقت قبرستان میں داخل ہوا تو جس قبر کے پاس سے بھی گزرا میں نے اس سے تلاوت قرآن کی آواز سنی۔

سورۂ ملک منجیہ

۱۱- امام ترمذی نے حسن قرار دیتے ہوئے، امام حاکم نے اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر میں خیمہ گاڑلیا اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ اس جگہ قبر ہے تو اس میں سے انہوں نے ایک آدمی کو سورۃ ملک کی تلاوت کرتے سنا حتیٰ کہ اس نے اسے ختم کرلیا تو وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ ملک منجیہ ''نجات دلانے والی'' اور مانعہ ''عذاب روکنے والی'' ہے اور مردے کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

ابو قاسم سعدی نے ''کتاب الروح'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس بات کی تصدیق ہے کہ مردہ اپنی قبر میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے کیونکہ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق بتایا تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

امام کمال الدین بن زملکانی نے کتاب ''العمل المقبول فی زیارۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' میں ذکر کیا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ اس بات پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہے کہ مردہ اپنی قبر میں سورۃ ملک تلاوت کرتا ہے اور اس روایت میں اللہ تعالیٰ کا اپنے ایک ولی کو انعام واکرام سے نوازنے کا بھی ذکر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبر میں تلاوت کی توفیق عنایت فرماتا ہے اور بعض کو نماز ادا کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے اس وجہ سے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو قبر میں طاعت وعبادت پر قادر فرما کر انعام واکرام سے نوازتا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو بدرجہ اولیٰ نوازتا ہے۔

۱۲- حافظ زین الدین ابن رجب نے کتاب ''اھل القبور'' میں ذکر کیا ہے۔

اللہ رب العزت بعض اہل برزخ کو مقام برزخ میں اعمال صالحہ کی توفیق سے نوازتا ہے اگرچہ انہیں اس سے ثواب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ موت کی وجہ سے ان کے اعمال کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے لیکن وہ یہ عمل اس لیے کرتے ہیں کہ تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر واطاعت سے لذت حاصل

کریں جیسا کہ ملائکہ اور جنتی جنت میں اس سے لذت حاصل کرتے ہیں اگرچہ اس عمل پر انہیں کوئی ثواب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ذکر اور اطاعت ان کے نزدیک دنیا اور اس کی تمام لذتوں اور نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہوتی ہے۔

قبر کی اینٹ مشک بن گئی

۱۳- ابوالحسن بن براء نے کتاب ''الروضہ'' میں عبداللہ بن محمد بن منصور سے روایت کیا کہ ان سے ابراہیم گورکن نے بیان کیا' فرماتے ہیں:

میں نے ایک قبر کھودی تو اس سے مجھے ایک اینٹ ملی میں نے اسے سونگھا تو اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور ایک بزرگ قبر میں بیٹھ کر تلاوت قرآن فرما رہے تھے۔

۱۴- ابن رجب کہتے ہیں' مجھ سے محدث ابوحجاج یوسف بن محمد سریری نے بیان کیا کہ ہم سے ہمارے شیخ ابوالحسن علی بن حسین سامری نے بیان فرمایا اور وہ ایک نیک آدمی تھے' کہتے ہیں۔

شیخ ابوالحسن نے مجھے سامرا کے قبرستان میں ایک جگہ دکھائی اور فرمایا کہ میں ہر روز اس جگہ سے سورۃ ملک کی تلاوت کی آواز سنتا ہوں۔

۱۵- حافظ ابوبکر خطیب نے اپنی سند کے ساتھ عیسیٰ بن محمد طوماری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے قاری ابوبکر بن مجاہد کو خواب میں دیکھا کہ وہ تلاوت کر رہے تھے میں نے انہیں کہا کہ آپ تو مر چکے ہیں پھر بھی تلاوت کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ میں ہر نماز کے بعد اور قرآن کریم ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما جو اپنی قبروں میں تلاوت کرتے ہیں تو اب میں اپنی قبر میں تلاوت کرتا ہوں۔

مومن کو قبر میں قرآن مجید عطا ہوتا ہے

۱۶- خلال نے کتاب ''السنۃ'' میں ابراہیم بن حکم بن ابان کے طریق سے روایت کیا' انہوں نے اپنے والد سے اور ان کے والد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

مومن کو قبر میں قرآن مجید عطاء ہوتا ہے جس کی وہ تلاوت کرتا ہے۔

قبر میں کتابیں

۱۷- حافظ ابوالعلاء ہمدانی کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ وہ ایک ایسے شہر میں

تھے جس کی دیواریں کتابوں کی بنی ہوئی تھیں تو ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے علم میں مشغول رکھنا جیسے کہ میں مشغول ہوا کرتا تھا تو اب میں اپنی قبر میں علم میں مشغول ہوں۔

۱۸- ابن مندہ‘ ابواحمد اور حاکم نے ’’الکنیٰ‘‘ میں ضعیف سند کیساتھ حضرت طلحہ‘ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں ایک بار جنگل سے اپنا مال لینے گیا تو اتفاقاً رات آ گئی تو میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا تو میں نے قبر سے اتنی بہترین آواز میں تلاوت سنی کہ اتنی بہترین آواز میں نے نہیں سنی تھی۔ میں رسول نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آقائے نامدار نے ارشاد فرمایا: کہ وہ عبداللہ کی آواز تھی کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان نیک بندوں کی ارواح قبض کر کے انہیں زمرد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان میں لٹکا دیا ہے جب رات آتی ہے تو ان کی ارواح ان کے پاس لوٹائی جاتی ہیں فجر کے طلوع ہونے تک ان کے پاس رہتی ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو واپس اپنے مقام پر چلی جاتی ہیں۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور تلاوت قرآن

۱۹- امام نسائی‘ حاکم اور بیہقی نے ’’شعب الایمان‘‘ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا‘ فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رات کو میں سویا تو اپنے آپ کو جنت میں پایا تو میں نے ایک قاری کو تلاوت کرتے سنا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے پھر فرمایا کہ حارثہ اپنی والدہ کے ساتھ تمام لوگوں سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والے تھے۔

۲۰- بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک دن میں نے اپنے آپ کو جنت میں پایا تو وہاں میں نے ایک آدمی کو تلاوت قرآن کرتے سنا۔ میں نے اپو چھا کہ یہ کون ہیں؟ تو فرشتوں نے جواب دیا۔ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

تو میں نے کہا کہ نیکی کا یہی انجام ہوتا ہے نیکی کا یہی انجام ہوتا ہے۔

فرشتے قرآن حفظ کرواتے ہیں

۲۱- ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندۂ مومن مرجاتا ہے اور قرآن میں سے کچھ حصہ وہ یاد نہ کرسکا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ملائکہ کو بھیجتا ہے تو وہ اسے جو حصہ رہ گیا ہوتا ہے وہ یاد کرواتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھائے گا۔

۲۲- حضرت حسن سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندۂ مومن قرآن حفظ کیے بغیر مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اسے اس کی قبر میں قرآن کی تعلیم دو تا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے قاریان قرآن کے ساتھ اٹھائے۔

۲۳- ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے [illegible] سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندۂ مومن قرآن مجید سیکھے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی قبر میں قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس پر اجر و ثواب عطا فرمائے۔

۲۴- دیلمی نے ''الفردوس'' میں حضرت عطیہ عوفی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جو آدمی قرآن پڑھتا تھا پھر حفظ کیے بغیر وفات پا گیا تو اس کے پاس قبر میں ایک فرشتہ قرآن مجید سکھائے گا اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا تو اسے قرآن مجید زبانی یاد ہو گا۔

اس حدیث کو ابو قاسم ازہری نے اور سلفی نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۵- ابن مندہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مومن آدمی کو قبر میں قرآن مجید عطاء کیا جاتا ہے اور وہ اس کی تلاوت کرتا ہے۔

۲۶- ابن مندہ نے حضرت عاصم سقطی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اس میں سوراخ ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ قبر میں ایک بزرگ قبلہ کی طرف منہ کیے بیٹھے ہیں اور ان پر ایک سبز چادر تھی اور ارد گرد بھی سبزا ہی سبزا تھا اور وہ اپنی گود میں قرآن مجید رکھے تلاوت کر رہے تھے۔

۲۷- ابن مندہ نے ابونصر نیشاپوری گورکن سے روایت کیا اور ابونصر ایک متقی شخص تھے' فرماتے ہیں۔

میں نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک اور قبر ظاہر ہوئی۔ میں نے اس میں دیکھا تو اس میں ایک خوبصورت' خوش لباس اور عمدہ خوشبو والا نوجوان چوکڑی مارے بیٹھا تھا اور اس کی گود میں قرآن مجید رکھا تھا اور قرآن مجید سبز رنگ کی لکھائی میں اتنا عمدہ لکھا ہوا تھا کہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اور وہ تلاوت کر رہا تھا۔ اس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں تو اس نے کہا کہ اینٹ دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دو تو میں نے دوبارہ اسی جگہ اینٹ رکھ دی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔

یہ روایت ابن نجار نے ''تاریخ بغداد'' میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے ایک اصبہانی طالب علم کی ہاتھ سے لکھی کاپی میں پڑھا ہے مجھے اس کا نام معلوم نہیں۔ اس نے لکھا تھا میں نے خطلع بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ انہوں نے مصعب بن عبداللہ گورکن سے سنا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے قبر میں کوئی چیز دیکھی ہے؟ اس نے کہا میں نے تو نہیں دیکھی لیکن میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا تھا کہ انہوں نے ایک قبر کھودی جب لحد تک پہنچے اور اینٹ اٹھائی تو اس کے نیچے ایک آدمی بیٹھا تھا وہ ہاتھ میں پکڑ کر قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس آدمی نے انہیں کہا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں! پھر اینٹ دوبارہ لگا دی۔

۲۸- ابونعیم نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "فلأ نفسهم يمهدون" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے روایت کیا ہے' آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے ہی نفوس کیلئے قبر میں بچھاتے ہیں۔

۲۹- ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں بشر بن حرث سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے قبر اس کیلئے کتنا ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔

کفن پر فخر

۳۰- حارث بن اسامہ نے ''مسند'' میں اور عقیلی اور دیلمی نے ''الابانہ'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے مردوں کو اچھے کفن دو کیونکہ وہ قبروں میں آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔

۳۱- امام مسلم نے روایت کیا۔

جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کا ولی بنایا جائے تو اسے بہتر اور اچھا کفن دے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں۔

اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ سفید' صاف ستھرا اور کثیف ہو یہ نہیں کی قیمتی ہو کہ قیمتی اور مہنگے کفن سے حدیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے۔

۳۲- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت ابن سیرین سے روایت کیا۔

آپ اچھے کفن کو پسند کرتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ مردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

کفن میں ایک دوسرے سے ملاقات

۳۳- ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے مردوں کو اچھے کفن دو کیونکہ وہ قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

عقیلی نے اور خطیب نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب تم میں سے کسی کا بھائی اس کے سپرد کر دیا جائے تو اس کو اچھا کفن دے کیونکہ وہ اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں

۳۵- ترمذی، ابن ماجہ، محمد بن یحییٰ حذلی نے اپنی صحیح میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب تم میں سے کسی کا بھائی اس کے سپرد کیا جائے تو اسے اچھا کفن دو کیونکہ وہ اپنی قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

بیہقی نے یہ حدیث روایت کرنے کے بعد ذکر کیا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان کہ کفن تو صرف پیپ کیلئے ہوتا

ہے کے متعارض نہیں ہے کیونکہ ہمارے دیکھنے میں تو ایسے ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ویسا ہو گا جیسا اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جیسے کہ شہداء کے بارے میں ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کے رب کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارے دیکھنے میں وہ خون سے لتھڑے ہوتے ہیں۔ بظاہر تو وہ واقعی ایسے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بتایا ہے اگر وہ ہمارے دیکھنے میں بھی ایسے ہی ہوتے جیسا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے تو ایمان بالغیب ختم ہو جاتا۔

بوسیدہ کفن باعث شرمندگی

۳۶- ابن ابی الدنیا نے کتاب ''المنامات'' میں روایت کیا کہ ہم سے قاسم بن ہاشم نے بیان، وہ کہتے ہیں ہم سے یحییٰ بن صالح وحاظی نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن سلیمان بن ابی ضمرہ قاضی نے بیان کیا کہ مجھ سے راشد بن سعد نے حدیث بیان کیا۔

ایک آدمی کی بیوی فوت ہوگئی تو اس نے خواب میں کچھ عورتیں دیکھیں لیکن ان کے ساتھ اپنی بیوی نہ دیکھی تو ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ تم نے اسے کفن دینے میں کوتاہی کی تھی اب وہ ہمارے ساتھ نکلنے سے شرماتی ہے۔ تو وہ آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی کے فوت ہونے کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری قریب المرگ ہوا تو وہ آدمی اس سے پاس گیا اور کہا میں اپنی بیوی کو کفن بھیجنا چاہتا ہوں تو اس انصاری نے کہا کہ اگر کوئی مردہ مردے کو پہنچ سکتا ہے تو میں اسے کفن پہنچا دوں گا۔ پھر وہ انصاری مر گیا تو اس آدمی نے دو زعفرانی کپڑے اس انصاری کے کفن میں رکھ دیئے رات کے وقت اس نے ان عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی بھی دیکھی اور وہ وہی زعفرانی کپڑے پہنے ہوئی تھی۔

یہ حدیث مرسل ہے لیکن اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ابن ضمرہ مقبول ہیں اور راشد بن سعد ثقہ کثیر الارسال ہیں۔

اضافہ از مترجم:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مردوں کو جو چیزیں بھیجی جاتی ہیں وہ انہیں پہنچ جاتی ہیں جب مادی اشیاء پہنچ جاتی ہیں تو کیا ثواب نہیں پہنچتا ہے؟ ضرور پہنچتا ہے اور انہیں اس کا فائدہ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

مردے کے ہاتھ مردے کو کفن بھیجا

۳۷- ابن جوزی نے کتاب ''عیون الحکایات'' میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن یوسف فریابی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

قیساریہ میں ایک عورت مرگئی تو اس کی بیٹی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کی ماں نے اسے کہا، بیٹی! تم نے مجھے تنگ کفن دیا تھا تو میں اپنی ساتھی عورتوں کے درمیان شرمندگی محسوس کرتی ہوں۔ فلاں عورت فلاں دن ہمارے پاس آئے گی اور فلاں جگہ میرے چار دینار پڑے ہوئے ہیں ان سے کفن خرید کر اس عورت کے ہاتھ مجھے بھیج دینا۔ اس کی بیٹی کہتی ہے کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس جگہ دینار پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اس جگہ دیکھا تو وہاں دینار پڑے ہوئے تھے لیکن جس عورت کے بارے میں میری والدہ نے بتایا تھا وہ بالکل تندرست تھی اور اسے کوئی مرض بھی نہ تھا۔

فریابی کہتے ہیں وہ میرے پاس آئی اور کہا اے ابوعبداللہ! آپ کیا کہتے ہیں؟ اور وہ قصہ بیان کیا۔ تو مجھے وہ حدیث یاد آئی کہ جس میں آیا ہے کہ وہ اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ اس کیلئے کفن خرید لو۔ پھر اس کی بیٹی اس عورت کے پاس گئی اور کہا کہ اگر آپ کو موت کا حادثہ پیش آئے تو میں اپنی ماں کے پاس ایک چیز بھیجنا چاہتی ہوں تو انہیں پہنچا دینا۔ تو وہ اسی دن فوت ہوئی جس دن میری والدہ نے بتایا تھا۔ تو اس کی بیٹی نے وہ کفن اس عورت کے کفن میں رکھ دیا۔ پھر اس نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا اے بیٹی، وہ عورت ہمارے پاس پہنچ گئی ہے اور مجھے کفن مل گیا ہے۔ کتنا پیارا ہے اللہ تجھے جزائے خیر دے۔

۳۸- سلفی نے ''المشیخة البغدادیه'' میں محمد بن سیرین سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

علماء کرام خوب صورت چادر والا اور بٹن لگا کر کفن اچھا خیال کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں اس لیے کہ مردے اپنی قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے قبر کھود کر دوبارہ کفن دیا

۳۹- ابن ابی شیبہ نے عمیر بن اسود سکونی سے روایت کیا کہ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو وصیت کی اور باہر چلے گئے تو وہ وفات پا گئی۔ ان کی غیر موجودگی میں انہیں دو پرانے کپڑوں کا کفن دے دیا گیا۔ جب آپ آئے تو ہم نے ان کی قبر بنالی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ کتنے کپڑوں میں اسے کفن دیا ہے؟ ہم نے کہا کہ دو پرانے کپڑوں

میں تو انہوں نے قبر کھود ڈالی اور نئے کپڑوں میں انہیں کفن دیا اور کہا کہ اپنے مردوں کو اچھے کفن دیا کرو کیونکہ انہیں قبروں سے انہی کفنوں میں زندہ کر کے میدان حشر میں لے جایا جائے گا۔

۴۰- حضرت مجاہد سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

مردے کو قبر میں اس کے بچے کی نیکی کی بشارت دی جاتی ہے۔

۴۱- حضرت سدی نے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان۔

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم"

ترجمہ: اور وہ (مردے) ان لوگوں کی خوشخبریاں پاتے ہیں جو ان سے ابھی تک نہیں ملے۔

کی تفسیر بیان فرمائی ہے کہ شہید کو ایک کتاب دی جاتی ہے جس میں ان لوگوں کے نام لکھے ہوتے ہیں جو اس سے پہلے آ چکے ہوتے ہیں اور اس کے آنے سے خوش ہوتے ہیں تو وہ شہید بھی اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں کسی گمشدہ کے آنے سے خوشی ہوتی ہے۔

۴۲- ابن ابی الدنیا نے حضرت شعبی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب مردے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے اہل وعیال اس کے پاس آتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہوتے ہیں ان کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نے کیا کیا اور فلاں نے کیا کیا؟۔

متقین کی طرح سو جا

۴۳- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

بندہ مومن کو قبر میں کہا جاتا ہے کہ متقین کی طرح سو جاؤ۔

پرندہ قبر میں داخل ہوا

۴۴- ابن عساکر نے حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں وصال پا گئے۔ میں بھی ان کے جنازے میں شریک ہوا تو ایک سفید پرندہ آیا میں نے اس جیسا پرندہ نہیں دیکھا وہ آپ کے ہمراہ قبر میں داخل ہو گیا پھر باہر نکلتا نظر نہ آیا۔ (یعنی اندر ہی رہا) جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے کنارے سے اس آیت مبارکہ کے تلاوت کرنے کی آواز آئی لیکن تلاوت کرنے والا نظر نہ آیا۔

"یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربك"

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی جانب لوٹ جا۔

حضرت عکرمہ اور ابوزبیر رضی اللہ عنہما نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آسمان سے ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہو گیا اس کے بعد نظر نہ آیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یہ ان کا عمل تھا۔

میمون بن مہران نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ "اس پرندے کو تلاش کیا گیا لیکن وہ نہ ملا" پھر آگے اسی طرح روایت کرتے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں

۴۵۔ ابن عساکر نے میمون بن مہران کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے آپ کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے دیکھا تو میں نے قطع کلامی پسند نہ کی۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا واقعی دیکھا ہے تو میں نے عرض کی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے اور تمہاری آنکھوں کی روشنی چلی جائے گی اور تیری موت کے وقت اللہ تعالیٰ اسے واپس فرما دے گا۔ کہتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وصال ہوا اور انہیں چار پائی پر رکھا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہو گیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ کیا ہے؟ یعنی تعجب کا اظہار کیا جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قبر میں رکھا گیا تو جو آدمی قبر کے کنارے پر تھا اس نے یہ آیت سنی۔

"یا ایتھا النفس المطمئنة سے لے کر جنتی تک"

کفن زیادہ قیمتی نہ ہو

۴۶۔ سعید بن منصور' ابن ابی شیبہ' ابن ابی الدنیا اور حاکم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے کفن کیلئے دو کپڑے خریدنا جو کہ زیادہ قیمتی نہ ہوں کیونکہ اگر میں نے کوئی نیک عمل کیا ہے تو مجھے اس سے بہتر پہنایا جائے گا وگرنہ وہ بھی جلد ہی چھین لیا جائے گا۔

۴۷۔ ابن سعد اور بیہقی نے مختلف طرق سے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے کفن کیلئے دو سفید کپڑے خریدنا کیونکہ وہ کپڑے مجھ پر تھوڑی ہی دیر رہیں گے پھر اچھے یا برے کپڑوں سے بدل دیئے جائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت

۴۸- ابن ابی الدنیا نے حضرت یحیٰ سے روایت کیا کہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں میانہ روی اختیار کرنا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لیے کوئی بھلائی ہے تو اسے اس سے بہتر کفن سے بدل دیا جائے گا اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو بہت جلد وہ بھی چھین لیا جائے گا اور میری قبر میں بھی میانہ روی اختیار کرنا کیونکہ اگر اللہ کے ہاں میرے لیے کوئی بھلائی ہے تو اسے تا حد نگاہ کشادہ کردیا جائے گا اور اگر معاملہ اس کے علاوہ ہوا تو اتنی تنگ کردی جائے گی کہ میری پسلیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔

۴۹- عبداللہ بن احمد نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت عبادہ بن نسی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے یہ دو کپڑے دھو دو اور انہی میں مجھے کفن دینا کیونکہ تیرے والد کا معاملہ دو آدمیوں میں سے ایک جیسا ہوگا یعنی یا تو بہترین خوبصورت لباس پہنایا جائے گا یا بری طرح یہ کفن بھی چھین لیا جائے گا۔

قمیض میں کفن مت دو

۵۰- سعید بن منصور نے حضرت عائشہ بنت اہبان سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

میرے والد نے مجھے وصیت کی کہ مجھے قیص میں کفن مت دینا' فرماتی ہیں جب ہم نے اس دن جس دن انہیں دفن کیا تھا اس سے اگلے دن صبح کو دیکھا تو جس قیص میں ہم نے انہیں کفن دیا تھا وہ کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔

قمیص والا کفن کھونٹی پر

۵۱- طبرانی اور ابوبکر برقی نے ''معرفۃ الصحابہ'' میں ابوعمرو تسملی سے انہوں نے بنت اہبان سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

جب حضرت اہبان شدید بیمار ہوئے تو انہوں نے اپنے گھر والوں کو کہا کہ مجھے کفن دینا اور قیص مت پہنانا۔ فرماتی ہیں ہم نے انہیں قیص پہنادی تو صبح کو وہ قیص کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔

مردے نے سلی ہوئی قمیص واپس بھیج دی

۵۲- طبرانی نے حضرت عدیسہ بنت اہبان سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

جب میرے والد کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے سلے ہوئے کپڑے میں

کفن مت دینا جب وہ وفات پا گئے اور انہیں غسل دے دیا گیا تو غسل دینے والوں نے کفن منگوایا میں نے انہیں کفن بھیج دیا۔ انہوں نے کہا قمیص کدھر ہے؟ میں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے سلی ہوئی قمیص میں کفن دینے سے منع کیا تھا تو انہوں نے انہیں قمیص پہنا دی پھر انہیں لیکر جانے لگے تو میں نے وہ دروازہ بند کیا اور ان کے پیچھے چلتی گئی' جب واپس گھر آئی تو وہ قمیص گھر میں پڑی ہوئی تھی تو میں نے غسل دینے والوں کو بلا بھیجا' جب وہ آئے تو انہیں پوچھا کہ کیا تم نے انہیں قمیص میں کفن دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں' میں نے کہا کہ کیا یہ تھی؟ تو انہوں نے کہا' ہاں۔

ابن نجار نے ''تاریخ'' میں خلف بردانی سے روایت کیا۔

ایک آدمی فوت ہو گیا جب اس کیلئے کفن تیار کیا گیا تو وہ کچھ بڑھا ہوا تھا تو جو بڑھا ہوا تھا وہ کاٹ لیا گیا' جب تک رات ہوئی تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ تو نے ولی اللہ پر کفن کے لمبے ہونے سے بخل کیا' ہم نے تیرا کفن تجھے واپس دیا اور اسے جنتی کفن پہنایا ہے میں گھبرا کر اٹھا تو وہ کفن لپیٹا ہوا پڑا تھا۔

۵۳- ابو نعیم نے مسلم جندی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب مجھے قبر میں رکھ دو تو کچھ دیر بعد میری قبر میں دیکھنا اگر مجھے قبر میں نہ پاؤ تو اللہ کا شکر ادا کرنا اور اگر مجھے قبر میں موجود پاؤ تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ دینا۔ ان کا بیٹا کہتا ہے کہ میں نے ان کی قبر میں دیکھا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ یہ کہتے ہوئے ان کا بیٹا بہت خوش تھا۔

ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں اور ابوبکر بن مغربی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

مردہ قبر سے غائب ہو گیا

۵۴- بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ میں بھی اس جنگ میں شامل تھا۔ جب ہم واپس آ رہے تھے تو وہ وفات پا گئے تو ہم نے انہیں دفن کر دیا۔ جب ہم دفن کر چکے تو ایک آدمی آیا اور کہا کہ یہ کون تھے؟ ہم نے کہا کہ یہ اللہ کے بہترین بندوں میں سے ایک تھے ان کا نام ابن حضرمی ہے تو اس نے کہا کہ یہ زمین مردہ باہر پھینک دیتی ہے اگر تم انہیں ایک یا دو میل دور دفن کر دو تو زیادہ بہتر ہو گا تو ہم نے قبر کھود ڈالی جب ہم لحد تک پہنچے تو اس میں وہ موجود نہ تھے اور لحد تا حد نگاہ کشادہ تھی اور اس میں نور چمک رہا تھا تو ہم نے دوبارہ

مٹی ڈال دی اور کوچ کر گئے۔

یہ روایت ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جب آپ وفات پا گئے تو ہم نے انہیں ریت میں دفن کر دیا پھر سوچا کہ کوئی درندہ انہیں کھا جائے گا ہم نے قبر کھود ڈالی تو وہ قبر میں موجود نہیں تھے۔

''فوائد'' ابوالحسن بن بشران کے جزء اول میں عبدالعزیز بن ابی وراد سے روایت ہے' فرماتے ہیں۔

مکہ میں ایک عورت ہر روز بارہ ہزار تسبیحات پڑھتی تھی وہ وفات پا گئی جب اسے قبر پر لے جایا گیا تو اسے لوگوں کے ہاتھوں سے اٹھا لیا گیا۔

حضرت کرز رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت

۵۵- ابو نعیم نے جرجان کے رہنے والے ایک آدمی سے روایت کیا' وہ کہتا ہے۔

جب کرز بن وبرہ جرجانی فوت ہوئے تو ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اہل قبور اپنی قبروں پر نئے کپڑے پہنے بیٹھے ہوئے ہیں تو ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو اسے جواب دیا گیا کہ کرز کے آنے کی وجہ سے اہل قبور کو نئے کپڑے پہنائے گئے ہیں۔

لحد میں پھول

۵۶- ابن ابی الدنیا نے کتاب ''الرقۃ والبکاء'' میں مسکین بن بکیر سے روایت کیا کہ

جب وراد عجلی فوت ہوئے تو لوگ انہیں دفن کرنے کیلئے لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ لحد میں پھول بچھے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے کچھ پھول اٹھا لیے تو وہ پھول ستر دن تک تروتازہ رہے اور ان کا رنگ بھی تبدیل نہ ہوا لوگ صبح و شام انہیں دیکھتے تھے۔ جب بہت زیادہ لوگ ایسا کرنے لگے تو وہاں کے امیر نے وہ پھول لے لیے اور فتنہ کے خوف سے لوگوں کو منتشر کر دیا لیکن وہ پھول اس کے پاس سے غائب ہو گئے اور معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلے گئے اور کیسے چلے گئے۔

یاسمین کا تازہ گلدستہ قبر میں

۵۷- حافظ ابوبکر خطیب نے محمد بن مخلد الدوری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میری والدہ وفات پا گئیں تو میں انہیں جب لحد میں اتارنے کیلئے اترا تو ساتھ والی قبر میں ایک سوراخ تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں ایک آدمی ہے جس کا کفن بالکل نیا ہے اور اس کے سینے پر یاسمین کے پھولوں کا گلدستہ پڑا ہوا تھا جو کہ بالکل تروتازہ تھا۔ میں نے اسے سونگھا تو وہ مشک

سے زیادہ خوشبودار تھا اور میرے ساتھ آئے ہوئے بہت سے لوگوں نے بھی اسے سونگھا پھر ہم نے اس گلدستے کو جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دیا اور سوراخ بند کر دیا۔

۵۸- حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے جعفر سراج کے طریق سے ان کے بعض شیوخ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب ایک قبر کھل گئی تو اس میں موجود میت کے سینے پر پھول پڑے ہوئے تھے اور ہل رہے تھے۔

ابن جوزی نے ''تاریخ'' میں ذکر کیا ہے کہ

۶۷۰ھ میں بصرہ میں ایک ٹیلہ گر گیا تو اس میں حوض کی طرح جگہ بنی ہوئی تھی اور اس میں سات حضرات دفن کیے ہوئے تھے ان کے جسم صحیح سلامت تھے ان کے کفنوں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ ان میں سے ایک نوجوان کے سر پر گھنے بال تھے اور اس کے ہونٹوں پر تری تھی گویا ابھی پانی پیا ہے اور اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ اس نوجوان کی کوکھ پر تلوار کا زخم تھا۔ لوگوں نے اس کے کچھ بال لینے چاہے تو وہ زندہ آدمی کے بالوں کی طرح مضبوط تھے۔

۵۹- ابن سعد نے طبقات میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں ان آدمیوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر جنت البقیع میں کھودی۔ جیسے جیسے ہم قبر سے مٹی کھودتے جاتے ہمیں مشک کی خوشبو آتی تھی حتیٰ کہ ہم لحد تک پہنچ گئے۔

۶۰- ابن سعد نے محمد بن شرجیل بن حسنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور جب اس نے غور سے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

روزے اور تلاوت قبر میں خوشبو کا سبب

۶۱- ابن ابی الدنیا نے مغیرہ بن حبیب سے روایت کیا کہ

ایک آدمی کو خواب میں دیکھا گیا تو اسے خواب میں دیکھنے والے نے پوچھا کہ یہ جو تمہاری قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے یہ کس عمل کے سبب ہے؟ تو اس نے جواب دیا یہ خوشبوئیں تلاوت کرنے اور روزے میں پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے ہیں۔

تھکا کم نعمتیں زیادہ حاصل کیں

۶۲- امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر جا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اسلام کی باتیں سکھائیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ سر کے بل اونٹ سے گر پڑا اور مر گیا۔ تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھکا کم اور نعمتیں زیادہ حاصل کر لیں۔ میرا خیال ہے یہ بھوکا مر گیا ہے۔ میں اس کی حور بیویاں دیکھ رہا ہوں جو اس کے منہ میں جنتی پھل رکھ رہی ہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی ملائکہ کے ساتھ پرواز

۶۳- ترمذی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت جعفر جنت میں ملائکہ کے ساتھ اڑ رہے ہیں۔

فضیلت جعفر و حمزہ رضی اللہ عنہما

۶۴- امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج رات میں جت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ملائکہ کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک تخت پر تکئے کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور انہوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کو یاد کیا۔

ارواح کو ثواب و عذاب

۶۵- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

آپ کچھ قبروں کے پاس گئے جن کے نشان مٹ چکے تھے تو وہاں ایک کھوپڑی پڑی دیکھی تو آپ نے ایک آدمی کو کہا کہ اسے چھپا دو۔ اس نے وہ کھوپڑی چھپا دی۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان جسموں کو یہ قبر کچھ نقصان نہیں دیتی بلکہ یہ تو ارواح ہیں جنہیں قیامت تک عذاب و ثواب ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک

۶۶- ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القراء میں حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت

کیا، فرماتی ہیں۔

جب حجاج نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی تو میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس تعزیت کیلئے آئے اور کہا۔ اے اللہ کی بندی! اللہ سے ڈر اور صبر کر کیونکہ یہ جسم تو کچھ نہیں ہے روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں کیسے صبر کروں حالانکہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا سر بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت کو بطور تحفہ دیا گیا تھا۔

۶۷- ابن سعد نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

جب جنگ اجنادین کے موقع پر رومیوں کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کر ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے ایک ایک آدمی ہی گزر سکتا تھا تو رومیوں کو قتل کیا جانے لگا۔ حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان رومیوں سے جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے اور اس راستے پر گر پڑے جہاں سے وہ گزر رہے تھے اور اسے بند کر دیا۔ جب مسلمان اس جگہ پہنچے تو انہیں خدشہ ہوا کہ گھوڑے انہیں روند ڈالیں گے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کا مرتبہ عطاء فرمایا ہے اور ان کی روح اوپر اٹھا لی ہے اور یہ تو خالی خولی جسم ہے اگر اسے گھوڑے روند ڈالیں تو بھی کچھ حرج نہیں پھر آپ اور آپ کے ساتھی انہیں روندتے ہوئے گزر گئے حتیٰ کہ وہ جگہ پار کر لی۔

ابن رجب فرماتے ہیں۔

یہ آثار اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ موت کے بعد ارواح جسموں سے کبھی نہیں ملتیں بلکہ یہ تو اس بات پر دلالت کرتے ہیں جسموں کو لوگوں کی تکلیف پہچانے اور مٹی۔ کے کھا جانے سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ اس لیے کہ عذاب قبر عذاب دنیا کی جنس سے نہیں بلکہ یہ تو ایک اور قسم کا عذاب ہے جو مردے کو اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے پہنچتا ہے۔

سینتیسواں باب:

مقام شہداء

جنتی بیویاں شہید کا استقبال کرتی ہیں

۱- ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شہید کے خون کا قطرہ زمین سے خشک ہونے سے پہلے اس کی دو جنتی بیویاں اس کا اس طرح استقبال کرتی ہیں جیسے وہ دودھ پلانے والیاں جن کا بچہ گم ہو جانے کے بعد دوبارہ مل جائے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک حلہ ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔

شہید کو سو حلّے پہنائے جاتے ہیں

۲- طبرانی' بزار اور بیہقی نے ''البعث'' میں حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

شہید کے خون کا پہلا قطرہ اس کے تمام گناہ معاف کروا دیتا ہے اور حوروں میں سے اس کی دو بیویاں آتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں پھر اسے سو حلے پہنائے جاتے ہیں جو کسی انسان کے بنے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ جنتی گھاس سے بنے ہوئے ہوتے ہیں اور اتنے لطیف ہوتے ہیں کہ اگر دو انگلیوں کے درمیان رکھے جائیں تو ان میں سما جائیں۔

حور حبشی سے کھیل رہی تھی

۳- امام حاکم نے صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

ایک سیاہ فام شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں جہاد پر جاؤں اور قتل کر دیا جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ تو ارشاد فرمایا کہ جنت میں۔ تو اس نے جنگ کی اور شہید ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو سفید کر دیا ہے اور تیری خوشبو کو پاکیزہ کر دیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یا کسی اور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں نے اس کی حور بیوی دیکھی جو اس کیلئے جبہ لائی اور وہ اس کے

بجے میں داخل ہو جاتی تھی (یعنی اس سے کھیل رہی تھی)

۴- بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

ایک اعرابی میدان جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہید ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور مسکرانے لگے پھر اس سے چہرہ پھیر لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ جب میں نے اس کی روح پر اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کا مشاہدہ تو کیا تو مسکرا پڑا اور چہرہ اس لیے پھیرا کہ اس کی حور بیوی اس کے سر کے پاس آ گئی ہے۔

میری حاجت پوری نہ فرمائی!

۵- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ابوبکر محمد بن احمد بن حمدویہ تمیمی سے روایت کیا' فرماتے ہیں: میں نے قاسم بن عثمان بن جدعی سے سنا' انہوں نے فرمایا:

میں نے خانہ کعبہ کے گرد ایک آدمی کو طواف کرتے دیکھا تو وہ اس بات کے علاوہ کچھ نہیں کہتا تھا۔ اے اللہ! تو نے تمام حاجت مندوں کی حاجت پوری کر دی لیکن میری حاجت پوری نہ فرمائی۔ میں نے اسے کہا کہ کیا معاملہ ہے کہ تو اس بات کے علاوہ کچھ نہیں کہتا؟ اس نے کہا! میں تمہیں بتاتا ہوں' ہم مختلف شہروں کے رہنے والے سات دوست تھے۔ ہم دشمن کی زمین میں جنگ کرنے گئے تو انہوں نے ہم سب کو قید کر لیا اور ہمیں قتل کرنے کیلئے علیحدہ علیحدہ کر دیا تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو سات دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہر دروازے پر ایک حور کھڑی تھی۔ ہم میں سے ایک آدمی کی گردن ماردی گئی تو میں نے ایک حور دیکھی جس کے ہاتھ میں رومال تھا وہ زمین پر اتر آئی حتیٰ کہ چھ آدمیوں کی گردن اڑا دی گئی اور میں اکیلا باقی رہ گیا اور دروازوں میں سے ایک دروازہ اور ایک حور باقی رہ گئی تھی جب میری گردن اڑانے کیلئے مجھے لے جایا گیا تو ایک آدمی نے مجھے مانگ لیا تو مجھے اس کے حوالے کر دیا گیا تو میں نے اس حور کو کہتے سنا اے محروم آدمی! تو نے کتنی اچھی چیز فوت کر دی؟ اور دروازہ بند کر لیا۔ تو اے میرے بھائی! جس چیز سے میں محروم رہ گیا ہوں اس پر حسرت کرتا ہوں۔

قاسم بن عثمان کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ آدمی ان چھ سے افضل ہے کیونکہ اس نے وہ کچھ دیکھ لیا جو انہوں نے نہیں دیکھا تھا اور شوق و محبت سے سرگرم عمل ہو گیا ہے۔

اڑتیسواں باب:

زیارت قبور' مردوں کا اپنے ملاقاتیوں کو پہچاننا اور دیکھنا

اہل قبور انس حاصل کرتے ہیں

۱- ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کیلئے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو جائے۔

مردہ سلام کا جواب دیتا ہے

۲- ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے ''شعب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب آدمی کسی ایسے آدمی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ پہچانتا ہے اور سلام کہتا ہے تو مردہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور جب ایسے آدمی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ نہیں پہچانتا ہے اور سلام کہتا ہے تو مردہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

مردہ پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے

۳- ابن عبدالبر نے ''الاستذکار والتمہید'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بھی تم میں سے کوئی اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کہتا ہے تو مردہ بھی اسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے''۔

۴- ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں اور صابونی نے ''مائتین'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بھی کوئی آدمی کسی ایسے آدمی کی قبر سے گزرتا ہے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ مردہ بھی اسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے۔

مردوں کو سلام کیسے کہیں؟

۵- عقیلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے راستے میں مردوں کی قبریں ہیں تو کیا کوئی ایسا کلام ہے جو ان کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں کہوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ یہ کہا کرو "**السلام علیکم یا اهل القبور من المسلمین و المومنین انتم لنا سلف ونحن لکم تبع و انا ان شاء الله بکم لاحقون**"۔

ترجمہ: یعنی اے قبر والو مسلمانوں اور مومنو! تم پر سلامتی ہو' تم ہمارے پیشرو اور ہم تمہارے تابع ہیں اور بلاشبہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ سنتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا سنتے ہیں لیکن جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے اور فرمایا اے ابورزین رضی اللہ عنہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کی تعداد کے برابر فرشتے تمہیں جواب دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کہ "وہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے" یعنی ایسا جواب کہ جسے جن وانس سن سکیں وہ سلام کا جواب ضرور دیتے ہیں لیکن ہمیں سنائی نہیں دیتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

۶- امام احمد اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

میں اپنے حجرے میں بغیر پردے کے چلی جایا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ان میں سے ایک تو میرے والد صاحب ہیں اور دوسرے میرے خاوند ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس میں دفن کیا گیا تو ان سے شرم کی بناء پر پردہ کر کے جایا کرتی تھی۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُحد سے واپسی

۷- طبرانی نے "اوسط" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احد سے واپس تشریف لائے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اپنے رب کے ہاں زندہ ہو۔ تو اے لوگو! ان کی قبروں کی زیارت کیا کرو اور انہیں سلام کیا کرو

کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جو آدمی بھی انہیں سلام کہتا ہے یہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور ایسا قیامت تک کیلئے ہے۔

حاکم نے صحیح قرار دیتے ہوئے اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپس لوٹے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اپنے رب کے ہاں زندہ ہو' تو اے لوگو! ان کی ملاقات کیلئے آیا کرو اور انہیں سلام کہا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب بھی تم میں سے کوئی انہیں سلام کہتا ہے یہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور ایسا قیامت تک ہوتا رہے گا۔

مردہ محبوب سے انس حاصل کرتا ہے

۸- اربعین طائیہ میں ہے کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردے کو قبر میں سب سے زیادہ انس اس آدمی کے آنے سے ہوتا ہے جسے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا''۔

مردے کب ملاقاتیوں کو پہچانتے ہیں

۹- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت محمد بن واسع سے روایت کیا' فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مردے اپنے ملاقاتیوں کو جمعۃ المبارک کے دن' جمعرات اور ہفتے کے دن پہچانتے ہیں۔

۱۰- حضرت ضحاک سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جو آدمی ہفتے کے دن طلوع آفتاب سے پہلے کسی قبر کی زیارت کیلئے جاتا ہے میت اسے پہچان لیتی ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ کس وجہ سے ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جمعۃ المبارک کا اثر ابھی باقی ہوتا ہے اس لیے پہچان لیتی ہے۔

تنبیہ:

قبر میں روح کا جسم میں واپس آنا ہر مردے کیلئے روایات صحیحہ سے ثابت ہے چہ جائیکہ شہداء کیونکہ ان کا مقام عام مردوں سے اعلیٰ ہے۔ البتہ گفتگو اس امر میں ہے کہ کیا روح ہمیشہ بدن میں رہتی ہے اور کیا جسم کو دنیاوی زندگی کی مانند زندگی عطاء کی جاتی ہے یا کہ اس کے علاوہ کسی قسم کی

زندگی عطاء ہوتی ہے تو یہ چیز اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ چاہے کیونکہ روح کیلئے ہمیشہ کی زندگی امر عادی ہے نا کہ عقلی۔اس سے مراد یہ ہے کہ جسم کا دنیاوی زندگی کی مانند زندہ ہونا ایسی چیز ہے جسے عقل جائز قرار دیتی ہے۔اگر اس پر کوئی دلیل قطعی قائم ہو جائے تو اس کی اتباع کی جائے گی۔

علماء کرام کی ایک جماعت نے اسی قول کو لیا ہے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنے کو دلیل بنایا ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کا تقاضا کرتی ہے اور ایسے ہی شب معراج میں جن صفات کا تذکرہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں آیا ہے تو وہ تمام صفات جسمانی ہیں لیکن اس جسمانی زندگی سے جسمانی عوارض مثلاً کھانا پینا وغیرہ کا پایا جانا لازم نہیں آتا بلکہ ان کے احکام بدل جاتے ہیں اور جہاں تک ادراکات کا تعلق ہے یعنی علم اور سننا تو یہ بلاشبہ شہداء اور دوسرے تمام مردوں کیلئے ثابت ہیں۔

اور بعض حضرات نے حیاۃ شہدا کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا یہ زندگی فقط روح کیلئے ہوتی ہے یا روح کے ساتھ ساتھ جسم کیلئے بھی ہوتی ہے بایں معنی کہ جسم گلتا سڑتا نہیں۔

علامہ بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں ذکر کیا ہے کہ وصال کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کو شہداء کی روحوں کی طرح واپس لوٹا دیا جاتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی شہداء کی طرح اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔

علامہ ابن قیم نے روحوں کے آپس میں ملاقات کرنے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ارواح کی دو اقسام ہیں۔

(i) انعام یافتہ ارواح

(ii) مبتلائے عذاب ارواح

جہاں تک مبتلائے عذاب ارواح کا تعلق ہے تو انہیں آپس میں ملاقات کی اجازت نہیں ہوتی جبکہ انعام یافتہ ارواح آزاد ہوتی ہیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہوتا ہے اور جو کچھ اہل دنیا کرتے ہیں اس پر بحث کرتی ہیں۔تو ہر روح اپنے اس رفیق کے ساتھ ہوگی جس نے اسی کی مثل اعمال سرانجام دیئے ہیں۔

آقائے نامدار سرور کائنات ﷺ کی روح مبارک رفیق اعلیٰ میں ہے۔اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

ومن یطع اللہ والرسول فاؤلٓئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و

الصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا"

ترجمہ: جواللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ حضرات یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

یہ معیت اور ساتھ دنیا میں بھی ثابت ہے اور برزخ اور دار جزاء میں بھی ثابت ہے اور آدمی ان تینوں مقامات میں اسی کے ہمراہ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

شیدلہ نے کتاب البرہان فی علوم القرآن میں ذکر کیا ہے کہ

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے

"ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء"

ترجمہ: اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں انہیں مردہ مت گمان کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔

تو مردے کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ عین ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی قبروں میں زندگی عطاء فرمائے اور ان کی روحیں بدن کے کسی حصے میں ہوں اور اس حصے کی وجہ سے تمام بدن نعمتیں اور لذات محسوس کرے جیسا کہ دنیا میں زندہ آدمی کا تمام بدن اس ٹھنڈک یا گرمی کو محسوس کرتا ہے جو اس کے جسم کے کسی ایک حصے میں ہوتی ہے۔

جبکہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ ان کی حیات سے مراد یہ ہے کہ ان کے اجسام قبروں میں گلتے سڑتے نہیں اور جوڑ نہیں کھلتے تو وہ اپنی قبروں میں زندوں کی مانند ہیں۔

ابوحیان اس آیت کی جو پیچھے گزر چکی ہے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

لوگوں نے حیات شہداء کے بارے میں اختلاف کیا ہے ایک گروہ کا موقف تو یہ ہے کہ ان کی ارواح باقی رہتی ہیں نا کہ جسم کیونکہ ہم نے ان کے جسموں کے فنا ہونے اور خراب ہونے کا مشاہدہ کیا ہے۔

اور دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ شہید کا جسم اور روح دونوں زندہ ہوتے ہیں لیکن ہماری عقلوں کو اس کے بارے میں شعور نہیں ہے۔ ہم انہیں مردوں کی مانند دیکھتے ہیں حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"وتری الجبال تحسبها جامدة وهی تمر مر السحاب"
"یعنی کہ تم پہاڑوں کو ساکت و جامد دیکھو گے حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے"۔
اور جیسا کہ ہم سونے والے کو ایک ہی حالت میں دیکھتے ہیں حالانکہ وہ خواب میں وہ چیز دیکھ رہا ہوتا ہے جس سے اسے راحت ہوتی ہے یا تکلیف ہوتی ہے۔
میں کہتا ہوں کہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حیات شہداء کے بارے میں فرمایا ہے کہ "ولکن لا تشعرون" یعنی تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں۔
گویا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنے اس فرمان عالیشان کے ساتھ خبردار کر دیا کہ تم مشاہدہ اور حس سے ان کی زندگی کا ادراک نہیں کر سکتے۔ پھر اگر شہید کی زندگی فقط روحانی ہوتی تو اس میں اور دوسرے مردوں میں کیا امتیاز اور فرق باقی رہتا اور "ولکن لا تشعرون" کی قید لگانے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ علاوہ ازیں کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بذریعہ کشف ان کی زندگی کا مشاہدہ کروا دیتا ہے۔
علامہ سہیلی نے دلائل النبوۃ میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک جگہ قبر کھودی تو اس میں ایک طاقچہ دیکھا اور اس میں تخت پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور قرآن مجید ہاتھ میں پکڑ کر تلاوت کر رہا تھا اور اس کے سامنے سر سبز باغ تھا اور یہ واقعہ مقام احد کا ہے اور معلوم ہوا کہ وہ آدمی شہداء میں سے تھا کیونکہ اس کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔
ایسی ہی ایک روایت علامہ ابو حیان اور علامہ یافعی نے بھی بیان کی ہے جو کہ پیچھے بھی گزر چکی ہے۔

مردہ آدمی زندہ کو تلقین کر رہا ہے

۱۱- شیخ نجم الدین اصبہانی نے حکایت بیان کی ہے کہ
وہ ایک آدمی کے دفن کیے جانے کے وقت موجود تھے تو ایک آدمی اسے بیٹھ کر تلقین کرنے لگا تو وہ مردہ کہنے لگا کہ تعجب کی بات ہے ایک مردہ آدمی زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔
۱۲- ابن رجب کہتے ہیں کہ ہم سے فراد بن جمیل کی سند سے روایت کیا گیا کہ ابو مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے معافی بن عمران جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ پھر راوی نے ان کے فضائل بیان کیے اور کہا کہ مجھ سے میرے ایک بھائی نے بیان کیا۔

جب معافی بن عمران کو دفن کر دیا گیا تو ان کی قبر سے تلقین کی آواز سنائی دی۔ تلقین کرنے والا کہہ رہا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ اور حضرت معافی بھی لا الٰہ الا اللہ کہہ رہے تھے۔

کشفِ قبور

۱۳- علامہ یافعی نے محبّ طبری سے روایت کیا۔

علامہ محبّ اپنے شیخ اسماعیل حضرمی کے ساتھ زید کے قبرستان میں گئے۔ محبّ کہتے ہیں میرے شیخ نے فرمایا۔ اے محبّ الدین؟ کیا تو مردوں کے کلام کرنے پر ایمان رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں تو انہوں نے فرمایا یہ قبر والا کہہ رہا ہے کہ میں جنتی لوگوں میں سے ہوں۔

گانے والی کی بخشش

۱۴- شیخ اسماعیل حضرمی سے مروی ہے کہ

آپ یمن کے ایک قبرستان سے گزرے تو بہت شدت سے روئے پھر بہت شدت سے مسکرائے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس قبرستان کے مردوں کی حالت مجھ پر ظاہر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ انہیں عذاب ہو رہا تھا تو میں رو پڑا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کیلئے گڑگڑایا تو مجھے کہا گیا کہ ہم نے تیری سفارش ان کے حق میں قبول کی اور اس قبر والی عورت نے کہا کہ اے فقیہہ اسماعیل! میں بھی ان میں شامل ہوں اور میں فلاں گانے والی عورت ہوں تو میں نے کہا کہ واقعی تو ان مغفور لوگوں میں شامل ہے۔ اسی وجہ سے میں مسکرایا۔

مردے نے انگلی کھڑی کر دی

۱۵- شیخ عبدالغفار نے ''التوحید'' میں بیان کیا کہ مجھے قاضی بہاء الدین نے خبر دی کہ

شیخ امین الدین جبریل قاہرہ میں داخل ہونے سے پہلے راستے میں فوت ہو گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا ہم جب انہیں لے کر شہر قاہرہ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ہمیں شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور کہا کہ ہم مردوں کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ تو شیخ امین الدین نے ہاتھ اٹھا کر انگلی کھڑی کر دی تو ہم شہر میں داخل ہو گئے۔

انہی سے مروی ہے کہتے ہیں مجھ سے حضرت فقیر نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا کہ

اس نے حضرت فقیر کو بتایا کہ میں قرافہ کے مقام پر ایک نوجوان سے بدفعلی کرنے لگا تو اس نے مجھے کہا کہ واللہ! میں اس جگہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا کیونکہ ایک مرتبہ میں نے یہ فعل کیا تو قبر پھٹ گئی اور اس میں موجود مردے نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں

آتی۔

فرنگی مسلمان ہوگیا

۱۶- زین الدین بوشی نے فقیہہ عبدالرحمٰن نوری کے بارے میں بیان کیا ہے کہ

کہ وہ مقام منصور میں تھے دشمن کی فوج نے مسلمانوں کو قید کرلیا۔ فقیہہ عبدالرحمٰن نوری قید میں قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرماتے تھے۔

"ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون"

ترجمہ: جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں انہیں مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اورانہیں رزق دیا جاتا ہے۔

جب فقیہہ عبدالرحمٰن شہید ہوگئے تو ایک فرنگی آیا اس کے پاس ایک نیزہ تھا تو اس نے وہ نیزہ آپ کے جسم پر مارا اور کہا: اے مسلمانوں کے عالم! تو تو کہتا تھا کہ تمہارے رب نے کہا ہے کہ تم زندہ ہو اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہو وہ کہاں ہے؟ تو فقیہہ عبدالرحمٰن نے سر اٹھایا اور کہا رب کعبہ کی قسم! زندہ ہیں رب کعبہ کی قسم! زندہ ہیں۔ تو وہ فرنگی گھوڑے سے اترا اور آپ کے چہرے کو بوسے دینے لگا اور اپنے غلام کو کہا کہ ان کی میت کو وطن لے چلو

محبوب مرکر بھی زندہ

۱۷- رسالۂ قشیریہ میں علامہ قشیری نے اپنی سند کیساتھ شیخ ابوسعید خزار سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں مکہ میں تھا تو باب بنی شیبہ کے پاس ایک نوجوان مردہ حالت میں دیکھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگا اور کہا اے ابوسعید! کیا تو نہیں جانتا کہ محبوب اگر مر بھی جائیں تو زندہ ہوتے ہیں اور وہ تو فقط ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔

تمہاری اعانت کروں گا

۱۸- شیخ ابوعلی رودباری سے روایت ہے کہ

میں نے ایک فقیر کو لحد میں اتارا اور اس کے سر سے کفن ہٹایا اور اس کا سر مٹی پر رکھ دیا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس نے آنکھیں کھولیں اور مجھے کہا اے ابوعلی! مجھے اس کے سامنے کیوں ذلیل کرتے ہو جس نے مجھے راہ دکھائی ہے۔ میں نے کہا اے

سیدی! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں میں ابھی زندہ ہوں اور ہر شخص جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ زندہ ہے اور کل میں اپنے مقام و مرتبے کے سبب تمہاری مدد و اعانت کروں گا۔

روایت ہے کہ

ایک آدمی کفن چور تھا' ایک عورت مرگئی تو لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کفن چور نے بھی لوگوں کے ساتھ مل کر اس کی نماز جنازہ پڑھی تا کہ قبر کی جگہ دیکھ لے۔ جب رات ہوگئی تو اس نے اس عورت کی قبر کھود ڈالی تو عورت نے کہا۔ سبحان اللہ! ایک مغفرت شدہ آدمی ایک مغفرت شدہ عورت کا کفن چوری کر رہا ہے۔ تو اس کفن چور نے کہا کہ فرض کر کہ تجھے بخش دیا گیا ہے لیکن مجھے کیسے بخش دیا گیا؟ تو اس عورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور جتنے لوگوں نے میرے جنازے میں شرکت کی سب کو بخش دیا ہے اور تو نے بھی میرے جنازے میں شرکت کی تھی تو اس کفن چور نے یہ سن کر اسے چھوڑ دیا اور دوبارہ مٹی اوپر ڈال دی پھر سچے دل سے تائب ہوگیا۔

مردے نے پکڑ کر دائیں طرف کیا

۱۹- ابراہیم بن شیبان سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

ایک نیک نیت نوجوان میرا دوست تھا وہ وفات پا گیا تو اس کے مرنے پر مجھے بہت رنج ہوا میں اسے غسل دینے لگا تو دہشت کی وجہ سے بائیں طرف سے غسل دینا شروع کر دیا تو اس نے مجھے پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ تو میں نے کہا اے بیٹے! تو نے سچ کہا میں غلطی پر تھا۔

مردے نے انگوٹھا پکڑ لیا

۲۰- ابو یعقوب سوسی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں اپنے ایک مرید کو غسل دے رہا تھا کہ اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا در آنحالیکہ وہ غسل دیئے جانے والے تختے پر تھا۔ تو میں نے کہا بیٹے! میرا انگوٹھا چھوڑ دے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں بلکہ یہ تو فقط نقل مکانی ہے تو اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔

ابو یعقوب سوسی سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں:

میرا ایک مرید مکہ مکرمہ میں مجھے ملنے آیا اور کہا اے استاد محترم! کل بوقت ظہر میں مر جاؤں گا۔ آپ یہ ایک دینار لے لیں۔ نصف دینار سے میری قبر بنوایئے گا اور باقی نصف کا مجھے کفن پہنایئے گا۔ اگلے دن بوقت ظہر وہ آیا' طواف کیا اور تھوڑی دور ہٹ گیا اور وفات پا گیا۔ جب میں

نے اسے لحد میں اتارا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہر شخص زندہ ہے۔

۲۱- علامہ قشیری کہتے ہیں میں نے استاد ابوعلی دقاق سے سنا' فرماتے ہیں۔

ابوعمرو بیکندی ایک گلی سے گزر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک نوجوان کو اس کی بدچلنی کی وجہ سے گھر سے گھسیٹ کر نکال رہے ہیں اور اس کی ماں رو رہی ہے۔ تو انہوں نے ان لوگوں سے سفارش کی اور کہا کہ اس نوجوان کو میری طرف سے اس کی والدہ کو ہبہ کر دو۔ کچھ دن بعد انہوں نے اس نوجوان کی والدہ دیکھی تو اس سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ مر چکا ہے اور اس نے کہا تھا کہ پڑوسیوں کو میری موت کی خبر نہ دینا تاکہ وہ میری موت پر خوش نہ ہوں اور جب مجھے دفن کر چکو تو بارگاہ الٰہی میں میری سفارش کرنا تو میں نے ایسا ہی کیا جب میں اس کی قبر کے سرہانے سے واپس لوٹنے لگی تو میں نے اس کی آواز سنی اور وہ کہہ رہا تھا۔ اے میری ماں اب چلی جا کیونکہ میں رب کریم کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہوں۔

مذکورہ بالا چھ روایات رسالہ قشیریہ میں ہیں۔

علامہ یافعی نے ''کفایۃ المعتقد'' میں ذکر کیا ہے کہ

مجھے ایک صالح آدمی نے بتایا کہ وہ بعض اوقات اپنے والد کی قبر پر جایا کرتا تھا اور ان سے گفتگو کرتا تھا (یعنی وہ مردہ بھی گفتگو کرتا تھا)

علامہ یافعی کہتے ہیں۔

بہت مشہور بات ہے کہ فقیہہ احمد بن موسیٰ بن عجیل کو ان کے بعض صالح فقیہہ شاگرد قبر سے سورۃ نور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا کرتے تھے۔

ہاتفِ غیبی کی آواز

۲۲- ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ جنت البقیع سے گزرے تو فرمایا: اے قبروں والو! السلام علیکم! میرے پاس تمہارے لیے نئی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے شادیاں کر لیں۔ تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ رہائش پذیر ہیں اور تمہاری دولت تقسیم ہوگئی۔ تو ہاتف غیبی سے آواز آئی۔

اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ! ہمارے پاس آپ کیلئے نئی خبر یہ ہے کہ ہم نے جو نیک اعمال آگے

بھیجے ان کا اجر پالیا اور جو ہم نے راہ خدا میں خرچ کیا اس کا نفع ہم نے حاصل کرلیا اور جو مال ہم نے دنیا میں چھوڑا اس کا یہاں نقصان ہوا۔

مردوں کی خبریں

۲۳- حاکم نے تاریخ نیشاپور میں، بیہقی نے اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مدینہ کے قبرستان میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا۔ **السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته یا اهل القبور**۔ کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناؤ گے کہ ہم تمہیں تمہاری خبریں سنائیں؟ راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک قبر کے اندر سے آواز سنی۔ اے امیر المومنین **وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته**۔ ہمیں بتایئے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بیویوں نے شادیاں رچالیں تمہارے اموال تقسیم ہوگئے اور تمہاری اولاد یتیموں کے زمرے میں شامل ہوگئی ہے اور جو پختہ گھر تم نے تعمیر کیے تھے ان میں تمہارے دشمن رہائش پذیر ہیں۔ یہ تو تھیں وہ خبریں جو ہمارے پاس تھیں۔ تمہارے پاس کون سی خبریں ہیں؟ تو مردے نے انہیں جواب دیا کہ ہمارے کفن پھٹ گئے، بال بکھر گئے، کھال ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں پر بہہ گئے اور نتھنے پیپ بن کر بہہ گئے۔ ہم نے جو کچھ آگے بھیجا تھا وہ پالیا اور جو پیچھے چھوڑ آئے تھے اس میں نقصان ہوا اور ہم اعمال کے عوض رہن ہیں۔

جیسے ابھی کنگھی کی ہے

۲۴- ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں حضرت یونس بن ابی فرات سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ایک آدمی نے قبر کھودی اور دھوپ سے بچنے کیلئے اس میں بیٹھ گیا تو اسے پشت کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے دیکھا تو وہاں چھوٹا سا سوراخ تھا۔ اس نے انگلی کی مدد سے اسے کھلا کیا تو ایک قبر دیکھی جو تاحد نگاہ کشادہ تھی اور اس میں ایک بزرگ خضاب لگائے بیٹھے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے انہوں نے ابھی ابھی کنگھی کی ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا

۲۵- ابن جریر نے ''تہذیب الآثار'' میں ابن ابی الدنیا نے کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت عطاف بن خالد سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میری خالہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک دن شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئی اور میں اکثر ان کی زیارت کیلئے جاتی رہتی تھی۔ تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب نماز ادا کرنے لگی۔ اس وقت وہاں کوئی پکارنے والا اور جواب دینے والا نہیں تھا۔ تو جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو السلام علیکم کہا تو میں نے سلام کا جواب سنا اور اس بات کا مجھے اتنا یقین ہے جتنا کہ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تخلیق کیا اور جتنا یقین دن اور رات کا ہے۔ تو میرا بال بال کانپ اٹھا۔

شہداء اُحد کی زیارت

۲۶- حاکم نے صحیح قرار دیتے ہوئے اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت عطاف بن خالد مخزومی سے روایت کیا' فرماتے ہیں: مجھ سے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے اور انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبروں کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا:

اے اللہ! تیرا بندہ اور نبی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء ہیں اور جو ان کی زیارت کیلئے آئے اور انہیں سلام کہے تو یہ قیامت تک اس کے سلام کا جواب دیتے رہیں گے۔

عطاف فرماتے ہیں:

مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ میں شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئی اور میرے ساتھ فقط دو غلام تھے جو میری سواری کی حفاظت کرتے تھے۔ تو میں نے اہل قبور کو سلام کہا تو میں نے سلام کا جواب سنا اور اہل قبور نے کہا کہ واللہ! ہم تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ کہتی ہیں کہ مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی اور میں نے اپنے غلام سے کہا کہ خچر قریب کرو پھر اس پر سوار ہوگئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا طریقۂ کار

۲۷- بیہقی نے حضرت واقدی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کیلئے تشریف لے جایا کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی گھاٹی پر پہنچے تو بلند آواز سے فرماتے تم پر سلامتی ہو اس لیے کہ تم نے مصیبتوں پر صبر کیا اور دار آخرت انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ہر سال اسی طرح کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت

جگر حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام وہاں تشریف لے جاتیں اور دعا فرمایا کرتیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انہیں سلام کہتے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے کیا تم ان لوگوں کو سلام نہیں کہو گے جو تمہارے سلام کا جواب دیں گے۔

حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں اور میری بہن شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئیں۔ میں نے اپنی بہن سے کہا کہ آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر سلام کہیں اس نے کہا چلیں۔ تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر گئیں اور ہم نے کہا۔ اے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا! السلام علیکم تو ہم نے اپنے سلام کا جواب سنا یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس وقت ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔

۲۸- علامہ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعلی حمزہ بن محمد علوی سے سنا انہوں نے ہاشم بن محمد عمری سے سنا فرماتے ہیں۔

میرے والد صاحب جمعۃ المبارک کے دن نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے مدینہ منورہ میں شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے مجھے ساتھ لے گئے میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ قبرستان پہنچے تو بلند آواز سے کہا۔ "**السلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار**" یعنی تم پر سلامتی ہو اس لیے کہ تم نے صبر کیا تو دار آخرت انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ جواب آیا۔ اے ابوعبداللہ! وعلیکم السلام۔ میرے والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ بیٹے! تم نے جواب دیا ہے؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر لیا۔ پھر اہل قبور کو سلام کہا۔ پھر جب بھی سلام کہتے انہیں جواب دیا جاتا حتیٰ کہ انہوں نے ایسا تین مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ انہیں سلام کا جواب ملتا تو میرے والد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے سجدے میں گر گئے۔

شہید کے گرد لڑکیاں دف بجا رہی تھیں

۲۹- ابن ابی الدنیا نے عبدالواحد بن زیاد سے روایت کیا فرماتے ہیں:

ہم ایک مرتبہ جہاد پر گئے جب بکھر گئے تو ہمارا ایک ساتھی مجاہد گم ہو گیا۔ ہم اسے تلاش کرنے گئے تو وہ ایک جنگل میں مقتول پڑا ہوا تھا اور کچھ لڑکیاں اس کے گرد کھڑی ہو کر دف بجا رہی تھیں۔ جب ہمیں دیکھا تو وہ غائب ہو گئیں پھر ہم نے انہیں نہیں دیکھا۔

۳۰- ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ جنگ حرہ کے موقع پر مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے تھے۔ دوسرے لوگ باہم جنگ میں مصروف تھے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو میں رسول نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی طرف سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز

۳۱- زبیر بن بکار نے ''اخبار المدینہ'' میں ذکر کیا ہے کہ مجھ سے محمد بن عبدالعزیز بن محمد وغیرہ نے بیان کیا' بکر بن محمد سے مروی ہے کہ

جنگ حرہ کے موقع پر مسجد نبوی میں تین دن اذان نہ ہوئی۔ لوگ مقام حرہ کی طرف چلے گئے جبکہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھ گئے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر وحشت طاری ہوئی تو میں رسول نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے قریب ہو گیا۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو میں نے قبر انور سے اذان سنی تو میں دو رکعتیں ادا کیں پھر اقامت کی آواز سنی تو ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ عصر کی نماز کے وقت بھی میں نے اذان و اقامت کی آواز قبر انور سے سنی اور نماز عصر ادا کی۔ پھر لگاتار تین دن تک میں قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنتا رہا۔ پھر لوگ واپس لوٹ آئے اور مسجد میں داخل ہوئے تو موذن نے اذان دی۔ میں نے قبر انور سے اذان کی آواز سننے کی کوشش کی تو مجھے کچھ سنائی نہ دیا۔

۳۲- ابونعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

جنگ حرہ کے موقع پر مسجد نبوی میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا تو میں ہر نماز کے وقت قبر انور سے اذان کی آواز سنتا پھر میں آگے آتا تو اقامت کہی جاتی تو میں نماز ادا کر لیتا۔ آخر اہل شام گروہ در گروہ مسجد میں آنے لگے اور وہ کہتے تھے کہ اس مجنوں کو دیکھو۔

مردہ مؤذن کی اذان کا جواب دیتا ہے

۳۳- لالکائی نے ''السنۃ'' میں حضرت یحییٰ بن معین سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک گورکن نے مجھے بتایا کہ جو چیز سب سے عجیب و غریب میں نے ان قبروں سے دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک قبر سے میں نے اس طرح کی کراہنے کی آواز سنی جیسے مریض کراہتا ہے۔ اور ایک قبر سے میں نے سنا کہ مردہ قبر سے موذن کی اذان کا جواب دے رہا تھا۔

۳۴- حارث بن اسد محاسبی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں مقام جبانہ پر تھا کہ ایک قبر سے میں نے دو مرتبہ سنا ہائے! اللہ کا عذاب۔

قتل حسین علیہ السلام اصحاب کہف سے زیادہ عجیب وغریب

۳۵- ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ اعمش کے طریق سے حضرت منہال بن عمرو سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

قسم بخدا! جب نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک دمشق کی گلیوں میں اٹھا کر پھرا جا رہا تھا تو میں وہاں موجود تھا۔ اس وقت سر مبارک کے سامنے ایک آدمی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت مبارکہ پر پہنچا۔

"ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم کانو امن آیاتنا عجبا"

ترجمہ: "کیا تم جانتے ہو کہ اصحاب کہف اور اصحاب رقیم (تختی والے) ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر ہیں"۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے سر مبارک کو قوت گویائی عطاء فرمائی تو سر مبارک سے آواز آئی کہ میرا قتل کیا جانا اور اٹھایا جانا اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے۔

مردے نے سورۂ یٰسین تلاوت کی

۳۶- تاریخ حافظ ذہبی میں ہے کہ

خلیفہ واثق باللہ نے حضرت احمد بن نصر خزاعی امام حدیث کو خلق قرآن کا قول کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپ کو قتل کر کے بغداد میں سولی پر لٹکا دیا گیا اور ایک آدمی سر کی حفاظت اور اسے قبلہ سے پھیرنے کیلئے مقرر کر دیا گیا جو نیزے سے ان کا سر قبلے سے پھیرتا تھا۔ وہ آدمی ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے رات کے وقت اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیرا اور بزبان فصیح سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہی روایت خطیب نے ابراہیم بن اسماعیل بن خلف سے روایت کی ہے' ابراہیم فرماتے ہیں:

احمد بن نصر میرے ماموں تھے' انہیں قتل کر دیا گیا اور سولی پر چڑھا دیا گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان کا سر تلاوت قرآن کرتا ہے۔ میں وہاں گیا جہاں انہیں سولی پر چڑھایا گیا تھا اور ان کے قریب رات گزاری جب رات ہوئی اور لوگ سو گئے تو میں نے سر کو یہ آیت مبارک تلاوت کرتے سنا "ام حسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون"

ترجمہ: "کیا لوگوں کا یہ گمان ہے کہ وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے اور انہیں آزمائش

میں مبتلا کیے بغیر چھوڑ دیا جائے''۔

تو یہ سن کر میری کھال کپکپانے لگی۔

بدکار عورت اور پرہیز گار نوجوان

۲۷- یحییٰ ابن ابوایوب خزاعی سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس نوجوان کا باپ عمر رسیدہ تھا۔ وہ نوجوان عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے باپ کے پاس چلا جاتا۔ اس کے گھر کے راستے میں ایک بدکار عورت کا گھر تھا وہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوگئی اور اس کے راستے میں کھڑی ہو جایا کرتی تھی۔ ایک رات وہ نوجوان اس کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ اسے پھسلانے لگی حتیٰ کہ وہ اس کے پیچھے چلنے لگا جب وہ اس بدکار عورت کے دروازے پر آیا اور اندر داخل ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ کی یاد آئی تو اس نے اس عورت کو چھوڑا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی۔

"ان الذین اتقو اذا مسهم طائف من الشیطان تذکّرو افاذا هم مبصرون"

ترجمہ: ''بلاشبہ متقی لوگ وہ ہیں کہ جب شیطان کا کوئی وسوسہ ان کے پاس آتا ہے تو وہ یاد خدا اپنے دل میں لاتے ہیں اور راہ راست پر آجاتے ہیں''۔

یہ آیت پڑھتے ہی نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس عورت نے اپنی لونڈی کو بلایا اور دونوں نے مل کر اسے اس کے گھر کے دروازے پر پھینک دیا۔ جب اس کے باپ نے اسے تلاش کرنا شروع کیا تو اسے اپنے گھر کے دروازے پر بے ہوش پڑا ہوا پایا۔ اس نے اپنے گھر والوں کو بلا کر اسے گھر میں داخل کیا۔ جب کافی رات گزر گئی اور اسے ہوش آیا تو اس کے باپ نے اسے کہا بیٹے کیا ہوا تھا؟ تو اس نے کہا! اچھا ہوں کچھ نہیں ہوا تو باپ نے کہا کہ تجھے اللہ کا واسطہ سچ بتاؤ۔ تو اس نے وہ واقعہ بیان کیا۔ تو باپ نے کہا بیٹے! کون سی آیت تلاوت کی تھی؟ تو اس نے وہی آیت پڑھی جو اس وقت پڑھی تھی اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے اسے ہلایا جلایا تو وہ مر چکا تھا۔ تو انہوں نے غسل دے کر راتوں رات اسے دفن کر دیا۔ صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے باپ کے پاس تعزیت کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا: تو نے مجھے رات کو اطلاع کیوں نہ دی؟ اس نے عرض کی! امیر المومنین! رات کا وقت تھا اور میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے

آرام میں خلل ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مجھے اس کی قبر پر لے چلو جب آپ رضی اللہ عنہ اس کی قبر پر پہنچے تو فرمایا۔ اے فلاں!

"ولمن خاف مقام ربه جنتان"

ترجمہ: "جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کیلئے دو جنتیں ہیں"۔

تو قبر کے اندر سے اس نوجوان نے جواب دیا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! مجھے اللہ تعالیٰ نے دو جنتیں عطاء کی ہیں۔

۳۸- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں معمر ابن سلیمان سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے اور انہوں نے ابن میناء سے روایت کیا فرماتے ہیں:

ایک دن میں قبرستان میں گیا اور دو ہلکی سی رکعتیں نماز ادا کی پھر ایک قبر کے پاس لیٹ گیا۔ قسم بخدا! ابھی میں جاگ رہا تھا تو میں نے قبر سے آواز سنی کہ اٹھ! تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ تم لوگ عمل تو کرتے ہو لیکن جانتے نہیں ہو اور ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ قسم بخدا! اگر میں تیری طرح دو رکعتیں ادا کر لیتا تو یہ چیز مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوتی۔

نیکی اور بدی کے درمیان پردہ

۳۹- ابونعیم نے "حلیہ" میں عمرو بن واقد کے طریق سے یونس بن حلیس سے روایت کیا فرماتے ہیں:

میں دمشق میں جمعۃ المبارک کی صبح قبرستان سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک آواز سنی کہ یہ یونس بن حلیس ہے ہجرت کر کے آیا ہے۔ یہ لوگ حج کرتے ہیں ہر ماہ عمرہ کرتے ہیں ہر روز پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ لوگو! تم عمل کرتے ہو لیکن جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ تو یونس بن حلیس نے مڑ کر سلام کہا لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ تو آپ نے کہا سبحان اللہ! میں نے تمہاری گفتگو سنی اور سلام کہا لیکن تم نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ تو انہوں نے کہا ہم نے تیرا سلام سن لیا ہے لیکن سلام کا جواب دینا نیکی ہے اور ہمارے درمیان اور نیکی اور بدی کے درمیان پردہ حائل ہے یعنی نیکی اور بدی اب ہمارے بس میں نہیں۔

۴۰- ابن عساکر نے حضرت اوزاعی سے روایت کیا فرماتے ہیں:

میسرہ بن حلیس باب توما کے قبرستان سے گزرے۔ آپ نابینا تھے اس لیے ایک آدمی آپ کی رہنمائی کر رہا تھا۔ آپ نے قبرستان سے گزرتے ہوئے کہا۔ اے اہل قبور السلام علیکم! تم

ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ ہم پر اور تم پر اللہ رب العزت رحم فرمائے۔ ہم بھی اسی طرف جائیں گے جہاں تم چلے گئے۔ تو ان قبر والوں میں سے ایک کی روح اللہ نے لوٹا دی تو اس نے آپ کو جواب دیا۔ اے اہل دنیا! تمہیں مبارک ہو کہ ہر ماہ چار حج کرتے ہو۔ آپ نے کہا! اللہ تم پر رحم فرمائے کیسے چار حج کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا۔ جمعۃ المبارک کو' کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جمعۃ المبارک حج کی مانند ہے۔ آپ نے کہا سب سے بہتر چیز تم نے کون سی آگے بھیجی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ استغفار لیکن اب تمام دروازے بند ہو چکے ہیں نہ تو ہماری نیکی زیادہ ہوتی ہے اور نہ برائی کم ہوتی ہے۔

ایک عجیب وغریب واقعہ

۴۱- ابن عساکر نے محمد بن اسحاق کے طریق سے میتب بن واضح سے' انہوں نے عیسیٰ بن کیسان سے اور انہوں نے عمیر بن حباب سلمی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے اور میرے آٹھ ساتھیوں کو عہد بنو امیہ میں رومیوں نے قید کر لیا اور ملک روم لے گئے۔ میرے آٹھ ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا۔ پھر مجھے قتل کرنے کیلئے لے جایا گیا تو ایک رومی سردار بادشاہ کے پاس آیا تو وہ سردار بادشاہ کے سر اور پاؤں کو بوسے دینے لگا اور مجھے اس نے بادشاہ سے مانگ لیا۔ بادشاہ نے مجھے اس کے حوالے کر دیا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور اپنی حسین وجمیل بیٹی کو بلایا اور مجھے کہا کہ اگر تو میرا دین قبول کر لے تو میں اپنی بیٹی کی تجھ سے شادی کر دوں گا اور اپنا مال بھی تجھے دے دوں گا اور تو نے دیکھ لیا کہ شاہی دربار میں میری کتنی عزت ہے۔ میں نے کہا کہ میں تیری بیٹی اور دنیاوی مال کیلئے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ سردار چند دن مجھے یہی پیشکش کرتا رہا۔ آخر ایک دن اس کی بیٹی نے مجھے اپنے باغ میں بلوایا اور کہا کہ جو میرے والد نے تجھے پیشکش کی ہے اسے قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ میں نے کہا کہ میں کسی عورت کیلئے اور کسی چیز کیلئے اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ تو اس نے مجھے کہا کیا تم ہمارے ہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے وطن جانا چاہتے ہو۔ میں نے کہا اپنے وطن جانا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے ایک ستارہ دکھایا اور کہا اس ستارے کی سیدھ میں رات کو سفر کرتے رہنا اور صبح کو چھپ جایا کرنا۔ یہ ستارہ تمہیں تمہارے وطن پہنچا دے گا۔ پھر اس نے مجھے زادِ راہ دیا۔ میں تین راتیں سفر کرتا رہا اور صبح کو چھپ جاتا۔ چوتھے دن میں چھپا ہوا تھا تو کچھ گھڑ سوار آتے دکھائی دیئے۔ میں نے سوچا کہ اب میں پکڑا گیا ہوں۔ جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے دیکھا کہ میرے شہید ساتھی گھوڑوں پر سوار ہیں ان کے ہمراہ کچھ اور بھی

ساتھی تھے۔ انہوں نے کہا عمیر ہو! میں نے کہا ہاں! اور پوچھا کہ تم تو شہید کر دیئے گئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے شہداء کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شرکت کیلئے بھیجا ہے۔ پھر ان کے ایک ساتھی نے مجھے کہا: عمیر! ذرا اپنا ہاتھ پکڑانا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر ہم تھوڑا سا چلے تو اس نے مجھے گرا دیا لیکن مجھے ذرا چوٹ نہ لگی۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر کے قریب پہنچ چکا ہوں۔

تین بھائیوں کی عجیب حکایت

۴۲- ابن جوزی نے کتاب ''عیون الحکایات'' میں اپنی سند کے ساتھ ابو علی ضریر سے روایت کیا اور ابو علی وہ آدمی ہیں جنہوں نے ابو مسلم کے بنائے ہوئے شہر طرسوس میں ابتداءً رہائش اختیار کی' فرماتے ہیں:

شام کے رہنے والے تین بہادر بھائی جہاد پر گئے تو رومیوں نے انہیں قید کر لیا۔ رومی بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں بادشاہت بھی دوں گا اور اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی بھی کروں گا۔ شرط یہ ہے کہ تم عیسائی ہو جاؤ۔ تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا یا محمد ﷺ! دہائی ہے تو بادشاہ نے تیل کی تین دیگیں تین دن تک آگ پر چڑھائے رکھیں اور انہیں ہر دن دیگوں کے پاس لے جا کر عیسائیت قبول کرنے پر ابھارتا رہا لیکن وہ انکار کرتے رہے۔ آخر بڑے بھائی کو دیگ میں ڈال دیا گیا۔ پھر اس سے چھوٹے کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جب سب سے چھوٹے بھائی کی باری آئی تو بادشاہ پھر اسے اس کے دین سے پھیرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اتنے میں ایک اٹھا اور کہا بادشاہ سلامت! میں اسے اس کے دین سے پھیروں گا۔ بادشاہ نے کہا وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا کہ عربی لوگ عورتوں کو بہت پسند کرتے ہیں اور میری بیٹی سے بڑھ کر حسین پورے ملک روم میں کوئی عورت نہیں۔ میں اسے اس کے حوالے کر دوں گا۔ وہ اسے اس کے دین سے پھیر لے گی۔ بادشاہ نے چالیس دن کی مہلت دے کر اسے اس کافر کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیٹی کو سارا معاملہ بتا کر اسے اس کے حوالے کر دیا۔ اس کی بیٹی نے کہا اسے میرے پاس چھوڑ دیں میں آپ کا مقصد پورا کروں گی۔ وہ نوجوان اس لڑکی کے ساتھ رہنے لگا دن کو روزہ رکھتا اور رات قیام میں گزار دیتا۔ حتیٰ کہ کافی دن گزر گئے۔ اس کافر نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ کچھ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں میرا خیال ہے کہ یہ اس شہر میں اپنے بھائیوں کی قبریں دیکھتا ہے تو ان کی وجہ سے یہ اپنے دین سے نہیں پھر رہا لیکن اگر بادشاہ مہلت میں اضافہ کر دے اور آپ اسے اور مجھے

کسی دوسرے شہر میں بھیج دیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے مہلت میں اضافہ کر دیا اور انہیں ایک دوسرے شہر بھیج دیا۔ وہاں بھی وہ نوجوان دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا۔ حتیٰ کہ جب مقررہ مدت میں سے چند دن باقی رہ گئے تو ایک رات اس لڑکی نے اس نوجوان سے کہا میں نے تجھے ہمیشہ رب عظیم کی پاکی بیان کرتے دیکھا ہے۔ میں اپنا آبائی دین چھوڑ کر تیرا دین قبول کرتی ہوں۔ اس نے کہا کہ ہم یہاں سے بھاگیں گے کیسے؟ اس لڑکی نے کہا کہ میں سواری لاتی ہوں۔ جب وہ سواری لائی تو دونوں اس پر سوار ہو کر بھاگ نکلے۔ رات کو سفر کرتے اور صبح چھپ جاتے۔ ایک رات وہ سفر کر رہے تھے کہ انہوں نے گھوڑوں کے آنے کی آواز سنی۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ اس نوجوان کے بھائی تھے اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ تو اس نے انہیں سلام کہہ کر حال احوال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ صرف اس وقت معمولی سی تکلیف ہوئی تھی جب ہم کو دیگوں میں ڈالا گیا پھر فوراً جنت الفردوس میں بھیج دیا گیا اور اس وقت اللہ رب العزت نے ہمیں اس لیے بھیجا ہے کہ اس لڑکی کا تیرے ساتھ نکاح کریں۔ پھر انہوں نے نکاح پڑھا اور واپس لوٹ گئے۔ وہ نوجوان ملک شام پہنچ گیا اور وہاں زندگی گزارنے لگا۔ وہ دونوں میاں بیوی شام میں بہت مشہور و معروف تھے۔ ایک شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے۔

سیعطی الصادقین بفضل صدق

نجاۃ فی الحیاۃ و فی الممات

یعنی سچوں کو ان کے سچ کی طفیل زندگی اور موت دونوں میں نجات عطاء کی جاتی ہے۔

بدیل خالد بن معدان کا جنازہ

۴۳۔ ابن عساکر نے ابو مطیع معاویہ بن یحییٰ سے روایت کیا:

حمص کے رہنے والے ایک بزرگ مسجد میں گئے۔ ان کا خیال تھا کہ صبح ہو گئی ہے لیکن ابھی رات تھی۔ جب وہ مسجد کے گنبد کے نیچے پہنچے تو انہوں نے گھوڑوں کی گھنٹیوں کی آواز سنی۔ جب دیکھا تو کچھ گھڑ سوار آپس میں ملاقات کر رہے تھے۔ کچھ گھڑ سوار دوسروں سے پوچھ رہے تھے کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں، تو انہوں نے کہا کہ ہم بدیل خالد بن معدان کے جنازے سے آ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کیا وہ فوت ہو گئے ہیں۔ ہمیں تو ان کی وفات کی خبر نہیں دی گئی۔ صبح کے وقت اس بزرگ نے یہ واقعہ اپنے ساتھیوں سے بیان کیا۔ جب دوپہر ہوئی تو قاصد ان کی موت کی خبر لے کر آ گیا۔

قبر سے اشعار کی آواز

۴۴- ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں اور ابن عساکر نے حضرت شعبی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت صفوان بن امیہ صحابی رضی اللہ عنہ ایک قبرستان میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا۔ آپ نے ایک قبر سے ایک غمگین آواز سنی کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا۔

انعم الله بالظعينة عينا — وبمسراك يا امين الينا

جزعا ما جزعت من ظلمة القبر — وان مسك التراب امينا

ترجمہ: اے امینہ! تیرے کجاوے اور تیرے ہماری طرف سفر کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر آنکھوں کی ٹھنڈک عطاء کرنے کا انعام فرمایا۔ اب تو قبر کے اندھیرے سے مت گھبرا اور جلدی سے آجا اگرچہ تجھے مٹی ہی کیوں نہ لگ جائے۔

راوی کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جو کچھ سنا تھا بتایا تو اتنے روئے کہ ان کی داڑھیاں بھیگ گئیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ امینہ کون ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں تو انہوں نے کہا کہ امینہ یہی عورت ہے جس کا یہ جنازہ ہے اور اس کی بہن پچھلے سال فوت ہوئی تھی۔

لہو ولعب کا انجام عبرتناک

۴۵- ابن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن ہاشم سلمٰی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک قبیلے کے سردار نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس نے شادی پر گانے بجانے اور لہو ولعب کی محفل کا اہتمام کیا۔ اس کا گھر قبرستان کے ساتھ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ قسم بخدا! رات کو وہ لہو ولعب میں مشغول تھے کہ انہوں نے ایک خوفناک آواز سنی جس سے وہ گھبرا گئے۔ جب انہوں نے غور سے سنا تو قبروں سے ایک غیبی آواز آرہی تھی۔

يا اهل لذة لهو لا تدوم لهم — ان المنايا تبيد اللهو واللعبا

كم من رايناه مسرورا بلذته — امسى فريدا امن الاهلين مغتربا

یعنی اے لہو ولعب کی لذت میں مشغول ہونے والو! تم ہمیشہ زندہ نہیں رہو گے کیونکہ موت لہو ولعب کو ختم کر دیتی ہے۔ بہت سے ایسے آدمی ہم نے دیکھے ہیں کہ جو اپنی عیش وعشرت پر شاداں و فرحاں تھے۔ انہوں نے شام اپنے گھر والوں سے دور اجنبی جگہ میں اکیلے گزاری یعنی موت کا شکار

ہو گئے۔

راوی کہتے ہیں واللہ! چند دن ہی گزرے تھے کہ دولہا فوت ہو گیا۔

۴۶- حضرت صالح مری سے مروی ہے فرماتے ہیں:

ایک سخت گرمی والے دن میں قبرستان گیا اور ایک قبر کو دیکھ کر کہا۔ سبحان اللہ! کون ہے جو تمہاری روحوں اور جسموں کے بچھڑنے کے بعد انہیں ملائے گا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر بہت بوسیدہ ہو جانے کے بعد قبروں سے اٹھائے گا؟ تو اس قبر سے آواز آئی اے صالح!

"ومن آیاته ان تقوم السماء والارض بامره ثم اذا دعاكم دعوة من الارض اذا انتم تخرجون"

ترجمہ: "یعنی اس کی نشانیوں میں سے ایک زمین و آسمان کا اس کے حکم سے کھڑے رہنا ہے، پھر جب وہ تمہیں زمین سے بلائے گا تو تم نکل آؤ گے"۔

راوی کہتے ہیں، واللہ! یہ سن کر میں منہ کے بل گر پڑا۔

۴۷- حضرت ثابت بنانی سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں قبرستان میں بیٹھا دل ہی دل میں باتیں کر رہا تھا کہ ایک غیبی آواز آئی۔ اے ثابت! تم انہیں خاموش دیکھتے ہو حالانکہ ان میں سے بہت سے غمگین اور پریشان ہیں۔ جب میں آواز کی طرف متوجہ ہوا تو کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔

۴۸- بشیر بن منصور سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

عطاء ارزق نے مجھ سے بیان کیا کہ

جب تم قبرستان میں جاؤ تو اپنے دل کو ان جیسا بناؤ جن میں جا رہے ہو۔ کیونکہ ایک مرتبہ میں قبرستان میں دل ہی دل میں سوچ و بچار میں مشغول تھا کہ مجھے آواز آئی کہ اے غافل! تو یا تو نعمتوں کی طرف لے جایا جائے گا یا تجھے عذاب ہو گا۔

دو بھائیوں کی محبت کا واقعہ

۴۹- سوار بن مصعب ہمدانی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ

ہمارے پڑوس میں دو بھائی رہتے تھے۔ ان کی آپس میں اتنی محبت تھی کہ نہ دیکھی اور نہ کہیں سنی۔ اتفاقاً بڑا بھائی اصفہان چلا گیا تو چھوٹا فوت ہو گیا۔ اس کا بڑا بھائی واپس آیا تو اسے اس کی موت کی خبر ہوئی۔ وہ اس کی قبر پر چلا گیا اور سات ماہ تک وہیں بیٹھا رہا۔ ایک دن اسے ایک آواز

سنائی دی کہ

یاایھا الباکی علی غیرہ	نفسک اصلحھا ولا تبکہ
ان الذی تبکی علی اثرہ	یوشك ان تسلك فی سلکہ

یعنی اے دوسروں پر رونے والے! اپنے نفس کی اصلاح کر اور اس پر آنسو مت بہا۔ بلاشبہ جس کی قبر پر تو رہا ہے قریب ہے کہ تو بھی اسی کی صف میں شامل ہو جائے۔

وہ آواز کی طرف متوجہ ہوا تو کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ تو اس پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی اور وہ بخار میں مبتلا ہو گیا۔ پھر وہ اپنے گھر لوٹ آیا۔ تین دن ہی گزرے تھے کہ وہ فوت ہو گیا اور اسے اس کے بھائی کی قبر کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

۵۰- امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے طریق سے حضرت یزید بن شریح ہیثمی سے روایت کیا کہ

انہوں نے ایک قبر سے آواز سنی کہ تم ہم جیسوں کی زیارت کیلئے آتے ہو۔ ہم بھی تمہاری طرح تھے اور زندگی میں ہماری شکلیں بھی تمہاری جیسی تھیں۔ اب اس جنگل بیابان میں ہوا کے ساتھ ہماری شکلیں اڑ رہی ہیں اور ہم ایک تنگ کوٹھڑی میں ہیں تمہاری طرف نہیں آسکتے اور جو ہم میں شامل ہو جاتا ہے وہ کبھی واپس نہیں لوٹ سکتا اور یہ جو ہمارے گھر ہیں کبھی تمہارا ٹھکانہ بھی بنیں گے۔

عنقریب تم بھی ہم جیسے ہو جاؤ گے

۵۱- ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن یسار حضرمی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

کچھ لوگ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک قبر سے ان اشعار کی آواز آتی ہوئی سنی' کہنے والا کہہ رہا تھا۔

یاایھا الراکب سیروا	من قبل ان لا تسیروا
فھذہ الدار حقا	فیھا الینا المصیر
کم منعم فی نعیم	وتسلبنہ الدھور
وآخر فی عذاب	لبئس ذاك المصیر
فکما کنتم کنا	فغیرنا ریب المنون

وسوف کما کنا تکونون

یعنی: اے سوارو! چلو اس سے پہلے کہ تم نہ چل سکو۔ یہ گھر حق ہے اور اس میں تم ہمارے پاس لوٹ کر آؤ گے۔ کتنے ہی ایسے آدمی تھے کہ عیش و عشرت میں مشغول تھے اور زمانے نے وہ نعمتیں اور عیش و عشرت چھین لی۔ اور کچھ عذاب گاہ میں ہیں اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ جیسے اب تم ہو کبھی ہم بھی ایسے ہی تھے تو حوادثات زمانہ نے ہمیں بدل کر رکھ دیا اور عنقریب جیسے ہم ہیں تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے۔

مردہ باپ کا بیٹے سے خطاب

۵۲- ابن جوزی نے کتاب ''عیون الحکایات'' میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن عباس وراق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ سفر پر گیا ابھی راستے میں ہی تھے کہ باپ وفات پا گیا تو اس کے بیٹے نے اسے دوم درخت کے پاس دفن کر دیا اور اپنے سفر پر چلا گیا پھر واپسی پر اسی جگہ سے رات کے وقت گزرا تو اپنے باپ کی قبر کے پاس نہ ٹھہرا تو اسی وقت کسی ہاتف نے آواز دی اور یہ شعر کہا۔

رأیتك تطوی الدوم لیلا و لاتری   علیك باهل الدوم ان تتکلما

وبالدوم ثاو لو ثویت مکانه   فمر باهل الدوم عاج فسلما

یعنی میں نے تجھے رات کے وقت دوم درخت کے پاس سے گزرتے دیکھا ہے لیکن تو نے نہیں دیکھا۔ تجھے دوم والے سے بات کرنی چاہیے تھی۔ دوم کے درخت کے پاس ایک آدمی مقیم ہے کاش تو اس کے پاس ٹھہرتا۔ دوم والے کے پاس ٹھہر اور سلام کہہ۔

انگلی تسبیح کی طرح ہل رہی تھی

۵۳- ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت سلمہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت خالد بن معدان روزانہ تلاوت قرآن کے علاوہ چالیس ہزار تسبیحات پڑھتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا اور انہیں غسل دینے کیلئے تختے پر رکھا گیا تو ان کی انگلی اسی طرح ہل رہی تھی جیسے تسبیح کے وقت ہلائی جاتی ہے۔

مردہ مسکرانے لگا

۵۴- ابن عساکر نے حضرت ابو عبداللہ الجلاء سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرے والد صاحب وفات پا گئے' جب ہم نے انہیں غسل دینے کیلئے تختے پر رکھا اور ان کے

چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ مسکرا رہے تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ زندہ ہیں تو طبیب کو بلوایا گیا ہم نے ان کا چہرہ پھر ڈھانپ دیا۔ طبیب آیا تو ہم نے اسے کہا کہ ان کی نبض دیکھو۔ اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ یہ تو وفات پا چکے ہیں تو ہم نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔ جب طبیب نے انہیں مسکراتے دیکھا تو کہنے لگا کہ واللہ! مجھے نہیں معلوم کہ یہ مردہ ہیں یا زندہ۔ پھر جب بھی کوئی شخص انہیں غسل دینے لگتا تو اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور وہ غسل نہ دے پاتا۔ تو حضرت فضل بن حسین جو کہ کبار عارفین میں سے تھے وہ آئے اور غسل دے کر نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا کلام

۵۵- علامہ بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنو حارثہ بن خزرج سے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ جب انہیں کفن پہنایا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے سے کھڑ کھڑاہٹ کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا اور فرمایا: پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ احمد' احمد اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سچے ہیں اپنے معاملے میں کمزور جبکہ اللہ کے معاملے میں قوی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سچے' قوی اور امین ہیں اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سچے ہیں۔ پچھلوں کے طریقے کے مطابق چار سال گزر گئے ہیں اور دو سال باقی ہیں۔ فتنے برپا ہو گئے اور طاقتور کمزور کو کھا گیا ہے۔ اور عنقریب تمہیں تمہارے لشکر سے بئر اریس کی خبر ملے گی اور تمہیں معلوم نہیں کہ بئر اریس کیا ہے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بعد ازاں خطمہ قبیلے کا ایک آدمی فوت ہوا۔ اسے کفن دیا گیا تو اس کے سینے سے بھی کھڑ کھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے کلام کیا اور کہا' بنو حارثہ بن خزرج قبیلہ کے بھائی نے سچ کہا۔

علامہ بیہقی کہتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے اور بھی شواہد ہیں۔

۵۶- بیہقی نے ابن ابی الدنیا' ابونعیم نے الدلائل میں اور ابن نجار ''تاریخ'' میں اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:

حضرت یزید بن نعمان بن بشیر حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس اپنے والد صاحب حضرت نعمان بن بشیر کا مکتوب لے کر آئے' اس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

نعمان بن بشیر کی جانب سے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کی طرف۔

السلام علیکم!

میں تیری جانب اس اللہ رب العزت کی تعریف بھیجتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تو نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں حضرت زید بن خارجہ کے متعلق بتاؤں۔ ان کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے حلق میں درد شروع ہوئی اور وہ نماز ظہر سے لے کر نماز عصر کے درمیانی وقت میں وفات پا گئے۔ ہم نے انہیں چارپائی پر لٹا کر ڈھانپ دیا۔ میں سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور میری عادت تھی کہ میں نماز عصر کے بعد تسبیح پڑھتا تھا۔ آنے والے نے کہا کہ زید نے کلام کیا ہے۔ میں جلدی سے وہاں پہنچا وہاں کچھ انصار بھی موجود تھے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے۔ متوسط آدمی جو لوگوں میں سے طاقتور ہے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ لوگوں کو اس بات کا حکم نہیں دیتا تھا کہ ان میں سے جو طاقتور ہیں وہ کمزوروں پر ظلم کریں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو سچے ہیں اور یہ کتاب اول میں لکھا ہے۔ پھر حضرت زید نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہیں آپ لوگوں کی اکثر خطائیں معاف فرما دیتے تھے۔ دو راتیں گزر گئیں چار باقی ہیں۔ پھر لوگوں میں اختلاف ہوا بعض نے بعض پر ظلم کیا۔ پس کوئی نظام نہیں اور محارم مباح قرار دیئے گئے۔ پھر لوگ غلطی سے باز آ گئے اور انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ اور اس کی مقرر کردہ تقدیر ہی حد فاصل ہے۔ اے لوگو! اپنے امیر کی طرف آؤ۔ غور سے سنو اور اطاعت کرو۔ تو جس نے اعراض کیا اس کے خون کی کوئی ضمانت نہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہی فیصلہ کرنے والا اور مقدور ہے۔ اللہ اکبر! یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین ہیں۔ اے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تم پر سلامتی ہو کیا آپ نے حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد کو پایا ہے جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ہرگز نہ چھوئے گا وہ شعلے والی آگ سے جو منہ کی کھال کو ادھیڑنے والی ہے۔ اس شخص کو بلاتی ہے کہ اس نے پیٹھ دی اور منہ پھیر لیا اور مال جمع کر کے اسے بند رکھا۔ پھر میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا انہوں نے میرے آنے سے پہلے بھی کلام کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے انہیں کہتے سنا تھا کہ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔ ہم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر اچانک معلوم ہوا کہ یہ آواز تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے کپڑوں کے نیچے سے آ رہی ہے۔ تو ہم نے ان کے چہرے سے پردہ ہٹایا تو انہوں نے کہا یہ حضور سرور کائنات اللہ تعالیٰ

کے رسول ﷺ ہیں۔ السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ پھر کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سچے امین اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ جسم کے لحاظ سے کمزور لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملے میں قوی ہیں انہوں نے سچ کہا اور یہ کتاب اول میں ہے۔

حضرت بیہقی نے حضرت اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کرتے ہوئے اتنا اضافہ کیا ہے کہ یہ معاملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال گزرنے پر ہوگا اور دو راتیں ہوں گی۔ راوی کہتے ہیں ہم باقی چار راتوں کی مدت شمار کرتے رہے اور جوان میں ہونے والا تھا ہمیں اس کی توقع تھی۔ تو اس میں اہل عراق کی افترا بازی' ان کا اختلاف' جھوٹی خبریں اڑانا اور اپنے امیر حضرت ولید بن عقبہ پر طعن و تشنیع جیسے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

بیہقی کہتے ہیں یہ اسناد صحیح ہیں۔

مردہ آدمی کی شہادت

۵۷- حبیب بن سالم نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہوئے بئر اریس کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حضرت ابن مسیب کی روایت میں ہے۔

معاملہ یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رسول نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی تھی وہ بئر اریس میں گر گئی۔ پھر خلافت کے چھ سال گزرنے پر فتنے ظاہر ہوئے جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے سنا گیا۔

۵۸- علامہ بیہقی' ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عبید انصاری سے روایت کیا کہ

مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کے دوران شہید ہونے والے ایک آدمی نے کلام کیا اور کہا حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ''صدیق'' ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امین نرم دل اور رحم دل ہیں۔

۵۹- بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ

جنگ صفین یا جنگ جمل کے موقع پر لوگ مقتولین کو ڈھانپ رہے تھے کہ ایک مقتول نے کلام کیا اور کہا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق' حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رحیم ہیں۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔

۶۰- امام بخاری نے ''تاریخ'' میں اور ابن مندہ نے حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے

روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ثابت بن قیس بن شماس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو جن لوگوں نے انہیں دفن کیا تھا میں بھی ان میں شامل تھا۔ جب ہم نے انہیں قبر میں اتارا تو انہیں یہ کہتے سنا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق' حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امین اور رحمدل ہیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو وہ مردہ تھے۔

۶۱- طبرانی نے ''کبیر'' میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے احمد بن معلیٰ دمشقی نے ان سے ہشام بن عمار نے' ان سے ولید بن مسلم نے بیان کیا' عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت ہے کہ ان سے نعمان بن بشیر نے روایت کیا' انہوں نے فرمایا:

ہم میں سے ایک آدمی خارجہ بن زید وفات پا گئے ہم نے انہیں کفن دیا ور میں ان کا جنازہ پڑھنے لگا تو ایک آواز سنی۔ میں ان کی طرف مڑا تو میں نے انہیں ملتے ہوئے دیکھا اور پھر انہوں نے کہا لوگوں میں سے طاقتور اور معتدل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین جسم کے بھی طاقتور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں بھی قوی ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امیر المومنین پاکدامن اور لوگوں کی اکثر خطائیں معاف کرنے والے ہیں۔ دو راتیں گزر گئیں چار باقی ہیں۔ لوگ اختلاف میں پڑ گئے ان کا کوئی نظام نہیں اے لوگو! اپنے امیر و امام کی طرف آؤ۔ اس کی بات غور سے سنو اور اطاعت کرو۔ یہ رسول نبی کریم ﷺ ہیں اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر کہا کہ زید بن خارجہ یعنی آپ کے باپ نے کیا کیا۔ پھر کہا کہ میرے پیچھے بئر اریس کا معاملہ ہوا۔ پھر آواز ہلکی ہوگئی۔

اسی روایت کو ابن عساکر نے بھی نقل کیا ہے۔

۶۲- ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہم انہیں غسل دینے لگے۔ جب ہم ان پر پانی انڈیلنے لگے تو وہ بولنے لگے اور کہا دو گزر گئے چار باقی ہیں۔ غنی فقیروں کو کھا گئے تو وہ بھوکے ہو گئے ان کیلئے کوئی نظام نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم خو اور مومنوں پر رحم کرنے والے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفار پہ بہت سخت اور اللہ کے معاملے میں ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے طریقے اور رستے پر ہو تو غور سے سنو اور اطاعت کرو۔ پھر ان کی آواز ہلکی ہوگئی جبکہ زبان ہل رہی تھی اور جسم مردہ تھا۔

شہید نے مدد کی

۶۳- ابن ابی الدنیا نے یزید بن سعید قرشی کے طریق سے ابوعبداللہ شامی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم نے رومیوں سے جنگ کی تو ہم میں سے کچھ لوگ دشمن کا پیچھا کرنے لگے۔ان میں سے دو آدمی ان سے الگ ہو گئے۔ان میں سے ایک آدمی کا بیان ہے کہ ہم دشمن کا پیچھا کر رہے تھے کہ ہمیں ایک رومی سردار ملا اور کہنے لگا کہ تلواریں نکالو۔ہم نے اس پر حملہ کر دیا اور ایک گھنٹے تک لڑتے رہے۔آخر میرا ساتھی شہید ہو گیا تو میں واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگ نکلا جب میں واپس آ رہا تھا تو سوچا کہ ''تیری ماں تجھے روئے'' (عرب لوگ خود کو عار دلانے کیلئے یہ الفاظ بولتے ہیں:ازمترجم) میرا ساتھی مجھ سے جنت کی طرف جانے میں سبقت لے گیا ہے اور میں بھاگا بھاگا اپنے ساتھیوں کے پاس جا رہا ہوں۔تو میں واپس لوٹا اور اس رومی پر تلوار کا وار کیا لیکن وار خطا ہو گیا اور اس نے مجھے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور میرے سینے پر بیٹھ گیا۔جب وہ مجھے قتل کرنے کیلئے کوئی چیز نکالنے لگا تو میرا شہید ساتھی آیا اور اسے گدی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر مجھ سے نیچے اتارا اور اسے قتل کرنے میں میری مدد کی۔ہم دونوں نے مل کر اسے قتل کیا پھر ہم دونوں چلنے لگے اور میرا ساتھی باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ ہم ایک درخت کے پاس پہنچ گئے تو وہ جیسے شہید ہوا تھا اسی طرح نیچے لیٹ گیا۔میں جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہیں اس کے متعلق بتایا۔

کٹی ہوئی گردن نے تلاوت کی

۶۴- حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

گزشتہ زمانے میں کچھ لوگ ملک روم جنگ کیلئے گئے تو انہیں قید کر لیا گیا اور بادشاہ روم کے سامنے پیش کیا گیا۔بادشاہ نے انہیں عیسائیت قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔بادشاہ نہر کے کنارے ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ان میں سے ایک آدمی کی گردن اڑا دی گئی اور وہ گردن نہر میں گر گئی۔پھر اس کی کٹی ہوئی گردن ان کے سامنے نہر میں ٹھہر گئی اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

"یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"

ترجمہ: ''اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا اور میرے بندوں

اور میری جنت میں داخل ہو جا“۔

۶۵- سعید العمی سے مروی ہے‘ فرماتے ہیں:

کچھ مجاہد سمندر میں جنگ کرنے کیلئے گئے تو ایک نوخیز نوجوان ان کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ اسے بھی اپنے ساتھ سوار کرلیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ آخر انہوں نے اسے ساتھ سوار کرلیا۔ جب ان کا سامنا دشمن سے ہوا تو وہ نوجوان سب سے زیادہ بہادری سے لڑا اور شہید ہو گیا۔ تو اس کا سر پانی میں کھڑا ہو گیا اور کشتی والوں کی طرف چہرہ کر کے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

”تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فى الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين“

ترجمہ: ”یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام کار پرہیز گاروں کیلئے ہے“۔

یہ آیت تلاوت کی اور سمندر میں غائب ہو گیا۔

قبر پھٹ گئی!

۶۶- حافظ ابو محمد خلال نے ”کتاب کرامات الاولیاء“ میں اپنی سند کے ساتھ ابو یوسف غسولی سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ملک شام میں حضرت ابراہیم بن ادہم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ آج میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا‘ کیسا واقعہ دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں فلاں قبرستان کی ایک قبر کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ میرے سامنے ایک بزرگ جو خضاب لگائے ہوئے تھے ان کی قبر پھٹ گئی اور انہوں نے مجھے کہا کہ اے ابراہیم! پوچھ لو کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے زندہ کر کے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں برے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھے تین چیزوں کے باعث بخش دیا۔ پہلی بات یہ کہ تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تو ان سے محبت کرتا تھا کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ تیرے پیٹ میں ذرہ بھر حرام شراب نہیں ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ تو نے خضاب لگا رکھا ہے اور مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میں اس آدمی کو آگ سے عذاب دوں جس نے خضاب لگایا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ

پھر قبر بند ہوگئی پھر آپ نے فرمایا: اے غسولی! اللہ تعالیٰ سے معاملہ ٹھیک کرے تو اللہ تعالیٰ تجھے عجیب وغریب چیزوں کا مشاہدہ کروائے گا۔ (نوٹ: یہاں خضاب سے مراد مہندی کا خضاب ہے ورنہ سیاہ خضاب حرام ہے: ازمترجم)

۶۷- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابوعبداللہ الحافظ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابواسحاق ابراہیم بن مجیب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن یحییٰ بن حازم سلمٰی نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام مقسابادی نے' انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا ابوابراہیم قاضی نیشاپور سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرے پاس ایک آدمی آیا لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس کے پاس ہمارے لیے ایک عجیب و غریب خبر ہے۔ میں نے اسے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ میں کفن چور تھا۔ ایک عورت فوت ہوگئی تو میں اس کے جنازے کے ساتھ قبرستان گیا تا کہ قبر دیکھ سکوں۔ پھر اس کا جنازہ پڑھا۔ جب رات ہوئی تو میں اس کی قبر کھودنے گیا۔ جب قبر کھود لی اور کفن کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ کفن اتارلوں تو اس عورت نے کہا سبحان اللہ! ایک جنتی آدمی جنتی عورت کا کفن چوری کر رہا ہے پھر کہا تجھے نہیں معلوم کہ تو نے میری نماز جنازہ میں شرکت کی ہے اور جس نے بھی میری نماز جنازہ میں شرکت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے۔

شہید بیٹے کی والدین سے ملاقات

۶۸- محالی نے ''امالی'' میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ملک شام میں ایک آدمی اپنے کھیت میں گیا اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ ان کا ایک بیٹا کافی عرصہ پہلے شہید ہو چکا تھا۔ اچانک اس آدمی نے ایک گھڑ سوار آتا ہوا دیکھا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تو ہمارا بیٹا ہے۔ اس کی بیوی نے کہا' خود سے شیطان کو دور رکھ۔ ہمارا بیٹا تو کافی عرصہ پہلے شہید ہوگیا ہے اور تیرا دماغ چل گیا ہے۔ اپنا کام کر اور استغفار پڑھ۔ اس آدمی نے پھر دیکھا تو گھڑ سوار قریب آ گیا تھا تو اس نے کہا' اے دیکھو! قسم بخدا! یہ تو واقعی ہمارا بیٹا ہے۔ اس کی بیوی نے دیکھا تو کہا ہاں قسم بخدا! یہ تو ہمارا بیٹا ہی ہے۔ وہ گھڑ سوار اس کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اس کے باپ نے اسے کہا بیٹے! تو تو شہید نہیں ہو چکا تھا؟ اس نے کہا ہاں لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصال ہوگیا ہے تو شہداء نے اللہ رب العزت سے ان کے جنازے میں شرکت کی اجازت طلب کی۔ میں بھی ان میں شامل تھا تو میں نے آپ کو سلام کہنے کی اجازت بھی مانگ لی۔ پھر اس

نے ان کیلئے دعا کی اور واپس لوٹ گیا۔ بعدازاں انہیں معلوم ہوا کہ اسی وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصال ہوا تھا۔

ان آثار کو آئمہ حدیث نے اپنی اپنی اسناد کے ساتھ اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور میں (امام سیوطی) نے ان کو علامہ یافعی کی روایت کردہ روایات کی تقویت کیلئے اور ان کی تصدیق کیلئے نقل کیا ہے۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں:

مردوں کو اچھی یا بری حالت میں دیکھنا کشف کی ایک قسم ہے۔ جو اللہ رب العزت کبھی بشارت دینے کیلئے اور کبھی نصیحت کیلئے ظاہر فرماتا ہے۔ یا اس میں میت کا فائدہ ہوتا ہے کہ اسے ایصال ثواب کیا جائے یا اس کا قرض وغیرہ ادا کیا جائے۔ پھر یہ رویت (دکھائی دینا) کبھی خواب میں ہوتا ہے اور یہی غالب ہے اور کبھی بیداری میں ہوتا ہے اور یہ حالت اصحاب اولیاء کی کرامات میں سے ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ بعض اوقات مردوں کی ارواح اللہ تعالیٰ کی ارادہ سے مقام علیین یا مقام سجین سے قبروں میں ان کے اجسام کی طرف لوٹائی جاتی ہیں اور یہ چیز خصوصاً جمعۃ المبارک کی رات کو ہوتی ہے۔ مردے مل کر بیٹھتے ہیں اور آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ اہل نعیم کو نعمتیں عطاء کی جاتی ہیں اور اہل عذاب کو عذاب دیا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مقام علیین یا مقام سجین میں صرف روحوں کو نعمتیں یا عذاب دیا جاتا ہے نا کہ جسم کو اور قبروں میں روح اور جسم مشترکہ طور پر ثواب وعذاب بھگتتے ہیں۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

احادیث وآثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کیلئے جانے والوں کو اہل قبور پہچانتے ہیں۔ ان کا کلام سنتے اور ان سے مانوس ہوتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور یہ شہداء اور غیر شہداء میں عام ہے اس میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے اور یہ آثار حضرت ضحاک کے اس اثر سے زیادہ صحیح ہیں جن میں وقت کی قید ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنے امتیوں سے فرمایا ہے کہ اہل قبور کو سننے اور دیکھنے والوں کا سا سلام کرو۔

۶۹- امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم ﷺ ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور فرمایا: اے قوم مومنین کے گھر

والو! تم پر سلامتی ہو اور بلاشبہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

"السلام علیکم دار قوم مومنین انا ان شاء اللہ بکم لاحقون"

قبرستان جاتے وقت کی دعا

۷۰- امام نسائی و ابن ماجہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قبرستان جاتے تو انہیں یہ دعا سکھاتے۔

"السلام علیکم اھل الدیار من المسلمین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون انتم لنا فرط و نحن لکم تبع أسال اللہ لنا و لکم العافیة"

ترجمہ: "یعنی اے مسلمانوں کے گھروں کے رہنے والو! تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں"۔

۷۱- امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں:

میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! میں مردوں کو کیسے پکاروں؟ ارشاد فرمایا کہ ایسے کہا کرو۔

"السلام علی اھل الدیار من المسلمین و یرحم اللہ المستقدمین منا والمتا خرین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون"

ترجمہ: "یعنی مسلمین کے گھروں کے رہنے والوں پر سلامتی ہو اور ہمارے آگے چلے جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے ضرور ملنے والے ہیں"۔

۷۲- امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی قبروں کے پاس سے گزرے اور ان کی طرف چہرہ کر کے فرمایا:

"السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لکم انتم لنا سلف و نحن بالأثر"

ترجمہ: یعنی اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

۷۳- طبرانی نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا'

آپ رضی اللہ عنہ قبروں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

"السلام علیکم یا اھل الدیار من المومنین و المسلمین انتم لنا سلف فارط و نحن لکم تبع عما قلیل لاحق' اللھم اغفرلنا ولھم و تجاوز بعفوك عنا وعنھم"

ترجمہ: یعنی اے مومنین اور مسلمین کے گھر کے رہنے والو! تم پر سلامتی ہو تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم بھی تھوڑے عرصے میں ہی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ رب العزت ہمیں اور انہیں بخش دے اور ہم سے اور ان سے درگزر فرما۔

۷۴- ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے کھیتوں سے واپس لوٹتے تو شہداء کی قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے: "**السلام علیکم وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون**" یعنی تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔ پھر اپنے ساتھیوں سے فرماتے' سنو! تم شہداء کو سلام کہتے ہو تو یہ اس کا جواب دیتے ہیں۔

۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ جب بھی دن یا رات کو کسی قبر کے پاس گزرتے تو قبر والے کو سلام کہتے۔

۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

جب تم کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرو جس میں دفن کیے گئے آدمی کو تم جانتے ہو تو اسے اس طرح سلام کہو۔ اے صاحب قبر! تم پر سلامتی ہو' اور جب کسی ایسے آدمی کی قبر کے پاس سے گزرو تو اسے اس طرح سلام کہو' مسلمان پر سلامتی ہو۔

مردوں کی دعائے مغفرت

۷۷- حضرت حسن بصری سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

جو آدمی قبرستان سے گزرے اور یہ کہے۔ اے اللہ رب العزت! اے سڑے ہوئے جسموں اور بوسیدہ ہڈیوں کے رب تعالیٰ! یہ دنیا میں اس حال سے نکلے کہ تجھ پر ایمان رکھتے تھے تو اپنی جناب سے ان کی طرف رحمت نازل فرما اور میرا سلام انہیں پہنچا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر اب تک جتنے مومن مسلمان فوت ہوئے ہوں گے وہ اس آدمی کیلئے دعائے مغفرت کریں گے۔

ابن ابی الدنیا نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک

جتنے بھی آدمی فوت ہوں گے ان کی تعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ اسے نیکیوں سے نوازے گا۔

۷۸- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جو آدمی قبرستان میں داخل ہو اور اہل قبور کیلئے دعائے مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان پر رحم کی التجا کرے تو ایسا ہی ہے گویا اس نے ان کے جنازے میں شرکت کی اور نماز جنازہ ادا کی۔

۷۹- ازہر بن مروان سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

بشر بن منصور کا ایک مکان تھا جب وہ نماز عصر ادا کرتے تو اس میں داخل ہو کر اس کا دروازہ قبروں کی جانب کھول دیتے اور قبروں کو دیکھتے رہتے تھے۔

۸۰- ابن ابی الدنیا اور علامہ بیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ جب کسی جنازے میں شرکت کرتے تو قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے اہل قبور کیلئے دعا فرماتے اور ان کیلئے مغفرت طلب کرتے۔

جمعۃ المبارک کی تخصیص

۸۱- آل عاصم جحدری کے ایک آدمی سے مروی ہے' کہتے ہیں:

میں نے عاصم جحدری کو ان کی موت کے کافی سال بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ تو مر چکے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں! مر چکا تھا۔ تو میں نے پوچھا کہ آپ کا کیا مقام ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا قسم بخدا! جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں۔ میں اور میرے ساتھی ہر جمعۃ المبارک کی رات اکٹھے ہوتے ہیں اور صبح کو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں اور تمہاری خبریں معلوم کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کی روحیں اکٹھی ہوتی ہیں یا جسم؟ تو انہوں نے کہا کہ جسم تو گل سڑ چکے ہیں صرف ارواح ملاقات کرتی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ جب ہم تمہاری قبروں کی زیارت کیلئے جاتے ہیں تو کیا آپ ہمیں پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ جمعۃ المبارک کی رات اور دن کو اور ہفتہ کو طلوع آفتاب تک ہم جان لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ جمعۃ المبارک کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایسا فقط جمعۃ المبارک کی فضیلت اور عظمت کے باعث ہے۔

مردوں کے لئے تحفہ

۸۲- بشر بن منصور سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

ایک آدمی قبرستان میں بیٹھا رہتا تھا اور جب کوئی جنازہ آتا تو وہ نماز جنازہ ادا کرتا۔ جب

شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت کے وقت مونس ہو اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے۔ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے۔ ان کلمات سے زیادہ نہیں کہتا تھا۔ وہی آدمی کہتا ہے کہ ایک رات میں قبرستان نہ گیا اور گھر لوٹ آیا۔ جب میں سویا ہوا تھا تو بہت سی مخلوق میرے پاس آئی۔ میں نے کہا کہ تم کون ہو اور تمہیں کیا حاجت ہے؟ تو انہوں نے کہا ہم قبرستان والے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس لیے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب آپ گھر لوٹتے تھے تو ہمارے لیے تحفے بھیجا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کون سے تحفے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو دعائیں آپ ہمارے لیے مانگا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ اب مانگا کروں گا اس کے بعد میں نے اپنا یہ معمول کبھی ترک نہ کیا۔

۸۳۔ ابو تیاح سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

حضرت مطرف بادیہ نشین رہتے تھے۔ جمعۃ المبارک کی رات کو رات کے وقت سفر فرماتے تو ان کا کوڑا روشن ہو جاتا تھا۔ ایک رات آپ سفر پر تھے کہ ایک قبرستان کے قریب پہنچے تو آپ پر اونگھ طاری ہو گئی درآنحالیکہ آپ گھوڑے پر سوار تھے تو انہوں نے دیکھا کہ اہل قبور اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ یہ مطرف ہے جو جمعۃ المبارک کے دن آیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن جمعۃ المبارک کا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جو پرندہ اس میں کہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا' کیا کہتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کہتا ہے سلامتی ہو سلامتی ہو اچھا دن ہے۔

بیٹے کی ملاقات سے مردہ باپ کو خوشی ہوتی ہے

۸۴۔ فضل بن موقف ابن خالد نے حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب میرے والد صاحب وفات پا گئے تو میں سخت رنجیدہ اور غمگین ہوا۔ میں ہر دن ان کی قبر پر جایا کرتا تھا۔ پھر میں نے اس میں کمی کر دی۔ تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ بیٹا! اب دیر سے کیوں آتے ہو؟ میں نے کہا کہ آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جو میرے پاس ایک مرتبہ بھی آیا ہے میں اسے جانتا ہوں اور تو آیا کرتا تھا تو مجھے تیرے آنے سے خوشی ہوتی تھی اور تیری دعا سے ارد گرد والے خوش ہوتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں بعد ازاں اکثر جایا کرتا تھا۔

مٹی کی زیارت!

۸۵- علامہ بیہقی نے ابوالدرداء ہاشم بن محمد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے ایک عالم سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میں اپنے باپ کی قبر کی زیارت کیلئے جایا کرتا تھا پھر کافی مدت گزر گئی تو میں نے کہا کہ مٹی کی زیارت کیلئے جاتا ہوں تو میرے والد مجھے خواب میں ملے اور کہا بیٹے! کیا ہوا؟ جیسے پہلے آتے تھے اب نہیں آتے ہو؟ میں نے کہا کہ مٹی کی زیارت کے لئے آؤں۔ تو انہوں نے کہا بیٹا! ایسے مت کہہ قسم بخدا! جب تو میرے پاس آتا تھا تو میرے ہمسائے مجھے تیرے آنے کی خوشخبری دیتے تھے اور جب تو واپس لوٹتا تھا تو میں تجھے کوفہ میں داخل ہونے تک دیکھتا رہتا تھا۔

مردے مجھے خوشخبری دیتے ہیں

۸۶- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عثمان بن سورۃ سے روایت کیا۔

آپ کی والدہ ایک عبادت گزار خاتون تھیں اور انہیں راہبہ کہا جاتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں' جب میری والدہ وفات پا گئیں تو میں ان کی قبر پر ہر جمعۃ المبارک کی رات کو جایا کرتا تھا اور ان کیلئے اور اہل قبور کیلئے دعا کرتا اور مغفرت طلب کرتا تھا۔ ایک دن انہیں خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا۔ امی جان! کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا بیٹے! موت کا کرب بہت شدید ہے اور میں الحمدللہ بہترین برزخ میں ہوں۔ اس میں پھولوں کا بستر بچھا ہوا ہے اور سندس واستبرق کے تکیے سے ٹیک لگاتی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی حاجت ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! میں نے پوچھا کہ کیا حاجت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہماری قبروں کی زیارت کیلئے آنا مت چھوڑنا اور ہمارے لیے دعا کرتے رہنا کیونکہ جمعۃ المبارک کے دن تیرے آنے سے مانوس ہوتی ہوں جب تو اپنے گھر والوں سے ہماری طرف آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اے راہبہ! تیرے گھر والوں سے تیرا ملاقاتی آیا ہے تو میں خوش ہوتی ہوں اور میرے اردگرد والے مردے بھی اس سے خوش ہوتے ہیں۔

دعائے رحمت حجاب بن جاتی ہے

۸۷- سلفی کہتے ہیں' میں نے ابوالبرکات عبدالواحد بن عبدالرحمٰن بن غلاب سوسی سے اسکندریہ میں سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا کہ وہ کہہ رہی تھیں۔

میں نے اپنی والدہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو وہ کہہ رہی تھیں کہ اے بیٹی! جب میری قبر کی زیارت کیلئے آئے تو کچھ دیر میری قبر کے پاس بیٹھا کروتا کہ میں تمہیں نظر بھر کر

دیکھ لوں پھر میرے لیے دعائے رحمت کیا کرو کیونکہ دعائے رحمت میرے اور تیرے درمیان حجاب کی طرح چھا جاتی ہے پھر میں آسانی سے تجھے بھول جاتی ہوں۔

دوست کا شکوہ

۸۸- حافظ ابن رجب کہتے ہیں مجھے علی بن عبدالصمد نے خبر دی۔ انہوں نے احمد بغدادی سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا' فرماتے ہیں مجھے قسطنطین بن عبداللہ رومی نے خبر دی کہ میں نے اسد بن موسیٰ کو یہ کہتے سنا کہ

میرا ایک دوست تھا اس کا وصال ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا کہ سبحان اللہ! تو اپنے فلاں دوست کی قبر پر آیا اور اس کے پاس تلاوت کر کے اس کیلئے دعائے رحمت کی۔ لیکن میری قبر کے قریب بھی نہ آیا میں نے اسے کہا کہ تو کیسے جانتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب تو اپنے دوست کی قبر پر آیا تھا تو میں نے تجھے دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ تو نے کیسے مجھے دیکھ لیا حالانکہ تم پر مٹی تھی؟ تو اس نے جواب دیا کہ کیا تو نے پانی کو شیشے میں نہیں دیکھا کہ کیسے دکھائی دیتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! دیکھا ہے تو اس نے کہا ایسے ہی ہم اسے دیکھ لیتے ہیں جو ہماری قبروں کی زیارت کیلئے آتا ہے۔

تنبیہہ:

۸۹- امام ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے ابو جری ہجمی کی حدیث سے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو کہا۔ علیک السلام یا رسول اللہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیک السلام مت کہو کیونکہ علیک السلام تو مردوں کا سلام ہے۔

اس حدیث مبارک سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ مردوں کو سلام کہنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ انہیں تقدیم صلہ کے ساتھ علیکم السلام کہا جائے حالانکہ پیچھے حضور سرور کائنات ﷺ کی صحیح حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے مردوں کو سلام کہا تو اس طرح کہا "**السلام علیکم دار قوم مومنین**"۔ تو ان دونوں احادیث میں تطبیق کی ضرورت ہے۔ تو بعض نے یہ کہا کہ یہ حدیث اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے جس میں اس طرح کی نہی آئی ہے کہ علیک السلام مت کہو۔

جبکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ سنت طریقہ وہی ہے جس پر حدیث نہی دلالت کر رہی ہے۔

علامہ ابن قیم نے "بدائع" میں اس کا جواب یہ دیا ہے کہ دونوں گروہ حدیث کے مقصود کو نہیں

سمجھ سکے کیونکہ حضور کائنات ﷺ کا فرمان عالیشان "علیك السلام تحیة الموتی" یہ مشروع امر یا یا امر شرعی کے بارے میں خبر دینا نہیں بلکہ یہ تو اس عادت کے بارے میں خبر دینا ہے جو کہ دور جاہلیت میں لوگوں کی زبانوں پر جاری تھی کیونکہ وہ میت سے خطاب دعا سے پہلے کرتے تھے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے

علیك سلام الله قیس بن عاصم

یعنی تم پر اے قیس بن عاصم اللہ کی سلامتی ہو۔

اور شاعر کا وہ قول جس میں اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے۔

علیك سلام من امیر و بارکت   ید الله فی ذاك الادیم الممزق

یعنی تم پر سلامتی ہو امیر کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ پھٹی ہوئی کھال پر برکتیں نازل فرمائے۔

اور یہ چیز عربوں کے اشعار میں کثرت سے ہے اور کسی امر واقع کی خبر دینا اس کے جواز کو بھی ثابت نہیں کرتا تو استحباب کیسے ثابت ہونے لگا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مردوں کو سلام کہتے وقت بھی لفظ سلام مقدم رکھنا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ زندہ انسانوں کو سلام کہتے وقت لفظ سلام اس لیے مقدم رکھتے ہیں کہ ان سے جواب کی توقع ہوتی ہے بخلاف مردوں کے کہ ان سے جواب کی توقع نہیں ہوتی اس لیے مدعولہ کو دعا پر مقدم رکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ مردوں سے بھی جواب کی توقع ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ ایک نکتہ عجیبہ یہ ہے کہ خیر کی دعا کرتے وقت دعا کو مدعولہ پر مقدم رکھا جائے جیسا کہ "سلام علی ابراہیم' سلام علی نوح' سلام علیکم بما صبرتم' جبکہ بددعا کرتے وقت مدعولہ کو مقدم رکھا جائے جیسا کہ "وان علیکم لعنتی" "وعلیهم دائرة السوء" اور "وعلیهم غضب" وغیرہ ہیں۔

انتالیسواں باب:

ارواح کا ٹھکانہ

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

"وھو الذی انشاکم من نفس واحدۃ فمستقر ومستودع"

ترجمہ: اور وہی اللہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا پس کچھ ٹھہرے ہوتے ہیں اور کچھ بطور امانت رکھے ہوئے ہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

"ویعلم مستقرھا و مستودعھا"

ترجمہ: "اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے ٹھہرنے کی جگہ اور ان کے امانت کی جگہ جانتا ہے"۔

یعنی ٹھہرنے کی جگہ ان کے باپ کی پیٹھ ہے اور امانت کی جگہ سے مراد یہ ہے کہ جب وہ موت کے بعد امانت ہو جاتے ہیں۔

شہداء کی ارواح کا ٹھکانہ

۱- امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"شہداء کی ارواح اللہ رب العزت کے ہاں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں جنت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہیں پھرتی رہتی ہیں پھر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے لٹک رہی ہیں"۔

شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی پوٹوں میں

۲- امام احمد ابوداؤد حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میدان اُحد میں تمہارے ساتھی شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیا۔ ان کی روحیں جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنتی پھل کھاتی ہیں اور پھر ان

سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش الٰہی کے سایہ میں لٹک رہی ہیں۔

۳- سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں گھومتی ہیں اور جنتی پھل کھاتی ہیں۔

پھر جہاد پھر شہادت

۴- بقی بن مخلد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ارواح شہداء صبح وشام سیر کرتی ہیں پھر عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں تو اللہ رب العزت انہیں فرماتا ہے کہ جو انعام واکرام میں نے تمہیں عطاء کیا ہے کیا اس سے افضل انعام واکرام کوئی ہے؟ تو وہ عرض کرتی ہیں نہیں مگر ہم چاہتی ہیں کہ ہمیں ہمارے جسموں میں لوٹایا جائے تا کہ ہم پھر جہاد کریں اور تیری راہ میں شہید کر دیئے جائیں۔

جنتی باغوں کی سیر

۵- ہناد بن سری نے ''کتاب الزہد'' میں اور ابن مندہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں اور جنت کے باغوں کی سیر کرتی ہیں پھر عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

اس کے بعد مذکورہ بالا حدیث مبارکہ نقل کی۔

شہداء کی ارواح سفید پرندوں کے پوٹوں میں

۶- ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ شہداء کی ارواح کو سفید پرندوں کے پوٹوں میں رکھے گا اور وہ عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کریں گی۔

ارواح شہداء ربّ کی بارگاہ میں

۷- ابن مندہ نے حضرت سعید بن سوید سے روایت کیا۔

آپ نے حضرت ابن شہاب سے مومنین کی ارواح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی مانند عرش الٰہی کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں۔ صبح و شام جنتی باغوں میں سیر کرتی ہیں اور اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام کہتی ہیں۔

۸- ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

شہداء کی ارواح عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں پھر ان قندیلوں میں واپس لوٹ آتی ہیں اور مومنین کے بچوں کی ارواح چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔

۹- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

آپ سے شہداء کی ارواح کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: شہداء کی ارواح سبز پرندے ہیں جو کہ عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں ہیں اور جنتی باغوں میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔

شہداء جنت کے دروازے پر

۱۰- امام احمد' عبد ابن ابی شیبہ' طبرانی اور بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شہداء جنت کے دروازے پر موجود نہر کے سبز قبہ میں ہیں اور انہیں صبح و شام جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔

مچھلی اور بیل

۱۱- ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

شہداء جنتی باغوں کے قبوں میں ہیں ان کے پاس ایک مچھلی اور بیل بھیجا جاتا ہے۔ مچھلی اور بیل آپس میں لڑتے ہیں تو شہداء ان کی لڑائی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جب شہداء کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو مار ڈالتا ہے۔ تو شہداء اسے کھاتے ہیں اور اس میں جنت کی ہر چیز کا ذائقہ محسوس کرتے ہیں۔

حارثہ رضی اللہ عنہ جنت الفردوس میں

۱۲- امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ان کی والدہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں حارثہ سے کتنی محبت کرتی تھی اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرلوں گی اور اگر معاملہ اس کے علاوہ ہے تو میں کیا کروں؟ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتیں بہت سی ہیں اور حارثہ سب سے اعلیٰ مقام جنت الفردوس میں ہے۔

مومن کی روح پرندے کی شکل میں

۱۳- امام مالک نے ''مؤطا'' میں اور امام احمد و نسائی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بندۂ مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنتی درختوں میں سے کھاتی پیتی پھر رہی ہوتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم کی طرف لوٹا دے گا۔

۱۴- امام ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ یہی روایت نقل کی ہے کہ

شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور جنتی پھولوں یا جنتی درختوں میں سے کھاتی پھرتی ہیں۔

۱۵- امام احمد اور طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ جب ہم مر جائیں گے تو کیا ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روح ایک پرندے کی شکل میں جنتی درخت کے ساتھ لٹکی ہوگی حتیٰ کہ قیامت کے دن ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔

۱۶- ابن سعد نے محمود بن لبید کے طریق سے حضرت ام بشر بنت براء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مردے باہم متعارف ہوں گے یعنی ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نفس مطمئنہ جنت میں سبز پرندے کی شکل میں ہوگا اور اگر پرندے درختوں کی چوٹیوں پر ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو مردے بھی پہچانتے ہیں۔

۱۷- ابن عساکر نے ابن لھیعہ کے طریق سے ابو اسود سے انہوں نے ام فروہ بنت معاذ سلمیہ سے اور انہوں نے ام بشر زوجہ ابو معروف رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

میں نے رسول نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! جب ہم مر جائیں گے تو جیسے آج ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تب بھی ملاقات کریں گے؟ تو ارشاد فرمایا! روح ایک پرندے کی طرح جنتی درخت سے لٹکی ہوتی ہے اور قیامت کے دن اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔

کافر کی روح سجین میں

۱۸- ابن ماجہ، بیہقی نے ''البعث'' میں اور طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے پاس ام بشر بنت براء رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن! اگر آپ فلاں آدمی سے ملیں تو انہیں میرا اسلام کہہ دیجئے گا۔ تو انہوں نے اسے کہا، اے ام بشر! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے ہمیں اس کام کی فرصت نہیں ہوگی۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے رسول نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ بندۂ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے گی سیر کرے گی اور کافر کی روح سجین میں ہوگی؟ تو آپ نے کہا ہاں! ہاں! یاد آیا سنا تھا۔

۱۹- ابن مندہ، طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ سے مومنین کی ارواح کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ سبز پرندوں میں ہوں گی اور جنت میں جہاں چاہیں گی سیر کریں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اور کفار کی ارواح کہاں ہوگی؟ تو ارشاد فرمایا: کہ مقام سجین میں قید ہوں گی۔

مذاکرۂ حضرت سلمان فارسی وعبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما

۲۰- بیہقی نے ''الشعب'' میں اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المنامات'' میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی آپس میں ملاقات ہوئی تو ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ اگر آپ مجھ سے پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو مجھے بتایئے گا کہ آپ کو کیا کچھ ملا۔ تو دوسرے ساتھی نے کہا کہ کیا زندہ لوگ مردوں سے ملاقات کر سکتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں؟ مومنین کی ارواح جنت میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں۔

جنت سورج کی کرنوں میں

۲۱- طبرانی نے اور بیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جنت سورج کی کرنوں میں لپیٹ کر رکھی گئی ہے اور سال میں دو مرتبہ اسے کھولا جاتا ہے اور مومنین کی ارواح زرزار پرندے کی مانند ایک خاص قسم کے پرندوں میں ہیں اور جنتی پھل کھاتی ہیں۔

مومن کی روح زرزار پرندے میں

۲۲- خلال نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

مومنین کی ارواح زرزار پرندوں کی مانند ایک خاص قسم کے سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور انہیں رزق عطا کیا جاتا ہے۔

مومن بچوں کی ارواح

۲۳- امام احمد' حاکم نے صحیح قرار دیتے ہوئے' بیہقی' ابوداؤد نے ''البعث'' میں اور ابن ابی الدنیا نے ''العزاء'' میں مختلف طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومنین کے بچوں کی ارواح جنت میں ایک پہاڑ میں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہ السلام ان کی پرورش کرتے ہیں اور قیامت کے دن انہیں ان کے والدین کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

مومن بچہ جنت میں شکم سیر

۲۴- ابن ابی الدنیا نے ''کتاب العزاء'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بچہ دین اسلام میں یعنی کسی مسلمان کے گھر پیدا ہوتا ہے وہ فوت ہو جائے تو وہ جنت میں شکم سیر اور سیراب رہتا ہے اور کہتا ہے کہ یا الٰہی! میرے والدین کو میرے پاس بھیج دے۔

طوبیٰ درخت

۲۵- حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

جنت میں طوبیٰ نام کا ایک درخت ہے جس کے تھن ہیں اور جب کوئی شیر خوار بچہ فوت ہو جاتا

ہے تو اسے اس درخت سے دودھ پلایا جاتا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس کی پرورش کرتے ہیں۔

جنتی درخت کے تھن

۲۶- حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

جنت میں ایک درخت ہے جس کے گائے کی طرح تھن ہیں اور اہل جنت کے بچوں کو اس سے دودھ پلایا جاتا ہے۔

۲۷- حضرت سعید بن منصور نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کے بچوں کی ارواح جنت کے درختوں میں سبز رنگ کی چڑیوں میں ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی پرورش کرتے ہیں۔

۲۸- ابن ابی حاتم نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جنت میں طوبیٰ نام کا ایک درخت ہے جس کے تھن ہیں۔ اہل جنت کے بچوں کو ان سے دودھ پلایا جاتا ہے اور اگر کوئی بچہ ساقط ہو جائے تو وہ جنت کی ایک نہر میں تیرتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ کر آئے گا۔

آل فرعون کی ارواح

۲۹- ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جنت الماویٰ میں سبز رنگ کے پرندے ہیں شہداء کی ارواح ان میں رہتی ہیں اور جنت میں سیر کرتی ہیں جبکہ آل فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں میں صبح و شام آگ پر آتی ہیں اور مسلمانوں کے بچوں کی ارواح جنت میں چڑیوں میں رہتی ہیں۔

۳۰- ہناد بن سری نے ''زہد'' میں حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

آل فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور صبح و شام آگ پر آتی ہیں اور صبح و شام انہیں جہنم پر پیش کیے جانے سے یہی مراد ہے جبکہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور مسلمانوں کے بچوں میں سے جو بالغ نہ ہوئے ہوں ان کی ارواح جنتی چڑیوں میں رہتی ہیں اور کھاتی پیتی سیر کرتی رہتی ہیں۔

جنتی سفید چمکدار پرندوں کی شکل میں شہداء کی ارواح

۳۱- ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات"

ترجمہ: اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو۔

کے بارے میں روایت کیا' فرماتے ہیں:

شہداء کی ارواح جنت میں سفید چمکدار پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں۔

۳۲- عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ شہداء کی ارواح سفید پرندوں کی شکل میں عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

مومن روح عرش الٰہی کے نیچے

۳۳- ابن مبارک نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مسلمانوں کی ارواح سفید پرندوں کی شکل میں عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے رہتی ہیں کفار کی ارواح ساتویں زمین میں رہتی ہیں۔

۳۴- ابن مندہ نے حضرت ام کبشہ بنت معرور رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحوں کے متعلق سوال کیا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بیان فرمایا کہ گھر والے رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومنین کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی سیر کرتی ہیں' جنتی پھل کھاتی اور جنتی نہروں سے پانی پیتی ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے بھائیوں سے ملا اور جو وعدہ ہم سے کیا ہے عطاء فرما' جبکہ کفار کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ آگ کھاتی اور آگ ہی پیتی ہیں اور آگ کے سوراخ میں بسیرا کرتی ہیں اور کہتی ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے بھائیوں سے نہ ملا اور جس چیز کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں نہ عطاء فرمانا۔

روح کی سیڑھی

۳۵- بیہقی نے "الدلائل" میں' ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا'

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
میرے پاس وہ سیڑھی لائی گئی جس پر بنی آدم کی ارواح آسمان کی طرف چڑھتی ہیں۔اس سیڑھی سے خوبصورت مخلوق نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اور وہ وہی سیڑھی ہے جسے دیکھ کر میت کی آنکھیں پھٹ جاتی ہیں اور ایسا اس کے خوبصورت ہونے کی بناء پر ہوتا ہے۔میں اور جرائیل علیہ السلام اس سیڑھی پر چڑھے اور آسمان کا دروازہ کھلوایا۔تو میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے سامنے مومنین کی روحیں پیش کی جارہی ہیں اور وہ انہیں دیکھ کر فرماتے۔ پاکیزہ روح اور پاکیزہ نفس ہے اسے مقام علیین میں رکھو۔پھر ان کے سامنے ان کی کافر و فاجر اولاد کی ارواح پیش کی گئیں تو آپ نے فرمایا خبیث روح اور خبیث نفس ہے اس کو سجین میں ڈال دو۔

۳۶- ابونعیم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت' فرماتے ہیں:
رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مومنین کی ارواح ساتویں آسمان پر رہتی ہیں اور جنت میں اپنے ٹھکانے دیکھتی ہیں۔

بیضاء نام کے گھر

۳۷- ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر کچھ گھر تخلیق فرمائے ہیں جنہیں ''بیضاء'' کہا جاتا ہے۔ان گھروں میں مومنین کی ارواح جمع ہوتی ہیں جب دنیا والوں میں سے کوئی آدمی مرتا ہے تو ارواح اس سے ملاقات کرتی ہیں اور اس سے دنیا کی خبریں اس طرح پوچھتی ہیں جیسے کسی گمشدہ شخص کے لوٹ آنے پر اس سے سوال کیے جاتے ہیں۔

۳۸- سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پھانسی دیئے جانے پر ان سے تعزیت کی اور فرمایا کہ غمگین مت ہوں کیونکہ ارواح تو آسمان پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہیں اور یہ تو فقط جسم ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام مومن ارواح کے سرپرست

۳۹- مروزی نے ''جنائز'' میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
مومنین کی ارواح حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حوالے کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ آپ قیامت کے دن تک ان ارواح کے والی (سرپرست یا مددگار) ہیں۔

۴۰- سعید بن منصور نے ''سنن'' میں اور ابن جریر طبری نے ''کتاب الادب'' میں حضرت مغیرہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے کہا کہ اگر آپ مجھ سے پہلے وفات پا جائیں تو مجھے بتایئے گا کہ آپ کو کیا کچھ ملا اور اگر میں پہلے مر گیا تو میں آپ کو بتاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ میں مردہ ہوں گا؟ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب روح جسم سے نکلتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیان قیام کرتی ہے حتیٰ کہ اپنے جسم کی طرف لوٹ آتی ہے۔ تو اتفاقاً ایسا ہوا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پہلے وفات پا گئے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے انہیں خواب میں دیکھا تو کہا کہ مجھے بتائیں کہ آپ نے کون سی چیز افضل پائی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے توکل علی اللہ کو بہت عجیب و غریب شے پایا ہے۔

۴۱- ابن مبارک نے ''زہد'' میں، حکیم ترمذی نے ''نوادرالاصول'' میں، ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: فرماتے ہیں۔

مومنین کی ارواح زمین کے برزخ میں ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ برزخ سے مراد دنیا و آخرت کے درمیان حجاب ہے۔

۴۲- حکیم ترمذی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

مومنین کی ارواح زمینی برزخ میں رہتی ہیں اور زمین و آسمان کے درمیان جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے جسموں کی طرف لوٹا دے گا۔

۴۳- ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مومنین کی ارواح آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

۴۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ سے ارواح کے متعلق پوچھا گیا کہ جب بندہ مر جاتا ہے تو روحیں کہاں جاتی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: سفید پرندوں کی شکل میں عرش الٰہی کے سائے میں رہتی ہیں اور کفار کی ارواح کے پاس سے گزارا جاتا ہے تو وہ اسے آوازیں دینے لگتی ہیں اور اپنے کسی ساتھی کے متعلق پوچھتی ہیں اگر وہ کہے کہ وہ تو مر گیا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اسے نیچے بھیج دیا گیا۔ اور اگر وہ کافر ہو تو اسے زمین

کے سب سے نچلے درجے میں لے جایا جاتا ہے اور وہاں رہنے والی روحیں اس سے کسی آدمی کے متعلق پوچھتی ہیں۔ اگر وہ کہے کہ وہ تو مر گیا ہے تو وہ کہتی ہیں کے اسے اوپر لے جایا گیا ہے۔

کفار کی ارواح برہوت سنجہ میں اور مومنین کی جابیہ میں

۴۵- مروزی، ابن مندہ نے ''جنائز'' میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

کفار کی ارواح برہوت سنجہ میں حضر موت کے قریب اکٹھی ہوتی ہیں اور مومنین کی ارواح جابیہ میں۔

برہوت یمن میں اور جابیہ شام میں علاقوں کے نام ہیں۔

۴۶- ابن عساکر نے حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہر پاکیزہ روح کو جابیہ میں لایا جاتا ہے۔

سب سے بری وادی

۴۷- ابوبکر نجار نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

لوگوں کیلئے سب سے بہترین وادی وادیِ مکہ اور سب سے بری وادی وادی احقاف ہے جو کہ حضر موت کے علاقہ میں ہے اور اسے برہوت کہا جاتا ہے اس میں کفار کی روحیں رہتی ہیں۔

مومن روح بئر زم زم میں

۴۸- ابن ابی الدنیا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

مومنین کی ارواح بئر زم زم (زم زم کے کنویں) میں ہیں۔

مسلم ارواح اریحا کے مقام پر اور مشرک ارواح صنعاء کے مقام پر

۴۹- حاکم نے ''مستدرک'' میں اور ابن مندہ نے حضرت اخنس بن خلیفہ ضبی سے روایت کیا کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک قاصد یہ پوچھنے کیلئے بھیجا کہ مسلمانوں کی روحیں اکٹھی ہوتی ہیں اور مشرکین کی ارواح کہاں اکٹھی ہوتی ہیں؟ تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ارواح ''اریحا'' کے مقام پر اور مشرکین کی ارواح ''صنعاء'' کے مقام پر اکٹھی ہوتی ہیں۔ قاصد نے واپس آ کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے سچ کہا۔

۵۰- ابن جریر کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عوف طائی نے ان سے ابو مغیرہ نے اور ان سے حضرت

صفوان نے بیان کیا' فرماتے ہیں:

میں نے یمن میں حضرت عامر بن عبداللہ سے پوچھا کہ کیا مومنین کی ارواح کہیں اکٹھی ہوتی ہیں؟ توانہوں نے کہا کہ ہاں! زمین پر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"ولقد کتبنا فی الزبور من بعدالذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون"

ترجمہ: "تحقیق ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے"۔

پھر فرمایا: اسی زمین پر مومنین کی روحیں قیامت تک اکٹھی رہیں گی۔

مومن ارواح رمیائیل کے قبضے میں

۵۱- ابن ابی الدنیا نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب مومنین کی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں توانہیں رمیائیل نام کے ایک فرشتے کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور یہ فرشتہ مومنین کی ارواح کا خازن ہے۔

کفار کی ارواح پر مقرر فرشتہ

۵۲- حضرت ابان بن ثعلب نے ایک اہل کتاب آدمی سے روایت کیا' وہ کہتا ہے

کفار کی ارواح پر جو فرشتہ مقرر ہے اسے دومہ کہا جاتا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام

۵۳- عقیلی نے خالد بن معدان کے طریق سے ضعیف سند کے ساتھ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت خضر علیہ السلام بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان نور کے منبر پر تشریف فرما ہیں اور سمندر کے جانوروں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان کی بات غور سے سنیں اور اطاعت کریں اور صبح و شام ان کے سامنے روحیں پیش کی جاتی ہیں۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

موت کے بعد ارواح کے ٹھکانے کا مسئلہ بہت عظیم مسئلہ ہے اور اس کا علم فقط شرعی نصوص سے ہی ہو سکتا ہے۔

تو اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ تمام مومنین کی ارواح چاہے وہ شہید ہیں یا غیر شہید سب

کی ارواح جنت میں ہیں جبکہ انہیں کوئی گناہ کبیرہ اس نعمت سے محروم نہ کردے جیسا کہ حضرت کعب، ام ہانی، ام بشر، ابوسعید اور ضمرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

"فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان و جنت نعیم"

ترجمہ: اگر مرنے والا مقربین میں سے ہے تو رحمت الٰہی پھول اور نعمتوں والی جنت ہے۔

اللہ رب العزت نے ارواح کو ان کے بدنوں سے نکلنے کے بعد تین اقسام میں تقسیم فرمایا ہے۔ پہلی قسم مقربین ہے اور یہ نعمتوں والی جنت میں ہوں گی۔ دوسری قسم اصحاب یمین کی ہے ان کیلئے سلامتی کا فیصلہ کیا گیا ہے اور یہ سلامتی عذاب سے سلامتی کو بھی اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے اور تیسری قسم جھٹلانے والی اور گمراہ کرنے والوں کی ارواح ہیں اور ان کیلئے کھولتا ہوا پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ الخ"

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ آ راضی خوشی، اور میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ روح کے دنیا سے پرواز کرتے وقت فرشتے کی زبانی ان الفاظ میں اسے بشارت دی جاتی ہے اور سورۃ یٰسین میں آل فرعون کے مومن بندے کے بارے میں کہا گیا فرمان عالیشان اس کی تائید کرتا ہے۔

"قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون"

ترجمہ: اسے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا۔ اے کاش میری قوم یہ انعام و اکرام جان لیتی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ مذکورہ احادیث شہداء کے ساتھ خاص ہیں جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے غیر شہداء کے بارے میں اس فرمان عالیشان کی بناء پر کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو کہ گزر چکی ہے کہ مومنین کی ارواح ساتویں آسمان پر اپنے جنتی

ٹھکانے دیکھتی ہیں اور اسی کی مثل حضرت وہب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ

روحیں اسی جگہ واپس چلی جائیں گی جہاں اپنے اجسام کی تخلیق سے پہلے تھیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں یا بائیں طرف اور اس پر کتاب وسنت دلالت کرتی ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریاتهم"

ترجمہ: اور یاد کرو کہ جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو نکالا تھا۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"ولقد خلقنا کم ثم صور نا کم"

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے تمہیں تخلیق کیا پھر تمہیں صورت عطا کی۔

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو یکبارگی پیدا کیا تھا۔ اسی لیے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"ارواح ایک لشکر کی صورت میں ہیں جن کی جان پہچان ہے وہ مل جاتی ہیں اور جن کی جان پہچان نہیں وہ جدا ہو جاتی ہیں"۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور ربوبیت کی گواہی لی اور اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا یہ ایک ایسی مخلوق تھیں جن کی صورت بھی تھی اور عقل بھی تھی اور ایسا اجسام میں انہیں داخل کرنے سے پہلے ہوا تھا کیونکہ اس وقت اجسام پانی اور مٹی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو جہاں چاہا رکھا اور وہ جگہ برزخ ہے جہاں یہ موت کے بعد لوٹیں گی۔ پھر مقام برزخ سے یہ ارواح آہستہ آہستہ ان اجسام کی طرف آجاتی ہیں جو مادۂ تولید سے پیدا ہوتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ ارواح ایسے اجسام (یعنی مخلوق) ہیں جو جان پہچان اور ناواقفیت کا علم رکھتے ہیں اور عقل رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں جیسے چاہے گا آزمائے گا پھر انہیں موت دے گا اور یہ اسی برزخ کی طرف لوٹ جائیں گی جس میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو انہیں آسمان دنیا پر دیکھا تھا۔ نیک لوگوں کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں اور برے

لوگوں کی روحیں بائیں طرف ہوں گی اور یہ مقام عالم عناصر سے ماورا ہے۔اور یہ چیز ان کی برابری پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ مومنین کی ارواح حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب بلند مرتبہ و مقام کی حامل ہوں گی اور کفار کی ارواح بائیں جانب پستی اور قید کا شکار ہوں گی جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کی ارواح جنت میں رکھی جائیں گی۔

علاوہ ازیں محمد بن نصر مروزی نے اسحاق بن راہویہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وہی کچھ ذکر کیا ہے جو کہ ہم نے بیان کیا ہے اور پھر یہ کہا ہے کہ اہل علم حضرات کا اس پر اتفاق ہے۔ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ تمام آئمہ اسلام کا قول ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان کے عین مطابق ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"فاصحاب المیمنة ما أصحاب المیمنة و اصحاب المشئمة ما أصحاب المشئمة والسابقون السابقون اولئك المقربون فی جنات النعیم"

ترجمہ: دائیں طرف والے دائیں طرف والے کون ہیں اور بائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کون ہیں اور سابقون ہی سبقت لے جانے والے ہیں وہی مقربون ہیں نعمتوں والی جنت میں ہیں"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے

"فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان و جنت نعیم"

پس اگر تو وہ مقربین میں سے ہے تو رحمت الٰہی پھول اور نعمتوں والی جنت ہے۔

پس روحیں اس وقت تک وہاں رہیں گی جب تک کہ جسموں میں انہیں پھونکے جانے اور پھر مقام برزخ میں لوٹانے تک ان کی تعداد پوری نہیں ہوتی۔ پھر قیامت قائم ہوگی اور اللہ رب العزت انہیں دوبارہ ان کے جسموں میں لوٹائے گا اور یہ دوسری زندگی ہوگی یہ سارا کلام ابن حزم کا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ روحیں اپنی قبروں کے کنارے پر ہوتی ہیں اور ابن عبدالبر نے اس قول کو صحیح ترین قول قرار دیا ہے اور اس پر دلیل وہ احادیث ہیں جن میں اہل قبور سے سوال کیا جانا' ٹھکانہ دکھایا جانا' عذاب قبر' انعام واکرام قبر' زیارت قبور' اہل قبور کو سلام کہنا اور انہیں حاضر و عاقل کی طرح مخاطب کرنے کے بارے میں آیا ہے۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

اگر اس قول سے آپ کی یہ مراد ہے کہ ارواح ہمیشہ قبروں سے متعلق رہتی ہیں ان سے جدا نہیں ہوتیں تو یہ ایک ایسی غلطی ہے جس کا رد کتاب وسنت سے ہوتا ہے اور ٹھکانے کا دکھایا جانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ روح قبر میں یا قبر کے کنارے پر ہے بلکہ یہ تو اس وقت بھی ممکن ہے جب روح کا بدن سے ایک خاص قسم کا اتصال ہو جائے اور اسے اس کا ٹھکانہ دکھایا جائے کیونکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ روح رفیق اعلیٰ میں ہو اور اس کا تعلق بدن سے بھی ہو اس حیثیت سے کہ جب کوئی مسلمان اسے سلام کہتا ہے تو صاحب قبر اس کا جواب دیتا ہے حالانکہ اس کی روح رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور دو بازوؤں نے افق کو پاٹ دیا تھا (یعنی پورے افق پر چھا گئے تھے) پھر وہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہوئے حتیٰ کہ اپنے گھٹنے نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں پر اور اپنے ہاتھ نبی کریم ﷺ کی ران مبارک پر رکھ دیئے اور مخلص مسلمانوں کے دل اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس قرب کے باوجود حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانوں پر اپنے مقام پر ہی تھے۔

۵۴- اور رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان پاؤں ملائے کھڑے تھے اور کہہ رہے ہیں یا محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں تو میں جس طرف نظر اٹھاتا تھا جبرائیل علیہ السلام ہی نظر آتے تھے'' اور اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ حرکت وانتقال سے پاک ہے اور یہ غلطی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ آپ نے غائب کو حاضر پر قیاس کیا ہے اور یہ اعتقاد بنالیا ہے کہ روح بھی اپنے اجسام کی طرح ہے۔ جو ایک جگہ پر موجود ہوتے ہیں تو دوسری جگہ پر موجود نہیں ہوتے حالانکہ یہ محض غلطی ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے بھی دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر بھی دیکھا تو روح وہاں بدن کی مانند تھی اور اس کا ایک خاص قسم کا تعلق بدن سے بھی تھا اس حیثیت سے کہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور صاحب قبر سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہے حالانکہ وہ رفیق اعلیٰ میں ہوتا ہے۔ ان دونوں معاملات کے درمیان کوئی منافات نہیں کیونکہ ارواح کا معاملہ ابدان کے معاملے سے جدا ہے۔ اور بعض حضرات نے اس کیلئے سورج کی مثال دی ہے کہ سورج تو آسمان پر ہوتا ہے اور اس

کی شعاعیں زمین پر اترتی ہیں۔ایسے ہی نبی کریم ﷺ کا شب معراج کو انبیاء کرام علیہم السلام کو آسمانوں میں دیکھنا ہے۔صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں ارواح کو اجسام مثالی میں دیکھا تھا اسی طرح احادیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کا قبروں میں زندہ ہونا اور نماز پڑھنا ثابت ہے۔

۵۵- علاوہ ازیں رسول نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

''جو آدمی میری قبر انور کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے'' اور بیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہوا ہے جسے تمام مخلوق کے نام عطاء کیے ہیں تو تا قیامت جو بھی مجھ پر درود بھیجے گا وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام میرے سامنے پیش کرے گا''۔

اسے بزار اور طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ بات قطعی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی روح مبارک دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہے اور آپ سرور کائنات ﷺ رفیق اعلیٰ میں ہیں۔تو ثابت ہوا کہ روح کے علیین میں، جنت میں یا آسمان پر ہونے میں کوئی منافات نہیں اور اس کا بدن کے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ یہ ادراک بھی رکھتی ہے، ہنستی بھی ہے، نماز بھی پڑھتی ہے اور تلاوت بھی کرتی ہے اور یہ بات اس آدمی کیلئے عجیب وغریب ہے جو اسے دیناوی لحاظ سے دیکھتا ہے حالانکہ امور برزخ آخرت کو دنیا پر قیاس کرنا غلطی ہے۔

علامہ ابن قیم ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ

روح کا بدن کے ساتھ پانچ قسم کا تعلق ہوتا ہے۔

(۱) ماں کے شکم میں (۲) ولادت کے بعد (۳) نیند کی حالت میں اور اس قسم میں من وجہ اس کا تعلق بدن سے ہوتا ہے اور من وجہ مفارقت ہوتی ہے۔

(۴) مقام برزخ میں، اس وجہ سے کہ اگرچہ موت کے باعث روح نے جسم کو چھوڑ دیا ہے اور اس لیے کہ کلی طور پر نہیں چھوڑا اس حیثیت سے کہ جسم کی جانب اس کا التفات باقی نہیں رہتا۔(۵) یوم بعث یعنی قبروں سے اٹھائے جانے کے وقت اور یہ کامل ترین تعلق ہے اور قبل کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ تو جسم کو موت آئے گی نہ نیند اور نہ ہی

فساد کو قبول کرے گا۔

پھر آگے علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

روح بہت تیزی سے حرکت کرنے اور منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لیے ایک ہی لمحہ میں پلک جھپکنے میں قبر سے آسمان پر پہنچ جاتی ہے اور اس پر دلیل سوئے ہوئے آدمی کی روح ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ سوئے ہوئے آدمی کی روح ساتوں آسمانوں سے پار ہو کر عرش الٰہی کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اپنے جسم کی طرف لوٹ آتی ہے۔

پھر علامہ ابن قیم نے باقی اقوال نقل کیے ہیں اور یہ کہ ارواح مقام جابیہ یا زمزم میں ہوتی ہیں اور کفار کی ارواح برہوت میں ہوتی ہیں اور پھر وہ روایت نقل کی ہے جسے ابن مندہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سفیان کے طریق سے ابان بن ثعلب سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: ''ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے وادی برہوت میں رات گزاری تو اس نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنایا دوفہ! یا دومہ! اور ہم سے ایک اہل کتاب نے بیان کیا ہے کہ دومہ کفار کی ارواح پر مقرر فرشتے کا نام ہے''۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضر موت کے علاقے میں رہنے والوں سے سنا کہ اس وادی میں کوئی بھی رات نہیں گزار سکتا۔

یہودی باپ کی بیٹے کو اسلام پر قائم رہنے کی تلقین

۵۶- اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں حضرت عمرو بن سلیمان سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک یہودی وفات پا گیا اس کے پاس مسلمانوں کی امانتیں تھیں۔ اس کا بیٹا مسلمان تھا اسے امانتوں کی جگہ کا علم نہ تھا تو اس نے حضرت شعیب جبائی سے اس معاملے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ برہوت جاؤ وہاں ایک چشمہ بہہ رہا ہے۔ ہفتے کے دن اس چشمے پر جانا اور اپنے باپ کو پکارنا وہ تجھے جواب دے گا اور اس سے امانتوں کے متعلق پوچھ لینا۔ وہ نوجوان چشمے پر گیا اور اپنے باپ کو دو یا تین مرتبہ پکارا تو اس نے اسے جواب دیا تو اس کے بیٹے نے کہا کہ فلاں امانتیں کہاں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ گھر کے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے ہیں وہ واپس کرو اور تم جس دین پر قائم ہو اسی پر قائم رہنا۔

یہ ذکر کرنے کے بعد ابن قیم کہتے ہیں کہ

ان اقوال کو نہ تو قطعی طور پر صحیح کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی غلط کہا جا سکتا ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ

روحیں اپنے مقام کے لحاظ سے برزخ میں مختلف مقامات پر رہتی ہیں لہٰذا دلائل میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ جہاں اختلاف ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ان دلائل میں سعادت وشقاوت کے لحاظ سے روحوں کے درجات کے بارے میں بتایا گیا ہے پس کچھ ارواح تو اعلیٰ علیین میں ملاء اعلیٰ میں ہیں اور وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح ہیں اور ان ارواح میں بھی مراتب کے لحاظ سے تفاوت ہے جیسا کہ شب معراج کو رسول نبی کریم ﷺ نے دیکھا اور کچھ ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں اور یہ بعض شہداء کی ارواح ہیں نا کہ تمام شہداء کی کیونکہ ان میں سے بعض کو قرض وغیرہ کی وجہ سے جنت میں داخلے سے روک دیا جاتا ہے جیسا کہ مسند میں حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! اگر میں راہ خدا میں مارا جاؤں تو میرے لیے کیا اجر ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ جنت ملے گی۔ جب وہ آدمی جانے لگا تو رسول نبی کریم ﷺ نے فرمایا کے سوائے قرض کے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ابھی بتایا ہے کہ مقروض جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا۔

بعض ارواح جنت کے دروازے پر ہوں گی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اور کچھ اپنی قبر میں قید ہوں گی جیسا کہ حدیث شملہ میں ہے کہ ان پر ان کی قبر میں آگ بھڑکا دی جاتی ہے اور کچھ ارواح کو زمین پر قید کر دیا جاتا ہے کہ ملاء اعلیٰ تک نہیں پہنچ سکتیں اس وجہ سے کہ یہ ارواح زمینی سفلی ہیں اور زمینی ارواح آسمانی ارواح کے ساتھ اکٹھی نہیں ہوسکتیں جیسا کہ دنیا میں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ پس روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنے ہم عمل سے مل جاتی ہے پس آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

جبکہ کچھ ارواح زانیوں کے تنور میں اور کچھ خون کی نہر وغیرہ میں ہوں گی پس اچھی اور بری ارواح کیلئے ایک ہی ٹھکانہ نہیں ہے اور تمام ارواح اپنی حالت اور اپنے ٹھکانوں کے مختلف ہونے کے باوجود قبروں میں اپنے جسموں کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہیں تاکہ جو ثواب وعذاب ان کیلئے لکھ دیا گیا ہے وہ حاصل کرسکیں۔ علامہ ابن قیم کا کلام ختم ہوا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ جو کچھ علامہ ابن قیم نے ذکر کیا ہے اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:
حضرت حزقیل علیہ السلام نے فرمایا کے میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور مجھے ایک ایسے چٹیل

میدان میں لے گیا جہاں جنگ ہوئی تھی تو وہاں دس ہزار مقتولین پڑے تھے جن کا گوشت جھڑ چکا تھا اور جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو چکے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں پکارا تو ہر ہڈی اپنے جوڑ کے ساتھ مل گئی اور اس پر گوشت چڑھ گیا اور پھر اس پر کھال آ گئی اور میں یہ سب دیکھ رہا تھا تو فرشتے نے مجھے کہا کہ ان کی ارواح کو پکاریں۔ تو میں نے ارواح کو پکارا تو ہر روح اپنے جسم میں لوٹ آئی۔ جب وہ بیٹھ گئے تو میں انہیں پوچھا کہ آپ لوگ کس حال میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم مر گئے اور زندگی سے ہمارا ناطہ ٹوٹ گیا تو ہمیں ایک فرشتہ ملا جس کا نام میکائیل علیہ السلام ہے اس فرشتے نے کہا کہ اپنے اعمال نامے لاؤ اور اپنا اجر حاصل کرو تم میں اور جو تم سے پہلے آئے اور جو تمہارے بعد آئیں گے سب میں ہمارا یہی طریقہ چلتا ہے۔ جب اس نے ہمارے اعمال نامے دیکھے تو ہمیں بتوں کا پجاری پایا تو اس نے ہمارے جسموں پر کیڑے مکوڑے مسلط کر دیئے اور ہماری ارواح تکلیف میں مبتلا ہو گئیں۔ ہماری روحوں پر غم مسلط کر دیا گیا اور ہماری زندگی تکلیف میں مبتلا ہو گئی ہمیں اسی طرح عذاب دیا جا رہا تھا کہ آپ نے ہمیں پکارا۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شہداء کی ارواح ہی خاص طور پر جنت میں ہیں نا کہ غیر شہداء اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی احادیث شہداء پر محمول ہیں جبکہ غیر شہداء کبھی تو آسمان میں اور کبھی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں جنت میں نہیں ہوتیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ارواح ہمیشہ ہر جمعۃ المبارک کو اپنی قبروں کی زیارت کیلئے آتی ہیں۔

اور ابن عربی کہتے ہیں کہ حضرت جُریدہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح قبروں میں ثواب و عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں۔

پھر علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

بعض شہداء کی ارواح جنت سے باہر ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انہیں قرض یا حقوق العباد داخلے سے روک دیتے ہیں۔

۵۸- اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے کبیرہ گناہوں کے ساتھ حاضر ہو کہ جن سے اس نے منع کیا ہے اور اس پر قرض ہو جس کی ادائیگی کیلئے کوئی مال بھی

نہ چھوڑا ہو۔ (امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے)

بعض علماء کرام نے یہ کہا ہے کہ تمام مومنین کی ارواح جنت ماویٰ میں ہیں اور اسی وجہ سے اسے جنت ماویٰ کہا جاتا ہے کیونکہ ارواح اس میں بسیرا کرتی ہیں اور یہ جنت عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ وہاں ارواح نعمتیں حاصل کرتی ہیں اور بہترین ہواؤں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

امام قرطبی کہتے ہیں کہ پہلا قول صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر اپنے فتاویٰ میں ذکر کرتے ہیں کہ

مومنین کی ارواح علیین میں اور کفار کی ارواح سجین میں ہوتی ہیں اور ہر روح کا اپنے جسم کے ساتھ معنوی اتصال ہوتا ہے جو کہ دنیاوی زندگی کے اتصال جیسا نہیں ہوتا بلکہ سوئے ہوئے آدمی کی حالت کے مشابہ ہوتا ہے اگرچہ روحوں کا اپنے جسم سے اتصال سوئے ہوئے آدمی کے اتصال سے زیادہ پائیدار ہوتا ہے۔ تو اس طرح ان احادیث مبارکہ اور آثار آئمہ میں تطبیق ہو جاتی ہے جن میں یہ آیا ہے کہ ان کا ٹھکانہ علیین یا سجین میں ہے اور جو ابن عبدالبر نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ اپنی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں تصرف کی بھی اجازت ہے اور وہ علیین یا سجین سے اپنے جسم سے متعلق بھی ہو سکتی ہیں۔ اب اگر میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے یا اس کے جسمانی اجزاء منتشر ہو جائیں مذکورہ اتصال پھر بھی باقی رہتا ہے۔ انتھیٰ

۵۹- امام سیوطی کہتے ہیں کہ

روحوں کا ٹھکانہ علیین میں ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابن عساکر نے ابن اسحاق کے طریق سے روایت کیا کہ مجھ سے حسین بن عبیداللہ نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت فرمایا "رات کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ میرے قریب سے گزرے تو وہ فرشتوں کی جماعت کے پیچھے اڑ رہے تھے اور ان کے دو پر تھے جن کے اگلے حصے خون سے رنگین تھے اور وہ یمن کے شہر بیشہ کی طرف جا رہے تھے۔

۶۰- ابن عدی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ملائکہ کی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے وہ اہل بیشہ کو

بارش کی بشارت دینے جارہے تھے"۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دو پر عطا کئے گئے

۶۱- امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور پاس ہی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ اچانک آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا! اے اسماء رضی اللہ عنہا! یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ساتھ حضرات جبرائیل و میکائیل علیہما السلام تھے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور بتایا کہ فلاں فلاں دن میں نے مشرکین کے ساتھ جنگ کی تو میرے جسم پر تہتر زخم نیزہ اور تلواروں کے آئے میں نے جھنڈا دائیں ہاتھ میں پکڑا وہ ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا وہ بھی کٹ گیا تو ہاتھوں کے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھے دو پر عطاء کیے ہیں۔ ان پروں کے ساتھ میں حضرت جبرائیل و میکائیل علیہم السلام کے ساتھ اڑتا ہوں اور جنت میں جہاں چاہوں اترتا ہوں اور جو جنتی پھل کھانا چاہتا ہوں کھاتا ہوں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ جعفر رضی اللہ عنہ کو مبارک ہو لیکن مجھے خدشہ ہے کہ لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔ لہٰذا منبر مبارک پر چڑھ کر لوگوں کو یہ چیز بتائیے تو رسول نبی کریم ﷺ منبر مبارک پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر وہ واقعہ لوگوں کو بتایا۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

حدیث کعب رضی اللہ عنہ میں ہے کہ مومن کی روح پرندہ بن جاتی ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی ذات پرندہ بن جاتی ہے یعنی پرندے کی شکل و صورت اختیار کر لیتی ہے یہ نہیں کہ وہ پرندے کے اندر رہتی ہے اور پرندے اس کیلئے بمنزلہ ظرف کے ہوتے ہیں اور ایسے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شہداء کی ارواح اللہ کے ہاں سبز پرندے کی مانند ہوتی ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سبز پرندوں میں گھومتی ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سبز پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء کی ارواح سبز پرندے ہوتی ہیں۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ جس روایت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہنے کا ذکر آیا ہے یہ تمام روایات اس روایت سے زیادہ صحیح ہیں۔

علامہ قابسی کہتے ہیں کہ

علماء کرام نے ''پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں'' اس روایت کا انکار کیا ہے کیونکہ کبھی ارواح محصور ہوتی ہیں اور کبھی ان پر تنگی کردی جاتی ہے۔اس بات کا رداس طرح کیا گیا ہے کہ یہ روایت ثابت ہے اوراس کی تاویل یہ ہے کہ اس بات کا احتمال ہے کہ ''فی'' کو''علی'' کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔تو معنی یہ ہوگا کہ سبز پرندوں کے پوٹوں پر ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے۔

''ولا صلبنکم فی جذوع النخل''

ترجمہ:''اور البتہ میں تم کو کھجور کی شاخوں کے بیچ سولی دوں گا''

یہاں ''فی''''علی'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ پرندے کو ہی جوف ''پوٹا'' کا نام دیا گیا ہو کیونکہ یہ اسے محیط ہے اوراسی پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ تاویل علامہ عبدالحق نے کی ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ حقیقتہ ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہی ہوں اور پوٹے اللہ تعالیٰ ان کیلئے فضاء سے کہیں زیادہ کشادہ فرمادے۔

علامہ ابن دحیہ نے ''التنویر'' میں نقل کیا ہے کہ

بعض متکلمین نے کہا ہے کہ لفظ ''فی'' والی روایت منکر ہے اور کہتے یہ ہیں کہ ایک ہی جسم میں دو روحیں نہیں ہوسکتیں اور یہ محال ہے۔ان متکلمین کا یہ کہنا جہالت پر مبنی ہے اور اہل سنت والجماعت پر اعتراض ہے کیونکہ کلام کا معنی تو بالکل واضح ہے اس وجہ سے کہ شہید کی روح جو کہ دنیا میں اپنے جسم کے پیٹ میں تھی اسے ایک دوسرے جسم میں رکھ دیا جاتا ہے وہ جسم پرندے کی شکل کا ہوگا۔تو وہ روح اس دوسرے جسم میں بھی اسی طرح رہے گی جیسے پہلے جسم میں رہتی تھی اور ایسا برزخ کے زمانہ تک ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پہلے جسم میں اسی طرح واپس لوٹادے گا جیسے اسے تخلیق کیا تھا۔ہاں! محال تو یہ ہے کہ ایک ہی جوہر کے ساتھ دو زندگیاں قائم ہوں اور وہ جوہران دونوں سے حیات حاصل کرے اور جہاں تک تعلق ہے دو روحوں کا ایک جسم میں ہونا تو یہ محال نہیں ہے کیونکہ تداخل اجسام کا قول کسی نے نہیں کیا اور یہ تو ایسے ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اوراس کی روح اس کی ماں کی روح کے علاوہ ہوتی ہے اور دونوں روحیں ایک ہی جسم میں ہوتی ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ پرندے کی روح شہید کی روح کے علاوہ ہوتی ہے تو یہ زیادہ بہتر ہے اوران کا جسم ایک ہی ہوتا ہے۔تو یہ چیز کیسے محال ہے اور جو یہ کہا گیا ہے کہ سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں تو اس سے مراد یہی ہے کہ پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں جیسے کہ

ہم کہتے ہیں کہ میں نے انسان کی شکل میں فرشتہ دیکھا ہے اور یہی اس سلسلہ میں آخری گفتگو تھی۔ انتھی

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے ''ولاتحسبن الذین الخ'' کی تشریح کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حال تو تمام مردوں کا ہے تو اس میں شہداء کی کیا تخصیص ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سب کا حال ایک جیسا نہیں ہوتا کیونکہ موت کے معنی تو روح کے جسم سے جدا ہونے کے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ موت کے وقت روح کو پورے طور پر لے لیتا ہے''۔

اور مجاہد کی روح سبز پرندے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تو گویا شہید کی روح ایک دوسرے جسم میں منتقل کر دی جاتی ہے۔ بخلاف غیر شہید کے اور رہی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ''نسمۃ المومن'' والی حدیث تو اس کا عموم مجاہدین پر محمول کیا جائے گا کیونکہ روایات میں آیا ہے کہ قبر میں روح پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے چاہے وہ جنت میں ہو یا جہنم میں اور اس وجہ سے کہ ہمیں اہل قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا ہے اگر روح کو اس کا ادراک نہ ہوتا تو اس میں کیا فائدہ تھا۔ انتھی

گویا شیخ عزالدین کے نزدیک پسندیدہ قول یہی ہے کہ شہداء کی ارواح پرندوں میں موجود ہوتی ہیں نہ کہ وہ بذات خود پرندہ بن جاتی ہیں اور اس کی تائید شیخ صاحب کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر سے بھی ہوتی ہے اگرچہ وہ اثر موقوف ہے تاہم اس کا حکم مرفوع ہے کیونکہ اس طرح کی بات اپنی رائے سے نہیں کی جاسکتی اور ہم نے اس کا ایک مرفوع شاہد بھی دیکھا ہے۔

شہداء کی اقسام

۶۲- ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں ابن اسحاق کے طریق سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں' ہم سے بعض علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شہداء کی تین قسمیں ہیں سب سے کم مقام والا شہید اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو بادل نخواستہ نکلا اس کا ارادہ نہ قتل کرنے کا تھا اور نہ ہی قتل ہونے کا اچانک اسے ایک تیر آلگا تو اس کے خون کا پہلا قطرہ ٹپکتے ہی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک جسم اتارے گا اور اس کی روح اس جسم میں رکھ دی جائے گی پھر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جایا

جائے گا تو جس آسمان سے بھی گزرے گا فرشتے اس کے پیچھے پیچھے جائیں گے حتیٰ کہ وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جائے گا اور سجدہ ریز ہو جائے گا۔ پھر اسے استبرق کے جنتی حلے پہنائے جائیں گے پھر حکم ہوگا کہ اسے اس کے شہید بھائیوں کے پاس لے جاؤ تو اسے ان کے پاس لے جایا جائے گا وہ شہداء جنت کے دروازے پر سبز قبوں میں ہوں گے اور انہیں جنتی غذا دی جاتی ہے۔ جب وہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ اس سے ایسے سوال کریں گے جیسے ہمارے پاس کوئی سفر سے واپس آتا ہے اور ہم اس سے سوال کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ فلاں نے کیا کیا' فلاں نے کیا کیا؟ وہ جواب دے گا کہ فلاں تو غریب ہو گیا ہے وہ کہیں گے کہ اس نے اپنا مال کدھر خرچ کیا' وہ تو بہت سمجھدار تاجر تھا ہم تو اس آدمی کو مفلس شمار نہیں کرتے جسے تم مفلس شمار کرتے ہو۔ مفلس تو وہ ہوتا ہے جو اعمال سے مفلس ہو۔ اور فلاں آدمی نے اپنی فلاں بیوی سے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ اسے طلاق دے دی ہے وہ کہیں گے کہ ان کے درمیان ایسا کیا معاملہ ہوا کہ اس نے اسے طلاق دے دی۔ واللہ! وہ تو اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ پھر کہیں گے کہ فلاں نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ وہ تو مجھ سے مدتوں پہلے فوت ہو گیا تھا وہ کہیں گے کہ ہلاک ہو گیا۔ واللہ! ہم نے اس کا ذکر ہی نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے دو راستے بنائے ہیں ایک راستہ تو ہماری طرف آتا ہے اور دوسرا ہماری مخالف جانب جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ ہماری طرف سے گزرتا ہے تو جب وہ مرتا ہے ہم پہچان لیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو وہ ہمارے مخالف راستے پر جاتا ہے اور ہم اس کا کوئی ذکر نہیں سنتے۔

۶۳- ابن مندہ نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے طریق سے حضرت حیان بن جبلہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ شہید ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اس کیلئے ایک حسین وجمیل جسم اتارتا ہے پھر اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ اس میں داخل ہو جا۔ تو وہ اپنے پہلے جسم کی طرف دیکھتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا کیا گیا' پھر وہ گفتگو کرتی ہے اور اس کا گمان یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی گفتگو سن رہے ہیں پھر وہ ان کی طرف دیکھتی ہے اور اس کا گمان یہ ہوتا ہے کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ اسے حوریں آکر اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔

صاحب افصاح کہتے ہیں کہ

نعمت والی ارواح کے مختلف حالات ہیں۔ ان میں سے کچھ جنتی درختوں میں پرندوں کی صورت میں ہیں کچھ سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ بعض عرش الٰہی کے نیچے قندیلوں میں ہیں۔ بعض سفید پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ کچھ زرزار پرندوں کی طرح کے پرندوں کے پوٹوں میں اور کچھ جنتی صورتوں والے اشخاص میں ہیں۔ بعض اپنے اعمال کے ثواب کے مطابق تخلیق کی گئی صورتوں میں ہیں۔ کچھ اپنے جسموں میں آتی جاتی رہتی ہیں اور کچھ مقبوضہ مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ حضرت میکائیل علیہ السلام کی کفالت میں، کچھ حضرت آدم علیہ السلام کی کفالت میں اور کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں ہیں۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ قول اچھا ہے اس سے تمام احادیث مبارکہ میں طبیق ہو جاتی ہے۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ

اس کی تائید حدیث معراج سے بھی ہوتی ہے جس کو بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے رَوایت کیا کہ

پھر میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے۔ پھر تیسرے آسمان پر پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کی امت کے کچھ لوگ ان کے ساتھ تھے۔ پھر چوتھے آسمان پر پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ بھی ان کی امت کے کچھ لوگ تھے۔ پھر پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ ان کے کچھ امتی تھے۔ پھر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ بھی ان کے کچھ امتی تھے۔ پھر ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ بھی ان کی امت کے کچھ لوگ تھے۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کا مقام ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''ان اولیٰ الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین امنوا''

ترجمہ: ''بے شک ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی اتباع کی اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والے''۔

اور وہاں میری امت کے دو حصے تھے کچھ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے جو کاغذ کی مانند تھے اور کچھ پرمٹی کے کپڑے تھے۔

تو یہ حدیث ارواح کے مراتب میں مختلف ہونے پر اور اس بات پر کہ ہر آسمان پر ایک قوم بستی ہے دلالت کرتی ہے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ

کچھ ارواح برزخ میں گھومتی پھرتی ہیں اور دنیا اور ملائکہ کے احوال کا مشاہدہ کرتی ہیں اور شام کے وقت آدمیوں کے احوال کے متعلق گفتگو کرتی ہیں۔ کچھ ارواح عرش الٰہی کے نیچے ہیں اور کچھ روحیں جنت کی طرف اس حیثیت کے مطابق اڑ کر جاتی ہیں جس حقیقت کے مطابق انہوں نے زندگی میں اللہ رب العزت کی طرف سعی و کوشش کی۔

۶۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی شہداء کی ارواح کے بارے میں روایت کی گئی احادیث ذکر کرتے ہوئے علامہ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''انہیں جنت میں رکھا جائے گا''

یہ ذکر کرنے کے بعد علامہ بیہقی کہتے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا کہ انہیں جنت میں رکھا جائے گا حالانکہ وہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

اس حدیث میں کہ روح پرندہ بن کر جنتی درختوں پر لٹکتی رہتی ہے اور اس حدیث میں کہ قبر میں مردے کی قیام گاہ کو پیش کیا جاتا ہے بلکہ اس کی روح جنتی نہروں پر اترتی ہے جنتی پھل کھاتی ہے اور اس پر اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے کچھ تعارض نہیں ہے کیونکہ وہ جنت میں یوم جزاء سے پہلے داخل نہ ہوں گے۔ دلیل یہ ہے کہ شہداء کی جو منازل آج ہیں وہ وہ نہیں ہیں کہ جن میں برزخ میں ان کی ارواح بسیرا کرتی ہیں۔ پس کلی طور پر جنت میں داخلہ مکمل انسان کا ہوگا روح اور بدن کے ساتھ اور فقط روح کا داخل ہونا ایک علیحدہ چیز ہے۔

روحوں کی چار اقسام

علامہ نسفی بحر الکلام میں لکھتے ہیں کہ

روحیں چار قسموں پر ہیں۔

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح پاک ان کے اجسام سے نکل کر مشک و کافور کی مانند انہیں کے جسموں کی طرح بن جاتی ہیں۔ جنت میں کھاتی' پیتی اور نعمتیں حاصل کرتی ہیں اور رات کو عرش الٰہی کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

(۲) شہداء کی ارواح ان کے جسموں سے نکل کر جنت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ کھاتی' پیتی اور نعمتیں حاصل کرتی ہیں اور رات کو عرش الٰہی کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

(۳) اطاعت گزار مومنین کی ارواح جنت کی فصیل پر ہوتی ہیں نہ ہی کھاتی ہیں اور نہ ہی لطف اندوز ہوتی ہیں فقط جنت میں دیکھتی رہتی ہیں۔

(۴) نافرمان مومنین کی ارواح زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں معلق رہتی ہیں۔

جبکہ کفار کی ارواح مقام سجین میں ساتویں زمین کے نیچے سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دی جاتی ہیں اور ایک خاص قسم کا تعلق ان کا اپنے جسموں سے ہوتا ہے۔ تو ارواح کو عذاب دیا جاتا ہے اور جسم تکلیف محسوس کرتے ہیں اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ سورج آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں زمین پر ہوتی ہیں۔

حافظ ابن رجب ''احوال القبور'' کے نویں باب میں ''ارواح موتی کا برزخ میں قیام'' کے تحت ذکر کرتے ہیں کہ

جہاں تک انبیاء کرام علیہم السلام کا تعلق ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ارواح اللہ تعالیٰ کے ہاں علیین میں ہوتی ہیں۔

اور صحیح بخاری میں یہ بات ثابت ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ نے بوقت وصال جو آخری بات کی وہ یہ تھی ''اللھم الرفیق الاعلی'' کہ اے اللہ عزوجل! مجھے رفیق اعلیٰ عطاء فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے یہ سوال کیا کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی روح پاک وصال کے بعد کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں ہے۔

شہداء کے بارے میں اکثر علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ وہ جنت میں ہیں اور اس سلسلے میں بکثرت احادیث آئی ہیں جیسا کہ حضرت امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور امام احمد و ابوداؤد کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے۔

خوبصورت خواب

۶۶- امام احمد، ابن ابی الدنیا اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ کو خوبصورت خواب اچھے لگتے تھے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ جب کسی ایسے آدمی کو دیکھتے جسے خواب کی تعبیر کا علم نہ ہوتا آپ اس سے سوال فرماتے اور اگر اسے خواب کے اچھے ہونے کے متعلق بیان فرماتے تو وہ خوشی محسوس کرتا تھا۔

جنت کانپ اُٹھی

۶۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک عورت رسول نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوگئی ہوں وہاں میں نے ایسی آواز سنی جس سے جنت بھی کانپ اٹھی۔ تو میں نے بارہ آدمی دیکھے۔ اس واقعہ سے پہلے رسول نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے اطلس کے کپڑے پہن رکھے ہیں اور ان کی گردن کی رگیں پھڑک رہی تھیں۔ پھر حکم دیا گیا کہ انہیں نہر بیدخ پر لے جاؤ اور اس میں غوطہ لگواؤ۔ جب وہ نہر سے باہر نکلے تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہے تھے۔ پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں اور وہ ان پر بیٹھ گئے۔ پھر ان کے سامنے کھجوروں کا سونے کا تھال لایا گیا تو انہوں نے جتنی کھجوریں چاہی کھائیں۔ وہ جب بھی ان کھجوروں کو ایک طرف سے دوسری طرف کرتے تو جس پھل کا چاہتے ذائقہ حاصل کرتے اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھجوریں کھائیں۔ میدان جنگ سے ایک قاصد آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! اس اس طرح ہوا اور فلاں فلاں شہید ہوگئے حتیٰ کہ اس نے بھی بارہ آدمی شمار کیے۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا اس عورت کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آئی تو ارشاد فرمایا کہ اپنی خواب بیان کر واس نے بیان کی تو قاصد نے کہا جیسا اس نے کہا ہے ویسے ہی ہے فلاں فلاں آدمی شہید ہوگئے ہیں۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ

شہداء جنت میں نہیں بلکہ انہیں جنتی رزق دیا جاتا ہے۔

آدم بن ایاس نے حضرت مجاہد سے ''**ولا تحسبن الذین** الخ'' کی تشریح بیان کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں جنتی پھل کھاتے ہیں اور جنت کی ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن جنت کے اندر نہیں ہیں اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ شہداء جنت کے دروازے پر موجود نہر میں ہیں' کیونکہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نہر جنت سے باہر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابن اسحاق نے جس سے روایت کیا وہ راوی مدلس تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ شہداء میں عام ہو اور جو عرش الٰہی کے نیچے قندیلوں میں ہیں وہ خاص ہیں اور شاید یہاں شہید سے مراد وہ شہید ہے جو جہاد میں شہید نہ ہوا ہو جیسا کہ کسی کو نیزہ لگ گیا ہو یا طاعون سے' پیٹ کی بیماری سے یا ڈوب کر فوت ہوا ہو ان کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ یہ شہید ہیں۔ یا اس سے مراد تمام مومنین ہیں' اس وجہ سے کہ شہید کا اطلاق اس آدمی پر بھی ہوتا ہے جس کا ایمان ثابت ہو اور اس نے اپنے ایمان کی صحت کی شہادت دی۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ: ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیسے ہر مومن صدیق اور شہید ہے؟ تو فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ پڑھو۔

"والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم"

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔

۶۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میری امت کے مومنین شہید ہیں۔

پھر رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی اور باقی مومنین سوائے شہداء کے جیسا کہ مومنین کے بچے ہیں جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ جنت میں ہیں۔

امام احمد نے اس قول پر اجماع نقل کیا ہے اور جعفر بن محمد کی روایت میں ہے کہ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ بچے جنت میں ہیں۔ میمونی کی روایت میں ہے کہ ان کے جنت میں ہونے پر کسی کو شک نہیں ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اس پر نص ثابت ہے کہ وہ جنت میں ہیں اور یہ سلف آئمہ سے صراحۃً آیا ہے کہ وہ جنت میں ہیں۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ عموماً مومنین کے

بچوں کے جنت میں ہونے کی شہادت دی جاتی ہے ہاں یہ ضروری نہیں کہ ان میں سے کوئی خاص بچہ جنت میں جائے گا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ کسی خاص بچے کے باپ کے ایمان کی شہادت نہیں دی جاسکتی تو اس صورت میں اس کے مومنین کا بچہ ہونے کی بھی شہادت نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا ان کے بارے میں توقف ان کے باپ کے ایمان کے بارے میں توقف کی بناء پر ہے اور آئمہ کرام میں سے کسی سے یہ قول صراحۃً ثابت نہیں ہے بلکہ یہ تو ان کا عمومی کلام ہے اور غالباً انہوں نے اس سے مراد مشرکین کے بچے لیے ہیں اور امام احمد نے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ان کے بچے جنت کے کیڑے ہیں۔

امام احمد کہتے ہیں کہ

جب بچے کا باپ بچے کے باعث جنت میں داخل ہوسکتا ہے تو بچے کے جنت میں نہ داخل ہونے کا کس طرح شک کیا جاسکتا ہے اور مومنین میں سے شہداء کے علاوہ جو مکلفین ہیں ان کے بارے میں قدیم و جدید علماء کرام نے اختلاف کیا ہے۔ امام احمد نے اس پر نص ثابت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جنت میں اور کفار کی ارواح جہنم میں ہیں اور انہوں نے حضرت کعب بن مالک' ام ہانی' ابو ہریرہ' ام بشر اور عبداللہ بن عمرو رضوان اللہ علیہم کی احادیث سے استدلال کیا ہے۔

علیین اور سجین کی پہچان

۶۹- حضرت ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب سے علیین اور سجین کے بارے میں پوچھا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ علیّین ساتویں آسمان کو کہتے ہیں جہاں مومنین کی روحیں رہتی ہیں اور سجین سب سے نچلی شیطان لعین کے رخسار کے نیچے ساتویں زمین ہے جس میں کفار کی روحیں رہتی ہیں اور دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ جنت ساتویں آسمان پر جبکہ جہنم ساتویں زمین کے نیچے ہے۔

۷۰- اسی سلسلے میں اس حدیث مبارکہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ بزار اور طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: میں نے انہیں جنتی نہر پر زبرجد آبدار کے بنے ہوئے گھر میں دیکھا ہے وہاں نہ کوئی شور ہے اور نہ ہی کوئی مرض۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مقام

۷۱- طبرانی نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے' منقطع سند کے ساتھ۔

آپ رضی اللہ عنہا نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ہماری والدہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کہاں ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: کہ زبرجد آبدار کے بنے گھر میں کہ جس میں کوئی شور ہے اور نہ ہی کوئی مرس ہے۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ علیہما السلام زوجہ فرعون کے درمیان میں رہتی ہیں۔ تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا وہ بانسوں کا بنا ہوا گھر ہے؟ تو ارشاد فرمایا: کہ نہیں بلکہ موتیوں اور یاقوت کی لڑکیوں سے پروئے گئے گھر میں ہیں۔

جنتی نہر میں ڈبکیاں لگانا

۷۲- امام احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسلمی شخص کو سنگسار کیا جس نے خود زنا کرنے کا اقرار کیا تھا۔ سنگسار کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اب وہ شخص جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔

۷۳- امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس روح نے جسم کو چھوڑا اور تین چیزوں سے محفوظ رہی وہ جنت میں داخل ہوگی۔

(۱) تکبر سے (۲) خیانت سے (۳) قرض سے۔

ایک گروہ نے کہا ہے کہ روحیں زمین میں ہوتی ہیں پھر ان میں اختلاف ہوگیا تو ایک گروہ نے یہ کہا کہ روحیں قبروں کے صحن میں ہوتی ہیں۔ یہ قول ابن وضاح کا ہے اور ابن حزم نے اسے عام اصحاب حدیث کا مذہب کہا ہے۔

جبکہ ابن عبدالبر نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ

شہداء کی ارواح جنت میں ہیں اور غیر شہداء کی روحیں قبروں کے صحن میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں ان پر سلام پیش کیے جانے اور ٹھکانہ پیش کیے جانے کے بارے میں جو احادیث ہیں ان سے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ ان میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ روحیں جنت میں نہیں ہوتیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کی قبروں پر سلام کہا جاتا ہے حالانکہ ان کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں لیکن ان کا اپنے جسموں سے ایک خاص قسم کا

تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس سلسلہ میں وہ احادیث شاہد ہیں جن میں یہ آیا ہے کہ سوئے ہوئے آدمی کی روح عرش الٰہی کی طرف جاتی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ اس کا تعلق اپنے بدن سے ہوتا ہے اور آدمی کے بیدار ہونے پر وہ سرعت سے لوٹ آتی ہے۔ پس ان مردوں کی ارواح جنہوں نے اپنے جسم چھوڑ دیئے ہیں وہ بدرجہ اولیٰ آسمان پر جاسکتی ہیں اور سرعت سے اپنے جسم کی طرف بھی آسکتی ہیں۔

ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ

تمام ارواح زمین کے کسی خاص مقام پر اکٹھی ہوتی ہیں تو مومنین کی ارواح بعض کے نزدیک جابیہ میں اور بعض کے نزدیک زمزم کے کنویں میں جمع ہوتی ہیں اور کفار کی ارواح برہوت کے کنویں میں جمع ہوتی ہیں اور اسی بات کو قاضی ابویعلیٰ حنبلی نے ترجیح دی ہے اور امام احمد کی اس نص سے کہ کفار کی ارواح جہنم میں آگ میں ہوتی ہیں اس کی مخالفت کی ہے اور ہوسکتا ہے کہ برہوت کے کنویں کا جہنم کے ساتھ تعلق ہو جیسا کہ مروی ہے کہ سمندر کے نیچے جہنم ہے۔

مردے نے امانتوں کی جگہ بتائی

۴۷۔ ابوعمر احمد بن محمد نیشاپوری نے کتاب الحکایات میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابوبکر بن محمد بن عیسیٰ طرسوسی نے اور ان سے حامد بن یحییٰ بن سلیم نے بیان کیا' فرماتے ہیں کہ

ہمارے ہاں مکۃ المکرمہ میں ایک خراسانی آدمی تھا جو کہ لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر ادا کر دیتا تھا۔ ایک آدمی نے اسے دس ہزار دینار امانتاً دیئے اور کہیں چلا گیا' ادھر خراسانی آدمی کی موت کا وقت قریب آگیا لیکن اس نے وہ امانت اپنے کسی بیٹے کے سپرد نہ کی بلکہ گھر کے کسی کونے میں دفن کر دی اور فوت ہوگیا۔ وہ آدمی واپس آیا تو اس نے اس کے بیٹوں سے امانت واپس مانگی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ تو انہوں نے مکہ کے علماء کرام سے جو اس زمانے میں کثرت سے تھے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ جنتی آدمی تھا اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اہل جنت کی ارواح زمزم کے کنویں میں ہیں جب رات کا تیسرا یا نصف حصہ گزر جائے تو وہاں جا کر کنارے پر کھڑے ہو کر اسے آواز دینا۔ امید ہے کہ وہ جواب دے گا۔ اگر تو جواب دے تو اس سے امانتوں کے متعلق پوچھنا۔ تو جیسے انہوں نے کہا تھا اس کے بیٹوں نے ویسا ہی کیا اور اسے پہلی' دوسری اور تیسری رات کو آواز دی لیکن اس نے جواب نہ دیا۔ تو وہ پھر علماء کرام کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے اس کو تین راتیں آوازیں دی ہیں لیکن کوئی

جواب نہیں آیا۔تو علماء کرام نے کہااِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ ۔ہمارا خیال ہے کہ وہ جہنمی ہے۔ لہٰذا یمن جاؤ وہاں ایک وادی برہوت ہے اس میں برہوت نام کا ہی کنواں ہے اس میں جہنمیوں کی ارواح ہیں۔اس کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو جانا اور اسی وقت اسے آواز دینا جب زمزم کے کنویں میں اسے پکارا تھا۔تو وہ رات کو وہاں گئے اور کہا اے فلاں بن فلاں ہم فلاں ہیں تو اس نے پہلی ہی آواز پر جواب دیا۔

باقی حکایت کتاب میں نہیں تھی لیکن گزشتہ اثر سے حالات کا اندازہ لگانے سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس نے امانت کہاں رکھی تھی یہ بتا دیا ہوگا۔

۷۵- صفوان بن عمرو کہتے ہیں۔

میں نے عامر بن عبداللہ ابوالیمان سے پوچھا کہ مومنین کی روحیں کہاں جمع ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "الارض یرثها عبادی الصالحون" میں زمین سے مراد وہی زمین ہے جس میں مومنین کی ارواح جمع ہوتی ہیں حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

اسے ابن مندہ نے روایت کیا ہے اور یہ روایت بہت ضعیف ہے اور اس آیت کی یہ تفسیر عجیب و غریب ہے۔

۷۶- ابن مندہ نے شہر بن حوشب سے روایت کیا' کہتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ اہل جنت کی ارواح کہاں ملاقات کرتی ہیں اور اہل جہنم کی ارواح کہاں ملاقات کرتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اہل جنت کی ارواح جابیہ میں اور اہل جہنم کی ارواح حضرموت میں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے فرمایا ہے کہ

''ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں'' اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح مروی ہے۔

۷۷- ابن مندہ نے علامہ شعبی کے طریق سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

تمام ارواح اللہ رب العزت کے پاس ٹھہری ہوئی ہیں اور اپنے مقررہ وقت کا انتظار کر رہی ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اجسام میں پھونک دے گا اور یہ روایت جو روایات ارواح کے مقام و محل کے بارے میں آئی ہیں ان کے منافی نہیں ہے۔

ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ

بنی آدم کی ارواح اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں ہیں جیسا کہ شب معراج والی حدیث میں صحیحین میں آیا ہے کہ

جب ہم اوپر والے آسمان پر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور اس کے دائیں اور بائیں سیاہ مخلوق ہے۔ جب وہ شخص دائیں طرف دیکھتا ہے تو مسکراتا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے۔

تو میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں سیاہ مخلوق ان کی ذریت کی روحیں ہیں۔ ان میں سے دائیں طرف والے جنتی جبکہ بائیں بائیں طرف والے جہنمی ہیں جب آپ علیہ السلام دائیں طرف دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی آسمان پر ہیں اور یہ قرآن وحدیث کے مخالف ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ آسمان کے دروازے کفار کی ارواح کے لیے نہیں کھولے جاتے۔

بعض طرق حدیث میں یہ اشکال واختلاف اس طرح زائل ہوتا ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی ذریت کی ارواح پیش کی جاتی ہیں جب مومن روح کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح ہے اسے علیین میں لے جاؤ اور جب کافر کی روح کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خبیث روح ہے اسے سجین میں پھینک دو۔ (الحدیث)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ آسمان دنیا پر ان کے سامنے ان کی ذریت کی ارواح پیش کی جاتی ہیں اور پھر ان روحوں کے ٹھکانے میں بھیجنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ ارواح کا آسمان دنیا پر ٹھکانہ نہیں ہے۔

ابن حزم نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو یکبارگی ان کے جسموں کی تخلیق سے پہلے ہی تخلیق کر دیا ہے اور انہیں عالم برزخ میں رکھ دیا ہے اور عالم برزخ عالم عناصر سے ماوراء ہے اور جب جسم تخلیق کر لیا جاتا ہے تو روح کو اس میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر موت کے وقت اسے عالم برزخ میں دوبارہ لوٹا دیا جاتا ہے اور انبیا کرام علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کو جنت میں بھیج دیا جاتا ہے اور یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان ایسی بات کرتے ہیں بلکہ یہ تو فلسفیوں کا کلام ہے۔

بعض متکلمین (علم کلام والے) کہتے ہیں کہ

روحیں بھی جسموں کی موت کے ساتھ ہی مرجاتی ہیں۔ یہ قول معتزلہ اور اندلس کے متقدمین فقہاء میں سے عبدالاعلی بن وہب اور متاخرین میں سے سہیلی اور ابوبکر ابن عربی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن علماء کرام نے اس قول کا شدت سے رد کیا ہے حتیٰ کہ سحنون بن سعید وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ قول بدعتیوں کا ہے اور ایسی نصوص کثیرہ جو روح کے جسم سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے پر دلالت کرتی ہیں اس قول کے رد کیلئے کافی ہیں اور اسے باطل قرار دینے کو کافی ہیں۔

حیات شہداء اور ان کے علاوہ دیگر مومنین جن کی ارواح جنت میں ہیں ان کی زندگی میں فرق دو صورتوں میں ہے۔

(i) شہداء کی ارواح کیلئے جسم تخلیق کیے جاتے ہیں اور وہ جسم پرندے ہوتے ہیں جن کے پوٹوں میں روحیں رہتی ہیں تا کہ ان کی ارواح پوری طرح لذتیں حاصل کریں اور جو ارواح جسموں سے خالی ہوتی ہیں شہداء کی ارواح کی لذتیں ان کی لذتوں سے زیادہ کامل ہوتی ہیں کیونکہ شہداء نے اللہ کی راہ میں اپنے جسموں کو قربان کر دیا تھا لہٰذا ان جسموں کے عوض انہیں یہ جسم عطاء کر دیئے گئے۔

(ii) شہداء کی ارواح کو جنت سے رزق دیا جاتا ہے اور دیگر ارواح کیلئے یہ بات ثابت نہیں ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ تو جنت کے درختوں سے معلق ہوتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں جو لفظ تعلق آیا ہے اس کا معنی لٹکنا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ ہر وقت درختوں سے کھاتی رہتی ہیں تو شہداء اور غیر شہداء میں مساوات لازم نہیں آتی۔

۷۸- اب رہی وہ روایت جو ابن سنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول نبی کریم ﷺ جب قبرستان تشریف لے جاتے تو ارشاد فرماتے:

"السلام علیکم ایها الارواح الفانیه والابدان البالیة والعظام النخره التی خرجت من الدنیا وهی بالله مومنة اللهم ادخل علیهم روحا منك وسلامامنا"

ترجمہ: "یعنی اے فانی ارواح، گلے سڑے جسمو اور بوسیدہ ہڈیو جو دنیا سے اللہ پر ایمان کی حالت میں نکلیں تم پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! اپنی جناب سے ان پر رحمت اور ہماری جانب سے سلامتی بھیج"۔

(اس میں ارواح کے فانی ہونے کا ذکر آیا ہے لہٰذا معتزلہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے) لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس کی یہ تاویل ہوتی ہے کہ فنا سے مراد جسموں سے غائب ہو جانا ہے۔ (لہٰذا معتزلہ کی بات ثابت نہیں ہوتی)۔

فائدہ: علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

نفس کے چار ادوار ہیں اور ہر دوسرا دور پہلے دور سے بڑھ کر ہے۔

(i) شکم مادر' اور یہ قید و بند' تنگی و غم اور تین تاریکیوں کا مقام ہے۔

(ii) یہ دنیا جس میں تو پیدا ہوا پرورش پائی اور جس سے تو نے محبت کی اور خیر و شر کمایا۔

(iii) عالم برزخ' اور یہ دنیا سے بڑھ کر ہے جیسے دنیا شکم مادر سے بڑھ کر ہے۔

(iv) وہ گھر کہ جس کے بعد کوئی گھر نہیں یعنی دار قرار' جنت یا جہنم اور ہر دور میں نفس کے احکامات بدلتے رہتے ہیں۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ

ابن قیم نے جو ذکر کیا ہے اس کی تائید ابن ابی الدنیا کی سلیم بن عامر جبائی۔ سے روایت کردہ روایت سے بھی ہوتی ہے کہ

دنیا میں مومن کی مثال اسی طرح ہے جیسے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جب پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے' پھر جب روشنی دیکھتا ہے اور دودھ پیتا ہے تو واپس اسی جگہ لوٹنا پسند نہیں کرتا۔ ایسے ہی مومن موت سے گھبراتا ہے مگر جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے تو دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرتا جیسے بچہ شکم مادر میں لوٹنا پسند نہیں کرتا۔

۷۹- عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ

ایک آدمی فوت ہوا تو رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ آدمی دنیا سے کوچ کر گیا ہے' اگر تو یہ راضی ہوا ہے تو دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرے گا جیسے تم شکم مادر میں لوٹنا پسند نہیں کرتے۔

بندۂ مومن کے دنیا سے رخصت ہونے کی مثال

۸۰- حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بندہ مومن کے دنیا سے رخصت ہونے کی مثال اسی طرح ہے جس طرح کہ بچہ شکم مادر کے غم اور اندھیروں سے نکل کر دنیا کی راحتوں میں آجاتا ہے''۔

فائدہ: علامہ یافعی نے ''کفایۃ المعتقد'' میں شیخ عمر بن فارض سے روایت کیا فرماتے ہیں۔
میں ایک ولی اللہ کے جنازے میں شریک ہوا جب ہم نے جنازہ ادا کرلیا تو فضا سبز پرندوں سے بھر گئی ان میں سے ایک بڑا پرندہ آیا اور اس ولی اللہ کو نگل گیا اور پھر اڑ گیا۔ میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا تو ایک آدمی نے مجھے کہا کہ یہ ہوا سے اترا تھا اور جنازے میں شریک ہوا تھا تو مت حیران ہو کیونکہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں اور ان سے مراد وہ شہداء ہیں جو میدان جنگ میں شہید ہوئے ہوں جبکہ دیگر شہداء ان کے جسم فقط ارواح ہی ہوتے ہیں۔

امام سیوطی کہتے ہیں کہ

یہ روایت اس روایت کے مشابہ ہے جسے ابن ابی الدنیا نے ''ذکر الموت'' میں زید بن اسلم سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

بنی اسرائیل کا ایک آدمی غار نشین ہو گیا اس وقت کے لوگوں پر جب بھی قحط پڑتا تو وہ اس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں سیراب کر دیتا تھا۔ وہ آدمی وفات پا گیا وہ لوگ اس کے کفن دفن کا انتظام کرنے لگے ابھی وہ یہ کام کر ہی رہے تھے کہ رف رف اسے آ کر لے گیا۔ اس طرح کہ اسے چارپائی پر رکھا اور چارپائی اٹھا کر لے گئے لوگ اسے ہوا میں دیکھ رہے تھے حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور وہ اسے جنت کی طرف لے گئے۔

ملائکہ نے جسم ڈھانپ لیا

۸۱- علاوہ ازیں اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بیہقی اور ابو نعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عروہ سے روایت کیا۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ قید کر لیے گئے۔ عامر بن طفیل نے انہیں کہا کہ کیا آپ اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے کہا ہاں! تو وہ مقتولین کے درمیان گھومنے لگا اور آپ سے ان کے نسب کے متعلق پوچھنے لگا اور کہا کیا ان میں آپ کا کوئی ساتھی کم ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کم ہیں تو اس نے پوچھا کہ ان کا تمہارے ہاں کیا مقام تھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ ہم میں افضل ترین تھے۔ تو اس نے کہا کہ کیا آپ کو خبر نہیں انہیں نیزہ لگا تھا جب نیزہ کھینچا گیا تو انہیں ایک آدمی آسمان پر اٹھا کر لے گیا حتیٰ کہ ہمیں

بالکل نظر نہیں آئے یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور جس آدمی نے انہیں قتل کیا تھا وہ بنو کلاب قبیلے کا جبار بن سلمی تھا۔ وہ ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور اسلام قبول کر لیا اور کہا کہ میں نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے تو حضرت ضحاک نے اس کے اسلام لانے کا واقعہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا واقعہ لکھ بھیجا تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ملائکہ نے ان کے جسم کو ڈھانپ لیا تھا اور علیین میں لے گئے تھے۔

۸۲- علامہ بیہقی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

عامر بن طفیل نے کہا کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ہم نے دیکھا کہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے حتیٰ کہ میں نے انہیں آسمان اور زمین کے درمیان جاتے دیکھا۔

پھر علامہ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری نے صحیح میں روایت کی ہے اور اس کے علاوہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا جسم نہ ملا تو لوگوں نے خیال کیا کہ انہیں ملائکہ نے چھپا لیا ہے۔

۸۳- ابن سعد اور حاکم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور ان کا جسم نہ ملا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ انہیں ملائکہ نے چھپا لیا ہے۔

۸۴- امام سیوطی کہتے ہیں کہ

ظاہر بات یہ ہے کہ ملائکہ کے چھپا لینے سے مراد آسمان میں ان کو غائب کر لینا ہے جیسا کہ پہلی روایت میں ہے کہ ان کا جسم چھپا لیا اور علیین پر لے گئے اور ایسی ہی ایک روایت ہے جسے امام احمد، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جاسوسی کیلئے بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس جگہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھایا گیا تھا وہاں گیا اور میں دشمن کے جاسوسوں سے بھی ڈر رہا تھا میں نے انہیں سولی سے اتارا تو وہ زمین پر گر پڑے پھر میں تھوڑا دور ایک گوشے میں بیٹھ گیا پھر ان کی طرف دیکھا تو مجھے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے ایسے لگ رہا تھا کہ انہیں زمین نگل گئی ہے اور ابھی تک حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا کوئی نشان نہیں ملا۔

یہ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ایسے آدمی ہیں جنہیں ملائکہ نے چھپالیا تھا یا تو آسمان کی جانب اٹھا گئے تھے اور یہ ظاہر ہے یا پھر زمین میں دفن کر دیا تھا۔

اور ابو نعیم نے یقین ظاہر کیا ہے کہ انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا تھا اور پھر کہتے ہیں اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے موازنہ کیا جائے اور کوئی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا تو ہم کہیں گے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بھی اٹھایا گیا تھا اور یہ زیادہ عجیب ہے۔ پھر آپ نے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت خبیب بن عدی اور حضرت علاء بن حضرمی رضوان اللہ علیہم کا قصہ بیان کیا ہے۔

۸۵- جو روایت آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی تائید کرتی ہے وہ یہ ہے کہ امام نسائی، بیہقی اور طبرانی وغیرہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنگ احد میں میری انگلیاں کٹ گئیں تو میں نے کہا کہ اچھا ہوا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم بسم اللہ کہہ دیتے تو تم کو فرشتے آسمان کی طرف اٹھا لے جاتے اور لوگ تمہیں دیکھتے رہتے حتیٰ کہ تو آسمان میں داخل ہو جاتا۔

جنتی کپڑے

۸۶- جو تغیب کے قصہ کی تائید کرتی ہے وہ روایت یہ ہے کہ ابن عساکر نے مختلف طرق سے حضرت عطاء خراسانی سے روایت کیا کہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کسی سفر میں پیٹ کی بیماری لاحق ہوگئی اور آپ وصال پا گئے تو ان کے توشہ دان میں دو کپڑے دیکھے گئے جو کہ دنیا کے کپڑوں کی طرح نہ تھے یا بنی آدم کے بنے ہوئے کپڑوں کی طرح نہ تھے۔ دو آدمی قبر کھودنے گئے اور فوراً واپس آ کے کہا کہ ہمیں ایک کھودی ہوئی قبر مل گئی ہے اور ایسے لگتا ہے کہ ابھی ابھی کسی نے کھودی ہے ہم نے آپ کو کفن پہنا کر دفن کر دیا پھر اس طرف دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا۔

امام احمد نے ''زہد'' میں یہی روایت اتنے اضافے سے بیان کی ہے کہ ہم دفن کر کے چلے گئے پھر ہم میں سے کچھ نے کہا کہ واپس چلیں تا کہ قبر کی حالت دیکھیں جب ہم واپس لوٹے تو وہاں نہ قبر تھی اور نہ کوئی اور نشان تھا۔

۸۷- جو روایت سبز پرندوں کے قصہ کی تائید کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ابن عساکر نے ابوبکر بن ریان

سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں مصر میں حمام غلہ کے پاس کھڑا تھا کہ پاس سے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ گزرا تو میں نے دیکھا کہ ان پر سبز پرندے اڑتے جا رہے تھے اور وہ قبر تک ان کے ساتھ گئے جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو وہ پرندے غائب ہو گئے۔

موت سے پہلے موت کا وقت بتا دیا

۸۸- طاہر بن محمد نے کتاب ''السر المصون فیما اکرم به المخلصون'' میں سلامہ کنانی کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی موت سے پہلے یہ بتا دیا تھا کہ اس سال اس وقت وفات پائیں گے تو وہ اسی وقت فوت ہوئے اور جو سفید پرندے صالحین کے جنازوں پر اڑتے نظر آتے ہیں وہ ان کی چارپائی کے ساتھ اڑ رہے تھے حتیٰ کہ ان کی قبر میں اتر گئے۔

یہ عبارت اس بات کا ثبوت ہے کہ اس قسم کی کرامات صالحین کے جنازوں میں کوئی نئی چیز نہیں بلکہ یہ چیز ہمیشہ ہی سے چلی آ رہی ہے۔

مالک بن علی قلانسی کے تذکرہ میں ہے کہ جب وہ فوت ہو گئے اور ان کا جنازہ ادا کرنے کیلئے انہیں چارپائی پر رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ صحراء اور پہاڑ اور جہاں تک نظر جاتی تھی سفید کپڑوں والے لوگوں سے بھر گئے تھے اور انہوں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز جنازہ ادا کی۔

۸۹- ابو خالد سے روایت ہے کہ

جب عمرو بن قیس کا وصال ہوا تو صحرا ایسے لوگوں سے بھر گیا جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ جب ان کی نماز جنازہ ادا کر کے انہیں دفنا دیا گیا تو صحرا میں کوئی بھی دکھائی نہ دیا سب غائب ہو چکے تھے۔

مردے کی آہ وزاری

۹۰- ابن جوزی نے ''عیون الحکایات'' میں عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک دن میں ایک قبرستان گیا وہاں ایک غمگین انسان کی آواز سنی جو اپنے رب تعالیٰ کو پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے میرے پروردگار! تیرے بندے کا ارادہ تیری طرف ہے اس کی روح تیرے پاس ہے اس کی باگ ڈور تیرے ہاتھ ہے اور اس کا شوق تیری طرف ہے اور اس کی حسرتیں اور تمنائیں تجھ پر ہیں۔ اس کی رات بیدار اور دن اضطراب میں گزرتا ہے۔ آنتیں جل رہی ہیں آنسو

لگاتار بہہ رہے ہیں تیرے دیدار کا مشتاق ہے تیری ملاقات کا شوق ہے تیرے سوا اس کو کوئی چین نہیں تیرے در کے علاوہ کوئی امید نہیں یہ کہہ کر وہ رو پڑا اور اپنا سر اوپر اٹھا کر زور سے چیخ ماری۔ میں نے اسے ہلایا جلایا تو وہ وفات پا چکا تھا۔ میں اس کی نگرانی کر رہا تھا کہ کچھ لوگ اس کے پاس آئے اسے غسل دیا' خوشبو لگائی' کفن دیا' نماز جنازہ ادا کی اور دفن کر دیا اور پھر آسمان کی جانب چلے گئے۔

درندہ غار کی حفاظت کرتا ہے

۹۱- حضرت حسن بصری سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں ایک جنگل میں گیا تو دیکھا کہ ایک غار میں ایک نوجوان کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور ایک درندہ غار کے دروازے پر پہرہ دے رہا ہے۔ میں نے کہا! اے نوجوان تجھے اس درندے سے خوف نہیں آتا؟ تو اس نے جواب دیا کہ درندے سے ڈرنے کے بجائے اگر تو اس کے خالق سے ڈرتا تو یہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ پھر وہ نوجوان درندے کے پاس گیا اور کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے اگر تو تجھے کسی چیز کی اجازت دی گئی تو تجھے تیرا رزق حاصل کرنے سے نہیں روکوں گا۔ اگر یہ بات نہیں تو چلا جا۔ تو وہ درندہ بھاگتا ہوا چلا گیا پھر نوجوان پکارا اے پروردگار! میں تجھے تیری عزت وعظمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ اگر تیرے پاس میرے لیے کوئی بھلائی ہے تو مجھے ابھی اپنے پاس بلا لے۔ ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں واپس آیا اور اپنے کچھ صالح اور پرہیزگار ساتھی اکٹھے کیے تاکہ اس کی تجہیز و تکفین کریں۔ جب ہم واپس غار کے پاس گئے تو اس میں کوئی بھی نہ تھا۔ اسی وقت ایک غیبی آواز آئی کہ اے ابوسعید! لوگوں کو واپس لے جاؤ اس نوجوان کو اوپر اٹھا لیا گیا ہے۔

خوف کی وجہ سے آنکھیں سبز ہو گئیں

۹۲- ابوسعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں احمد بن محمد بن ابی بردہ کے طریق سے روایت کیا کہ ہم سے محمد وزان نے انہوں نے عبید بن سعید سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور اردگرد کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ سبز آنکھوں والا ایک آدمی آیا۔ حضرت حسن بصری نے پوچھا کہ کیا تم پیدائشی طور پر ایسے ہو کہ کوئی بیماری لاحق ہوئی تھی؟ اس نے کہا! اے ابوسعید آپ مجھے نہیں جانتے؟ تو آپ نے کہا کہ تم کون

ہو؟ تو اس نے اپنا تعاراف کرایا جب اس نے اپنا تعارف کرایا تو تمام لوگوں نے اسے پہچان لیا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنا تمام مال اکٹھا کیا اور اسے ایک کشتی میں رکھ کر یمن کی طرف چل پڑا۔ اچانک اتنی تیز آندھی چلی کہ کشتی ڈوب گئی میں ایک تختے پر سوار ہو کر ایک ساحل پر پہنچ گیا۔ وہاں میں چار ماہ تک گھاس پھوس اور درختوں کے پتے کھاتا رہا اور چشموں کا پانی پیتا رہا آخر کار میں نے کہا کہ میں سفر جاری رکھوں گا پھر یا تو ہلاک ہو جاؤں گا یا نجات حاصل کرلوں گا۔ یہ کہہ کر میں چل پڑا تو میں ایک ایسے محل کے سامنے پہنچ گیا جس کی دیواریں چاندی کی تھیں۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اس کے ہر طاقچے میں موتیوں کا بنا ہوا ایک صندوق پڑا ہے اور انہیں تالے لگے ہوئے ہیں جبکہ چابیاں سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک صندوق کھولا تو اندر سے بہت خوبصورت خوشبو آئی اور ان میں کچھ لوگ ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان میں سے بعض کو ہلا جلا کر دیکھا تو وہ مرے ہوئے تھے لیکن زندہ محسوس ہوتے تھے میں نے صندوق کو بند کیا اور باہر آ کر محل کا دروازہ بند کر کے چل پڑا۔ تو اچانک مجھے دو حسین وجمیل گھڑ سوار ملے جو کہ کلیان گھوڑوں پر سوار تھے میں نے انہیں تمام واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا کہ سیدھا چلا جا آگے ایک درخت آئے گا جس کے نیچے باغ ہوگا وہاں تجھے ایک خوبصورت بزرگ نماز پڑھتے ہوئے نظر آئیں گے ان کو یہ واقعہ بتانا وہ تجھے راستہ بتائیں گے۔ میں آگے چل پڑا تو وہ بزرگ نظر آئے میں نے انہیں سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور میرے قصے کے متعلق سوال کیا۔ میں نے تمام واقعہ ان کو بتایا تو وہ محل والا واقعہ سن کر گھبرا گئے اور کہا کہ تو نے پھر کیا کیا؟ میں نے کہا کہ صندوقوں کو تالا لگا کر دروازے بند کر دیئے تھے تو وہ مطمئن ہو گئے اور مجھے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے بادل گزرا تو اس بادل نے کہا۔ اے اللہ کے ولی تم پر سلامتی ہو۔ انہوں نے کہاں جا رہے ہو؟ بادل نے جواب دیا کہ فلاں جگہ جا رہا ہوں۔ ایسے ہی بادل کے بعد بادل وہاں سے گزرتا رہا۔ آخر ایک بادل گزرا تو انہوں کہا کہ کہاں جا رہے ہو؟ بادل نے جواب دیا کہ بصرہ جا رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ اتر آ تو وہ نیچے اتر آیا اور ان کے سامنے آ گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اسے صحیح سالم اس کی منزل پر پہنچا دینا۔ جب میں بادل پر سوار ہوا تو بزرگ سے کہا کہ میں آپ کو اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے آپ کو یہ عزت بخشی سوال کرتا ہوں کہ مجھے محل، گھڑ سواروں اور اپنے بارے میں بتائیے؟ تو انہوں نے کہا کہ محل سمندر کے شہداء کی عزت وتکریم کیلئے ہے۔ ان پر کچھ فرشتے مقرر کیے گئے ہیں جو انہیں سمندر سے نکال کر لاتے ہیں

اور ریشمی کفنوں میں لپیٹ کر ان صندوقوں میں رکھ دیتے ہیں اور گھڑ سوار دو فرشتے ہیں جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سلام کہنے آتے ہیں اور میں خضر ہوں۔ میں نے اللہ رب العزت سے دعا کی ہے کہ وہ میرا حشر حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین کی امت میں کرے۔

پھر اس آدمی نے بیان کیا کہ جب میں بادل پر سوار ہوا تو مجھے بہت زیادہ خوف محسوس ہوا یہاں تک کہ میرا یہ حال ہو گیا کہ جو تم دیکھ رہے ہو۔

شیخ الاسلام ابن حجر نے یہ واقعہ حضرت خضر علیہ السلام کے حالات میں کتاب ''الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ'' میں ذکر کیا ہے۔

☆..........☆..........☆

چالیسواں باب:

مُردوں پر روزانہ ان کے ٹھکانوں کا پیش ہونا

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

"النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا"

ترجمہ: "وہ آگ ہے کہ جس پر صبح وشام حاضر کیے جائیں گے"۔

۱- ابن ابی شیبہ نے حضرت ہذیل سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

آل فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ صبح وشام آگ پر آتی جاتی ہیں تو یہی آگ ان کا ٹھکانہ ہے۔

۲- لالکائی اور اسماعیل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

آل فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ ہر دن میں دو مرتبہ انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور انہیں کہا جاتا ہے کہ یہی آگ تمہارا گھر (ٹھکانہ) ہے اور اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان عالیشان سے یہی مراد ہے۔

"النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا"

ترجمہ: "وہ آگ ہے کہ جس پر صبح وشام حاضر کیے جائیں گے"۔

۳- شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی آدمی مرتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے اگر جنتی ہو تو جنت اور اگر جہنمی ہو تو جہنم اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اٹھا کر اس کی طرف بھیجے گا۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ چیز اس مومن کے ساتھ خاص ہے جس کو عذاب نہیں ہوگا اور بعض نے اس کا انکار کیا ہے اور اس بات کا احتمال ہے کہ وہ مومن جسے عذاب ہوگا اسے اس کے دونوں

ٹھکانے بیک وقت یا دو وقتوں میں دکھائے جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ٹھکانے کا پیش کیا جانا فقط روح پر ہوگا اور یہ بھی جائز ہے کہ روح کے ساتھ بدن کے کسی حصے پر بھی پیش کیا جائے اور تمام جسم بمعہ روح پر پیش کیا جانا بھی جائز ہے اس وقت مردے کی طرف روح لوٹادی جائے گی جیسے سوال و جواب کے وقت لوٹائی جاتی ہے۔

۴- ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے اللہ رب العزت کے مندرجہ ذیل فرمان عالیشان کی تشریح نقل کرتے ہوئے روایت کیا ہے۔

"النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا"

ترجمہ: ''وہ آگ ہے کہ جس پر صبح و شام حاضر کیے جائیں گے''۔

فرماتے ہیں کہ قیامت ہونے تک ہر دن ان پر صبح و شام ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔

۵- لالکائی نے ''السنۃ'' میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث نقل کی ہے کہ

جب بھی کوئی بندہ فوت ہوتا ہے تو اس کی روح پر صبح و شام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ (آگے ۳ نمبر حدیث کے الفاظ ذکر کیے ہیں)

۶- ہناد نے ''زہد'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''انسان پر قبر میں صبح و شام اس کا جنتی یا جہنمی ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پکار!

۷- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

آپ رضی اللہ عنہ صبح و شام بلند آواز سے پکارتے تھے۔ دن کے ابتدائی حصے میں پکارتے تھے کہ رات گزر گئی اور دن آ گیا اور آل فرعون کو آگ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ تو جو بھی آپ کی پکار سنتا تھا عذاب الٰہی سے پناہ مانگتا تھا اور شام کو آپ پکارتے کہ دن گزر گیا اور رات آ گئی اور آل فرعون کو آگ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ تو جو بھی آپ کی پکار سنتا تھا عذاب الٰہی سے پناہ مانگتا تھا۔

۸- ابن ابی الدنیا نے کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں حضرت اوزاعی سے روایت کیا کہ آپ سے عسقلان کے ساحل پر ایک آدمی نے پوچھا کہ اے ابو عمرو! ہم کچھ سیاہ پرندے سمندر سے نکلتے دیکھتے ہیں اور شام کے وقت سفید پرندے نکلتے دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم

یہ چیز سمجھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ یہ آل فرعون کی روحیں ہیں جو ان پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے تو آگ انہیں جھلسا دیتی ہے اور ان کے پر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ پر گر جاتے ہیں پھر وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں تو آگ انہیں جھلسا دیتی ہے اور ایسا قیامت تک ہوتا رہے گا اور انہیں کہا جائے گا اے آل فرعون! سخت ترین عذاب میں داخل ہو جاؤ۔

☆..........☆..........☆

اکتالیسواں باب:

زندوں کے اعمال کا مردوں پر پیش کیا جانا

مردے زندوں کے لئے دعا کرتے

۱- امام احمد، حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں اور ابن مندہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارے اعمال تمہارے مردہ عزیز و اقارب اور رشتہ داروں پر پیش جاتے کیے ہیں اگر تو اچھے اعمال ہوں تو خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو کہتے ہیں کہ اے اللہ رب العزت! انہیں اس وقت تک موت مت دینا حتیٰ کہ انہیں بھی اسی طرح ہدایت عطاء فرمائے جیسے ہمیں ہدایت عطاء فرمائی۔

۲- طیالسی نے ''مسند'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے اعمال تمہارے عزیز و اقارب پر ان کی قبروں میں پیش کیے جاتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو کہتے ہیں کہ اے اللہ رب العزت! انہیں اپنی اطاعت کی توفیق عنایت فرما''۔

۳- ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

تمہارے اعمال مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں اگر تو اچھے اعمال دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں اور بشارت دیتے ہیں اور اگر برے اعمال دیکھیں تو کہتے ہیں کہ اے اللہ رب العزت! اسے اس سے پھیر دے۔

اللہ ستار العیوب ہے

۴- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں، حکیم ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم بن میسرہ

سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں جہاد پر گئے تو حضرت قاص کے پاس سے گزرے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ جب بندہ دن کے ابتدائی حصے میں کوئی عمل کرتا ہے تو شام کے وقت اہل آخرت میں سے اس کے عزیز واقرباء پر وہ عمل پیش کیا جاتا ہے اور جب دن کے آخری حصے میں کوئی عمل کرتا ہے تو صبح کے وقت اہل آخرت میں سے اس کے عزیز واقارب پر وہ عمل پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا کہہ رہے ہو۔ تو انہوں نے کہا' واللہ! سچ کہہ رہا ہوں۔ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ رب العزت میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں مجھے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اس عمل کی بناء پر رسوا نہ فرمانا جو عمل ان کے بعد کیا ہے تو حضرت قاص نے کہا کہ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ امور ولایت کسی کے سپرد فرماتا ہے تو اس کے عیوب چھپالیتا ہے اور اس کے اچھے عمل کی تعریف فرماتا ہے۔

پیر اور جمعرات کو بارگاہِ الٰہی میں اعمال کی پیشی

۵- حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں عبدالغفور بن عبدالعزیز سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور والدین پر پیش کیے جاتے ہیں تو نیکیاں دیکھ کر وہ خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ پس اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اذیت نہ دو۔

۶- حکیم ترمذی' ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المنامات'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ! اللہ! اپنے قبروں والے بھائیوں کو اذیت نہ دو کیونکہ ان پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

مردوں کو رسوا نہ کرو

۷- ابن ابی الدنیا اور اصبہانی نے ''ترغیب'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے برے اعمال سے اپنے مردوں کو رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارے اعمال اہل قبور میں سے تمہارے عزیز و اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں''۔

۸- ابن ابی الدنیا' ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت احمد بن عبداللہ بن ابی حواری سے روایت کیا' فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے بھائی محمد بن عبداللہ نے بیان کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عباد الخواص امیر فلسطین ابراہیم بن صالح ہاشمی کے پاس گئے تو ابراہیم نے ان سے کہا کہ مجھے نصیحت فرمائیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زندہ لوگوں کے اعمال ان کے مردہ عزیز و اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں تو آپ دیکھیں کہ آپ رسول نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا کون سا عمل پیش کر رہے ہیں۔

۹- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے ماموں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے جب ملاقات کروں تو انہیں ناپسند ہوں۔

۱۰- ابن مبارک اور اصبہانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

تمہارے اعمال تمہارے مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں تو وہ یا تو خوش ہوتے ہیں یا غمگین ہوتے ہیں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کوئی ایسا عمل کروں جو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو رسوا کرے۔

جہنمی کو بھی عزیز و اقارب کی خبر پہنچتی ہے

۱۱- ابن مبارک نے حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس سے روایت کیا کہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنی بھتیجی کے پاس جانے کی اجازت طلب کی ان کی بھتیجی حضرت عثمان بن عبداللہ کی بیوی اور حضرت عمرو بن اوس کی بیٹی تھی۔ حضرت عثمان نے انہیں اجازت دے دی تو وہ ان کے گھر میں داخل ہوئے اور کہا کہ تمہارے خاوند کا تمہارے ساتھ سلوک کیسا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جتنا اچھا سلوک کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔ تو آپ نے کہا کہ اے عثمان! اچھا سلوک کیا کرو کیونکہ جب بھی آپ اس سے کوئی بات کرتے ہیں تو اس کی خبر عمرو بن اوس کو ہوتی ہے۔ تو حضرت عثمان نے کہا کہ کیا مردوں کو بھی زندوں کی خبریں پہنچتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں! جو آدمی جہنمی بھی ہوتا ہے تو اسے بھی اس کے عزیز و اقارب کی خبریں پہنچتی ہیں اگر تو وہ اچھی

خبر ہو تو فرحت و مسرت محسوس کرتے ہیں اور مبارکباد دیتے ہیں اور اگر بری ہو تو غمگین ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی مر گیا ہے؟ اور انہیں کہا جائے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں! اسے اس کے اصل ٹھکانے ہاویہ میں لے جایا گیا ہے۔

۱۲- ابن ابی الدنیا نے ابوبکر بن عیاش کے طریق سے بنو اسد قبیلے کے گورکن سے روایت کیا' وہ کہتا ہے کہ

ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ کسی آدمی کی ایک قبر سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! تو اس نے کہا جابر! کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ کل ہماری والدہ صاحبہ ہمارے پاس آئیں گی تو عبداللہ نے کہا کہ انہیں کیا فائدہ ہوگا وہ ہمارے پاس نہ ہی آتیں۔ ہمارا باپ ان پر غصے ہوا اور قسم اٹھائی کہ ان کا جنازہ نہیں پڑھے گا۔ اگلے دن میرے پاس ایک آدمی آیا اور مجھے کہا کہ ان دونوں قبروں کے درمیان میری قبر کھودو اور وہ دونوں قبریں وہی تھیں جن سے میں نے گفتگو سنی تھی۔ تو میں نے کہا کہ ان کا نام جابر اور عبداللہ ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا ہاں! تو میں نے جو کچھ سنا تھا اسے بتایا اور پوچھا کہ کیا ایسا ہی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں! میں نے اس کا جنازہ نہ پڑھنے کی قسم کھائی تھی لیکن اب میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے اس کی نماز جنازہ ادا کروں گا۔

والد سے قبر میں صلہ رحمی

۱۳- ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جس سے تیرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اس سے تو بھی صلہ رحمی اختیار کر کیونکہ میت سے اس کی قبر میں صلہ رحمی یہی ہے کہ جس سے تیرا والد صلہ رحمی کرتا تھا تو بھی اس سے صلہ رحمی کرے۔

والد کے بھائیوں سے صلہ رحمی

۱۴- ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو یہ بات پسند کرتا ہو کہ اپنے والد سے اس کی قبر میں صلہ رحمی کرے تو اسے اپنے والد کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرنی چاہیے"۔

اولاد پر والدین کے چار حقوق

۱۵- ابوداؤد اور ابن حبان نے ابواسید ساعدی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسی نیکی باقی ہے کہ جو میں اپنے والد کی موت کے بعد ان کیلئے سرانجام دوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! تم پر چار حقوق باقی ہیں۔

(i) ان کیلئے دعا کیا کرو۔

(ii) ان کا کیا ہوا وعدہ پورا کرو۔

(iii) ان کے دوستوں کی عزت کرو۔

(iv) اور جن سے تمہارے والدین صلہ رحمی کرتے تھے تم بھی ان سے صلہ رحمی کرو۔

☆..........☆..........☆

بیالیسواں باب:

روح کو اعلیٰ مقام حاصل کرنے سے روکنے والے اعمال

قرض کے باعث روح لٹکتی ہے

۱- ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آدمی کی روح اس کے قرض کے باعث لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ قرض ادا کر دیا جائے۔

علماء کرام کہتے ہیں کہ لٹکے رہنے سے مراد یہ ہے کہ اسے مقام کریم پر جانے سے روک دیا جاتا ہے۔

قرض کی وجہ سے روح قبر میں رہن رکھی ہے

۲- طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی کا جنازہ لایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہاں! تو ارشاد فرمایا کہ ایک ایسا آدمی جس کی روح قبر میں رہن رکھی ہوئی ہے آسمان کی طرف نہیں جا سکتی میرے جنازہ پڑھانے سے اسے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر کوئی آدمی اس کے قرض کا ضامن ہوتا ہے تو میں اس کا جنازہ پڑھاتا ہوں کیونکہ اس صورت میں اسے فائدہ ہوگا۔

قرض جنت میں داخل سے روکے ہوئے ہے

۳- طبرانی نے ''اوسط'' میں بیہقی نے اور اصبہانی نے ''ترغیب'' میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور ارشاد فرمایا کہ کیا یہاں فلاں قبیلے کا کوئی آدمی ہے۔ تمہارا ساتھی جنت کے دروازے پر قرض کے باعث روک لیا گیا ہے۔ اگر چاہتے ہو تو فدیہ دے کر اسے چھڑا لو۔ اگر چاہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے حوالے کر دو۔

مقروض کی نماز جنازہ

۴- امام احمد اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

ایک آدمی فوت ہو گیا اس پر دو دینار قرض تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قرض کی ذمہ داری اٹھالی تب آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر ایک دن بعد پوچھا کہ ان دو دیناروں کا کیا بنا؟ تو انہوں نے عرض کی کہ گزشتہ کل وہ آدمی فوت ہوا تھا اور آنے والے کل میں نے اس کا قرض ادا کر دیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب اسے ٹھنڈک حاصل ہو گئی ہے۔

۵- بزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم ﷺ نے نماز فجر پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ کیاں یہاں بنو ہذیل قبیلے کا کوئی آدمی ہے۔ تمہارا ایک ساتھی قرض کے باعث جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے۔

۶- امام احمد نے سعید بن اطول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہمارے والد وفات پا گئے اور تین سو درہم' اولاد اور قرض ترکہ چھوڑا تو میں نے ارادہ کیا کہ یہ مال اہل وعیال پر خرچ کروں تو رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا باپ قرض کے باعث قید ہے اس کا قرض ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ سے تنہائی کی شکایت

۷- طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جس آدمی پر قرض ہو وہ قرض کے باعث قید کر لیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی تنہائی کی شکایت کرتا ہے۔

قرض کے باعث کنویں میں قید

۸- ابن ابی الدنیا نے کتاب ''من عاش بعد الموت' میں حضرت شیبان بن حسن سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرے والد صاحب اور عبدالواحد بن زید جہاد پر گئے تو راستے میں انہوں نے ایک وسیع گہرا کنواں دیکھا۔ اس کنویں میں سے آہستہ سی غمزدہ آواز آرہی تھی۔ ان میں سے ایک اس کنویں پر گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی ایک تختے پر بیٹھا ہوا ہے اور تختے کے نیچے پانی ہے۔ کنویں پر جانے والے نے کہا کہ کیا تو جن ہے یا انسان؟ تو اس آدمی نے جواب دیا کہ انسان ہوں۔ اس نے پوچھا کہ

تیرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں انطا کیہ کا رہنے والا ہوں اور میری موت واقع ہو چکی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرض کی وجہ سے مجھے یہاں قید کر دیا ہے۔ انطا کیہ میں میرے کچھ جاننے والے ہیں جو مجھے یاد تو کرتے ہیں لیکن میرا قرض ادا نہیں کرتے تو کنویں پر جانے والے نے اپنے ساتھی سے کہا کہ جہاد تو کرتے ہی رہیں گے چلو اس کا قرض ادا کریں۔ تو انہوں نے انطا کیہ جا کر اس کا قرض ادا کیا۔ پھر اسی جگہ واپس آئے جہاں کنواں تھا تو وہاں نہ ہی کنواں تھا اور نہ ہی کچھ اور چیز تھی۔ تو انہوں نے وہیں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ رات کو وہ آدمی انہیں خواب میں ملا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ مجھے میرے رب نے جنت کے فلاں حصے میں پہنچا دیا ہے جونہی تم نے میرا قرض ادا کیا۔

☆............☆............☆

تینتالیسواں باب:

وصیت کے متعلق

وصیت نہ کرنا

۱- ابوالشیخ ابن حیان نے ''کتاب الوصایا'' میں حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ

جو آدمی وصیت نہیں کرتا اسے مردوں سے کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی' یارسول اللہ! کیا مردے باہم کلام کرتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! اور باہم ملاقات بھی کرتے ہیں۔

وصیت نہ کرنا مانعِ کلام

۲- ابواحمد اور حاکم نے ''الکنیٰ'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ

جو بغیر وصیت کیے فوت ہوگیا اسے قیامت تک کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی' یارسول اللہ! کیا قیامت سے پہلے مردے کلام کرتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! اور ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔

بہت بڑا شر

۳- ابن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن خالد بن زید انصاری کے طریق سے بصرہ کے ایک گورکن سے روایت کیا' وہ گورکن کہتا ہے کہ

ایک دن میں نے ایک قبر کھودی اور اس کے قریب ہی سو گیا تو خواب میں مجھے دو عورتیں ملیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم کہ اس عورت کو مجھ سے دور رکھنا اور ہمارے پڑوس میں دفن نہ کرنا۔ میں گھبرا کر بیدار ہوگیا تو دیکھا کہ ایک عورت کا جنازہ لایا جا رہا ہے۔ میں نے جنازہ لانے والوں سے کہا کہ دوسری قبر پر لے جاؤ اور انہیں دوسری قبر پر بھیج دیا۔ رات کو وہ دونوں عورتیں پھر خواب میں آئیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطاء فرمائے تو نے ہم سے بہت بڑا شر دور کر دیا۔ میں نے پوچھا کہ جیسے تو مجھ سے گفتگو کر رہی ہے تیری

ساتھی عورت اس طرح نہیں بول رہی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ بغیر وصیت کیے فوت ہو گئی تھی اور جو بغیر وصیت کیے فوت ہو جائے وہ قیامت تک کلام نہیں کر سکتا۔

گونگی عورت!

۴- دیلمی نے ابن ہدبہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خواب میں میں نے دو عورتیں دیکھیں۔ان میں سے ایک کلام کر رہی تھی جبکہ دوسری نہیں کر رہی تھی حالانکہ وہ دونوں جنتی تھیں۔ میں نے ایک عورت سے پوچھا کہ تو تو کلام کر رہی ہے جبکہ یہ کلام نہیں کر رہی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے وصیت کی تھی جبکہ یہ بغیر وصیت کیے مر گئی تھی تو اب قیامت تک کلام نہیں کرے گی۔

☆............☆............☆

چوالیسواں باب:

زندوں اور مُردوں کی ارواح کا خواب میں ملاقات کرنا

اس کے متعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اثر گزر چکا ہے۔
علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ
اس مسئلہ کے شواہد بے حد و بیشمار ہیں اور حس مشاہدہ اس کے عظیم شواہد میں سے ہے تو زندوں اور مردوں کی ارواح باہم ملاقات کرتی ہیں جیسا کہ زندوں کی ارواح ملاقات کرتی ہیں۔
اور اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

''اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسك التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض فرمالیتا ہے اور جو نہیں مرے انہیں ان کی نیند میں قبض فرمالیتا ہے پس جن پر موت کا فیصلہ ہو چکا انہیں روک لیتا ہے اور دوسروں کو مقرر وقت تک کیلئے واپس بھیج دیتا ہے''۔

۱- بقی بن مخلد، ابن مندہ نے ''کتاب الروح'' میں اور طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے بارے میں روایت کیا، فرماتے ہیں:
مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زندوں اور مردوں کی ارواح خواب میں باہم ملاقات کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے حال احوال پوچھتی ہیں۔ تو اللہ رب العزت مردوں کی ارواح کو روک لیتا ہے اور زندوں کی ارواح کو ان کے جسموں کی طرف بھیج دیتا ہے۔

۲- ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اللہ رب العزت کے فرمان عالیشان ''والتی لم تمت فی منامها'' کے متعلق روایت کیا، فرماتے ہیں:
اللہ تعالیٰ اسے اس کی نیند میں قبض فرمالیتا ہے تو زندہ آدمی کی روح اور مردہ آدمی کی روح ملاقات کرتی ہے اور وہ دونوں باہم گفتگو کرتی ہیں اور متعارف ہوتی ہیں۔ پھر زندہ آدمی کی روح

دنیا میں اپنی باقی عمر گزارنے کیلئے اپنے جسم کی طرف لوٹ آتی ہے اور مردہ آدمی کی روح اپنے جسم کی طرف لوٹنا چاہتی ہے تو اسے روک لیا جاتا ہے۔

مشرق ومغرب کے درمیان رسّی

۳۔ جویبر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے متعلق روایت کیا' فرماتے ہیں:

زمین و آسمان کے درمیان مشرق سے لے کر مغرب تک ایک رسی تنی ہوئی ہے تو مردوں اور زندوں کی ارواح اس رسی کی طرف جاتی ہیں اور زندہ کی روح مردہ روح سے مل جاتی ہے پھر زندہ کی روح کو اپنے جسم کی طرف لوٹنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنا رزق پورا کرلے اور مردہ کی روح کو روک لیا جاتا ہے۔

۴۔ کتاب ''الفردوس'' میں ہے کہ

جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کی روح سے ایک سال اس کے گھر کے گرد اور ایک سال اس کی قبر کے گرد چکر لگوایا جاتا ہے پھر اس رسی تک پہنچادیا جاتا ہے جہاں زندوں اور مردوں کی ارواح آپس میں ملاقات کرتی ہیں۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

ارواح کی آپس میں ملاقات کی دلیل یہ ہے کہ زندہ آدمی مردے کو خواب میں دیکھتا ہے تو میت اسے غیبی امور کی خبر دیتی ہے تو جو وہ خبر دیتی ہے اسی طرح واقع ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابومحمد خلف بن عمرو عکبری نے ''فوائد'' میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابوجعفر محمد بن صالح بن رافع بن دریح عکبری نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن بہرام نے بیان کیا کہ ہم سے اشجعی نے انہوں نے شیخ سے اور شیخ نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا' فرماتے ہیں کہ

مردہ جو چیز تم سے خواب میں بیان کرے وہ حق ہے کیونکہ وہ حق کے گھر میں ہوتا ہے۔

۵۔ ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی نے کتاب ''عیون الحکایات'' میں اپنی سند کے ساتھ شہر بن حوشب سے روایت کیا کہ

حضرت صعب بن جثامہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما آپس میں بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔ حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے کہا' اے میرے بھائی! ہم میں سے جو بھائی پہلے وفات پائے تو وہ دوسرے سے خواب میں ملے۔ حضرت عوف نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر حضرت صعب وفات پاگئے تو حضرت عوف نے انہیں خواب میں دیکھا

تو پوچھا کہ آپ سے کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تھوڑی تکلیف کے بعد مجھے بخش دیا گیا۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ رنگ کا چمکتا ہوا طوق سا دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے فلاں یہودی سے دس دینار قرض لیا تھا یہ انہی کا طوق ہے وہ دینار میرے گھر میں میرے ترکش میں پڑے ہوئے ہیں تم وہ دینار یہودی کو لوٹا دینا اور جان لے کہ میری موت کے بعد میرے گھر میں جو واقع بھی ہوا ہے مجھے اس کی خبر مل گئی ہے یہاں تک کہ چند دن ہوئے ہماری بلی مرگئی ہے اور میری بیٹی چھ دن بعد فوت ہو جائے گی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

حضرت عوف کہتے ہیں کہ صبح کو میں ان کے گھر گیا تو ان کا ترکش دیکھا۔

اسے نیچے اتار کر دیکھا تو اس میں ایک تھیلی میں دس دینار پڑے ہوئے تھے میں وہ لے کر یہودی کے پاس گیا اور کہا کہ کیا صعب کے ذمے تمہاری کچھ چیز تھی؟ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صعب پر رحم کرے وہ رسول نبی کریم ﷺ کے بہترین صحابی تھے میں نے انہیں دس دینار ادھار دیئے تھے۔ تو یہ سن کر میں نے وہ دینار اس کو دے دیئے۔ تو اس نے کہا کہ قسم بخدا! یہ تو بعینہٖ وہی ہیں۔ پھر میں نے ان کے گھر والوں سے کہا کہ کیا صعب کی موت کے بعد تمہارے گھر میں کوئی واقعہ ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! یہ یہ واقعہ ہوا ہے وہ واقعات بیان کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے بلی کی موت کا بھی ذکر کیا تو میں نے پوچھا کہ میری بھتیجی کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ کھیلنے گئی ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور اسے ہاتھ لگایا تو اسے بخار تھا۔ میں نے کہا کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ پھر وہ چھٹے دن فوت ہوگئی۔

۶۔ ابن مبارک نے ''زہد'' میں حضرت عطیہ بن قیس سے اور انہوں نے حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت عوف رضی اللہ عنہ محلم نام کے ایک آدمی کے بھائی بنے ہوئے تھے۔ جب محلم قریب المرگ ہوئے تو عوف ان کے پاس گئے اور کہا اگر آپ وفات پا جائیں تو ہمیں آ کر جو کچھ آپ کے ساتھ ہو وہ کچھ بتانا۔ تو محلم نے کہا اگر ایسا ہو سکا تو کروں گا پھر آپ وفات پا گئے۔ حضرت عوف نے انہیں ایک سال بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اے محلم! تیرے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں پورا پورا اجر دیا گیا۔ تو حضرت عوف نے پوچھا کہ کیا سب کو پورا پورا اجر دیا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سوائے ایک آدمی کے جو کہ بدکار تھا اور احراض کا رہنے

والا تھا اس کے علاوہ سب کو پورا پورا اجر دیا گیا ہے اور اللہ کی قسم مجھے تو پورا پورا اجر دیا گیا حتیٰ کہ میری وفات سے ایک دن پہلے میری بلی گم ہوگئی اس کا بھی اجر دیا گیا ہے۔ صبح کو حضرت عوف ان کی بیوی کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ محلم کے بعد صعب کے ملاقاتی کو خوش آمدید۔ تو حضرت عوف نے کہا کہ جب سے محلم کی وفات ہوئی ہے تو نے انہیں دیکھا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ کل رات دیکھا تھا اور وہ مجھ سے میری بیٹی اپنے ساتھ لے جانے کیلئے جھگڑ رہے تھے۔ تو حضرت عوف نے جو کچھ دیکھا تھا اسے بتایا اور بلی کے گم ہونے کا بھی ذکر کیا۔ تو اس نے کہا کہ مجھے تو بلی کے بارے میں علم نہیں ہاں ہمارا خادم جانتا ہوگا۔ تو انہوں نے خادم کو بلا کر پوچھا تو اس نے کہا کہ محلم کی موت سے ایک دن پہلے بلی گم ہوگئی تھی۔ (اور محلم حضرت صعب کا بھائی اور جثامہ کا بیٹا ہے)

شہید نے زرہ کا چور پکڑا دیا

۷۔ ابوالشیخ ابن حیان نے ''کتاب الوصایا'' میں، حاکم نے ''مستدرک'' میں، بیہقی نے ''الدلائل'' میں اور ابونعیم نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ مجھ سے ثابت بن قیس بن شماس کی بیٹی نے بیان کیا کہ

میرے والد حضرت ثابت جنگ یمامہ کے دن شہید ہوگئے۔ انہوں نے ایک خوبصورت زرہ پہن رکھی تھی۔ پاس سے ایک مسلمان آدمی گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی۔ تو حضرت ثابت ایک دوسرے مسلمان کو جو کہ سویا ہوا تھا خواب میں ملے اور کہا کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اور اسے خواب ہی مت سمجھنا کہ جب میں قتل ہوا تو ایک مسلمان نے میرے پاس سے گزرتے ہوئے میری زرہ اتار لی۔ اس کا خیمہ تمام لوگوں کے آخر میں ہے اور خیمے کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے اس نے زرہ پر پتھر کی ہانڈی رکھی ہوئی ہے اور اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کہ اس سے میری زرہ لے لیں اور جب واپس مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں تو انہیں کہیں کہ میرے ذمے فلاں آدمی کا اتنا قرض ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ تو اس آدمی کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس سے زرہ منگوالی۔ پھر واپس آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کا خواب بیان کیا تو انہوں نے ان کی وصیت کو جائز قرار دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ثابت بن قیس کے علاوہ کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتے جس کی

موت کے بعد اس کی وصیت کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

نماز جمعہ جنت میں

۸- حاکم نے ''مستدرک'' میں اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت کثیر بن صلت سے روایت کیا' فرماتے ہیں کہ

جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن آپ پر اونگھ طاری ہوئی جب بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ جمعۃ المبارک ہمارے ساتھ پڑھیں گے۔

افطاری جنت میں

۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت یہ بیان کیا کہ آج رات میں نے خواب میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! افطاری ہمارے ساتھ کرنا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی دن شہید ہو گئے۔

فتنے کے وقت کیا کریں

۱۰- امام حاکم نے حضرت حسین بن خارجہ سے روایت کیا کہ

جب پہلا فتنہ برپا ہوا تو میں بہت پریشان تھا۔ میں نے دعا کی اے اللہ! مجھے حق کی راہ دکھا کہ اسے اختیار کروں۔ تو میری دعا قبول ہوئی اور مجھے دنیا و آخرت دکھائی دی اور اس کے درمیان چھوٹی سی دیوار تھی۔ میں نے سوچا کہ اس دیوار کو پھلانگ کر اشجع کے مقتولین کو دیکھوں کہ وہ مجھے خبر دیں۔ میں نے وہ دیوار عبور کی تو میں درختوں والی زمین میں کھڑا تھا۔ وہاں ایک گروہ کو بیٹھا دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تم شہداء ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ملائکہ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ شہداء کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مقام اعلیٰ پر چلے گئے ہیں۔ تو میں کچھ درجے اوپر گیا جن کا حسن اور وسعت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ وہاں میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ میری امت کیلئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔ خون بہائے ہیں اور اپنے امام کو شہید کر ڈالا ہے' کاش! وہ اسی طرح کرتے جیسے میرے دوست سعد نے کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطا فرمائے گا۔ میں جا کر

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملوں گا اور ان کی رائے پوچھ کر ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ لہٰذا میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت سعد بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوست نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے۔ میں نے پوچھا کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ تیرے پاس بکریاں ہیں میں نے کہا کہ نہیں تو انہوں نے کہا کہ کچھ بکریاں خرید کر انہیں چراؤ تا کہ تیرے لیے معاملہ صاف ہو جائے۔

حضرت حسین علیہ السلام کی قتل گاہ

۱۱- امام حاکم اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت سلمٰی سے روایت کیا' فرماتی ہیں:

میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا ہے آپ کے سر انور اور داڑھی مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! کیا معاملہ ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی حضرت حسین علیہ السلام کی قتل گاہ کا مشاہدہ کیا ہے۔

عذاب یافتہ عورت کو پانی پلانے سے ہاتھ شل ہو گیا

۱۲- امام حاکم نے حضرت معمر سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے میرے شیخ نے بتایا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟ تو اس نے عرض کی۔ میرے والدین میں سے میرے والد بہت مالدار اور مشہور تھے اور میری والدہ کے پاس کچھ نہ تھا۔ انہوں نے صرف ایک بار صدقہ کیا جب ہم نے ایک گائے ذبح کی تو انہوں نے ایک مسکین کو کچھ چربی دی اور اسے کپڑے کا ایک ٹکڑا دیا۔ پھر میرے والدین وفات پا گئے۔ میں نے اپنے باپ کو ایک نہر پر دیکھا۔ وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا کہ ابا جان! کیا میری امی جان کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں تو میں نے انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا تو دیکھا کہ وہ عریاں کھڑی ہیں سوائے کپڑے کے ایک ٹکڑے کے ان پر کچھ نہیں تھا اور ہاتھ میں چربی کا ٹکڑا تھا وہ ٹکڑا دوسرے ہاتھ پر مارتیں اور جو کچھ ہاتھ پر لگتا اسے چوس لیتیں اور ساتھ یہ کہتیں۔ ہائے پیاس' ہائے پیاس۔ میں نے پوچھا کہ امی جان! آپ کو پانی پلاؤں؟ تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں! ضرور پلاؤ تو میں والد صاحب کے پاس گئی اور ان سے پانی کا ایک برتن لے کر اپنی والدہ کو پلایا۔ تو کچھ لوگ جو ان کے ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ اسے

کس نے پانی پلایا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ شل کر دے۔ جب میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔

☆............☆............☆

فصل:

اس تحقیق میں کہ زندہ آدمی کی روح نیند میں نکل کر جہاں اللہ چاہے جاتی ہے اور دیگر ارواح سے ملاقات کرتی ہے

۱- حاکم نے ''مستدرک'' میں طبرانی نے ''اوسط'' میں اور عقیلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوالحسن رضی اللہ عنہما آدمی خواب دیکھتا ہے تو ان میں کچھ سچے ہوتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ تو آپ نے کہا کہ ہاں میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ

جب بھی کوئی عورت یا مرد سوتا ہے اور نیند گہری ہوتی ہے تو اس کی روح عرش کی جانب بلند ہوتی ہے۔ تو جو روح عرش کے پاس جا کر بیدار ہوتی ہے تو اس کی خواب سچی ہوتی ہے اور جو عرش کے پاس پہنچنے سے پہلے بیدار ہو جاتی ہے اس کی خواب جھوٹی ہوتی ہے۔

روح کا آسمان کی طرف جانا

۲- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ارواح نیند میں آسمان کی جانب بلند ہوتی ہیں تو انہیں عرش الٰہی کے پاس سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو جو روح پاکیزہ ہو وہ عرش الٰہی کے قریب سجدہ کرتی ہے اور جو پاکیزہ نہ ہو وہ عرش الٰہی سے دور سجدہ کرتی ہے۔

روح کو سجدے کی اجازت

۳- ابن مبارک نے ''زہد'' میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح کو عرش الٰہی کی جانب لے جایا جاتا ہے اگر تو وہ پاکیزہ

روح ہوتو اسے وہاں سجدے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اگر ناپاک (جنبی) ہوتو اسے سجدے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

خواب میں اللہ تعالیٰ سے کلام

۴۔ حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن بندہ خواب میں اللہ رب العزت سے کلام کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ

۵۔ امام نسائی نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ میں نے یہ خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک روح دوسری روح سے ملاقات کرتی ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہیں کہ

بیدار (یقظہ) روح کی اللہ تعالیٰ نے یہ عادت بنائی ہے کہ جب وہ جسم میں ہوتی ہے تو انسان بیدار رہتا ہے اور جب جسم سے نکل جاتی ہے تو انسان سو جاتا ہے اور جب یہ روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو خواب دیکھتی ہے اگر تو آسمان میں خواب دیکھے تو خواب سچے ہوتے ہیں کیونکہ شیطان آسمانوں پر نہیں جا سکتا اور اگر آسمان پر خواب نہ دیکھے تو یہ شیطان کا القاء کیا ہوا خواب ہوگا اور جب واپس جسم میں لوٹتی ہے تو انسان پہلے کی طرح بیدار ہو جاتا ہے۔

حضرت عکرمہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ

جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح ایک رسی پر چلتی ہے اور اس رسی کا تعلق انسانی جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو وہ روح جہاں اللہ چاہتا ہے پہنچ جاتی ہے اور چلتی رہتی ہے جبکہ انسان سویا رہتا ہے اور جب انسانی جسم کی طرف لوٹتی ہے تو انسان بیدار ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ سورج کی شعاع زمین پر ہوتی ہے اور اس کا تعلق قرص (ٹکیہ) سورج سے بھی ہوتا ہے۔

ابن مندہ نے بعض علماء کرام سے روایت کیا کہ

روح انسان کے نتھنوں سے نکل جاتی ہے اور اس کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے اگر تو بالکل

جدا ہو جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ اگر چراغ سے اس کی بتی نکال دی جائے تو چراغ بجھ جائے گا کیونکہ آگ کا مرکز تو بتی ہوتی ہے جبکہ روشنی پورے گھر میں ہوتی ہے۔ اسی طرح روح بھی انسان کے سوتے ہوئے نتھنوں سے نکل جاتی ہے اور عالم ملکوت میں گھومتی پھرتی ہے اور جو وہ دیکھنا چاہتی ہے روحوں پر مقرر فرشتہ اسے دکھاتا ہے پھر اسے واپس جسم میں لوٹا دیتا ہے۔

ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا کہ

ان سے پوچھا گیا کہ آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ خراسان میں ہے یا شام میں ہے یا اجنبی زمین میں۔ تو آپ نے کہا کہ یہ چیز روح دیکھتی ہے اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے یعنی روح جسم سے لٹکی ہوتی ہے جب انسان بیدار ہوتا ہے تو نفس انسانی روح کو کھینچ لیتا ہے۔

حضرت عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان عالیشان کے بارے میں مروی ہے۔

"ھو الذی یتوفاکم باللیل"

ترجمہ: ''یعنی وہی ہے وہ ذات جو تمہیں رات کے وقت موت دیتی ہے''۔

فرماتے ہیں کہ

ہر رات اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو قبض کر لیتا ہے اور ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ اس کے ساتھی نے دن کو کیا عمل کیا۔ پھر ملک الموت کو بلا کر حکم دیتا ہے کہ فلاں فلاں روح قبض کر لو۔

☆..........☆..........☆

پینتالیسواں باب:

مردوں کو خواب میں دیکھنا اور ان سے سوال کرنا وغیرہ

احراض کے علاوہ سب کی بخشش

۱- ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المنامات'' اور ابن سعد نے ''طبقات'' میں محمد بن زیاد الھانی سے روایت کیا کہ

عصف بن حرث نے عبداللہ بن عائذ شمالی صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ قریب المرگ تھے۔ اگر ہمیں اپنے حالات سے آگاہ کر سکیں تو ہمیں بتایئے گا کہ موت کے بعد آپ سے کیا معاملہ ہوا۔ تو وہ کچھ عرصے بعد انہیں خواب میں ملے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ اپنے حالات بتایئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے کچھ تکلیف کے بعد نجات حاصل کر لی اور ہم نے اپنے رب تعالیٰ کو بہتر پایا۔ اس نے ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہم سے درگزر فرمایا سوائے احراض کے تو انہوں نے پوچھا کہ احراض کون ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عائذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایسے گناہ گار جن کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارے کرتے تھے۔

مردے کا کسی دوسرے کی موت کی خبر دینا

۲- ابن ابی الدنیا نے ابوزاہریہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

عبدالاعلیٰ بن عدی ''ابن ابی بلال خزاعی کی عیادت کیلئے گئے تو ان سے کہا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام عرض کرنا اور اگر ہم سے ملاقات ممکن ہو تو حالات سے آگاہ کرنا۔ ابوزاہریہ کی ہمشیرہ ام عبداللہ ''ابن ابی بلال'' کی بیوی تھیں۔ انہوں نے ابن ابی بلال کو ان کی موت کے تین دن بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میری بیٹی تین دن بعد میرے پاس آ جائے گی اور کیا تو عبدالاعلیٰ کو جانتی ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ نہیں! تو انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق کسی سے پوچھ لینا اور اسے بتانا کہ میں نے ان کا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا تھا اور آپ نے جواب بھی دیا ہے۔ تو ان کی بیوی نے اپنے بھائی ابوزاہریہ کو اس کے متعلق بتایا تو انہوں نے عبدالاعلیٰ کو یہ بات پہنچائی۔

مقام حضرت حسین بصری وابن سیرین رضی اللہ عنہما

۳- یحییٰ بن ایوب سے مروی ہے‘ فرماتے ہیں:

دو آدمیوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ ان میں سے جو بھی پہلے وفات پائے وہ اپنے دوسرے ساتھی کو حالات سے آگاہ کرے گا تو ان میں سے ایک فوت ہوگیا۔ اس کے ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اے میرے بھائی! حضرت حسن بصری کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ تو جنت میں ایسے بادشاہ ہیں جن کی نافرمانی نہیں کی جاتی۔ تو اس نے ابن سیرین کے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ انہیں ان کی خواہش کے مطابق نعمتیں میسر ہیں مگر دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ تو اس نے پوچھا کہ میرے بھائی! حضرت حسن کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ تو اس نے جواب دیا کہ شدت خوف کی وجہ سے یہ مقام ومرتبہ حاصل ہوا۔

افضل چیز نمازِ تہجد

۴- ابن عدی نے اور ابن عساکر نے ’’تاریخ‘‘ میں محمد بن یحییٰ جحدری سے روایت کیا‘ فرماتے ہیں:

ابن اجلح نے بیان کیا ہے کہ

میرے والد صاحب نے سلمہ بن کہیل سے کہا کہ اگر آپ مجھ سے پہلے وفات پا جائیں اور آپ کا میری خواب میں آنا ممکن ہو تو جو آپ دیکھیں مجھے اس کے بارے میں ضرور آگاہ کرنا۔ تو سلمہ بن کہیل اجلح سے پہلے وفات پا گئے تو اجلح یعنی میرے والد نے مجھ سے کہا بیٹا! سلمہ مجھے خواب میں ملے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ وہ تو مر چکے ہیں؟ تو والد صاحب نے مجھ سے کہا کہ انہیں اللہ رب العزت نے زندگی عطاء کی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ نے اپنے رب کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رحم کرنے والا۔ میں نے پوچھا کہ اعمال میں سے کون سی چیز افضل ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطاء کرتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تہجد کو بہت بہتر پایا۔ میں نے پوچھا کہ کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آسان معاملہ ہوا لیکن تم سستی مت اختیار کرنا۔

میرا تختہ الٹ جاتا

۵- امام احمد نے ’’زہد‘‘ میں اور ابن سعد نے ’’طبقات‘‘ میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے دوست تھے تو جب آپ وفات پا گئے تو میں سال بھر یہ دعا مانگتا رہا کہ یا اللہ! انہیں مجھے خواب میں دکھا تو میں نے سال کے آخر میں انہیں پیشانی سے پسینہ صاف کرتے دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اے امیر المومنین! آپ کے رب نے آپ سے کیسا معاملہ کیا؟ تو آپ نے جوابدیا کہ ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں اور اگر میرا رب رؤف اور رحیم نہ ہوتا تو میرا تختہ الٹ جاتا۔

بیس سال بعد حساب و کتاب سے فراغت

۶- ابن سعد نے حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

ایک انصاری شخص کو میں نے کہتے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دکھاتے تو میں نے بیس سال بعد انہیں خواب میں دیکھا تو وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے میں نے پوچھا۔ اے امیر المومنین! آپ سے کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابھی ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ

۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے جس چیز کے متعلق بھی جانا ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے میں نے خواب میں ایک محل دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ چادر اوڑھے محل سے باہر تشریف لائے ایسا لگ رہا تھا کہ انہوں نے غسل کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ سے کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں کب تم سے جدا ہوا تھا؟ تو میں نے کہا کہ بارہ سال پہلے تو انہوں نے کہا کہ ابھی ابھی میں حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں۔

دین قیم بہتر ہے

۸- ابن عساکر نے حضرت مطرف سے روایت کیا کہ

آپ نے خواب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہوں نے سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ تو حضرت مطرف نے آپ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین! آپ کے رب نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے اللہ نے مجھ سے بہتر معاملہ فرمایا تو حضرت مطرف نے

پوچھا کہ کون سا دین بہتر ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ دین قیم بہتر ہے نا کہ خون بہانا۔

جنت عدن میں آئمہ ہدایت کے ہمراہی

۹- ابن ابی الدنیا نے محمد بن نضر حارثی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مسلمہ بن عبدالملک نے سیدنا حضرت عمر بن العزیز کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اے امیر المومنین! کاش مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ کی موت کے بعد آپ کی کیا حالت ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے مسلمہ! یہ فراغت کی گھڑی ابھی نصیب ہوئی ہے۔ قسم بخدا! میں نے اب تک آرام نہیں کیا۔ تو حضرت مسلمہ نے پوچھا کہ آپ کہاں تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جنت عدن میں آئمہ ہدایت کے ساتھ تھا۔

شہداء اور ندماء

۱۰- ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے افلح یا پھر کثیر بن افلح کو خواب میں دیکھا اور وہ جنگ حرہ کے موقع پر شہید ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ تو شہید ہو چکے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! تو میں نے کہا کہ کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ بہتر اور اچھا ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ شہداء کے زمرے میں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں کیونکہ جب مسلمان آپس میں لڑتے ہیں اور ان میں سے کوئی قتل کر دیا جائے تو وہ شہداء کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ ندماء کے زمرے میں آتا ہے۔

خارجیوں کا انجام

۱۱- ابن سعد نے ابو میسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے خود کو جنت میں دیکھا وہاں کچھ قبے دیکھے تو پوچھا کہ یہ کن کے قبے ہیں؟ تو بتایا گیا کہ ذی کلاع اور حوشب کے ہیں اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کدھر ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ جب یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اللہ رب العزت کو بہت بخشنے والا پایا تو میں نے کہا کہ خارجیوں کا کیا بنا؟ تو بتایا گیا کہ غم و حزن میں مبتلا ہیں۔

پرہیزگار کی موت

۱۲- ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المنامات'' میں حضرت ابوبکر خیاط سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں خود کو قبرستان میں دیکھا تو میں نے دیکھا کہ اہل قبور اپنی قبروں پر ہاتھوں

میں پھول لیے ہوئے بیٹھے ہیں اور حضرت محفوظ کو ان کے درمیان آتے جاتے دیکھا میں نے کہا کہ اے محفوظ! تیرے رب نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا اور تو تو مر چکا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں مر چکا تھا پھر یہ شعر پڑھا۔

موت التقی حیاۃ لانفاد لھا　　　قلمات قوم و ھم فی الناس احیاء

یعنی پرہیزگار کی موت ایسی زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی اور بہت سے لوگ اگرچہ مر چکے ہیں لیکن حقیقت میں وہ لوگوں کے درمیان زندہ ہیں۔

قبر کی اندرونی حالت

۱۳- حضرت سلمہ بصری سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے یزیع بن مسور عبادت گزار کو خواب میں دیکھا۔ آپ اللہ تعالیٰ اور موت کو بہت زیادہ یاد کیا کرتے تھے اور طویل مجاہدے کرتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا؟ تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

ولیس یعلم مافی القبر داخلہ　　　الا الالہ وساکن الاجداث

قبر کی اندرونی حالت کو یا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یا مردہ۔

معاملہ آسان نکلا

۱۴- بشر بن مفضل سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے بشر بن منصور کو خواب میں دیکھا تو انہیں کہا کہ اے ابو محمد! آپ کے رب نے آپ سے کیسا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جتنا میں مشکل سمجھتا تھا معاملہ اس سے آسان نکلا۔

اہل خیر کے مقام پر

۱۵- حفص منوہی سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے داؤد طائی کو خواب میں دیکھا تو انہیں کہا اے ابو سلیمان! آخرت کی بھلائی میں سے کیا پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آخرت کی بھلائی میں سے بہت زیادہ حاصل کیا۔

میں نے کہا کہ آپ سے کیسا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت بہتر معاملہ ہوا۔ میں نے کہا کہ کیا آپ کو سفیان بن سعد کے متعلق کچھ علم ہے کیونکہ وہ بھی خیر اور اہل خیر کو بہت پسند کرتے تھے؟ تو وہ مسکرائے اور کہا کہ ان کی خیر پسندی نے انہیں اہل خیر کے مقام پر پہنچا دیا ہے۔

مسکین کو کھلانا

۱۶- عتبہ بن ضمرہ نے اپنے والد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں خواب میں اپنی پھوپھی صاحبہ سے ملا تو پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ خیریت سے ہوں اور مجھے پورا اجر دیا گیا ہے حتیٰ کہ اس ملیدے کا ثواب بھی دیا گیا ہے جو میں نے ایک مسکین کو کھلایا تھا۔

افضل عمل جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو

۱۷- عبدالمالک لیثی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

خواب میں میں نے عامر بن عبدالقیس کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو کیا حاصل ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ خیر و بھلائی۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر وہ عمل جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

مسلمانوں کی خیر خواہی

۱۸- ابو عبداللہ ہجری سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میرے چچا وفات پا گئے تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ دنیا دھوکہ ہے عمل کرنے والوں کیلئے آخرت خوشی ہی خوشی ہے اور یقین' اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص اور مسلمانوں کی خیر خواہی جیسا کوئی عمل نہیں' کسی نیکی کو حقیر مت جانو اور اس آدمی کی مانند نیک عمل کرو جو یہ کہتا ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

کنواری لڑکیوں کی مجلس

۱۹- حضرت اصمعی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے یونس بن عبید کے بصری ساتھیوں میں سے ایک فوت شدہ ساتھی کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ یونس طبیب کے پاس سے میں نے پوچھا کہ یونس طبیب کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ماہر فقیہ۔ میں نے کہا کہ ابن عبید تو نہیں کہہ رہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں! تو میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ کنواری لڑکیوں (حوروں) کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور یہ مقام انہیں ان کے تقویٰ کی بناء پر حاصل ہوا ہے۔

ماشکی کا قرض

۲۰- میمون کردی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے عروہ بن بزار کو خواب میں ان کی موت کے بعد دیکھا تو انہوں نے کہا کہ فلاں ماشکی کا مجھ پر ایک درہم قرض ہے اور وہ درہم میرے گھر کے طاقچے میں پڑا ہے۔ وہاں سے لے کر اس ماشکی کو دے دینا۔ صبح کو میں اس ماشکی سے ملا اور پوچھا کہ کیا عروہ پر تمہارا کوئی قرض ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں! ایک درہم ہے۔ میں ان کے گھر گیا تو درہم طاقچے میں پڑا ہوا تھا وہ میں نے ماشکی کے حوالے کر دیا۔

لا الٰہ الا اللہ کی کثرت

۲۱- ایک کوفی آدمی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے سوید بن عمرو کلبی کو ان کی موت کے بعد اچھی حالت میں خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اے سوید! یہ اچھی حالت کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں بکثرت **لا الٰہ الا اللہ** پڑھا کرتا تھا تو بھی کثرت سے پڑھا کر۔ پھر کہا کہ داؤد طائی اور محمد بن نضر حارثی نے جو معاملہ چاہا وہ انہیں مل گیا۔

اللہ سے محبت

۲۲- محمد بن عبدالرحمٰن مخزمی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے ابن عائشہ تیمی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (اللہ تعالیٰ) سے محبت کرنے کی بناء پر بخش دیا ہے۔

آسمان کے کنڈے

۲۳- ابراہیم بن منذر حرانی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آسمان پر کنڈے لگے ہوئے ہیں جو **لا الٰہ الا اللہ** کہتا ہے ان کے ساتھ لٹک جاتا ہے اور جو نہیں کہتا وہ گر جاتا ہے۔

جنتی روٹیاں

۲۴- نضر بن یحییٰ نے والان بن عیسیٰ قزوینی سے روایت کیا' آپ ایک صالح آدمی تھے' فرماتے ہیں:

ایک رات چاند کی وجہ سے مجھے صبح کا گمان ہوا تو میں مسجد میں چلا گیا۔ نماز ادا کی اور تسبیح

پڑھنے لگا اور پھر دعا کی۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا۔ تو میں نے خواب میں ایک جماعت دیکھی جو کہ آدمی یعنی انسان نہیں تھے ان کے ہاتھوں میں تھال تھے اور ہر تھال میں برف کی مانند صاف شفاف اور سفید چار چار روٹیاں تھیں اور ہر روٹی پر انار کی طرح کا ایک موتی پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ۔ میں نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس گھر کے مالک کا حکم ہے کہ تو کھائے۔ تو میں نے روٹی کھائی اور جب موتی پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا کہ اسے رہنے دو ہم اسے تمہارے لیے بوئیں گے تو اس سے بہتر تیرے لیے اگ آئیں گے۔ میں نے کہا کہ کہاں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس گھر میں جو ویران نہ ہوگا اور ایسے پھل جو خراب نہیں ہوں گے اور ایسی بادشاہت جو ختم نہ ہوگی اور کپڑے بوسیدہ نہ ہوں گے اس میں خوشی ہی خوشی ہے اور ہمیشہ راضی خوشی رہنے والی بیویاں ہیں۔ تو تیرے لیے یہ لازم ہے کہ جس کام میں لگا ہوا ہے اس پر ڈٹا رہے۔ یہ دنیا تو ہلکی سی اونگھ ہے پھر تجھے کوچ کرنی ہے اور اس گھر میں آنا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ دو جمعۃ المبارک کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

علامہ سری کہتے ہیں کہ

میں نے اس رات جس رات وہ آدمی فوت ہوا تھا اسے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے کہا کہ کیا تم اس درخت سے تعجب نہیں کرتے جس کی صفت بیان نہیں کی جا سکتی اور فرمانبردار آدمی کیلئے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں ہے۔

معرفت الٰہی افضل عمل

۲۵- اسماعیل بن عبداللہ بن میمون سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ معرفت الٰہی میں نے پوچھا کہ اس آدمی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو یہ کہتا ہے حدثنا اور اخبرنا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ فخر و مباہات میں ناپسند کرتا ہوں۔

سنت نبوی اور علم پر عمل

۲۶- حضرت مالک بن دینار کے ایک ساتھی سے مروی ہے کہ

انہوں نے حضرت مالک بن دینار کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور رحم فرمایا۔ میں نے پوچھا

کہ آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سنت نبوی اور علم پر عمل۔ میں نے پوچھا کہ کون سا عمل برا پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اسماء سے بچو۔ میں نے کہا کہ اسماء کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ قدریہ، معتزلہ اور مرجئیہ وغیرہ پھر انہوں نے اہل بدعت کے اسماء گنوانے شروع کر دیئے۔

جہمیہ عقیدہ والے کا انجام بد

۲۸- ابو بکر صیرفی سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

ایک آدمی جو کہ جہمیہ عقیدہ رکھتا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکتا تھا اس کے سر پر اور شرمگاہ پر ایک سیاہ چیتھڑا تھا۔ تو خواب میں اسے دیکھنے والے آدمی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بکر قیس اور فرعون بن اعسر کے ساتھ کر دیا ہے اور یہ دونوں عیسائی تھے۔

کانا مردہ

۲۹- ایک شیخ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میرا ایک ہمسایہ تھا وہ بدعتیوں کے امور و معاملات میں غور و فکر کرتا تھا وہ مر گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ کانا تھا۔ میں نے کہا۔ اے فلاں! تجھے کیا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں عیب نکالتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ میں یہ عیب پیدا کر دیا اور وہ اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

باکرہ عورتوں کا قرب

۳۰- ابو جعفر مدینی سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میں نے محمود بن حمید کو خواب میں دیکھا وہ بہت نیک بزرگ تھے۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے دو سبز کپڑے لپیٹ رکھے ہیں میں نے پوچھا کہ موت کے بعد آپ کہاں گئے ہیں؟ تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

نعم المتقون فی الخلد حقا — بجوار نواھد الابکار

یعنی متقین جنت میں ابھرے ہوئے پستانوں والی کنواری عورتوں کے قریب ہیں بہت اچھے ہیں اور یہ بات سچ ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے یہ شعر کسی سے نہیں سنا تھا۔

عمل کرتے ہو جانتے نہیں!

۳۱- ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ''شعب'' میں مطرف بن عبداللہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
میں ایک قبرستان میں تھا تو میں نے وہاں دو رکعت نماز ہلکی سی یعنی جلدی سے ادا کی اس کے بعد مجھے اونگھ آ گئی تو میں نے دیکھا کہ جس قبر کے قریب نماز ادا کی تھی۔ وہ قبر والا مجھے کہہ رہا تھا کہ تو نے دو ہلکی سی دو رکعتیں ادا کیں کہ جن سے خود بھی مطمئن نہیں تو میں نے کہا کہ ایسا ہی ہے۔ تو اس نے کہا کہ تم عمل کرتے ہو جانتے نہیں ہو اور ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ اگر میں تیری رکعتوں جتنی رکعتیں ادا کر سکتا تو دنیا کی تمام چیزوں سے یہ چیز مجھے زیادہ پسند ہوتی تو میں نے کہا کہ یہاں کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ تمام کے تمام مسلمان ہیں اور تمام بہت بہتر حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہاں افضل آدمی کون ہے؟ تو اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ تو میں نے دل میں دعا کی کہ اے اللہ رب العزت! اسے نکال تا کہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو قبر سے ایک نوجوان نکلا۔ تو میں نے کہا کہ تو یہاں سب سے افضل ہے؟ تو اس نے کہا کہ ایسے ہی کہتے ہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ تو نے یہ افضلیت کیسے حاصل کی؟ کیونکہ تیری اتنی عمر بھی نہیں ہے میرا خیال ہے کہ تو نے یہ چیز حج' عمرہ' جہاد فی سبیل اللہ اور نیک عمل سے حاصل کی ہے تو اس نے جواب دیا کہ مجھے مصائب میں مبتلا کیا گیا تو مجھے ان پر صبر کی توفیق عطاء ہوئی اسی وجہ سے مجھے یہ فضیلت حاصل ہوئی۔

موت کا ذائقہ

۳۲- ابن ابی الدنیا نے ایاس بن دغفل سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
میں نے ابوالعلاء یزید بن عبداللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے موت کا ذائقہ کیسا پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کڑوا اور ناپسندیدہ' تو میں نے پوچھا کہ موت کے بعد آپ کہاں گئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رحمت اور پھولوں کی طرف گیا ہوں اور میرا رب مجھ سے خوش ہے میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی مطرف کہاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے یقین کامل نے انہیں مجھ سے اوپر پہنچا دیا۔

آگ کا انگارہ

۳۳- ابن ابی الدنیا اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ
میرا ایک بھائی فوت ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ جب تجھے

قبر میں رکھ دیا گیا تو تیرا کیا حال ہوا؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آگ کا انگارہ لے کر آیا اگر میرے لیے دعا کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میرا خیال ہے کہ وہ فرشتہ وہ انگارہ مجھے مارتا۔

جنتی رہائش

۳۴- منکدر بن محمد بن مکندر سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں خود کو مسجد نبوی میں دیکھا۔ وہاں کچھ لوگ روضہ مبارک میں ایک آدمی کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ آدمی دار آخرت سے آیا ہے اور لوگوں کو ان کے مردوں کے متعلق بتا رہا ہے۔ میں بھی اسے دیکھنے گیا تو وہ صفوان بن سلیم تھے۔ لوگ ان سے سوال کر رہے تھے اور وہ انہیں جواب دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو مجھ سے محمد بن منکدر کے متعلق پوچھے؟ تو لوگ کہنے لگے کہ یہ ان کا بیٹا ہے۔ پھر لوگ پیچھے ہٹ گئے تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے مجھے بتایئے۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں فلاں فلاں مقام عطاء فرمایا ہے اور انہیں راضی کر دیا ہے اور جنتی مکان میں انہیں رہائش دی ہے تو اب نہ تو جنت سے نکلیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ چمکتے ستارے کی مانند

۳۵- ابن ابی الدنیا نے ابو کریمہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خود کو خواب میں جنت میں دیکھا تو وہاں میں نے ایک باغ میں ایوب' یونس' ابن عون اور تیمی کو دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ حضرت سفیان ثوری کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم انہیں اس طرح دیکھتے ہیں جیسے چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری سدرۃ المنتہیٰ کے قریب

۳۶- حضرت مالک بن دینار سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں محمد بن واسع اور محمد بن سیرین کو جنت میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ حضرت حسن بصری کہاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب۔

۳۷- یزید بن ہارون سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک

کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بخش دیا گیا۔ تو میں نے پوچھا کہ کس عمل کے سبب؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن ابو عمرو بصری جمعۃ المبارک کے دن نماز عصر کے بعد ہمارے پاس آئے اور بیٹھ گئے انہوں نے دعا کی تو ہم نے آمین کہا۔ تو جب ہم نے تمہیں چھوڑا یعنی فوت ہوئے تو ہمیں بخش دیا گیا۔

زیارتِ قرآن

۴۸- عتبہ بن ابی ثبیت سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے خلید بن سعید کو خواب میں دیکھا اور وہ وفات پا چکے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ سے کیا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے رہائی حاصل کی ہے اور رہا ہی رہیں گے۔ میں نے پوچھا کہ قرآن مجید کب دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب سے مرے ہیں قرآن مجید کی زیارت نہیں ہوئی۔

بڑھاپا باعث نجات

۴۹- خطیب نے ''تاریخ بغداد'' میں محمد بن سالم خواص صالح سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے یحییٰ بن اکثم قاضی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بارگاہ میں حاضر کیا اور فرمایا۔ اے بدعمل بوڑھے! اگر تیرا بڑھاپا نہ ہوتا تو میں تجھے آگ میں جلا ڈالتا تو جو حالت ایک غلام کی اپنے آقا کے سامنے ہوتی ہے وہی حالت میری ہوگئی یعنی میں بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو پھر اسی طرح فرمایا۔ میں پھر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی فرمایا جب میں ہوش میں آیا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ رب العزت! جو تیرا فرمان عالی شان مجھ تک پہنچا ہے اس میں تو اس طرح ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس طرح ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے۔ میں نے عرض کی کہ مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا کہ ہم سے معمر بن راشد نے اور انہوں نے حضرت شہاب زہری سے روایت کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یا الٰہی تجھ سے روایت کیا کہ تیرا فرمان عالیشان ہے کہ جب کوئی بندہ اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو جاتا ہے تو تجھے اس کو آگ کا عذاب دینے سے حیا آتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرزاق' معمر' زہری' انس رضی اللہ عنہ' میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل

علیہ السلام نے سچ کہا اور میں نے ایسا ہی کہا ہے۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے جنت میں لے جاؤ۔

قرآن مجید منزل ہے

۴۰۔ ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں ابوبکر فزاری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام احمد بن حنبل کے ایک ساتھی نے انہیں ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو کہا۔ اے احمد بن حنبل! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بارگاہ میں حاضر کیا اور ارشاد فرمایا! اے احمد! تو نے کوڑوں پر صبر کیا اور یہی کہتا رہا کہ میرا کلام قرآن مجید منزل ہے مخلوق نہیں۔ مجھے میرے عزت وجلال کی قسم! قیامت کے دن تک تجھے اپنا کلام سناتا رہوں گا اور اب میں اپنے پروردگار کا کلام سنتا ہوں۔

دنیا و آخرت میں سنت کی سنگت

۴۱۔ محمد بن عوف سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں محمد صفی حمصی کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کو کہاں پہنچایا گیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بھلائی کی طرف اور اس کے ساتھ ہمیں ہر روز دو مرتبہ دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ! آپ نے دنیا میں بھی سنت پر عمل کیا اور آخرت میں بھی سنت کی سنگت اختیار کی تو آپ مسکرا پڑے۔

ملائکہ کے درمیان اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی

۴۲۔ محمد بن مفضل سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے منصور بن عمار کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بارگاہ میں حاضر کیا اور ارشاد فرمایا کہ تیرے اعمال میں برائی کی آمیزش تھی لیکن میں نے تجھے بخش دیا ہے کیونکہ تو مجھ سے محبت کرتا تھا۔ اب اٹھ اور میرے ملائکہ کے درمیان اسی طرح میری بزرگی بیان کر جیسے دنیا میں کیا کرتا تھا۔ پھر میرے لیے ایک کرسی رکھی گئی تو میں نے ملائکہ کے درمیان اللہ رب العزت کی بزرگی و عظمت بیان کی۔

۴۳۔ ابوالحسن شعرانی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے منصور بن عمار کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ تو منصور بن عمار

ہے؟ میں نے عرض کی ہاں! میرے پروردگار! تو ارشاد فرمایا کہ تو ہی لوگوں کو دنیا میں زہد اختیار کرنے کو کہتا تھا اور آخرت کی رغبت دلاتا تھا؟ میں نے عرض کی یاالٰہی! ایسا ہی ہے۔ میں کسی بھی مجلس میں گیا تو تیری حمد وثناء سے ابتدا کی اور تیرے نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور تیرے بندوں کو نصیحت کیا کرتا تھا۔ تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ اے ملائکہ! اس کیلئے کرسی رکھو تا کہ جیسے یہ دنیا میں میرے بندوں میں میری عظمت و بڑائی بیان کیا کرتا تھا یہاں آسمانوں میں بھی بیان کرے۔

ایک بندے کے رونے سے تمام اہل مجلس کی بخشش

۴۴- سلیم بن منصور بن عمار سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے اپنے والد صاحب منصور بن عمار کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا قرب عطاء فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا: اے بدعمل بوڑھے! تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخشا ہے؟ میں نے عرض کی یاالٰہی! نہیں جانتا۔ تو ارشاد فرمایا: اس وجہ سے کہ ایک دن تو لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو تو نے وعظ و نصیحت سے انہیں رلایا۔ ان میں میرا ایک ایسا بندہ بھی رو پڑا جو میرے خوف سے کبھی نہیں رویا تھا۔ تو میں نے اسے بھی بخش دیا اور اس کے صدقے تمام اہل مجلس کو بھی بخش دیا۔

علم کی وجہ سے جنت

۴۵- سلمہ بن عفان سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے وکیع کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل فرمایا۔ میں نے پوچھا کہ کس چیز کی وجہ سے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ علم کی وجہ سے۔

۴۶- ابو یحییٰ مستملی بن ہمام سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے ابو ہمام کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے سر پر قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اے ابو ہمام! کس چیز کے سبب تجھے یہ قندیلیں عطاء ہوئیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ قندیل حدیث حوض کی وجہ سے یہ قندیل حدیث شفاعت کی وجہ سے۔ یہ فلاں حدیث کی وجہ سے اور یہ فلاں حدیث کی وجہ سے اس طرح انہوں نے چند احادیث کا ذکر کیا۔

لوگوں سے کم کم ملا کرو

۴۷- سفیان بن عیینہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے حضرت سفیان ثوری کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے کہا کہ مجھے وصیت کیجئے۔ تو انہوں نے کہا کہ لوگوں سے کم کم ملا کرو۔ میں نے کہا کہ کچھ اور تو فرمایا کہ جب قبر میں آؤ گے تو خود جان لو گے۔

۴۸- ابو ربیع زہرانی سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ

میرے ایک ہمسائے نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابن عون کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے دن کا سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ میرا اعمال نامہ مجھے تھما دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا۔ ان کی وفات پیر کے دن ہوئی تھی۔

اعمال سنہری پانی سے لکھے گئے

۴۹- ابو عمرو خفاف سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے محمد بن یحییٰ ہذلی کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بخش دیا گیا۔ میں نے کہا کہ آپ کے اعمال کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کو سنہری پانی سے لکھ کر علیین کے مقام پر رکھ دیا گیا ہے۔

دعوتِ ارواح

۵۰- استاذ ابن ابو ولید سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے ابو عباس اصم کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ محترم! آپ کی حالت کیسی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ابو یعقوب بویطی اور ربیع بن سلیمان کے ساتھ ابو عبداللہ شافعی کے پڑوس میں رہتا ہوں اور ہر روز ان کی دعوت میں اکٹھے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کام آ گیا

۵۱- سہیل اخی حزم سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے مالک بن دینار کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس حالت میں حاضر ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے گناہ کثرت

سے تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے میرا حسن ظن میرے کام آ گیا اور میرے گناہ معاف ہو گئے۔

جراح بن عبداللہ کا استقبال

۵۲- ایک یمنی عورت سے مروی ہے' فرماتی ہیں:

میں نے رجاء بن حیوٰۃ کو خواب میں دیکھا اور انہیں کہا کہ کیا آپ مر چکے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! لیکن اہل جنت سے کہا گیا ہے کہ وہ جراح بن عبداللہ کا استقبال کریں اور ابھی تک ان کی وفات کی خبر نہیں آئی تھی۔ بعد میں جب آذربائیجان میں ان کی شہادت کی خبر آئی تو میں نے دن شمار کیے تو وہ وہی دن تھا جب میں نے خواب دیکھی تھی۔

جنت کے دروازے پر بھیڑ

۵۳- عقبہ بن ابی حکیم نے بیت المقدس کی ایک عورت سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

رجاء بن حیوٰۃ ہمارے بہت ہی اچھے ہم مجلس تھے۔ وہ وفات پا گئے تو میں نے انہیں ایک ماہ بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس جگہ پہنچے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بھلائی اور بہتری کی طرف لیکن ایک دفعہ ہم بہت گھبرا گئے تھے ہم نے سمجھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس وجہ سے آپ نے یہ سمجھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جراح بن عبداللہ اور ان کے ساتھی جنت کی طرف آئے اور جنت کے دروازے پر بہت بھیڑ ہو گئی تھی اسی وجہ سے ہم نے سمجھا۔

نعرۂ تکبیر بلند کرنے سے بخش دیا گیا

۵۴- اصمعی نے اپنے والد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ایک آدمی نے جریر حطفی کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بخش دیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک مرتبہ فلاں جگہ نعرہ تکبیر بلند کیا تھا۔ اسی وجہ سے میری بخشش ہو گئی تو اس نے پوچھا کہ تیرے دوست فرزدق کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کی وجہ سے ہلاکت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

کمیت بن زید سے کیا ہوا

۵۵- ثور بن یزید شامی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے کمیت بن زید کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور میرے لیے ایک کرسی بچھا کر اوپر بٹھایا گیا اور پھر مجھے شعر کہنے کا حکم ہوا۔ تو جب میں اپنے اس شعر پر پہنچا کہ

حنانیك رب الناس من ان یغرنی　　　　کما غرهم شرب الحیاة المصرد

یعنی اے مخلوق کے پروردگار مجھ پر رحم فرما اور زندگی کی خالص شراب کے دھوکے سے مجھے بچا اور جیسے دوسرے لوگ اس کے دھوکے میں مبتلا ہیں میں بچ جاؤں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

اے کمیت! تو نے سچ کہا کہ تو نے دوسرے لوگوں کی طرح زندگی سے دھوکہ نہیں کھایا۔ اور میں نے تجھے اس سچ کے صدقے اور میری مخلوق کے بہترین لوگوں سے محبت کرنے کے صدقے میں تجھے بخش دیا اور جس نے بھی قیامت تک تیرے ان اشعار کو پڑھا جو تو نے آل محمد ﷺ کی مدح سرائی میں کہے ہیں ہر شعر کے بدلے میں تیرا رتبہ بلند کرتا رہوں گا۔

ابو بکر بن نابلسی کا معاملہ

۵۶- ابوشعشاع مصری سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے ابو بکر بن نابلسی کو ان کے قتل کیے جانے کے بعد خواب میں دیکھا اور انہیں بنو عبید نے سنت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بہت ہی اچھی صورت میں تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے یہ شعر پڑھے

حبانی مالکی بدوام عز　　　　وواعدنی بقرب الانتصار

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے دائمی عزت عطاء فرمائی اور مجھے قریبی مدد کا وعدہ مرحمت فرمایا۔

وقربنی وادنانی الیه　　　　وقال انعم بعیش جواری

اور مجھے اپنا قرب عطاء فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے پڑوس میں نعمتوں کے مزے لیتے رہو۔

پھولوں کی بارش

۵۷- عبدالرحمٰن بن مہدی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت سفیان ثوری کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابھی مجھے قبر میں رکھا ہی گیا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے آسان طریقے سے حساب کتاب لیا اور جنت میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی میں جنتی پھولوں اور درختوں کے درمیان پہنچا ہی تھا اور کوئی حرکت محسوس نہ کی تھی کہ مجھے آواز سنائی دی کہ اے سفیان بن سعید! کیا تو جانتا ہے کہ تو نے اپنی جان پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دی۔ میں نے جواب دیا کہ واللہ! ایسا ہی ہے۔ تو مجھ پر ہر طرف سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔

مقام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۵۸- اربیع بن سلیمان سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا گیا اور مجھ پر موتیوں کی بارش کر دی گئی۔

تکبر نہیں کیا

۵۹- امام احمد بن حنبل سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے امام شافعی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ عزت و عظمت کا تاج پہنایا اور میرا نکاح کر دیا اور پھر مجھے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تو نے میری عطاء کردہ نعمتوں پر تکبر نہیں کیا تھا۔

فرقہ ناجیہ اہلسنّت والجماعت

۶۰- اسماعیل بن ابراہیم فقیہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے حافظ ابواحمد حاکم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ نجات والا فرقہ کون سا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل سنت و الجماعت فرقہ ناجیہ ہے۔

وسیع رحمت اور جنتِ عالیہ

۶۱- خیثمہ بن سلیمان سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے عاصم طرابلسی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اے

ابوعلی کس حال میں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم موت کے بعد کنیت نہیں رکھتے۔ تو میں نے پھر پوچھا کہ اے عاصم کس حال میں ہیں اور کس جگہ گئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وسیع رحمت اور جنت عالیہ میں ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کس عمل کے سبب؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سمندر میں بکثرت جہاد کرنے کی وجہ سے۔

تاوانوں کا ضامن

۶۲- مالک بن دینار سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ موت کے بعد آپ نے کیا دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے زبردست زلزلے اور ہولناکیاں دیکھیں۔ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ رب کریم سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اس پروردگار نے ہماری نیکیاں قبول فرمالیں۔ گناہ معاف فرمادیئے اور ہمارے تاوانوں کا ضامن ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وسیلہ

۶۳- حسن بن عبدالعزیز ہاشمی عباسی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے ابوجعفر محمد بن جریر کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ نے موت کو کیسا محسوس کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے صرف خیر ہی دیکھی ہے۔ میں نے پوچھا کہ منکر نکیر کو کیا محسوس کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تو صرف بھلائی ہی دیکھی ہے۔ تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر بہت مہربان ہے اس کی بارگاہ میں ہمارا بھی ذکر کرنا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے ابوعلی! آپ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا ذکر کروں حالانکہ ہم آپ کے وسیلہ سے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتے ہیں۔

تین سو حوروں سے نکاح

۶۴- حبیش بن مبشر سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا قرب عطاء فرمایا انعامات سے نوازا عزتوں سے نوازا۔ تین سو حوروں سے میرا نکاح کیا اور دو مرتبہ اپنے دیدار دیدار سے مشرف فرمایا تو میں نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے اپنی آستین سے حدیث مبارکہ کی کتاب نکالی اور کہا اس کے باعث سب عطاء ہوا۔

زندہ اور رزق دیئے گئے شہداء میں شمولیت

۶۵- سلیمان عمری سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے ابوجعفر قاری یزید بن قعقاع کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بھائیوں کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رزق دیئے گئے شہداء میں شامل فرمایا ہے اور ابوحازم کو میرا اسلام کہنا اور انہیں کہنا کہ ابوجعفر آپ سے کہہ رہا تھا کہ احتیاط اور عقلمندی سے کام لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے تیری رات کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں۔

سفر جہاد کے سبب بخش دیا گیا

۶۶- زکریا بن عدی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے ابن مبارک کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے میرے سفر جہاد کی وجہ سے بخش دیا۔

۶۷- محمد بن فضیل بن عیاض سے مروی ہے فرماتے ہیں:

میں نے ابن مبارک کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس معاملے میں آپ مشغول ہیں تو میں نے کہا کہ جہاد اور اس کی تیاری؟ تو انہوں نے کہا ہاں!

غمزدہ لوگوں کا مقام

۶۸- یزید بن مذعور سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے اوزاعی کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے کہا کہ اے ابوعمرو! میری کسی ایسی شے کی جانب رہنمائی فرمائیں کہ جس سے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کروں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہاں سب سے بلند مرتبہ و مقام علماء کرام کا ہی دیکھا ہے اور ان کے بعد غمزدہ و رنجیدہ لوگوں کا مقام ہے۔

مغفرت طلب کرنا افضل ہے

۶۹- عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے والد مکرم کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل افضل پایا ہے؟ تو انہوں نے کہا میرے بیٹے! مغفرت طلب کرنا سب سے افضل عمل ہے۔

خلیفہ متوکل سے برتاؤ

۷۰- عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے خلیفہ متوکل کو خواب میں ان کی موت کے بعد دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میری بخشش ہوگئی ہے۔ میں نے کہا کہ کیسے بخشش ہوگئی حالانکہ آپ نے تو فلاں فلاں کام کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سنت نبوی کا جو تھوڑا سا کام میں نے کیا تھا اسی کی وجہ سے میری بخشش ہوگئی۔

شاعر فرزدق کا انجام

۷۱- حجاج بن تمیلہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت حسن بصری اور فرزدق کو ایک قبر کے قریب کھڑے دیکھا۔ حضرت حسن نے فرزدق سے کہا کہ یوم آخرت کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ تو فرزدق نے کہا ستر سال سے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے رہا ہوں۔ تو حضرت حسن خاموش ہوگئے۔

لبطہ بن فرزدق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا کے اے بیٹے! جو کلمہ میں نے حضرت حسن کو مخاطب کر کے کہا تھا اس نے مجھے فائدہ دیا۔

کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

۷۲- عبداللہ بن صالح صوفی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

ایک صاحب حدیث کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا گیا ہے۔ تو ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کس سبب سے ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں رسول نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تھا۔

چہرہ چودھویں کا چاند

۷۳- یزید بن معاویہ سے روایت ہے کہ

ایک زندہ آدمی نے ایک مردہ دیکھا تو اس مردے نے زندہ آدمی سے کہا کہ اے فلاں! لوگوں کو بتا دینا کہ قیامت کے دن عامر بن قیس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوگا۔

اور ٹوپی گر گئی

۷۴- عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے والد صاحب کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا ان کے سر پر لمبی ٹوپی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زینت علم سے مزین فرمایا۔ میں نے کہا کہ حضرت مالک بن انس کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اوپر اوپر وہ اوپر اوپر کہتے اور سر پیچھے کی طرف کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے سر سے ٹوپی گر گئی۔

اللہ تعالیٰ سے حیا کا انعام

۷۵- حضرت بشر حافی کے بھانجے سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے ماموں جان کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میری بخشش ہوگئی اور پھر اللہ تعالیٰ کے عطاء کردہ انعامات و اکرام گنوانے لگے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کچھ فرمایا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے بشر! تو نے مجھ سے حیا کی اور اس نفس پر ڈرا جو کہ میرے لیے ہی تھا۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

۷۶- حسین بن اسماعیل محاملی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے قاشانی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے اشارے سے بتایا کہ کچھ سختی کے بعد نجات مل گئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ امام احمد بن حنبل کے متعلق کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے۔ میں نے حضرت بشر حافی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر روز دو مرتبہ انہیں شرف و کرامت سے نوازا جاتا ہے۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو دیدارِ الٰہی

۷۷- عاصم جہنی سے مروی ہے کہ

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہشام کے گھر کے پھاٹک میں داخل ہوا ہوں۔ وہاں حضرت بشر حافی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مقام علیین سے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ابھی ابھی امام احمد بن حنبل اور عبدالوہاب وراق کو

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چھوڑ کر آ رہا ہوں کھا پی رہے ہیں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔
میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا مقام ملا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ میری کھانے سے بے رغبتی کو جانتا ہے اس لیے مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرماتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت

۷۸- ابو جعفر سقا سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت بشر حافی اور حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھا کہ کہیں سے واپس آ رہے ہیں تو میں نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جنت الفردوس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی زیارت کر کے آئے ہیں۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شامل ہونے والوں کی بخشش

۷۹- قاسم بن منبہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے بشر! میں نے تیرے جنازے میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا تو میں نے عرض کی کہ اے پروردگار! جو مجھ سے محبت کرتے ہیں انہیں بھی بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تا قیامت جتنے بھی تجھ سے محبت کرنے والے ہوں گے سب کو بخش دیا۔

بشر حافی کی وفات پر اہل قبور کو حلّے پہنائے گئے

۸۰- احمد دورقی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میرا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس نے دو حلے پہن رکھے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے قبرستان میں حضرت بشر حافی کو دفن کیا گیا تو ہر قبر والے کو دو دو حلے پہنائے گئے۔

تیرے نام کا چرچا

۸۱- حجاج بن شاعر سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

حضرت بشر حافی کو کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے بشر! تو نے اتنی میری عبادت نہیں کی جتنا میں نے تیرے نام کا چرچا کر دیا ہے۔

آگ کے انگاروں پر سجدہ

۸۲- ابن عساکر نے ایک آدمی سے روایت کیا' وہ کہتا ہے۔

میں نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا تو ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے بشر! اگر تو آگ کے انگاروں پر بھی سجدہ کرتا تو میں نے جتنی تیری محبت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دی ہے تو اس کا بدلہ نہ دے سکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تاج

۸۳- محمد بن خزیمہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب امام احمد بن حنبل کا وصال ہوا تو میں بہت غمگین ہوا۔ رات کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ بڑے ناز و انداز سے چل رہے تھے۔ تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ! یہ کیسی چال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جنت میں خدام جنت ایسے چلتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی' مجھے تاج پہنایا اور سونے کی جوتیاں پہنائیں اور ارشاد فرمایا کہ اے احمد! یہ تیری اس بات کا بدلہ ہے جو تو نے کہا تھا کہ قرآن میرا کلام ہے۔ پھر ارشاد فرمایا اے احمد! جو دعائیں مجھ سے دنیا میں مانگا کرتا تھا وہی مانگ۔ تو میں نے کہا: اے ہر چیز کے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر چیز تیرے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ تیری قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ تو نے سچ کہا۔ پھر میں نے کہا کہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ فرمانا اور ہر چیز بخش دینا۔ تو ارشاد فرمایا: کہ ایسا ہو گیا۔ پھر فرمایا: اے احمد! یہ جنت ہے اٹھ اور اس میں داخل ہو جا تو میں جنت میں داخل ہو گیا وہاں میں نے حضرت سفیان ثوری کو دیکھا ان کے دو پر تھے جن سے وہ اڑ کر ایک کھجور سے دوسری کھجور پر جاتے اور کہہ رہے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا اور ہم جنت میں جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں تو عمل کرنے والوں کیلئے کتنا ہی بہتر اجر ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ عبدالوہاب وراق کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں انہیں ایک ایسے سمندر میں دیکھ کر آیا ہوں جس کا پانی نور ہے اور انہیں بخشنے والے بادشاہ کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت بشر حافی کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ انہیں میں نے جلیل القدر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دیکھا

ہے۔ان کے سامنے دستر خوان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت فرما کر کہہ رہا ہے کہ اے وہ بندے! جس نے کبھی کھانا نہیں کھایا اب کھاؤ' جس نے کبھی پانی نہیں پیا اب پیو اور جس نے دنیا میں کبھی نعمتوں سے لطف اندوزی نہیں کی اب لطف اندوزی حاصل کرو۔

سیاہ دیواروں والا گھر

۸۴- دلف بن ابی دلف عجلی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے والد کو خواب میں وحشت ناک اور سیاہ دیواروں والے گھر میں دیکھا اور اس گھر کی زمین میں راکھ کے نشانات تھے اور میرے والد ننگے بدن اپنا سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھے ہیں۔انہوں نے مجھے استفہامیہ (سوالیہ) لہجے میں پوچھا کہ دلف ہو؟ میں نے کہا ہاں! اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی دے' تو انہوں نے یہ شعر کہے

ابلغن اھلنا و لا تخف عنھم　　ما لقینا فی البرزخ الخناق

قد سئلنا عن کل ماقد فعلنا　　فاتر حموا وحشتی وما الاقی

یعنی میرے گھر والوں کو بلا خوف وخطر بتادینا کہ مقام برزخ میں میرا کیا حال ہے اور یہ بھی بتانا کہ ہم سے ہر فعل کے متعلق سوال ہوگا تو میری وحشت پر اور جو مجھے ملا اس پر رحم کھاؤ۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا تم سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں! تو انہوں نے یہ شعر کہے

فلوانا اذا متنا ترکنا　　لکان الموت راحۃ کل حی

ولکنا اذامتنا بعثنا　　فنسئل بعدہ عن کل شئی

یعنی اگر ایسی بات ہوتی کہ موت کے بعد ہمیں چھوڑ دیا جائے گا تو ہر زندہ آدمی کیلئے موت راحت کا سامان ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ مرنے کے بعد ہمیں اٹھایا جائے گا اور ہر چیز کے متعلق سوال ہوگا۔

یہ کہہ کر وہ واپس چلے گئے اور میں بیدار ہوگیا۔

حجاج بن یوسف کا انجام

۸۵- اصمعی نے اپنے والد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں حجاج بن یوسف کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ جتنے آدمی میں نے قتل کیے ہر ایک کے بدلے میں مجھے ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔ پھر ایک سال بعد دیکھا تو یہی سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ ایک سال پہلے

بھی تو یہی پوچھ چکے ہو۔ (یعنی ابھی تک وہی حالت ہے)

حجاج بن یوسف مردار کی مانند

۸۶- حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں مردار پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ اگر تم اس سے کلام کرو گے تو یہ بھی کلام کرے گا۔ تو میں نے اسے ٹھوکر لگائی۔ اس نے سر اٹھایا اور آنکھیں کھولیں۔ میں نے اسے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں حجاج ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہو کر آیا ہوں اور میں نے اللہ تعالیٰ کو بہت سخت سزا دینے والا پایا ہے۔ میرے ہر قتل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے قتل کیا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس چیز کا منتظر ہوں جس کا موحدین کو انتظار ہوتا ہے یعنی جنت یا دوزخ۔

حجاج بن یوسف کی امید

۸۷- حضرت اشعث سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے حجاج کو خواب میں بہت بری حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے جتنے بھی قتل کیے تھے ان سب کے بدلے میں مجھے قتل کیا گیا۔ تو میں نے پوچھا کہ اب کس بات کا انتظار ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں بھی اسی چیز کا امیدوار ہوں جس کے لا الٰہ الا اللہ کہنے والے امیدوار ہیں۔

یزید نحوی اور ابو مسلم خراسانی کا مقام

۸۸- ابوالحسین سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں خود کو ایک وسیع وعریض جگہ پر دیکھا۔ وہاں ایک آدمی تخت پر بیٹھا تھا اور ایک آدمی ان کے سامنے کچھ بھون رہا تھا۔ تو میں نے پوچھا کہ یہ کون تخت پر بیٹھا ہوا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ یزید نحوی ہیں اور ان کے سامنے ابو مسلم خراسانی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ابراہیم صائغ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں وہاں کون پہنچ سکتا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ

مجھے خواب کے دوران ہی یہ بتایا گیا کہ یہی خواب خراسان کے ایک صالح آدمی نے بھی دیکھا ہے اور سمرقند' جورجان اور خراسان کے بہت سے لوگوں نے بھی دیکھا ہے۔

زندیقی سے برأت

۸۹- احمد بن عبدالرحمٰن معبر سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے صالح بن عبدالقدوس کو خواب میں بہت خوش و خرم دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا اور جو آپ پر بے دینی یعنی زندیق ہونے کا الزام تھا اس سے آپ نے کیسے نجات پائی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے اس پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو اس نے مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے اور مجھ پر جو بے دینی کا الزام تھا اس سے دنیا میں ہی برأت عطاء کر دی گئی۔

مالداروں اور فقراء کی ملاقات

۹۰- ابویزید طیفور بسطامی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تو میں نے کہا۔ یا امیر المومنین! مجھے کوئی نفع بخش بات سکھائیے۔ تو فرمایا کہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مالداروں کا فقراء سے عاجزی سے ملنا بہت اچھی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ کچھ اور نصیحت فرمائیں۔ تو فرمایا کہ فقراء کا فقط اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کیے جانے پر یقین کی بناء پر مالداروں پر فخر کرنا اچھی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ کچھ اور ارشاد فرمائیں۔ تو فرمایا کہ ان سے بہتر یہ چیز ہے اور اپنی ہتھیلی کھولی اس میں سونے کے پانی سے یہ لکھا ہوا تھا۔

قد کنت میتا فصرت حیا　　　وعن قلیل تکون میتا

فابن بدار البقاء بیتا　　　واھدم بدار الفناء بیتا

یعنی تو مردہ تھا پھر زندہ ہو گیا اور تھوڑی سی چیز کیلئے مر جائے گا۔ تو دارالبقاء میں گھر بنا اور دارلفناء والا گھر گرا دے۔

فضیل بن عیاض کے حلّے کی فضیلت

۹۱- ایک مکی شخص سے مروی ہے کہ

میں نے سعید بن سالم قداح کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ ان قبر والوں میں سے افضل کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس قبر والا افضل ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس کی فضیلت کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اسے آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو اس نے صبر کیا۔ میں نے پوچھا کہ فضیل بن عیاض کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ انہیں ایسا حلہ

پہنایا گیا ہے کہ ساری دنیا ایک طرف اور وہ حلہ ایک طرف۔

استغفار نفع بخش چیز

۹۲- ابوالفرج غیث بن علی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں ابوالحسن عاقولی کو بہت اچھی حالت میں دیکھا تو ان سے ان کی حالت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بہت بہتر حالت میں ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ تو مر چکے تھے؟ تو انہوں نے کہا۔ ہاں ایسے ہی ہے میں نے کہا کہ موت کو کیسا محسوس کیا؟ تو کہا کہ اچھی ہے اور مسکرا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ کو بخش دیا گیا اور جنت میں داخل ہوئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں! میں نے پوچھا کہ سب سے نفع بخش عمل کون سا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نفع بخش نہیں۔

مسلمانوں کے راستے کی حفاظت

۹۳- حسین بن یونس حرانی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے ہاجور امیر کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس عمل کے سبب؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مسلمانوں اور حاجیوں کے راستوں کی حفاظت کرنے کی وجہ سے۔

دارقطنی امام جنت

۹۴- ابونصر بن ماکولا سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آخرت میں ابوالحسن دارقطنی کی حالت کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ تو مجھے بتایا گیا کہ انہیں جنت میں امام کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

فعل کی برائی قول کی اچھائی

۹۵- ابونصر خلف الوزان سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

کسی آدمی نے یوسف بن حسین رازی صوفی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم کیا آدمی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کا سبب وہ کلمات ہیں جو میں نے مرتے وقت کہے تھے کہ اے اللہ رب العزت! میں لوگوں کو نصیحت کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا

تھا تو اے باری تعالیٰ! میرے فعل کی برائی کو میرے قول کی اچھائی سے بدل دے۔

صالح آدمی کی دعا سے تمام قبرستان والوں کی بخشش

۹۶- عبداللہ بن صالح سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

ابونواس شاعر کو کسی آدمی نے خواب میں دیکھا کہ خوب نعمتوں میں ہے تو اس نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور یہ نعمتیں عطاء فرمائی ہیں۔ اس آدمی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے حالانکہ تو تو گڑبڑ کرتا تھا۔ تو اس نے جواب دیا کہ ایک رات ایک صالح آدمی قبرستان میں آیا اور چادر بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی اور اس میں دو ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام قبرستان والوں کو بخش دیا اور میں بھی ان میں شامل تھا۔

شاعر کی بخشش اشعار کے سبب

۹۷- محمد بن نافع سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے نیم بیداری کی کیفیت میں ابونواس شاعر کو دیکھا تو کہا کہ ابونواس ہو؟ تو اس نے کہا کہ یہ کنیت سے پکارنے کا وقت نہیں۔ میں نے کہا کہ حسن بن ہانی ہو؟ اس نے کہا ہاں؟ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا جو کہ میرے گھر میں تکیے کے نیچے پڑے ہوئے ہیں۔ میں اس کے گھر گیا تو اس کے تکیے کے نیچے یہ شعر لکھے ہوئے پڑے تھے۔

یا رب ان عظمت ذنوبی کثرۃ　　　فلقد علمت بان عفوك اعظم

یعنی اے پروردگار! اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہیں تو میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرا عفوو کرم ان سے کئی گنا بڑا ہے۔

ان کان لا یرجوك الا محسن　　　فمن یلوذ ویستجیر المجرم

اور اگر نیکوکاروں کو ہی تجھ سے امید ہے تو گناہ گار کس سے پناہ مانگیں گے۔

ادعوك رب کما امرت تضرعا　　　فاذا رددت یدی فمن ذا یرحم

اے پروردگار! جیسے تو نے حکم فرمایا میں اسی طرح گڑگڑا کر تجھ سے مانگ رہا ہوں اور اگر تو نے ہی خالی ہاتھ لوٹا دیا تو کون رحم کرے گا۔

مالی الیك وسیلۃ الا الرجاء　　　وجمیل عفوك ثم انی مسلم

میرے پاس سوائے تیرے در کی امید کے کوئی وسیلہ نہیں اور سوائے تیرے عفو و درگزر کے کوئی ذریعہ نہیں ان کے بعد یہ کہ میں مسلمان ہوں۔

نرگس کے پھول کے متعلق کہے گئے اشعار سے بخشش

۹۸- ابوبکر اصبہانی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

کسی آدمی نے ابونواس شاعر کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان شعروں کی وجہ سے جو کہ میں نے نرگس کے پھولوں کے متعلق کہے تھے۔ بخش دیا ہے اور وہ اشعار یہ ہیں۔

تامل فی نبات الارض وانظر   الی آثار ماصنع الملیك

یعنی زمین کی نباتات اور اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے آثار میں غور و فکر کر۔

عیون من لجین شاخصات   باحداق کماء الذهب السبیك

چاندی جیسی آنکھیں سنہری پتلیوں سے دیکھ رہی ہیں۔

علی قضب الزبرجد شاهدات   بان الله لیس له شریك

اور یہ سنہری پانی زبرجد کی شاخوں پر اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔

وان محمد عبد رسول   الی الثقلین ارسله الملیك

اور اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور تمام جن و انس کی طرف بھیجے گئے اللہ کے رسول ہیں۔

آسمان پر حدیث بیان کرنا

۹۹- عبداللہ بن محمد مروزی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے یعقوب بن سفیان الحافظ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھے یہ حکم دیا کہ جیسے میں دنیا میں حدیث بیان کرتا تھا آسمانوں میں بھی بیان کروں۔ تو میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی۔ تو فرشتے میرے پاس جمع ہو گئے اور جبرائیل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتوں نے اس حدیث کو سونے کے قلموں سے لکھ لیا۔

۱۰۰- ابوعبید بن حربویہ سے مروی ہے کہ

ایک آدمی حضرت سری سقطی کے جنازہ میں شامل ہوا۔ جب رات ہوئی تو اس نے انہیں خواب میں دیکھا۔ تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے، میرے جنازے میں شامل ہونے والوں اور میرا جنازہ پڑھنے والوں سب کو بخش دیا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ میں بھی آپ کا جنازہ پڑھنے والوں میں شامل تھا تو انہوں نے ایک کاغذ نکال کر دیکھا تو اس میں اس آدمی کا نام دکھائی نہ دیا۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو حاضر تھا تو انہوں نے پھر دیکھا تو اس کا نام حاشیے میں لکھا تھا۔

محدثین کے لئے جنتی گھر

۱۰۱- ابوالقاسم ثابت بن احمد بن حسین بغدادی سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میں نے ابو قاسم سعد بن محمد زنجانی کو خواب میں دیکھا اور وہ یکے بعد دیگرے مجھ سے کہہ رہے تھے کہ اے ابو قاسم! اللہ تعالیٰ محدثین کے لئے ہر مجلس کے بدلے میں جنت میں ایک گھر تعمیر فرماتا ہے۔

طاہر خلقانی کا انجام

۱۰۲- محمد بن مسلم بن دارہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبید اللہ! تو نے میرے بندوں کے ساتھ سخت گفتگو کیوں کی؟ میں نے عرض کی: یا الٰہی! انہوں نے تیرے دین کو ختم کرنے اور بے حرمتی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو ارشاد فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر طاہر خلقانی کو لایا گیا تو میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعویٰ دائر کیا تو اس کو سو کوڑے مارے گئے اور قید کر دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عبید اللہ کو اس کے ساتھیوں ابو عبد اللہ، ابو عبد اللہ، ابو عبد اللہ سفیان ثوری، مالک بن انس اور امام احمد بن حنبل کے پاس چھوڑ آؤ۔

دس لاکھ احادیث کی کتابت

۱۰۳- حفظ بن عبد اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میں نے ابوزرعہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا پر ملائکہ کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کیسے عطا ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں

نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھیں اور ہر حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل درود پاک لکھتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ
جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

رفع یدین کی وجہ سے

۱۰۴- یزید بن مخلد طرسوسی سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے ابوزرعہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا پر کچھ سفید کپڑوں والے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں اور خود بھی سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں اور وہ نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اے ابوزرعہ! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ ملائکہ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ مقام آپ کو کس وجہ سے ملا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز میں رفع یدین کرنے کی وجہ سے۔ میں نے کہا کہ جہمیہ عقیدے والوں نے ہمارے ''رے'' والے ساتھیوں کو بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ تو انہوں نے کہا خاموش ہو جاؤ کیونکہ امام احمد بن حنبل نے ان پر اوپر سے پانی بند کر دیا ہے۔

اضافہ از مترجم

صاحبِ کتاب حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ مذکورہ بالا اثر کو پڑھتے ہوئے یہ ذہن میں رکھیں کہ نماز میں رفع یدین کرنا شوافع کے نزدیک جائز ہے۔

سنت نبوی کی حفاظت کا اہتمام

۱۰۵- ابوعباس مرادی سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

میں نے ابوزرعہ کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ رب العزت نے فرمایا: اے ابوزرعہ! میرے پاس ایک بچہ لایا جاتا ہے تو میں اسے جنت میں بھیجنے کا حکم دیتا ہوں تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے میرے بندوں کے لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ جہاں چاہو جنت میں ٹھکانہ بنالو۔

۱۰۶- ابن عساکر نے صدقہ بن یزید سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے طرابلس کے نواح میں تین قبریں ایک ٹیلے پر دیکھیں۔ ان تینوں پر اشعار لکھے

تھے۔ پہلی قبر پر لکھا ہوا تھا۔

وکیف یلذ العیش من ھو موقن　　بان المنایا بغتة ستعا جلہ

وتسلبہ ملکا عظیما ونخوۃ　　وتسکنہ البیت الذی ھوا ھلہ

یعنی وہ انسان بھلا زندگی کا لطف کیسے حاصل کرسکتا ہے جسے یہ یقین ہو کہ موت اچانک جلد ہی آنے والی ہے اور اس کی عظیم بادشاہت اور تکبر کو چھین لینے والی اور اسے اس گھر میں ڈالنے والی ہے جس کا وہ اہل ہے یعنی قبر میں۔

دوسری قبر پر لکھا ہوا تھا۔

وکیف یذالعیش من ھو عالم　　بان الہ الخلق لا بد سائلہ

فیاخذمنہ ظلمہ لعبادہ　　ویجزیہ بالخیر الذی ھو فاعلہ

وہ آدمی زندگی کا لطف بھلا کیسے حاصل کرسکتا ہے جسے یہ علم ہو کہ معبود خالق اس سے حساب وکتاب لے گا اور اسے اس کے عمل اور نیکی کی جزا دے گا۔

جبکہ تیسری قبر پر لکھا ہوا تھا۔

وکیف یلذّ العیش من ھو صائر　　الیٰ جدث تبلی الشباب منازلہ

ویذھب حسن الوجہ من بعد ضوئہ　　سریعا ویبلی جسمہٗ و مفاصلہ

وہ انسان زندگی کا لطف بھلا کیسے حاصل کرسکتا ہے جو ایسی قبر کا مکین بننے والا ہے کہ جس کی منازل اس کی جوانی کو بوسیدہ کردیں گی اور اس کے چہرے کا حسن وجمال بہت جلد ختم ہو جائے گا اور اس کا جسم اور ہر جوڑ بوسیدہ ہو جائے گا۔

تو میں وہاں قریبی بستی میں گیا اور وہاں کے ایک بزرگ سے کہا کہ میں نے بہت عجیب چیز دیکھی ہے تو انہوں نے کہا کہ کیا عجیب چیز دیکھی ہے؟ تو میں نے ان تین قبروں کے متعلق بتایا تو بزرگ نے کہا کہ ان کا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ میں نے وہ واقعہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تینوں بھائی تھے۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا مصاحب تھا اور لشکر اور کچھ شہروں پر امیر مقرر تھا۔ دوسرا بھائی ایک خوشحال تاجر تھا اور تیسرا بھائی ایک پرہیز گار شخص تھا جو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کیلئے اکیلا رہتا تھا۔

اس زاہد و پرہیز گار بھائی کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کا وہ بھائی جو کہ عبدالمالک بن مروان بادشاہ کا مصاحب تھا وہ اور اس کا تاجر بھائی اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہمیں کوئی

وصیت کرو۔ تو اس نے کہا کہ نہ تو میرے پاس مال ہے اور نہ ہی مجھ پر قرض ہے کہ وصیت کروں اور نہ ہی میں دنیاوی ساز و سامان چھوڑے جا رہا ہوں۔ ہاں! البتہ ایک عہد تم سے لینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر فلاں ٹیلے پر بنانا اور اوپر یہ اشعار لکھنا۔ اس نے پہلی قبر پر لکھے گئے اشعار کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ تین دن میری قبر پر آنا شاید تمہیں کوئی نصیحت حاصل ہو۔ تو اس کے بھائیوں نے ایسا ہی کیا۔ جب تیسرا دن تھا تو اس کا وہ بھائی جو بادشاہ کا مصاحب تھا اس کی قبر پر آیا اور جب واپس جانے لگا تو اس نے قبر کے اندر سے ایک ایسی آواز سنی جس سے وہ مرعوب اور خوفزدہ ہو گیا اور اسی حالت میں واپس لوٹ گیا۔ رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ بھائی! وہ آواز کیسی تھی جو میں نے تیری قبر سے سنی؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ آواز لوہے کی گرز کی تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ تیرے پاس ایک مظلوم آیا تھا لیکن تو نے اس کی مدد نہ کی۔ صبح کو اس کے بھائی نے اس کے دوسرے بھائی اور اپنے دوست واحباب کو بلایا اور کہا کہ تم گواہ رہنا کہ میں تمہارے درمیان ہمیشہ نہیں رہوں گا۔ پھر اس نے تمام سرکاری عہدے چھوڑ کر عبادت شروع کر دی اور صحراؤں' پہاڑوں اور جنگلوں میں بسیرا کرنے لگا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کا تاجر بھائی اس کے پاس آیا اور کہا۔ بھائی! مجھے کوئی وصیت کر دو۔ تو اس نے کہا کہ نہ تو میرے پاس مال و دولت ہے اور نہ ہی مجھ پر قرض ہے کہ وصیت کروں البتہ تم سے ایک عہد لیتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر میرے بھائی کی قبر کے ساتھ بنانا اور اس پر یہ اشعار ''جو دوسری قبر پر لکھے تھے'' لکھنا۔ پھر تین دن میری قبر کے پاس ٹھہرنا۔

جب وہ فوت ہو گیا تو تاجر نے اپنا وعدہ پورا کیا اور جب تیسرے دن واپس لوٹنے لگا تو اس نے قبر سے ایسی آواز سنی جو کہ عقل کو زائل کر دینے والی تھی تو وہ بہت خوفزدہ ہوا۔ رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بخیر و عافیت ہوں اور توبہ ہر بھلائی کو جامع ہے۔ تو اس نے دوسرے بھائی کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ نیکوں کی سنگت میں ہے۔ تو اس نے پوچھا کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جو چیز انسان آگے بھیجتا ہے اسے حاصل کر لیتا ہے تو بھی اپنی مالداری کو فقیری سے پہلے غنیمت جان۔ تو اس تاجر نے بھی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی' اپنا مال تقسیم کر دیا اور اطاعت الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بیٹے نے کاروبار شروع کر لیا۔ جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے بیٹے نے کہا کہ مجھے کوئی وصیت کر دیں۔ تو اس نے کہا کہ بیٹا! میرے پاس نہ تو کوئی مال

ہے کہ جس کی وصیت کروں البتہ ایک عہد تم سے لینا چاہتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنے چچاؤں کے ساتھ دفن کرنا اور میر قبر پر یہ اشعار ”جو تیسری قبر کے اوپر لکھے ہوئے تھے“ لکھنا۔ پھر تین دن میری قبر پر ٹھہرنا۔

جب وہ وفات پا گیا تو اس کے بیٹے نے اپنا وعدہ پورا کیا جب تیسرے دن واپس لوٹنے لگا تو اس نے قبر سے ایک ہولناک آواز سنی جس سے وہ ڈر گیا اور غمگین و پریشان حال واپس لوٹا۔ رات کو اس نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو اس کے والد نے اسے کہا کہ اے بیٹے؟ تمہیں جلد ہی ہمارے پاس آنا ہے اور معاملہ بہت مشکل ہے۔ لہٰذا مستعد رہ اور اپنی سواری اور لمبے سفر کی تیاری کر اور اپنا زاد راہ اس منزل سے جس سے تو کوچ کرنے والا ہے اس منزل کی جانب منتقل کر جس میں تجھے ٹھہرنا ہے اور ان بہادروں کی طرح دھوکہ مت کھانا جنہوں نے لمبی لمبی امیدوں سے دھوکہ کھایا اور آخرت کے معاملے میں کوتاہی کی۔ اس لیے موت کے وقت شرمسار ہوئے اور عمر کے ضائع چلے جانے پر کف افسوس ملتے رہ گئے لیکن موت کے وقت ان کی شرمندگی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور کوتاہی پر افسوس کرنے نے انہیں نہیں بچایا۔ اے بیٹے! جلدی کر کوشش کر اور جلدی جلدی کر۔

وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں اس نوجوان کے پاس جس دن اس نے خواب دیکھا تھا اس سے اگلے دن گیا تو اس نے وہ خواب بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ میرے والد نے بیان کیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور میں تین ماہ یا تین دن زندہ رہوں گا کیونکہ میرے والد نے تین مرتبہ جلدی کرنے کو کہا ہے۔ پھر جب تیسرا دن آیا تو اس نوجوان نے اپنے اہل و عیال کو بلوایا اور انہیں الوداع کہا پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر خالق حقیقی سے جاملا۔

☆..........☆..........☆

چھیالیسواں باب:

مردے کو زندوں کی باتوں سے تکلیف پہنچنا اور اس کے متعلق ممانعت

مردے کو قبر میں تکلیف

۱- دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مردے کو قبر میں اسی بات سے تکلیف پہنچی ہے جس بات سے اسے گھر میں تکلیف پہنچتی تھی۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

یہ بات ممکن ہے کہ مردہ آدمی کو زندہ لوگوں کے افعال و اقوال کی خبر اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ فرشتہ پہنچاتا ہو اور وہ ایسے افعال ہوں جن سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے کوئی علامت یا دلیل پہنچائی جاتی ہو اسی وجہ سے مردہ آدمی کے بارے میں بدگوئی بیان کرنا منع ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد فرشتے کا مردہ آدمی کو اس کے برے اعمال کی وجہ سے سزا دینا ہو اور سختی کرنا ہو۔

مردوں کو برا بھلامت کہو

۲- امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مردوں کو برا بھلامت کہو کیونکہ انہیں جہاں پہنچنا تھا وہ پہنچ چکے ہیں۔

مردوں کے متعلق اچھے الفاظ کہو

۳- امام نسائی نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مردے کا برے الفاظ میں ذکر کیا گیا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے مردوں کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا کرو۔

مردوں کی اچھائیاں بیان کرنا

۴- ابوداؤد، ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے مردوں کی اچھائیوں کو ذکر کیا کرو اور برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرو۔

جنتی ہیں تو تم گنہگار جہنمی ہیں تو سزا کافی ہے

۵- ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، فرماتی ہیں۔

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

اپنے مردوں کو اچھے لفظوں میں یاد کرو کیونکہ اگر وہ جنتی ہیں تو تم گنہگار ہو گے اور اگر جہنمی ہیں تو انہیں وہی سزا کافی ہے جو انہیں مل رہی ہے۔

سینتالیسواں باب:

مردے پر رونے سے مردے کو اذیت پہنچنا

زندہ آدمی کے رونے سے مردے کو عذاب

۱۔ شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردے کو زندہ آدمی کے رونے کے باعث عذاب دیا جاتا ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ شاید بھول گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مردے کے گھر والے اسے رونے میں مشغول ہوتے ہیں اور اسے اس کے جرموں کی وجہ سے عذاب دیا جارہا ہوتا ہے۔

زندہ آدمی کے رونے سے مردہ پر کھولتا پانی انڈیلا جاتا ہے

۲۔ ابن سعد نے یوسف بن ماہک سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے جنازے میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ زندہ آدمی کے مردے پر رونے کی وجہ سے مردے کو عذاب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مردہ آدمی کو زندہ آدمی کے رونے کے باعث عذاب ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث جسے ابویعلیٰ نے نقل کیا ہے وہ ایسے ہے کہ مردہ آدمی پر زندہ آدمی کے رونے کی وجہ سے کھولتا ہوا پانی انڈیلا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت ہے کہ مردہ پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اسے امام بخاری، انس بن مالک اور عمران بن حصین نے نقل کیا۔ ابن حبان نے صحیح میں آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے ''کبیر'' میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے، ابویعلیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن مندہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تطبیق حدیث

علماء کرام نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ زندہ آدمی کے رونے کی وجہ سے مردے کو

عذاب دیا جاتا ہے کہ نہیں؟ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

(i) حدیث مطلقاً اپنے ظاہر پر محمول ہے یعنی عذاب ہوتا ہے اور یہ رائے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

(ii) مطلقاً عذاب نہیں ہوتا۔

(iii) ''ب'' حال کیلئے ہے یعنی مردہ کو عذاب ہو رہا ہوتا ہے اور گھر والے رو رہے ہوتے ہیں اور یہ عذاب اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے نا کہ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے۔

(iv) یہ حدیث کفار کے ساتھ خاص ہے اور یہ دونوں قول یعنی تیسرا اور چوتھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہیں۔

(v) یہ حدیث اس کے ساتھ خاص ہے جس کی عادت نوحہ کرنا تھی۔ یہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

(vi) یہ حدیث ان کے بارے میں ہے جنہوں نے اس بات کی وصیت کی ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

اذا مت فانعینی بما انا اهله وشقی علی الجیب یا ابنة معبد

یعنی اے معبد کی بیٹی! جب میں مر جاؤں تو مجھے اس طرح رونا جیسی کہ میری شان ہے اور اپنا گریبان چاک کر لینا۔

(vii) یہ اس کے بارے میں ہے کہ جسے معلوم ہو کہ اس کے گھر والوں کی نوحہ کرنا عادت ہے لیکن اس نے انہیں ایسا نہ کرنے کی وصیت نہ کی حالانکہ ایسا کرنا اس کیلئے ضروری تھا۔

(viii) اسے عذاب ان صفات کی وجہ سے ہوتا ہے جو مردے کے متعلق بیان کرتے ہوئے رویا جاتا ہے مثلاً اے عورتوں کو رنڈوا اور بچوں کو یتیم کرنے والے اور اے گھروں کو ویران کرنے والے! حالانکہ یہ چیز شرعاً مذموم ہے۔

(ix) اس سے مراد یہ ہے کہ مردے کے گھر والے جو بین کرتے ہیں ان کی وجہ سے مردے کو فرشتے ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں۔ جیسا کہ ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی شخص مرتا ہے تو اسے بین کرنے والیاں کھڑی ہو کر کہتی ہیں کہ اے پہاڑ! اے ہمارے ملجاء و ماوا وغیرہ تو اس مردے پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اسے ڈانٹتے ہیں اور

پوچھتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔

فرشتہ گرز مارتا

۳- طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بیہوشی طاری ہوگئی تو ایک عورت نوحہ اور بین کرنے لگی۔ اتنے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں ہوش آگیا۔ تو انہوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتیں یہ کہہ کر رونے لگیں کہ ہائے! تکلیف اور ہائے! جو پہاڑ تھا تو ایک فرشتہ گرز لے کر میرے پیروں کی جانب کھڑا ہوگیا اور کہا تو ایسا ہی تھا جیسا یہ عورتیں کہہ رہی ہیں؟ تو میں نے کہا کہ نہیں۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ مجھے اس گرز کے ساتھ مارتا۔

ہائے! فلاں!

۴- امام حاکم نے صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بیہوشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن عمرہ رونے لگیں اور کہنے لگیں ہائے میرے بھائی۔ ہائے فلاں ہائے فلاں جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ بھی میرے متعلق کہا اس کے متعلق مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تو ایسا ہی ہے۔

فرشتہ ڈانٹتا ہے

۵- طبرانی نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا کہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن کہنے لگیں ہائے! اے پہاڑ' جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے فرمایا کہ تو آج دن تک مجھے تکلیف دیتی رہی ہے۔ تو ہمشیرہ نے کہا کہ میں بھلا آپ کو کیسے تکلیف دے سکتی ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ جب بھی تو یہ کہتی کہ ہائے فلاں! تو ایک فرشتہ ڈانٹ کر کہتا تھا کہ تو ایسا ہی تھا؟ تو میں کہتا کہ نہیں۔

مجھ پر بین مت کرنا

۶- ابن سعد نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ ہائے! رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی' ہائے! رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر اور مومنین کے امیر۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے اوپر میرا کوئی حق سمجھتی ہے تو اس کے بعد مجھ پر بین نہ کرنا کیونکہ جب میت پر ایسے اوصاف بیان کر کے رویا جاتا ہے جو اس میں نہیں ہوتے تو فرشتے اسے

بہت ناپسند کرتے ہیں۔

(x) زندوں کے مردوں پر رونے کی وجہ سے مردوں پر عذاب ہونے کے متعلق دسواں قول یہ ہے کہ

مردے کو گھر والوں کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت صفیہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

انہوں نے ایک مرتبہ رسول نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے مرے ہوئے بچے کا ذکر کیا اور رونے لگیں تو رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کیا تمہیں یہ چیز اچھی نہیں لگتی کے تم اپنے ساتھی سے دنیا میں نیک سلوک کرو اور جب مر جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب تم میں سے کوئی روتا ہے تو اس کے ساتھی کو اس کے آنسو بہانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو۔

یہ رائے ابن جریر اور ابن تیمیہ وغیرھم کی ہے۔

آدمی کی چیخ وپکار

۷- امام احمد نے حضرت ابوالربیع سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازے میں شرکت کی تو آپ نے ایک آدمی کے چیخنے چلانے کی آواز سنی تو آپ نے ایک آدمی بھیج کر اسے خاموش کروادیا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ! آپ نے اسے کیوں خاموش کروایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں داخل ہوجائے۔

گناہ سمیٹتی ہو!

۸- سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے میں ایک عورت دیکھی تو فرمایا کہ واپس چلی جاؤ گناہ سمیٹتی ہو اور ثواب حاصل نہیں کرتی ہو۔ تم زندہ لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرتی ہو اور مردوں کو تکلیف دیتی ہو۔

روتے ہیں قرض ادا نہیں کرتے

۹- یحییٰ بن معین نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن بصری سے روایت کیا کہ

مردے کیلئے سب سے زیادہ لوگوں میں سے برے اس کے وہ گھر والے ہیں جو اس پر روتے تو ہیں لیکن اس کا قرض ادا نہیں کرتے۔

اڑتالیسواں باب:

مردے کو تکلیف پہنچانا

قبرستان میں قضائے حاجت

۱- ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
کسی مسلمان کی قبر کو پاؤں سے روندنے کے بجائے مجھے انگاروں اور تیز دھار تلوار پر چلنا زیادہ ہے پسند ہے اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا ایسے ہی ہے جیسے بازاروں میں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے بیٹھ کر قضائے حاجت کرنا۔

ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

مردوں سے شرم

۲- ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں سلیم بن عتر سے روایت کیا کہ
آپ ایک قبرستان سے گزرے تو انہیں شدید قضائے حاجت پیش آئی۔ تو دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ یہاں اتر کر پیشاب کرلیں۔ تو انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ! قسم بخدا! میں مردوں سے بھی اسی طرح شرم کرتا ہوں جسے زندہ لوگوں سے۔

قبر پر مت بیٹھو

۳- طبرانی' حاکم اور ابن مندہ نے حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:
رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا کہ نیچے اتر آؤ۔ نہ تم قبر والے کو تکلیف دو نہ قبر والا تمہیں تکلیف پہنچائے۔

مومن کو زندگی اور موت کے بعد تکلیف دینا

۴- حضرت سعید بن منصور سے مروی ہے کہ
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ قبر کو پاؤں سے روندنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ جیسے میں مومن کو اس کی زندگی میں تکلیف دینے کو برا سمجھتا ہوں ایسے ہی اسے موت کے بعد تکلیف دینے کو برا سمجھتا ہوں۔

مومن کو موت کے بعد تکلیف پہنچانا

۵- ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مومن کو اس کی موت کے بعد تکلیف دینا ایسے ہی ہے جیسے اسے زندگی میں تکلیف پہنچانا۔

قبر کو روندنا

۶- ابن مندہ نے قاسم بن مخیمرہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ پسند ہے کہ میں اپنے نیزے کی نوک پر قدم رکھوں اور وہ میرے پاؤں میں اتر جائے لیکن کسی قبر کو روندنا پسند نہیں کروں گا اور ایک آدمی نے قبر کو روندا تو قبر سے آواز آئی اے انسان! دھیان کر! مجھے تکلیف مت دے۔

انچاسواں باب:

مومن کی قبر کے محافظ

کراماً کاتبین کو حکم الٰہی

۱- ابو نعیم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

جب اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی روح قبض فرمالیتا ہے تو اس کے ساتھ رہنے والے دو فرشتے اسے آسمان پر لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں اپنے مومن بندے کے اعمال لکھنے پر مقرر فرمایا تھا اب تو نے اس کی روح قبض فرمالی ہے لہٰذا ہمیں اجازت مرحمت فرما کہ ہم آسمان پر قیام کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تمام آسمان میری تسبیح وتقدیس کرنے والے فرشتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ تو وہ عرض کریں گے کہ پھر ہمیں زمین پر قیام کی اجازت مرحمت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری زمین میری تسبیح وتقدیس بیان کرنے والی مخلوق سے بھری پڑی ہے۔ اس لیے تم میرے بندے کی قبر پر قیام کرو اور قیامت تک میری تسبیح وتہلیل اور بڑائی بیان کرو اور اسے میرے بندے کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔

بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا اور ابن جوزی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ''موضوعات'' میں اتنے اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب کافر شخص مرتا ہے تو کراماً کاتبین اسے لے کر آسمان پر جاتے ہیں تو انہیں کہا جاتا ہے کہ اسے اس کی قبر میں لے جاؤ اور اسے لعنت کرتے رہو۔

☆............☆............☆

پچاسواں باب:

قبر میں مردے کیلئے نفع بخش اعمال

نیک عمل فرشتے کو دور بھیجتا ہے

۱- ابن ابی الدنیا نے اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت ثابت بنانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں۔

جب بندہ مومن کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اسے گھیر لیتے ہیں جب عذاب دینے والا فرشتہ آتا ہے تو اس کا ایک نیک عمل کہتا ہے کہ اس سے دور رہو اگر میں اکیلا بھی ہوتا تو بھی تو اس کے قریب نہ آسکتا تھا۔

جنتی بچھونا

۲- ابن ابی الدنیا نے حضرت ثابت بنانی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب کوئی نیک شخص وفات پاتا ہے اور اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اسے ایک جنتی بچھونا دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آرام سے سوجا تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے۔ پھر اس کی قبر تاحد نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے اور جنت کی ایک کھڑکی اس کی جانب کھول دی جاتی ہے جس سے وہ جنت کی خوبصورتی دیکھتا ہے اور اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتا ہے اور اس کے اعمال صالحہ روزے' نماز اور نیکیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اسے کہتی ہیں کہ ہم نے تجھے کھڑا رکھا' پیاسا رکھا اور جگائے رکھا تو آج ہم تجھ سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جیسے تو کرتا تھا اور آج ہم تیرے مونس وغمگسار ہیں یہاں تک کہ تو جنت میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے۔

انسان کے تین دوست

۳- بزار' طبرانی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر انسان کے تین دوست ہوتے ہیں۔ پہلا دوست وہ ہے جو کہتا ہے کہ جو تو نے خرچ کیا وہ تیرے لیے ہے اور جو تو نے روکے رکھا وہ تیرے لیے نہیں ہے اور یہ دوست مال ہے۔ دوسرا

دوست وہ ہے جو کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور جب تجھے بادشاہ کے دروازے پر لے جایا جائے گا تو میں تجھے چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤں گا اور یہ دوست اہل وعیال اور عزت ہے۔ تیسرا دوست وہ ہے جو کہتا ہے کہ تو جہاں بھی داخل ہو اور جہاں سے بھی نکلا میں تیرے ساتھ ہوں اور یہ عمل ہے تو انسان کہے گا کہ اے دوست تو تو ان تینوں میں سے میرے نزدیک حقیر ترین تھا۔

تین چیزیں بندے کے پیچھے چلتی ہیں

۴- شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ مر جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ دو تو ان میں سے واپس لوٹ آتی ہیں جبکہ ایک اس کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کے پیچھے اس کے اہل وعیال' مال اور عمل چلتا ہے۔ اہل وعیال اور مال واپس لوٹ آتے ہیں اور عمل ساتھ رہتا ہے۔

زندہ آدمی اور موت کی مثال

۵- بزار' طبرانی اور حاکم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زندہ آدمی اور موت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے تین دوست تھے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے اس میں سے جتنا چاہو لے لو اور جتنا چاہو چھوڑ دو۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ تیری خدمت کرتا رہوں گا اور جب تو مر جائے تو تجھے چھوڑ دوں گا۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تیرے ساتھ ہی داخل ہوں گا اور تیرے ساتھ ہی نکلوں گا چاہے تو مرے یا زندہ رہے۔ تو جس نے کہا کہ میرا جتنا مال چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے تو وہ اس کا مال ہے اور دوسرا دوست اس کے اہل وعیال ہیں اور تیسرا جو اس کے ساتھ داخل ہوگا اور نکلے گا وہ اس کا عمل ہے۔

تا قیامت قبر روشن رہے گی

٦- ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب نیک بندے کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ میں سے روزے' نمازیں' حج' جہاد اور صدقہ اسے گھیر لیتے ہیں۔ جب عذاب دینے والے فرشتے اس کے پاؤں کی جانب سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کہ اس سے دور رہو تمہارا اس پر کوئی زور نہیں چلے گا اس نے اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں طویل قیام کیے ہیں۔تو وہ اس کے سر کی جانب سے آئیں گے تو روزے کہیں گے کہ تمہارا اس پر کوئی بس نہیں چلے گا اس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کیلئے طویل پیاس برداشت کی ہے۔تو وہ اس کے جسم کی طرف سے آئیں گے تو حج اور جہاد کہیں گے کہ اس سے دور رہو اس نے اپنے آپ کو اور اپنے جسم کو تھکایا اور حج کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تو اس پر تمہارا کوئی زور نہیں چلے گا۔تو فرشتے اس کے ہاتھوں کی طرف سے آئیں گے تو صدقہ کہے گا کہ میرے ساتھی سے دور رہو۔ان ہاتھوں سے اس نے کتنی ہی مرتبہ صدقہ کیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں آیا ہے کہ اس نے ہمیشہ اسی کی رضا چاہی اس لیے تمہارا اس پر بس نہیں چلے گا۔تو اس وقت کہا جائے گا کہ تجھے مبارک ہو تو زندگی اور موت دونوں میں کامیاب ہو گیا۔ پھر رحمت والے فرشتے اس کے پاس آئیں گے اور اس کے نیچے جنتی بچھونا بچھائیں گے اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جائے گی اور اسے جنت سے ایک قندیل لا کر دی جائے گی جو تا قیامت اس کی قبر کو روشن رکھے گی۔

قرآن کی قیام گاہ

۷- ابن ابی الدنیا نے یزید بن ابی منصور سے روایت کیا کہ

ایک آدمی قرآن کی تلاوت کیا کرتا تھا جب وہ قریب المرگ ہوا تو اس کے پاس ملائکہ عذاب اس کی روح قبض کرنے آئے تو قرآن نکل کر سامنے آیا اور کہا اے پروردگار! اس کا سینہ تو میری قیام گاہ ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ قرآن کی قیام گاہ کو چھوڑ دو۔

اضافہ از مترجم:

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی فقط تلاوت ہی عمر میں زیادتی کا باعث ہے تو اگر انسان اس کے اسرار و رموز میں غوطہ زن ہو تو اسے زر و جواہر ملیں گے ان کو شمار کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔آج کی ماڈرن جنریشن ڈپریشن اور دلی بے اطمینانی کا شکار ہے تو فقط اس لیے کہ قرآن مجید سے دور رہے ورنہ قرآن مجید تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ "دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مضمر ہے" اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

قرآن مجید نجات دلاتا ہے

۸- ابن مندہ نے عمرو بن مرہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب انسان کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے بائیں طرف سے ایک فرشتہ آتا ہے تو

قرآن مجید اس کے سامنے آ کر اسے روک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا میرا کوئی جھگڑا نہیں۔ قسم بخدا! یہ تو مجھے سیکھتا رہا ہے اور کیا میں اسے کے پیٹ میں نہیں ہوں؟ قرآن مجید ایسے ہی کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ انسان نجات حاصل کر لیتا ہے۔

استغفار پسندیدہ پڑوسی

۹- اصبہانی نے ''ترغیب'' میں ابو منہال سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

انسان کے نزدیک اس کی قبر میں کثرت سے استغفار سے زیادہ پسندیدہ پڑوسی کوئی نہیں ہوتا ہے۔

سوائے تین چیزوں کے ہر عمل ختم

۱۰- امام بخاری نے ''الادب'' میں اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب انسان مر جاتا ہے تو سوائے تین چیزوں کے اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ پہلی چیز صدقہ جاریہ' دوسری ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور تیسری وہ نیک بچہ جو اس کیلئے دعا کرتا ہے۔

چار چیزوں پر موت کے بعد اجر

۱۱- امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اور آپ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ چار چیزوں پر موت کے بعد بھی اجر ملتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا' علم سیکھنا' صدقہ کرنا اور ایسی اولاد چھوڑنا جو نیک ہو اور اس آدمی کیلئے دعا کرے۔

بدعت حسنہ اور سیّئہ

۱۲- امام مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

جس نے کوئی اچھا طریقہ رائج کیا تو اسے بھی اس کا اجر ملے گا اور جو لوگ اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا لیکن ان کے اجر میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اسے بھی اس کی سزا ملے گی اور جتنے لوگ بھی اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کی سزا بھی اسے ملے گی لیکن ان کی سزا میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

اضافہ از مترجم:

دور حاضر میں ایک ٹولہ بدعت 'بدعت کی رٹ لگا لگا کر ہر مسلمان پر کفر و شرک کے فتوے لگا کر ثواب کمانے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا بنظر غائر مطالعہ کرے اور بتائے کہ بدعت کسے کہتے ہیں۔ ہر نئے طریقے کو جو پہلے موجود نہ ہوا سے بدعت کہتے ہیں لیکن بھئی! بدعت کی دو قسمیں (i) بدعت حسنہ ہے اور دوسری بدعت سیئہ ہے۔ اگر کوئی بدعت حسنہ رائج کرتا ہے تو اسے مسلمان رہنے دو۔ ہاں دوسری قسم والوں کو جو چاہے کہتے رہو وہ تمہارا اپنا معاملہ ہے اور یاد رکھو ہر وہ بدعت ''بدعت سیئہ'' ہے جس سے سنت نبوی اٹھ جائے اس نکتے کو ذہن میں رکھو۔

نیک جانشین

۱۳- ابن سعد نے رجاء بن حیوۃ سے روایت کیا کہ

انہوں نے سلیمان بن عبدالملک سے کہا کہ اگر تم قبر میں محفوظ رہنا چاہتے ہو تو کوئی نیک آدمی اپنا جانشین مقرر کرنا۔

۱۴- ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ

جس نے قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ کا علم حاصل کیا یا علم دین کا ایک باب پڑھا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ قیامت تک بڑھائے گا۔

موت کے بعد نیکیوں کا ثواب

۱۵- ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بندہ مومن کو اس کی موت کے بعد جن نیکیوں کا ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں جو علم دین اس نے پھیلایا' اچھی نیک اولاد جو اس نے پیچھے چھوڑی' کوئی کتاب لکھی (یا قرآن مجید کا وارث چھوڑا)' مسجد تعمیر کی' مسافروں کیلئے عمارت بنائی' کوئی نہر کھدوائی اور اپنی صحت کے عالم میں کوئی صدقہ وغیرہ کرنا۔ ان کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا ہے۔

سات چیزوں کا ثواب

۱۶- ابو نعیم اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سات چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب بندے کو اس کی قبر میں اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا

ہے۔ وہ یہ ہیں، علم دین سیکھا، نہر کھدوائی، کنواں بنایا، درخت لگایا، مسجد تعمیر کی، کوئی کتاب لکھی (یا قرآن مجید کا وارث چھوڑا) یا پھر ایسی اولاد چھوڑی جو اس کی موت کے بعد اس کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہو۔

۱۷- طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا اب تمہیں زیارت قبور کی اجازت ہے اور جب زیارت کیلئے جاؤ تو ان کے لئے دعائے رحمت اور دعائے مغفرت کیا کرو۔

مردے کے قریب افضل کلمہ

۱۸- ابونعیم نے ابن طاؤس سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ مردے کے قریب کہنے والے کلمات میں سے افضل کلمہ کون سا ہے، تو انہوں نے کہا کہ کلمہ استغفار۔

بلندئ درجات پر سوال

۱۹- طبرانی نے ''اوسط'' میں اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اللہ رب العزت جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار! یہ کس وجہ سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے کہ یہ تیرے بچے کی تیرے لیے دعائے مغفرت کی وجہ سے ہے۔

بیہقی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ''تیرے بچے کی تیرے لیے دعا کی وجہ سے''۔

امام بخاری نے ''الادب'' میں اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

نیکیاں پہاڑ کی مانند

۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

قیامت کے دن آدمی کی نیکیاں اس کے پیچھے پہاڑ کی مانند چلتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ کس وجہ سے ہیں؟ تو اسے کہا جاتا ہے کہ تیرے بچے کی تیرے لیے دعائے مغفرت کی وجہ سے ہیں۔

مردہ ڈوبنے والے آدمی کی مانند

۲۱- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قبر میں مردہ آدمی ڈوبنے والے آدمی کی مانند ہوتا ہے اور اسے ہر لمحے اپنے والد' والدہ' بیٹے یا پیارے دوست کی طرف سے دعا کا انتظار رہتا ہے۔ اگر وہ اس کیلئے دعا کریں تو یہ چیز اس کیلئے دنیا ومافیہا سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دنیا والوں کی اہل قبور کیلئے دعائیں ان کے پاس پہاڑوں کی مانند بھیجتا ہے اور زندوں کا مردوں کیلئے تحفہ ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

دعا مردے کو نفع دیتی ہے

۲۲- ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مردوں کو دعاؤں کی ضرورت زندہ آدمیوں سے کھانے پینے کی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے اور اس پر اجماع ہے کہ دعا مردے کو نفع دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہے۔

''والذین جاء وامن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان''

ترجمہ: اور ان کے بعد آنے والے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما اور ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان کی حالت میں چلے گئے۔

دعا نورانی لباس کی شکل میں

۲۳- ابن ابی الدنیا نے سلف صالحین سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

ہم میں سے ایک نے اپنے بھائی کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا زندہ لوگوں کی دعا تم تک پہنچتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ قسم بخدا! وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جسے ہم پہن لیتے ہیں۔

مہربان بھائی کا تحفہ

۲۴- عمرو بن جریر سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

جب کوئی آدمی اپنے مردہ بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ وہ دعا اس کی قبر پر لے کر آتا

ہے اور کہتا ہے اے قبر والے! یہ تیرے مہربان بھائی کا تیری جانب تحفہ ہے۔

صلوٰۃ اللیل

۲۵- ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں شام سے بصرہ کی طرف گیا تو ایک خندق میں اتر کر میں نے وضو کیا اور دو رکعت صلوٰۃ اللیل ادا کی۔ پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو صاحب قبر شکایت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا تو نے مجھے پوری رات تکلیف دی۔ پھر کہا کہ تم جانتے نہیں ہو اور ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ جو دو رکعتیں تو نے ادا کی ہیں یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو جزائے خیر دے۔ انہیں میرا سلام کہنا ان کی دعائیں ہمارے پاس نور کے پہاڑ بن کر آتی ہیں۔

اہل قبور پر رحم

۲۶- ابن ابی الدنیا نے متقدمین علماء میں سے کسی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں ایک قبرستان سے گزرا تو مجھے اہل قبور پر رحم آیا تو ایک غیبی آواز آئی کہ ان کیلئے رحم کی دعا کرو کیونکہ ان میں غمگین اور محزون ہیں۔

زندہ نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے

۲۷- ابن رجب کہتے ہیں' جعفر خلدی نے روایت کیا کہ ہم سے عباس بن یعقوب بن صالح انباری نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ۔

ایک نیک آدمی نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو اس کے والد نے اسے کہا' بیٹے! تو نے ہمیں ہدیہ بھیجنا کیوں چھوڑ دیا؟ تو اس نے کہا! ابا جان! کیا مردے زندہ لوگوں کے ہدیوں اور تحفوں کو پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا بیٹے! اگر زندہ نہ ہوتے تو مردے تباہ و برباد ہو جاتے۔

شرق و غرب سے روشنی

۲۸- ابن نجار نے ''تاریخ'' میں مالک بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں جمعۃ المبارک کی رات قبرستان میں داخل ہوا تو اس میں ایک نور چمکتا دیکھا تو میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کو بخش دیا ہے تو دور سے ایک غیبی آواز آئی۔ اے مالک بن دینار! یہ مومنین کا اپنے اہل قبور بھائیوں کیلئے تحفہ ہے۔ میں نے کہا کہ تجھے اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے بولنے پر قادر کیا کہ یہ کس نے بھیجا ہے اس کے متعلق بتاؤ؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایک مومن آدمی نے اس رات قیام کیا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور

ان میں سورۃ فاتحہ' سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص پڑھی اور پھر دعا مانگی کہ اے اللہ! میں ان کا ثواب ان میں سے مومنین اہل قبور کو بخشتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر شرق وغرب سے روشنی' نور کشادگی اور فرحت وسرور بھیجا۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں اس وقت سے لے کر جمعتہ المبارک کی رات اسی طرح دو رکعتیں اپنا معمول بنالیا اور ثواب اہل قبور کو بخش دیتا تو ایک مرتبہ خواب میں رسول نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے مالک! تو نے جتنا نور میری امت کو ہدیہ کیا اتنی تعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمائی اور تجھے اتنا ثواب عطا فرمایا اور جنت میں تیرے لیے قصر منیف تعمیر فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ منیف کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کے اوپر پھیلایا گیا محل ہے۔

دعا نور کے تھالوں میں

۲۹- ابن ابی الدنیا نے بشار بن غالب سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے حضرت رابعہ بصری کو خواب میں دیکھا اور میں ان کیلئے بکثرت دعا کیا کرتا تھا تو انہوں نے مجھے کہا۔ اے بشار! تیرے تحفے ہمارے پاس نور کے تھالوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھانپ کر لائے جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب مومنین اپنے مردوں کیلئے دعا کرتے ہیں اور وہ دعا قبول ہوتی ہے تو اسے نور کے تھال میں رکھ کر ریشمی رومالوں سے ڈھانپ دیا جاتا ہے پھر جس کیلئے وہ دعا کی گئی ہوتی ہے اس کے پاس لا کر کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں آدمی کا تیرے لیے تحفہ ہے۔

امت مرحومہ

۳۰- طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ

آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری امت ''امت مرحومہ'' ہے یہ اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے اور جب قبروں سے نکلے گی تو مومنین کی دعائے مغفرت کے سبب اس کے تمام گناہ ختم کر دیئے جائیں گے۔

ابن آدم کو اللہ تعالیٰ کی عطا

۳۱- ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کیلئے دو چیزیں ایسی دیں جو اس کی نہ تھیں۔ پہلی چیز مال میں معروف طریقے سے وصیت کرنا حالانکہ مال کسی دوسرے کا ہو جاتا ہے اور اس کیلئے مسلمانوں کا دعا کرنا حالانکہ وہ ایسے گھر میں ہوتا ہے کہ جس میں نہ برائی کر سکتا ہے اور نہ اچھائی۔

اجر بعد الموت

۳۲- دارمی نے ''مسند'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

چار چیزوں کا اجر انسان کو اس کی موت کے بعد بھی عطاء کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کے تہائی حصے کا اجر جبکہ وہ اس سے پہلے مال کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو۔ نیک اولاد جو اس کی موت کے بعد اس کیلئے دعا کرے۔ اچھا طریقہ رائج کرے جس پر لوگ اس کی موت کے بعد عمل پیرا ہوں اور چوتھی چیز یہ کہ سو آدمی اس انسان کیلئے سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

والدہ کی طرف سے صدقہ

۳۳- شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

ایک آدمی نے عرض کی' یارسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں۔ میرا گمان یہ ہے کہ اگر انہیں کوئی بات کرنے کی مہلت ملتی تو وہ صدقہ کرتیں۔ اگر اب میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں ثواب ملے گا؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! ملے گا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا عمل

۳۴- امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ وفات پا گئیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ! میری عدم موجودگی میں میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! فائدہ ہوگا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ میرا باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

یہ کنواں اُم سعد رضی اللہ عنہا کے لئے ہے

۳۵- امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یا رسول اللہ! میری والدہ وفات پا گئی ہیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو ارشاد فرمایا: کہ پانی تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد رضی اللہ عنہا کیلئے ہے۔

صدقہ کرنے والے قبر کی گرمی سے محفوظ

۳۶- طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صدقہ کرنے والے قبر کی گرمی سے محفوظ رہیں گے۔

افضل صدقہ!

۳۷- طبرانی نے ''اوسط'' میں صحیح سند کیساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! میری والدہ وصیت کیے بغیر وفات پا گئی ہیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا۔ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! پہنچے گا اور پانی افضل صدقہ ہے۔

چاہے بکری کا جلا ہوا پایہ!

۳۸- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! میری والدہ بغیر وصیت کیے اور بغیر صدقہ کیے وفات پا گئی ہیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! اگرچہ بکری کا ایک جلا ہوا پایہ بھی صدقہ کرو۔

نفلی صدقے کا ثواب

۳۹- حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے کیونکہ اس طرح ان دونوں کو بھی ثواب ملے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

صدقے سے مردے کی خوشی

۴۰- طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بندہ مر جاتا

ہے اور اس کے گھر والے اس کی موت کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام وہ تحفہ نور کے تھال میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔اے گہری قبر والے! یہ تیرے گھر والوں کی طرف سے تیرے لیے تحفہ ہے تو اسے قبول کر۔ پھر وہ نور کا تھال اس کی قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے۔تو وہ خوش ہوتا ہے اور خوشخبری سناتا ہے جبکہ اس کے وہ ہمسائے جن کی طرف کوئی شے تحفۃً نہیں بھیجی جاتی وہ غمگین ہوتے ہیں۔

۴۱- ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن ابی سعید سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

اگر تو میت کی طرف سے بکری کے پائے بھی صدقہ کرے تو وہ بھی اسے پہنچتے ہیں (یعنی ان کا ثواب اسے ملتا ہے)۔(از مترجم)

کامل حج کا ثواب

۴۲- بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور اصبہانی نے ''ترغیب'' میں ایسی سند کیساتھ جس میں دو راوی مجہول ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس آدمی نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کیا تو اللہ تعالیٰ اسے آگ سے آزادی عطاء فرمائے گا اور جن کی طرف سے حج کیا انہیں کامل حج کا ثواب عطاء فرمائے گا اور ان کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے افضل صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اپنے ذی رحم کی طرف سے حج کر کے اس کا ثواب اسے اس کی قبر میں پہنچائے۔

والدین کی طرف سے حج کرنا

۴۳- ابو عبداللہ ثقفی نے ''ثقفیات'' میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا اگر وہ اپنی زندگی میں حج نہ کر سکے تھے تو انہیں اس کا ثواب دیا جاتا ہے اور ان کی ارواح آسمان میں خوشی مناتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیک لکھ دیا جاتا ہے۔

حج بھی قرض ہے

۴۴- بزار اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ایک آدمی رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے والد صاحب حج فرض ادا کیے بغیر وفات پا گئے ہیں تو کیا کروں؟ تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا نہ کرتا؟ تو اس نے عرض کی کیوں نہیں ضرور ادا کرتا تو ارشاد فرمایا: کہ حج بھی اس پر قرض ہے اسے ادا کرو۔

حج ادا کرنے کا حکم

۴۵- طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

ایک عورت رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری والدہ وفات پا گئی ہیں کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا اور تو اسے ادا کرتی تو کیا وہ تیری طرف سے قبول نہ ہوتا؟ تو اس نے عرض کی کیوں نہیں ضرور قبول ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حج ادا کرنے کا حکم دیا۔

حج پر میت کے ثواب جتنا ثواب

۴۶- طبرانی نے ''اوسط'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس آدمی نے میت کی طرف سے حج کیا تو اسے بھی میت جتنا ثواب ملے گا۔

والد کی طرف سے غلام آزاد کرنا

۴۷- ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

ایک آدمی رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے والد وفات پا چکے ہیں کیا میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں؟ تو ارشاد فرمایا ہاں! کر سکتے ہو۔

میت کو ثواب پہنچتا ہے

۴۸- حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں۔

میت کو اس کی موت کے بعد غلام آزاد کرنے اور حج اور صدقہ کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔

حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا عمل

۴۹- حضرت ابن جعفر سے روایت ہے کہ

حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلام آزاد کیا

۵۰- ابن سعد نے حضرت قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی موت کے بعد ان کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا اس امید پر کہ انہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔

سو غلام آزاد کرنا

۵۱- ابوالشیخ ابن حیان نے کتاب الوصایا میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ! مجھے حضرت عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میں ان کی طرف سے سو غلام آزاد کروں۔ تو بچاس غلام میرے بھائی ہشام نے آزاد کر دیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں صدقہ' حج اور آزادی مسلمان کی طرف سے کی جائے گی اگر مسلمان ہوگا تو اسے ثواب پہنچے گا۔

حج اور روزے مردہ کی طرف سے

۵۲- امام مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

ایک عورت نے عرض کی' یارسول اللہ! میری والدہ پر دو ماہ کے روزے رہتے ہیں اگر میں ان کی طرف سے روزے رکھ لوں تو کیا انہیں کفایت کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اس نے عرض کی کہ میری والدہ کبھی حج نہیں کر سکی کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں!

والدین کی اطاعت کے بعد سب سے بڑی نیکی

۵۳- ابن ابی شیبہ نے حجاج بن دینار سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والدین کی اطاعت کے بعد سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے نماز ادا کرو اپنے روزوں کے ساتھ ان کیلئے روزے رکھو اور اپنے صدقات کے ساتھ ان کیلئے صدقہ

کرو۔

ولی مردے کی طرف سے روزے رکھے

۵۴- شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی فوت ہو جائے اگر اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے۔

☆..................☆..................☆

باب اکیاون:

میت کیلئے قبر پر تلاوت قرآن مجید

میت کیلئے قرآن مجید پڑھ کر اسے ایصال ثواب کرنے میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور آئمہ اور تینوں فقہی امام ایصال ثواب کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور آپ نے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کو دلیل بنایا ہے کہ

"وان لیس للانسان الا ماسعیٰ"

ترجمہ: یعنی انسان کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے گا۔

ایصال ثواب کے قائل حضرات نے چند وجوہات سے اس کا جواب دیا ہے۔

ایصال ثواب کا جواب:

۱- مذکورہ بالا آیت منسوخ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان سے۔

"والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم"

ترجمہ: یعنی جو لوگ ایمان لائے ان کے بعد ان کی ذریت آئی۔

اس آیت کریمہ میں والدین کی نیکی کی بناء پر اولاد کو جنت میں داخل کیے جانے کا ذکر ہے۔

حضرت عکرمہ کا قول

۲- یہ آیت قوم ابراہیم اور قوم موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے اور اس امت مرحومہ کیلئے اس کی اپنی کوشش اور اس کیلئے کی گئی کوشش کا بھی بدلہ ہے۔ یہ قول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حضرت ربیع بن انس کا قول

۳- اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہے جبکہ مومن کیلئے اس کی اپنی کوشش اور اس کیلئے کی گئی کوشش کا بھی بدلہ ہے یہ قول حضرت ربیع بن انس کا ہے۔

حسین بن فضل کا قول

۴- ''انسان کو اسکی کوشش کا بدلہ ملے گا'' یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے جبکہ اس کا فضل یہ ہے کہ جتنا

چاہے اضافہ فرمادے، یہ قول حسین بن فضل کا ہے۔

حافظ شمس الدین حنبلی کا موقف

۵- ''للانسان'' میں ''لام'' بمعنی ''علیٰ'' ہے یعنی انسان کو اپنے کیے گئے گناہ کی تکلیف ہوگی نہ کہ دوسرے کے کیے گناہ کی۔ اس قول کے قائلین نے پیچھے گزر چکی احادیث جن میں دعا، صدقہ، روزہ، حج اور غلام آزاد کرنے سے میت کو ثواب پہنچنے کا ذکر ہے ان سے استدلال کیا ہے کیونکہ اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ حج کا ثواب پہنچایا جائے یا صدقہ، وقف، دعا، یا تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچایا جائے اور اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن ان کی مجموعی حیثیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایصال ثواب کی اصل ہے اور یہ کہ ہر زمانے میں مسلمان اکٹھے ہو کر اپنے مردوں کیلئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے ہیں اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تو یہ چیز مسلمانوں کے اجماع کو ثابت کرتی ہے۔ یہ سب حافظ شمس الدین بن عبدالواحد المقدسی حنبلی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے۔

شیخ عزالدین بن سلام کا فتویٰ

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

شیخ عزالدین بن عبدالسلام اس بات کا فتویٰ دیتے تھے کہ میت کو قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا۔ جب وہ وفات پاگئے تو ان کے ایک ساتھی نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ میت کیلئے قرآن مجید کی تلاوت کے ایصال ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دنیا میں تو میں اسی کا قائل تھا لیکن اب جبکہ میں نے اس سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم دیکھا ہے تو میں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا ہے اور اس کا ثواب پہنچتا بھی ہے۔

شوافع جواز کے قائل

ہمارے اصحاب اس کی مشروعیت کے جواز کے قائل ہیں۔ زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام نووی کا موقف

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

قبروں کی زیارت کیلئے جانے والے کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ قرآن مجید میں سے جتنا آسانی

سے پڑھ سکے پڑھے اور اس کے بعد اہل قبور کیلئے دعا مانگے۔ اسی پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ہے اور اسی پر اصحاب شوافع متفق ہیں اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قبر پر ختم قرآن کرے تو یہ افضل ہے۔

امام احمد بن حنبل کا رجوع

امام احمد بن حنبل پہلے سے اس چیز کے قائل نہ تھے جب انہیں اس سلسلے میں کوئی حدیث نہ ملی تھی لیکن جب انہیں حدیث مل گئی تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا اور وہ حدیث وہ ہے جسے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما اور علاء بن جلاح رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اور ہم نے باب ''میت کو دفن کرتے وقت کیا کہا جائے'' میں ذکر کی ہے۔

طریقۂ انصار

۱- خلال نے ''الجامع'' میں حضرت شعبی سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

جب انصار میں سے کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے تھے اور صاحب قبر کیلئے قرآن خوانی کرتے تھے۔

گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص کا اجر

۲- ابو محمد سمرقندی نے سورۃ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو آدمی قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔

یوم قیامت مردوں کا سفارش کرنا

۳- ابو قاسم سعد بن علی زنجانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی قبرستان میں داخل ہوا اور سورۃ فاتحہ' سورۃ اخلاص اور سورۃ تکاثر پڑھی پھر کہا کہ اے اللہ رب العزت! میں نے جو تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب ان اہل قبور میں سے مسلمان مرد و عورت کو عطاء فرما تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی سفارش کریں گے۔

سال بھر سورۂ اخلاص کا ثواب تقسیم ہوا

۴- قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حماد مکی نے فرمایا کہ ایک رات میں مکۃ المکرمہ کے قبرستان میں گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو

گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ در حلقہ کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں لیکن ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا اور ہم سال بھر سے اس کا ثواب تقسیم کر رہے ہیں۔

سورۂ یٰسین اور اس کا اجر

۵- عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی قبرستان میں داخل ہوا اور سورۃ یٰسین تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں کے عذاب میں کمی فرما دیتا ہے اور پڑھنے والوں کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عطاء فرماتا ہے۔

٦- علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

حدیث مبارکہ "اقرء وا علیٰ موتاکم یٰسٓ" یعنی اپنے مردوں کے پاس سورۃ یٰسین پڑھو دو احتمال رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ اس کی موت کے وقت پڑھو اور دوسرا یہ کہ اس کی قبر کے پاس پڑھو۔ پہلا قول جمہور کا ہے۔ دوسرا ابن عبدالواحد مقدسی کا ہے جبکہ ہمارے متاخرین علماء کرام میں سے علامہ محب طبری نے اس کو دونوں صورتوں میں عام رکھا ہے۔

امام غزالی اور عبدالحق نے نقل کیا

امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں اور عبدالحق نے "العاقبۃ" میں امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں۔

جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورۃ فاتحہ، معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھ کر ان کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دو کیونکہ یہ ثواب انہیں پہنچتا ہے۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

ایک قول یہ ہے کہ تلاوت کا ثواب تلاوت کرنے والے کو ملتا ہے جبکہ میت کو سننے کا ثواب ملتا ہے اسی لیے تو اس پر رحم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون"

ترجمہ: یعنی جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خوب غور سے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے جود و کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ صاحب قبر کو تلاوت اور سننے دونوں کا ثواب بھی پہنچا دے اور جو ثواب اسے ہدیہ کیا جاتا ہے وہ بھی پہنچا دے جیسے کہ صدقہ اور دعا۔

فتاویٰ قاضی خان

علماء احناف کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ

جو قبروں کے پاس اس نیت سے قرآن مجید پڑھتا ہے کہ قبر والوں کو قرآن مجید کی تلاوت کی آواز سے مانوس کرے تو وہ قرآن مجید وہاں پڑھ سکتا ہے۔ اگر یہ نیت نہیں تو جہاں چاہے پڑھے کیونکہ اللہ رب العزت ہر جگہ سنتا ہے۔

فصل

قبر پر تر شاخ لگانا

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

ہمارے بعض علمائے کرام نے قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے میت کو نفع پہنچنے پر حدیث عسیب سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک تر شاخ منگوا کر اس کے دو ٹکڑے کیے اور انہیں دو قبروں پر لگا دیا جن میں عذاب ہو رہا تھا اور پھر ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی تو ان قبروں میں عذاب میں کمی رہے گی۔

اصل پر رہتی ہیں تو تسبیح بیان کرتی ہیں

علامہ خطابی کہتے ہیں کہ

اہل علم کے ہاں یہ بات اس پر محمول کی گئی ہے کہ چیزیں جب تک اپنی اصل تخلیق پر یا سبز اور تر رہتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس وقت تک بیان کرتی رہتی ہیں جب تک کہ وہ خشک نہ ہو جائیں یا سبز رنگ تبدیل نہ ہو جائے یا ان کو ان کی اصلیت سے جدا نہ کر دیا جائے۔

دیگر اہل علم کا مؤقف

علامہ خطابی کے علاوہ دیگر علماء کرام کہتے ہیں کہ

جب اہل قبور سے درختوں کی تسبیح سے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو اگر مومن مسلمان وہاں تلاوت قرآن مجید کرے تو کیا فائدہ نہ ہوگا اور قبروں کے پاس درخت لگانے کے بارے میں یہی حدیث اصل وجہ ہے۔

تر شاخ قبر میں گاڑ دی

ابن عساکر نے حماد بن سلمہ کے طریق سے حضرت قتادہ بن ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' آپ رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ

جب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قبر کے پاس سے گزرے اور صاحب قبر کو عذاب ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ لے کر اسے قبر میں گاڑ دیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ تر ہے شاید اس کے عذاب میں کمی ہو جائے۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ یہ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو قبر میں میرے ساتھ دو تر شاخیں رکھنا تو وہ کرمان اور قومس کے درمیان بیان علاقے میں فوت ہوئے۔ تو ان کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ تو ہمیں وصیت فرمایا کرتے تھے کہ ہم ان کی قبر میں دو تر شاخیں رکھیں اور اس جگہ تو شاخیں ملنا ناممکن ہے۔ ابھی وہ یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ سجستان کی طرف سے کچھ سوار آئے ان کے پاس کھجور کی شاخیں تھیں تو انہوں نے ان سے دو شاخیں لے کر حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبر میں رکھیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

ابن سعد نے حضرت مورق سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو تر شاخیں رکھی جائیں۔

قبر مٹنے پر رحمت خداوندی

تاریخ ابن نجار میں کثیر بن سالم ہیتی کے حالات کے بارے میں ہے کہ

انہوں نے بہت تاکید اور شدت سے یہ وصیت کی تھی کہ جب میری قبر کا نام ونشان مٹ جائے تو اسے دوبارہ تعمیر مت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے جن کی قبروں کا نام ونشان مٹ جائے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا شمار بھی انہی لوگوں میں ہو۔

ابن نجار کہتے ہیں کہ آثار میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں۔

حضرت ارمیاء علیہ السلام کا واقعہ

ابن نجار نے عبد بن حمید کے طریق سے روایت کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عبد الکریم نے بیان کیا کہ ہم سے عبد الصمد معقل نے بیان کیا کہ

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ارمیاء علیہ السلام (بنی اسرائیل کے پیغمبر) کچھ ایسی قبروں کے پاس سے گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا۔ جب ایک سال بعد وہاں سے گزرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ قدوس! قدوس! پچھلے سال میں یہاں سے گزرا تو ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا اور اب گزرا ہوں تو عذاب ختم ہو چکا ہے۔ تو آسمان سے ندا آئی۔ اے ارمیا علیہ السلام! ان کے کفن پھٹ گئے' بال بکھر گئے اور قبروں کا نام ونشان مٹ گیا تو میں نے ان پر نظر رحمت فرمائی اور میں ان لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں جن کی قبروں کا نام ونشان مٹ گیا' کفن پھٹ چکے ہوں اور بال بکھر چکے ہوں۔

☆..................☆..................☆

باب باون:
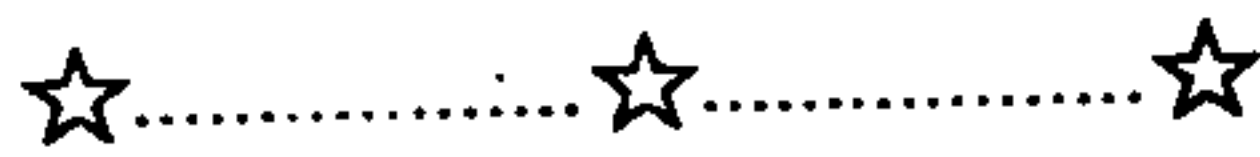
موت کے بہترین اوقات

دخولِ جنت کے اوقات

۱- ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اختتام رمضان پر فوت ہوتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جو شخص اختتام یوم عرفہ پر فوت ہوتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اختتام صدقہ پر فوت ہوتا ہے وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

رضائے الٰہی کے لئے اعمال

۲- امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے لا الٰہ الا اللہ کہا تو اسی کلمہ طیبہ پر اس کا خاتمہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے فقط ایک دن اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے روزہ رکھا تو اسی پر اس کا خاتمہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے صدقہ کیا اسی صدقہ پر اس کا خاتمہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔

صحابہ کرام کی پسندیدگی

۳- ابونعیم نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس بات کو پسند فرمایا کرتے تھے کہ کسی آدمی کی موت نیک عمل کرتے ہوئے آئے یعنی حج' عمرہ جہاد یا رمضان المبارک کے روزوں کے وقت۔

قیامت کو روزے کا ثواب

۴- دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' فرماتی ہیں۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی روزے کی حالت میں فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے روزہ رکھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

جمعہ کے دن فوت ہونے والے پر شہداء کی مہر

۵- ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص جمعتہ المبارک کی رات یا جمعتہ المبارک کے دن فوت ہو جائے تو وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس پر شہداء کی مہر ہو گی۔

جمعتہ المبارک اور جہنم سے آزادی

۶- حمید نے ''ترغیب'' میں سعد بن طریف اسکاف کے طریق سے حضرت ابو جعفر سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

جمعتہ المبارک کی رات روشن اور جمعتہ المبارک کا دن چمکدار ہوتا ہے۔ جو آدمی جمعتہ المبارک کی رات فوت ہو گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے عذاب قبر سے نجات لکھ دے گا اور جو جمعتہ المبارک کے دن کو فوت ہو گا اسے جہنم سے آزادی ہو گی۔

☆..................☆..................☆

باب ترپن:

موت کے بعد جلدی جنت میں لے جانے والے اعمال

آیت الکرسی کی فضیلت

۱- امام نسائی نے اور ابن حبان نے صحیح میں' ابن مردویہ اور دارقطنی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے جنت میں داخل ہونے سے فقط موت ہی روکے ہوئے ہے۔

بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا' جنت میں دخول کا باعث

۲- صلصال بن دلہمش نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ

جو آدمی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کے اور جنت کے درمیان فقط موت حائل ہوتی ہے جب وہ مر جاتا ہے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

☆..................☆..................☆

باب چون:

مردے کے جسم کا گلنا سڑنا اور انبیاء کے جسم کا محفوظ رہنا

پیٹ کا گلنا سڑنا

۱- امام بخاری نے حضرت جندب بجلی سے روایت کیا کہ

مرنے کے بعد سب سے پہلے انسان کا پیٹ گلتا سڑتا ہے۔

گلنا سڑنا کس وجہ سے ہے؟

۲- ابونعیم نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں نے میت کے جسم پر گلنا سڑنا لازم نہ کیا ہوتا تو لوگ مردوں کو گھروں میں ہی رکھ دیتے۔

تین چیزوں سے کشادگی

۳- ابن عساکر نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ:

میں نے اپنے بندوں پر تین چیزوں سے کشادگی فرمائی ہے۔

(i) غلے میں گھن کو پیدا کیا' اگر ایسا نہ ہوتا تو بادشاہ اسے جمع کر لیتے جیسے سونا چاندی جمع کر لیتے ہیں۔ (ii) موت کے بعد مردے کے جسم کو سڑا دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرتا۔ (iii) غمگین کو اس کا غم بھلا دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کبھی چین حاصل نہ کر سکتا۔

روح! سب سے بہتر چیز

۴- حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے روح سے زیادہ اچھی چیز کوئی پیدا نہیں فرمائی کہ جس سے یہ نکال لی جائے اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔

ریڑھ کی ہڈی گلنے سے محفوظ

۵- امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انسان کی ہر چیز سوائے ریڑھ کی ہڈی کے گل سڑ جاتی ہے اور قیامت کے دن اسی سے اس کی تخلیق مرکب کی جائے گی۔

ریڑھ کی ہڈی سے ابن آدم کی تخلیق

٦- امام مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابن آدم کے تمام اجزاء مٹی کھا جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان تخلیق کیا جاتا ہے اور اسی سے مرکب ہوتا ہے۔

شارح مواقف کا قول

شارح مواقف فرماتے ہیں کہ

کیا اللہ تعالیٰ اجزاء بدنیہ کو معدوم فرما کر دوبارہ پیدا فرماتا ہے یا انہیں منتشر فرما کر انہیں دوبارہ مجتمع فرماتا ہے؟ تو حق بات یہ ہے کہ اس کے متعلق کسی چیز کی صراحت نہیں ہے اور اس بارے میں یقینی نفی یا یقینی اثبات کا قول بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ دونوں جانب کوئی دلیل نہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے کہ

"کل شیء هالك الا وجهه"

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔

اس فرمان عالیشان میں بھی معدومیت پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ منتشر کرنا بھی معدومیت کی مانند ہلاکت ہی ہے۔ اس وجہ سے کسی چیز کی ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز اپنی مطلوبہ صفات سے خارج ہو جاتی ہے اور اسی طرح زوال تالیف (مرکب) ہے اور اسی کی مثل کو عرفاً فناء کہہ دیا جاتا ہے اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان

"کل من علیها فان"

ترجمہ: "یعنی اس پر موجود ہر چیز فنا ہو جائے گی"۔

اس سے بھی معدومیت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

انبیاء کے اجسام کھانا مٹی پر حرام

۷- امام ابوداؤد اور امام حاکم نے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جمعتہ المبارک کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا۔یارسول اللہ! کیسے ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ آپ ﷺ تو مٹی میں مل چکے ہوں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام حرام کر دیئے ہیں۔(یعنی زمین انہیں ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔از مترجم)

بارگاہِ نبوی میں درود پیش کیا جاتا ہے

۸- ابن ماجہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے جب بھی کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو جیسے ہی وہ درود ختم کرتا ہے وہ مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔میں نے عرض کی کیا موت کے بعد بھی ایسا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! موت کے بعد بھی! اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

چھیالیس سال میں شہداء کے جسم صحیح سلامت

۹- امام مالک نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت کیا کہ

انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قبریں سیلاب کی وجہ سے کھل گئیں۔یہ دونوں ایک ہی قبر میں دفن تھے اور غزوہ احد کے دن شہید ہوئے تھے۔انہیں دوسری جگہ منتقل کرنے کیلئے قبریں کھودی گئیں تو ان کے جسم بالکل سلامت تھے اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ کل ہی شہید ہوئے ہیں۔ان میں سے ایک زخمی تھے اور ان کا ہاتھ زخم پر تھا۔ایک آدمی نے زخم سے ہاتھ ہٹایا تو وہ دوبارہ اسی جگہ پر آ گیا جس جگہ پر تھا حالانکہ جنگ احد اور اس واقعہ کے درمیان چھیالیس سال گزر چکے تھے۔

۱۰- بیہقی نے ''الدلائل'' میں اتنے اضافے کے ساتھ یہی روایت نقل کی ہے کہ

ان کے زخم سے ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون جاری ہو گیا اور جب واپس رکھا گیا تو خون رک گیا' اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ کہا جاتا ہے۔

پھاوڑا لگنے سے شہید کا خون جاری ہوگیا

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ کھدوانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے منادی کروادی کہ جن کے جنگ احد میں شہید ہونے والے رشتہ دار یہاں دفن ہیں وہ انہیں یہاں سے منتقل کر لیں۔ تو لوگوں نے اپنے اپنے شہداء کی قبریں کھودیں تو انہیں بالکل تروتازہ پایا۔ اچانک غلطی سے ایک آدمی کا پھاوڑا ایک شہید کے پاؤں پر جا لگا تو وہاں سے خون بہہ نکلا۔ اس موقع پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی منکر انکار نہ کرے۔ لوگ مٹی کھود رہے تھے تو انہوں نے ایک ڈھیلا اٹھایا تو اس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ علامہ واقدی نے اپنے شیوخ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چشمہ نکالا

۱۱- ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں روایت کیا فرماتے ہیں۔

ہم سے عیسیٰ بن یونس نے اور انہوں نے ابواسحاق سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بتایا' بنی سلمہ قبیلے کے لوگوں سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چشمہ نکالا تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی قبریں ظاہر ہوگئیں۔ تو انہیں دوسری جگہ منتقل کرنے کیلئے قبروں کو کھودا گیا تو وہ بالکل تروتازہ تھے اور ایسے محسوس ہورہا تھا کہ ابھی کل ہی شہید ہوئے ہیں۔ ان کے چہرے دو چادروں سے ڈھکے ہوئے تھے اور پاؤں پر کوئی جڑی بوٹی لگی ہوئی تھی۔

بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کیا کہ

ایک آدمی کا پھاوڑا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لگ گیا تو خون بہہ نکلا۔

ثواب کی نیت سے اذان دینے والے کا اجر

۱۲- طبرانی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثواب کی نیت سے اذان دینے والا ایسے ہی ہے جیسے خون میں لت پت شہید۔ جب وہ فوت ہوگا تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ظاہر معنی یہ ہے کہ ثواب کی نیت سے اذان دینے والے کو زمین نہیں کھائے گی۔

مؤذن کی گردن سب سے اونچی

۱۳- عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں حضرت مجاہد سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

قیامت کے دن موذن کی گردن تمام لوگوں سے اونچی ہوگی اور ان کی قبروں میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔

حافظ قرآن کے جسم کو زمین نہیں کھاتی

۱۴- ابن مندہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب حافظ قرآن فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کی طرف یہ وحی نازل فرماتا ہے کہ اس کے جسم کو مت کھانا تو زمین عرض کرتی ہے کہ اے پرودگار! میں بھلا اس کے جسم کو کیسے کھا سکتی ہوں حالانکہ اس کے پیٹ میں تیرا کلام ہے۔

اسی سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔

زمین کس پر مسلط نہیں ہوتی

۱۵- مروزی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زمین کو ایسے جسم پر مسلط نہیں کیا جاتا جس سے کوئی خطا سرزد نہ ہوئی ہو۔

خاتمۂ کتاب

روح سے متعلقہ فوائد اور ارواح کی حقیقت

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اس کا اکثر حصہ ابن قیم کی کتاب ''کتاب الروح'' سے تلخیص کیا ہے۔

فائدہ اولیٰ: روح سرّ الٰہی

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں ایک ویران علاقے میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے تو کچھ یہودی پاس سے گزرے انہوں نے ایک دوسرے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو بعض نے کہا کہ رہنے دو مت پوچھو آخر کار انہوں نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روح کیا ہے؟ تو حضور سرکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے کھڑے رہے میں نے محسوس کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

''ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا''

ترجمہ: ''اور وہ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں' فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے''۔

تو روح کی حقیت کے بارے میں لوگ دو گرہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ نے اس کے متعلق کلام کرنے میں خاموشی اختیار کی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ان رازوں

میں سے ایک راز ہے جن کا علم انسان کو عطا نہیں کیا گیا اور یہی طریقہ زیادہ پسندیدہ ہے۔

روح کے متعلق مختلف اقوال

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ

روح کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس پر مطلع نہیں کیا لہٰذا بندوں کیلئے اس کے متعلق اس سے زیادہ بحث نہیں کرنی چاہیے کہ روح موجود ہے اور یہی مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر سلف صالحین کا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ آپ روح کی تفسیر نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس کا قول

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روح کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ اس مسئلے کو مت چھیڑا کرو اور نہ اس سے زیادہ کہو اور اسی طرح کہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

امام سیوطی کا موقف

ابن جریر نے مرسل سند کیساتھ روایت کیا کہ

جب مذکورہ بالا آیت مبارکہ نازل ہوئی تو یہودیوں نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی اسی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے روح کا مسئلہ قرآن مجید اور تورات میں بھی پوشیدہ رکھا ہے اور مخلوق سے اس کا علم چھپایا ہے تو بھلا بڑے بڑے جغادری گہرا غور وخوض کرنے والے اس کی حقیقت پر کیسے مطلع ہو سکتے ہیں۔

امام قشیری کا قول

ابو قاسم قشیری سعدی نے ''الایضاح'' میں نقل کیا ہے کہ

عظیم ترین فلسفی بھی اس کے متعلق کلام کرنے میں خاموش رہے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ معاملہ ہم محسوس ہی نہیں کر سکتے اور نہ ہی عقلیں اس کا ادراک کر سکتی ہیں اور ہمارا علم روح کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا جیسا کہ تقدیر کے راز کا ادراک کرنا ناممکن ہے۔

ابن بطال کا نظریہ

ابن بطال کہتے ہیں کہ

اس میں حکمت یہ ہے کہ مخلوق کو اس کی عاجزی کی پہچان کروائی جائے ایسی چیز کے علم میں کہ جس کا وہ ادراک نہیں کر سکتی حتیٰ کہ وہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے پر مجبور ہو جائے۔

علامہ قرطبی کا قول

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ

اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان کی عاجزی کا اظہار کیا جائے' کیونکہ جب وہ اپنے نفس کی حقیقت کو نہیں جان سکتا اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ وہ موجود ہے تو وہ اللہ رب العزت کی حقیقت کا ادراک کرنے سے بدرجہ اولیٰ عاجز ہے اور اس کے قریب قریب ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کی بصارت اپنے نفس کا ادراک کرنے سے عاجز ہے۔

جبکہ ایک گروہ نے اس کے متعلق کلام کیا ہے اور اس کی حقیقت کے متعلق بحث کی ہے۔

علامہ نووی کا قول

علامہ نووی کہتے ہیں کہ

اس بارے میں امام الحرمین کا قول ہی زیادہ صحیح ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو کہ کثیف اجسام میں اس طرح داخل ہے جیسے سبز لکڑی میں پانی۔

فائدہ ثانیہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت کا علم؟

پہلے گروہ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کو اس کا علم عطاء کیا گیا؟ تو ابن ابی حاتم نے اس کی وضاحت میں کہا ہے کہ ہم سے ابوسعید اشج نے بیان کیا کہ ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا۔ انہوں نے صالح بن حیان سے روایت کیا کہ ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا' فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ کو روح کی حقیقت کا علم نہ ہوا۔

جبکہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کو اس کا علم عطاء کیا گیا تھا اور مطلع کیا گیا تھا لیکن امت سے اس کا علم چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ اختلاف بالکل علم قیام قیامت کی طرح ہے۔

فائدہ ثالثہ: مذہبِ اکثریت

اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ

روح بھی ایک جسم ہے اور یہی بات قرآن وسنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کیونکہ

قرآن وحدیث میں اس کیلئے صفات اجسام ثابت ہیں مثلاً فوت ہونا' قبض کرنا' ٹھہرائے رکھنا' بھیجنا' پکڑ لینا' نکالنا' نعمتیں پانا' عذاب پانا' لوٹنا' داخل ہونا' راضی ہونا' منتقل ہونا' برزخ میں مضطرب ہونا' کھانا' پینا' سیر کرنا' بسیرا کرنا' لٹکنا' بولنا' پہچاننا اور نہ پہچاننا وغیرہ یہ سب صفات اجسام کی ہیں اور عرض ان صفات سے متصف نہیں ہے۔ پھر اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اپنے آپ کو اور اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور معقولات کا ادراک رکھتی ہے اور یہ سب چیزیں علوم ہیں اور علوم عرض ہوتے ہیں اگر روح بھی عرض ہوتی اور اس کے ساتھ علم قائم ہوتا تو قیام العرض بالعرض لازم آئے گا اور یہ چیز محال ہے۔

استاد ابو قاسم قشیری کہتے ہیں کہ

روح کا صورۃً اجسام لطیفہ سے ہونا بالکل ملائکہ اور شیاطین ''جنات'' کی مانند ہے۔

فائدہ رابعہ: (چوتھا فائدہ) روح اور نفس ایک ہی چیز

صحیح بات یہ ہے کہ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

''یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك''

ترجمہ: یعنی اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ جا''۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا

''ونهی النفس عن الهویٰ''

ترجمہ: اور روکا نفس کو خواہش سے۔

علاوہ ازیں یہ کہا جاتا ہے کہ ''فاضت نفسه'' یعنی مر گیا اور جان نکل گئی۔

بعض اہلسنّت کا قول

بعض اہل سنت والجماعۃ کہتے ہیں کہ

جو روح قبض کی جاتی ہے وہ نفس کے علاوہ ہے۔ اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول کرتا ہے جسے ابن ابی حاتم نے آپ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے ''الله یتوفی الانفس حین موتها'' اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

انسان کے پیٹ میں نفس اور روح دونوں ہیں اور ان دونوں کو آپس میں وہی نسبت ہے جو سورج کی شعاع کو سورج سے ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نیند کے دوران نفس کو قبض کر لیتا ہے اور

روح کو جسم میں چھوڑ دیتا ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اسے قبض کرنے کا ارادہ کرے تو روح کو قبض کر لیتا ہے اور انسان مر جاتا ہے اور اگر ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا تو نفس کو واپس پیٹ میں بھیج دیتا ہے۔

انسان کے لئے تین اشیاء

حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ

انسان کیلئے تین چیزیں ہیں، زندگی، روح اور نفس۔ جب انسان سوتا ہے تو اس کا وہ نفس نکل جاتا ہے جس سے انسان چیزوں کو پہچانتا ہے لیکن جسم سے جدا نہیں ہوتا بلکہ جیسے کوئی لمبی رسی کھینچ دی جائے اس طرح رہتا ہے۔ تو انسان اس نفس کے ساتھ خواب دیکھتا ہے جو کہ نکل جاتا ہے جبکہ روح اور زندگی دونوں جسم میں رہتے ہیں جن سے انسان سانس لیتا ہے۔ تو جب انسانی جسم کو ہلایا جاتا ہے تو وہ نفس پلک جھپکنے سے پہلے واپس آجاتا ہے جب اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی نیند میں ہی موت دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو جو نفس نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روک لیتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ جب وہ نفس نکل جاتا ہے تو اوپر چلا جاتا ہے اور خواب دیکھ کر واپس آتا ہے اور روح کو خبر دیتا ہے تو روح انسان کو خبر دیتی ہے اس طرح انسان جان لیتا ہے کہ اس نے کیا کچھ دیکھا ہے۔

روح اور نفس کی قیام گاہ

ابوالشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں اور ابن عبدالبر نے ''التمھید'' میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

انسان کا نفس جانوروں کے نفس کی طرح تخلیق کیا گیا ہے کہ خواہشات رکھتا ہے اور برائی کی دعوت دیتا ہے۔ اس کا مسکن انسانی پیٹ ہے اور انسان کی فضیلت روح کی بناء پر ہے اور اس کا مسکن انسانی دماغ ہے۔ اسی سے انسان زندہ رہتا ہے اور یہی اچھے کاموں کی طرف انسان کو راغب کرتی ہے۔ پھر حضرت وہب نے ناک کی جانب سے ہاتھ پر ہوا نکالی اور فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ ٹھنڈی ہے کیونکہ یہ روح کی جانب سے ہے۔ پھر منہ سے ہاتھ پر ہوا نکالی اور فرمایا کہ یہ گرم ہے کیونکہ یہ نفس کی جانب سے ہے۔

روح اور نفس زوجین کی مانند

روح اور نفس کی مثال خاوند اور بیوی کی سی ہے جب روح نفس کے پاس آتی ہے اور اس سے ملاقات کرتی ہے تو انسان سو جاتا ہے اور جب بیدار ہوتا ہے تو روح واپس اپنی جگہ پر لوٹ جاتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب تو سو کر بیدار ہوتا ہے تو تیرے سر میں کوئی چیز حرکت کرتی ہے اور دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور باقی اعضاء اس کے خادم ہیں۔ جب نفس برائی کا حکم دیتا ہے تو تمام اعضاء حرکت میں آ جاتے ہیں جبکہ روح انہیں منع کرتی ہے اور بھلائی اور نیکی کی طرف بلاتی ہے۔ اگر تو دل مومن ہو تو روح کی اطاعت کرتا ہے اور اگر کافر ہو تو نفس کی اطاعت کرتا ہے اور روح کی مخالفت کرتا ہے جبکہ اعضاء کو اس برائی کیلئے چست و چالاک کر دیتا ہے۔

مٹی، پانی، نفس اور روح کا مجموعہ انسان

ابن سعد نے ''طبقات'' میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو مٹی اور پانی سے تخلیق فرمایا پھر اس میں نفس رکھا تو اسی سے انسان کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، سنتا ہے، دیکھتا ہے اور جو جانور سیکھتے ہیں وہ بھی وہی سیکھتا ہے اور جن سے وہ بچتے ہیں یہ بھی بچتا ہے۔ پھر اس میں روح رکھی جس سے اس نے سچ اور جھوٹ کو پہچانا، ہدایت اور گمراہی کو جانا، اسی سے ڈرا، آگے بڑھا، چھپایا، علم حاصل کیا اور تمام کاموں کی تدبیر کی انہیں سرانجام دیا۔

نفس اور روح کیا ہیں؟

ابن عبدالبر نے ''التمھید'' میں ذکر کیا ہے کہ

ابواسحاق بن قاسم بن شعبان نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن قاسم بن خالد فرماتے ہیں۔

نفس بھی انسان کے جسم کی طرح ایک جسم رکھتا ہے اور روح جاری پانی کی طرح ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان سے دلیل پکڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: ''اللہ یتوفی الانفس'' یعنی اللہ تعالیٰ نفوس کو موت دیتا ہے''۔ آگے کہتے ہیں کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ سوئے ہوئے آدمی کے نفس کو قبض کر لیتا ہے اور روح اترتی، چڑھتی رہتی ہے اور انسان کی سانس چلتی رہتی ہے جبکہ نفس ہر وادی کی سیر کرتا ہے اور خواب دیکھتا ہے۔ تو جب

اللہ تعالیٰ اسے جسم کی طرف واپس جانے کی اجازت دیتا ہے تو وہ واپس لوٹ آتا ہے اور اس کے واپس لوٹنے سے تمام جسمانی اعضاء بیدار ہو جاتے ہیں۔ آگے کہتے ہیں کہ پتا چلا نفس روح کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اور روح باغ میں جاری پانی کی مانند کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس باغ کو ختم کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ جاری پانی اس سے روک لیتا ہے تو وہ باغ ختم ہو جاتا ہے اسی طرح انسان بھی ہے۔

نفس واپس لوٹایا جاتا ہے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ

عبید اللہ ابی جعفر نے فرمایا کہ جب مردے کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے جو اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور جب اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کیلئے چارپائی زمین پر رکھی جاتی ہے تو وہ فرشتہ بھی ٹھہرتا ہے اور جب اسے اس کی قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے تو فرشتہ پھر ساتھ ساتھ چلتا ہے جب اسے لحد میں اتار کر مٹی کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نفس واپس لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ منکر نکیر اس سے سوال و جواب کرتے ہیں اور جب وہ واپس لوٹ جاتے ہیں تو وہ فرشتہ اس کا نفس ساتھ لے کر جہاں اسے پہنچانے کا حکم دیا جاتا ہے وہاں پہنچا دیتا ہے اور یہ فرشتہ ملک الموت کے مددگار فرشتوں میں سے ایک ہوتا ہے۔

ہر جسم میں دو روحیں

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہیں کہ

ہر جسم میں دو روحیں ہوتی ہیں ان میں سے ایک روح یقظہ (بیدار) ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے یہ عادت بنائی ہے کہ جب وہ جسم میں ہوتی ہے تو انسان بیدار رہتا ہے اور جب جسم سے نکل جاتی ہے تو انسان سو جاتا ہے اور یہی روح خواب دیکھتی ہے جبکہ دوسری روح ''روح حیات'' ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے یہ عادت بنائی ہے کہ جب وہ جسم میں رہتی ہے تو انسان زندہ رہتا ہے اور جب جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو مر جاتا ہے۔ اور جب اسے جسم کی طرف دوبارہ لوٹا دیا جائے گا تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور یہ دونوں روحیں انسان کے پیٹ میں ہوتی ہیں اور ان کا ٹھکانہ وہی جانتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر مطلع کیا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک ہی عورت کے پیٹ میں دو بچے ہوتے ہیں۔

روح دل میں یا؟

بعض متکلمین نے کہا ہے کہ روح دل کے قریب ہوتی ہے۔ ابن عبدالسلام کہتے ہیں کہ یہ بھی بعید نہیں کہ روح دل میں ہی ہو اور ممکن ہے کہ تمام ارواح لطیف شفاف اور نورانی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ چیز مومنین اور ملائکہ کی ارواح کے ساتھ خاص ہو نہ کہ کفار اور شیاطین کی ارواح کے ساتھ۔

اور روح حیات پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے

"قل يتوفاكم ملك الموت" یعنی فرما دیجئے کہ تمہیں ملک الموت موت دیتا ہے۔ جبکہ روح حیات اور روح یقظہ پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے:

"الله يتوفى الانفس" یعنی اللہ ہی نفوس کو موت دیتا ہے"۔ تقدیر کلام یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان نفوس کو جن کے اجسام نیند میں نہیں مرتے قبض فرمالیتا ہے تو جن نفوس کی موت کا فیصلہ فرمالیتا ہے انہیں روک لیتا ہے اور انہیں ان کے اجسام کی طرف نہیں بھیجتا۔ جبکہ دوسرے نفوس کو اجسام کی طرف بھیج دیتا ہے اور یہ نفوس "نفوس یقظہ" ہوتے ہیں جو کہ واپس اپنے اجسام کی طرف مقررہ مدت گزارنے آتے ہیں اور وہ مدت موت تک ہے۔ تو موت کے وقت روح حیات اور رواح یقظہ دونوں جسموں سے قبض کر لی جاتی ہیں لیکن روح حیات مرتی نہیں بلکہ اسے زندہ حالت میں آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے اگر وہ کافر کی روح ہو تو اسے دھتکار دیا جاتا ہے اور اس کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے ہیں جبکہ مومنین کی ارواح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر کر دی جاتی ہیں اور یہ کتنا ہی شرف و عزت کا مقام ہے۔ یہاں شیخ عزالدین کا کلام ختم ہوا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ

جو ابن عبدالسلام نے ذکر کیا ہے کہ روح دل میں ہوتی ہے تو امام غزالی نے بھی "کتاب الانتصار" میں اسی پر یقین ظاہر کیا ہے اور مجھے اسی سلسلہ میں ایک حدیث ملی ہے۔

ابن عساکر نے "تاریخ" میں حضرت زہری سے روایت کیا کہ

حضرت خزیمہ بن حکیم سلمی نمیری فتح مکہ کے دن رسول نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ! مجھے رات کی تاریکی دن کی روشنی سردیوں میں پانی کی

گرمی، گرمیوں میں پانی کی ٹھنڈک، بادل کے مخرج، مرد وعورت کے پانی کی قرارگاہ اور جسم میں نفس کے قیام کی جگہ کے بارے میں بتایئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نفس کے قیام کی جگہ دل ہے اور دل ''نیاط'' موٹی رگ سے لٹکا ہوا ہے یہ موٹی رگ دوسری چھوٹی رگوں کو سیراب کرتی ہے تو جب دل مرجاتا ہے تو رگیں منقطع ہو جاتی ہیں یعنی ختم ہو جاتی ہیں۔

طبرانی نے ''معجم الاوسط'' میں ابن مردویہ نے ''تفسیر'' میں، ابوموسیٰ مدینی نے ''کتاب الصحابہ'' میں اور ابن شاہین نے اسی روایت کو مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث میں کثرت سے غریب راوی ہیں اور اس کی اسناد بہت ضعیف ہیں۔

فائدہ خامسہ: روح کے حادثات مخلوق ہونے پر اجماع

اہل سنت والجماعت نے ارواح کے حادث مخلوق ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور سوائے زندیقوں کے اس کی کسی نے مخالفت نہیں اور جنہوں نے اس کے حادث ہونے پر اجماع نقل کیا ہے وہ محمد بن نصر مروزی اور ابن قتیبہ ہیں اور دلیل یہ ہے کہ حدیث مبارکہ ہے کہ ''ارواح جمع شدہ لشکر ہیں'' اور جمع شدہ چیز مخلوق ہی ہوتی ہے۔

فائدہ سادسہ: پہلے روح کی تخلیق یا جسم کی تخلیق

اب اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا ارواح پہلے تخلیق کی گئیں یا اجسام اس کے متعلق دو قول مشہور ہیں۔

محمد بن نصر اور ابن حزم اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح پہلے تخلیق کی گئیں اور اس بات پر انہوں نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ ابن مندہ نے حضرت عمرو بن عنبسہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ

اللہ تعالیٰ نے بندوں کی روحیں ان سے دو ہزار سال پہلے تخلیق فرمائیں تو جن کی باہم جان پہچان ہوتی ہے وہ مل جاتی ہیں اور جن کی جان پہچان نہیں ہوتی وہ نہیں ملتیں۔ اس حدیث مبارکہ کی سند بہت ضعیف ہے۔

اور دوسری دلیل وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی ذریت نکالنے کا ذکر ہے، حدیث مبارکہ ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو ان کی پیٹھ پر اپنا دست قدرت پھیرا تو ان کی ذریت میں سے قیامت تک پیدا ہونے والی ارواح ان کی پیٹھ سے نکل آئیں۔'' اسے امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے''۔

علاوہ ازیں امام حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان ''واذ اخذ ربک'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والی ارواح کو اکٹھا کیا' انہیں صورت عطاء کی اور قوت گویائی عطاء کی تو انہوں نے کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا جبکہ جو یہ کہتے ہیں کہ اجسام کو پہلے تخلیق کیا گیا۔ انہوں نے اللہ رب العزت کے مندرجہ ذیل فرمان عالیشان کو دلیل بنایا ہے کہ

''ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکورا''

یعنی کیا انسان پر وہ وقت بھی نہیں گزرا کہ جب وہ کوئی مذکور چیز ہی نہ تھا۔

روح طویل عرصہ سے مخلوق

روایت کیا گیا ہے کہ پتلا انسانی میں روح پھونکے جانے سے قبل یہ پتلا چالیس دن پڑا رہا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ

تمہاری تخلیق اس طرح ہے کہ تم چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں رہے پھر اسی طرح چالیس دن تک علقہ کی حالت میں رہے پھر ایسے ہی مضغہ کی حالت میں رہے پھر روح پھونکنے کیلئے ایک فرشتہ بھیجا گیا۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ روح کو پھونکے جانے اور روح کی تخلیق میں فرق ہے۔ روح طویل عرصے سے مخلوق ہے اور بدن کی صورت بنانے کے بعد روح کو ایک فرشتے کے ہاتھ بدن میں داخل کرنے کیلئے بھیجا جاتا ہے۔

فائدہ سابعہ: فلاسفہ کا اختلاف

مسلمانوں کے نزدیک روح بدن کی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے جبکہ فلاسفہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے'' کل نفس ذائقة الموت ''یعنی ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے'' اور یہ بات ضروری ہے کہ چکھنے والا چکھی گئی چیز کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ علاوہ ازیں جو آیات واحادیث پہلے گزر چکی ہیں جو کہ اس کے باقی

رہنے تصرف کرنے، نعمتیں حاصل کرنے اور عذاب پانے پر دلالت کرتی ہیں وہ بھی اسی بات کا ثبوت ہیں کہ روح باقی رہتی ہے۔

روح فنا ہوگی؟

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ روح قیامت کے دن فنا ہو جائے گی اور پھر دوبارہ لوٹائی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے "کل من علیھا فان" یعنی جو بھی زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔ تو اس کے متعلق سبکی نے اپنی تفسیر در نظیم میں ذکر کیا ہے کہ یہ فرمان عالیشان "الامن شاء اللہ" سے مستثنیٰ ہے اور آگے ذکر کیا ہے کہ قریب ترین بات یہ ہے کہ روح فنا نہیں ہوگی۔

ابن قیم نے کتاب الروح میں ذکر کیا ہے کہ

اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا بدن کے ساتھ ساتھ روح کو بھی موت آتی ہے یا اکیلا بدن ہی موت کا شکار ہوتا ہے؟ اس کے متعلق دو قول ہیں اور صحیح بات یہی ہے کہ اگر روح کے موت کا ذائقہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو اس معنی میں موت کا ذائقہ چکھنا ہی صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ روح فنا ہو جائے گی یہ صحیح نہیں کیونکہ روح اپنی تخلیق کے بعد سے اجماعی طور پر باقی رہنے والی ہے چاہے نعمتوں میں ہو یا عذاب میں ہو۔

ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن وضاح سے تاریخ دمشق میں روایت کیا، فرماتے ہیں:

سحنون بن سعید سے کسی نے کہا کہ ایک آدمی کہتا ہے ارواح بھی جسموں کے ساتھ ہی مر جاتی ہیں تو آپ نے کہا معاذ اللہ! یہ تو اہل بدعت کا قول ہے۔

فائدہ ثامنہ:

رسول نبی کریم ﷺ کے فرمان عالیشان "الارواح جنود مجندۃ الخ" یعنی ارواح جمع شدہ لشکر ہیں الخ" اس کے معنی میں اختلاف ہے۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ

یہ فرمان عالیشان خیر وشر اور صلاح و فساد میں مشابہت کے معنی کی طرف اشارہ ہے یعنی جو لوگوں میں سے اچھا ہوگا وہ اپنے جیسے ہی کی طرف مائل ہوگا اور برا برے کی طرف مائل ہوگا۔ تو روحوں کا تعارف ان کی طبیعتوں کے لحاظ سے ہوتا ہے یعنی خیر وشر میں سے جو ان کی فطرت ہوتی

ہے اس کے مطابق ان کا تعارف ہوتا ہے۔ اگر طبیعتیں متفق ہوں تو متعارف ہو جاتی ہیں اور مل جاتی ہیں اور اگر طبیعتیں مختلف ہوں تو نہیں ملتیں

جبکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ

اس فرمان عالیشان سے مراد تخلیق کی ابتداء کے بارے میں خبر دینا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ارواح اجسام سے دو ہزار سال پہلے تخلیق کی گئیں اور آپس میں ملاقات کرتی تھیں تو جب جسموں میں داخل کی گئیں تو جوان کا سابقہ رابطہ تھا اس کے مطابق وہ متعارف بھی ہوتی ہیں اور متعارف نہیں بھی ہوتیں۔

مومنین کی روحوں کا تعارف

بعض کہتے ہیں کہ

ارواح اگر چہ روح کے اعتبار سے ایک ہی جنس ہیں لیکن بہت سے اوصاف میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ہر قسم کی روح اپنی جیسی روح سے محبت کرتی ہے اور مخالف سے نفرت کرتی ہے۔

ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں اپنی سند کے ساتھ ہرم بن حیان سے روایت کیا فرماتے ہیں۔

میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور انہیں سلام عرض کیا نہ ہی میں نے اس سے قبل انہیں دیکھا تھا اور نہ ہی انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ اے ہرم بن حیان! وعلیکم السلام میں نے کہا کہ آپ نے میرا اور میرے والد کا نام کیسے جانا حالانکہ آج سے پہلے نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے اور نہ آپ نے مجھے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تیرے نفس نے میرے نفس سے کلام کیا تو میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا کیونکہ ارواح کے بھی نفوس ہوتے ہیں جیسا کہ اجسام کے نفوس ہوتے ہیں اور مومنین ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب بغیر دیکھے اور بغیر ملاقات کیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

ہنسانے والی عورت

طوسی نے ''عیون الاخبار'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

مکہ میں ایک عورت قریش کی عورتوں کے پاس آ کر انہیں ہنساتی تھی جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئی تو میرے پاس آئی۔ میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھہری ہوئی ہو؟ تو اس نے بتایا کہ جو عورت مدینہ منورہ میں لوگوں کو ہنساتی ہے اس کے پاس ٹھہری ہوں۔ اتنے میں رسول نبی کریم

ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ فلاں ہنسانے والی عورت آپ کے پاس ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو فرمایا کہ کہاں ٹھہری ہوئی ہے؟ میں نے کہا کہ فلاں ہنسانے والی عورت کے پاس۔ تو ارشاد فرمایا: الحمدللہ! ارواح جمع شدہ لشکر ہیں جن کا آپس میں تعارف ہوتا ہے وہ مل جاتی ہیں اور جن کا تعارف نہیں ہوتا وہ نہیں ملتیں۔

فائدہ تاسعہ:

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

اگر یہ کہا جائے کہ ارواح اپنی قیام گاہ کو چھوڑنے کے بعد کس چیز کے سبب گروہ بندی کرتی ہیں حتیٰ کہ باہم متعارف ہوتی ہیں اور کیا کوئی صورت اختیار کرتی ہیں؟

جواب:

اللہ تعالیٰ اہل سنت میں اضافہ فرمائے ان کے مذہب کے مطابق اس کا جواب یہ ہے کہ روح ایک ذات ہے جو بنفس نفیس قائم ہے اوپر چڑھتی ہے نیچے اترتی ہے ملتی ہے' جدا ہوتی ہے' جاتی ہے' آتی ہے' متحرک ہوتی ہے اور ٹھہرتی ہے اور اس بات پر سو سے زیادہ دلائل ہیں' ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے "ونفس وما سواھا" یعنی قسم ہے نفس کی اور اسے برابر کرنے والے کی۔ تو پتا چلا کہ نفس برابر کیا ہوا ہے اور جیسا کہ بدن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: "الذی خلقك فسواك فعدلك" یعنی وہی ذات ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور برابر کیا الخ۔ تو معلوم ہوا کہ بدن کو نفس کیلئے قالب کی حیثیت حاصل ہے پس بدن کی برابری نفس کی برابری کے تابع ہے۔

آگے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ نفس اپنے بدن سے ایسی صورت حاصل کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اپنے غیر سے ممتاز ہوتا ہے کیونکہ نفس بدن سے متاثر ہوتا ہے اور اس کا اثر قبول کرتا ہے جیسا کہ بدن نفس سے متاثر ہوتا ہے اور اس کا اثر قبول کرتا ہے۔ تو اچھا یا برا بدن نفس کا بار اٹھاتا ہے۔ آگے فرمایا کہ نفوس کا امتیاز جدا ہونے کے بعد ابدان کے امتیاز سے کہیں زیادہ ہوتا ہے اور ان کی مشابہت بھی ابدان کی مشابہت سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ابدان اس کے ساتھ زیادہ دیر قیام کرتے ہیں اور ارواح کم قیام کرتی ہیں اور یہ فرق اس دلیل سے واضح ہوتا ہے کہ ہم نے انبیاء کرام علیہم اسلام اور آئمہ کرام کے ابدان کا مشاہدہ نہیں کیا حالانکہ ان میں جو امتیاز ہے وہ ہمارے

علم میں بہت واضح ہے اور یہ امتیاز محض ان کے اجسام کی طرف راجع نہیں بلکہ ان کی ارواح کی جوصفات ہم جانتے ہیں اس وجہ سے بھی ہے۔

آپ دو سگے بھائیوں کی شکل وصورت میں بہت زیادہ مشابہت دیکھتے ہیں مگر ان کی ارواح کے درمیان بہت زیادہ تفاوت ہوتا ہے اور کبھی ہم قبیح اور بری شکل دیکھتے ہیں تو اس کی روح کو بھی اس کی بدصورتی سے کچھ نہ کچھ تعلق اور تناسب ہوتا ہے اور کبھی کسی کا بدن آفت زدہ ہوتا ہے تو اس کی کی روح بھی اس کی مناسبت سے آفت زدہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب فراست لوگ بدنوں کی شکل وصورت دیکھ کر لوگوں کے احوال جان لیتے ہیں۔اور کبھی کوئی حسین وجمیل متناسب الاعضاء شکل وصورت دیکھتے ہیں تو اس کی روح بھی اسی کی مناسبت سے خوبصورت ہوتی ہے تو جب ملائکہ جسم نہ ہونے کے باوجود بھی اسی کی مناسبت سے خوبصورت ہوتی ہے۔تو جب ملائکہ جسم نہ ہونے کے باوجود حسن و جمال میں ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں ایسے ہی جن ہیں تو انسانوں کی ارواح بدرجہ اولیٰ ممتاز ہوں گی۔انتھیٰ

مومن کی روح شہد کی مکھی کی مانند

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ الدرۃ الفاخرۃ میں لکھتے ہیں کہ

مومن کی روح شہد کی مکھی کی مانند اور کافر کی روح ٹڈی کی صورت پر ہوتی ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ حدیث صور میں تو یہ ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تمام ارواح کو پکاریں گے تو وہ آپ کے پاس جمع ہو جائیں گی۔مسلمانوں کی ارواح بھڑکدار اور چمکتے نور کی طرح آئیں گی اور کفار کی ارواح اندھیرے کی طرح۔حضرت اسرافیل علیہ السلام ان تمام کو جمع کر کے ''صور'' کے اندر لٹکا لیں گے پھر اس میں پھونک ماریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے تو تمام ارواح صور کے اندر سے شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی اور زمین وآسمان کے درمیان ہر جگہ پر کر دیں گی۔پھر ہر روح اپنے جسم کی طرف آئے گی اور جسم میں اس طرح سرایت کر جائے گی جیسے زہر سرایت کر جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ شہد کی مکھیوں کی مانند نکلیں گی اس میں شکل وصورت میں مشابہت مراد نہیں بلکہ یہ تو فقط ان کے نکلنے کی حالت بیان کی گئی ہے۔ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے:

"یخرجون من الاجداث کانهم جراد منتشر"

ترجمہ: "یعنی وہ قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا کہ منتشر ٹڈیاں ہیں"۔

جو یبر کی تفسیر میں اسی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مومنین کی ارواح جابیہ سے اور کفار کی ارواح برہوت سے آئیں گی اور وہ اپنے جسموں کی طرف تمہارے اپنی سواریوں کی طرف جانے سے زیادہ سیدھی جائیں گی۔ اس دن کچھ ارواح سیاہ ہوں گی اور کچھ سفید تو مومنین کی ارواح سفید جبکہ کفار کی ارواح سیاہ ہوں گی۔

فائدہ عاشرہ:

ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

قیامت کے دن لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوگا حتیٰ کہ روح جسم سے جھگڑے گی اور کہے گی کہ تو نے یہ کام کیا۔ جسم کہے گا کہ تو نے مجھے حکم دیا تھا اور مزین کر کے یہ کام پیش کیا تھا۔ تو اللہ رب العزت فیصلہ کرنے کیلئے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا۔ فرشتہ ان سے کہے گا کہ تمہاری مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک اپاہج اور ایک اندھا باغ میں داخل ہوئے تو اپاہج نے کہا کہ میں کچھ پھل دیکھ رہا ہوں لیکن ان تک پہنچ نہیں سکتا۔ تو اندھے نے کہا کہ مجھ پر سوار ہو جاؤ اور اتار لاؤ۔ وہ اپاہج اس اندھے پر سوار ہو کر پھل اتار لایا تو اب تم بتاؤ کہ ان دونوں میں سے مجرم کون ہے۔ تو روح اور جسم جواب دیں گے کہ وہ دونوں ہی مجرم ہیں تو فرشتہ کہے گا کہ تم دونوں نے خود ہی اپنے خلاف فیصلہ کر لیا یعنی جسم روح کیلئے سواری کی طرح ہے اور روح سوار کی طرح ہے۔

یوم قیامت روح اور جسم کا جھگڑا

دار قطنی نے "الاقرار" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ

یوم قیامت روح اور جسم جھگڑیں گے جسم کہے گا کہ میں تو تنے کی طرح پڑا ہوا تھا اگر روح نہ ہوتی تو نہ میں ہاتھ ہلا پاتا اور نہ ہی پاؤں۔ تو روح کہے گی کہ میں تو ہوا کی طرح تھی اگر جسم نہ ہوتا تو میں کچھ بھی کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی تو فرشتہ انہیں اپاہج اور اندھے کی مثال سنائے گا کہ اندھے نے اپاہج کو اٹھا لیا تو اپاہج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کی رہنمائی کرتا گیا اور اندھا اسے اپنے پاؤں کی مدد سے اٹھا کر چلتا گیا۔

اس حدیث کیلئے ایک اور شاہد ہے۔ عبداللہ بن احمد نے ''زوائد الزہد'' میں نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

دل اور جسم کی مثال

دل اور جسم کی مثال اندھے اور اپاج کی مثال کی طرح ہے اپاج نے اندھے سے کہا کہ میں کچھ پھل دیکھ رہا ہوں لیکن ان تک پہنچ نہیں سکتا۔ تو مجھے اٹھا لے تو اندھے نے اسے اٹھا لیا اور اس نے پھل اتار کر خود بھی کھایا اور اسے بھی کھلایا۔

یہ اس بات کی بھی تائید کرتی ہے کہ دل روح کی قیام گاہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وصلى الله علي سيدنا و مولانا وملجانا محمد وعلىٰ آله واصحابه واولياء امة و علماء ملته و دينه اجمعين برحمتك يار احم الرحمين

الحمدللہ! شرح الصدور کا ترجمہ 19 جون 2006ء
بمطابق ۲۲ جمادی الاوّل ۱۴۲۷ھ کو ختم ہوا

عابد عمران انجم مدنی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا